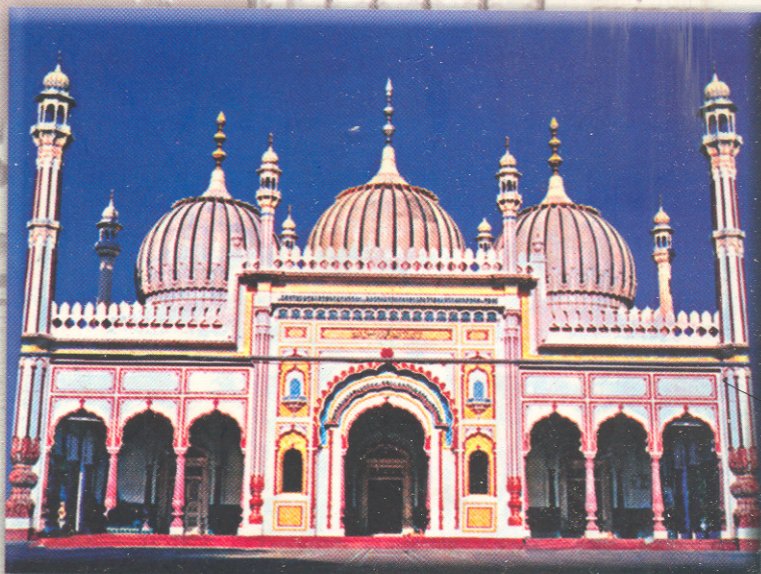


تاریخ و تذکرہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ



تالیف :

محمد زکریا نجھارا

جملہ حقوق محفوظ

تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ	:	نام کتاب
جون ۲۰۰۳ء	:	سال اشاعت
محمد ریاض درانی	:	ناشر
جمیل حسین	:	سرورق
جمعیت کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ، لاہور	:	کمپوزنگ
اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس، لاہور	:	مطبع
250/-	:	قیمت

ملنے کے پتے:

- ۱۔ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی۔
- ۲۔ مرکز سراجیہ، اکرم پارک، غالب مارکیٹ، گلبرگ ۳، لاہور۔

فہرست

- تقریظ مولانا سرفراز خان صفدر ۲۵
- تقریظ مولانا فضل الرحمن ۲۹
- عرض ناشر محمد ریاض درانی ۳۵
- ۱- کلمات طیبات مخدوم زمان سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل محمد سبط اللہ علیہم السلام ۴۱
- ۲- مقدمہ ۴۳
- ۳- وصل اول: فضیلت تصوف و صوفیا ۵۵
- ۴- وصل دوم: فضائل و خصائص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۶۱
- ۵- اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ ۶۳
- ۶- فضائل طریقہ نقشبندیہ ۶۶
- ۷- وصل سوم: مختصر تعارف خانقاہ سراجیہ شریف ۶۹
- ۸- روحانیت کا سرچشمہ ۷۱
- ۹- ننھی منھی بستی، لازوال خزانہ ۷۲
- ۱۰- خانقاہ کا حسین منظر ۷۲
- ۱۱- اکابر زائرین خانقاہ سراجیہ ۷۳
- ۱۲- خانقاہ سراجیہ شریف کی امتیازی حیثیت ۷۳
- ۱۳- آبادی کی کل کائنات ۷۴
- ۱۴- علمی و دینی اور روحانی درس گاہ ۷۴
- ۱۵- حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی خانقاہ شریف پر تشریف آوری ۷۵
- ۱۶- پاکستان میں فیضان سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ ۷۵
- ۱۷- برصغیر کی مشہور قدیمی خانقاہ ۷۶
- ۱۸- خانقاہ سراجیہ کی چند خصوصیات ۷۷

- ۱۹- (۱) اتباع کتاب و سنت ۷۷
- ۲۰- (۲) ایک اہم ملفوظ اور صحیح تصوف کے فقدان پر تاسف ۷۸
- ۲۱- سالکان طریقت کی تعلیم و تربیت کا صحیح انداز ۷۹
- ۲۲- (الف) مکتوبات امام ربانی قدس سرہ اور رسائل حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی تدریس ۷۹
- ۲۳- (ب) رمضان المبارک میں خصوصی عبادات و دعاؤں کا مرکز ۸۰
- ۲۴- یہاں ہر نقش خوشبوئے محبت لیے ہوئے ہے ۸۰
- ۲۵- تزکیہ نفس کے لیے مثالی خانقاہ ۸۱
- ۲۶- خانقاہ شریف، مسجد اور چاند رات ۸۲
- ۲۷- پاکان بارگاہ الہی کی آرام گاہیں ۸۳
- ۲۸- نظم: درصفت منبع البرکات و فیوض گلہائے چمن معرفت حضرات ثلاثہ (قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان، صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالکلیل خان محمد صاحب) ادا اللہ برکاتہم و فیوضہم العالیہ۔ ۸۴
- ۲۹- وصل چہارم: شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ شریف ۸۵
- ۳۰- شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید ۸۵
- ۳۱- شجرہ شریف پڑھنے کا طریقہ ۸۵
- ۳۲- حواشی مقدمہ ۹۳
- ۳۳- باب اول: احوال و مناقب قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ ۹۵
- ۳۴- فصل اول: صبح ظہور: خاندان و ولادت باسعادت ۱۰۱
- ۳۵- نام و نسب ۱۰۱
- ۳۶- ولادت باسعادت ۱۰۲
- ۳۷- ولادت سے پہلے بشارت ۱۰۲
- ۳۸- مولانا غلام محمد بکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۰۳
- ۳۹- فصل دوم: تعلیم و تربیت (از آغاز تا تکمیل تحصیل علم) ۱۰۵
- ۴۰- ذوق سلیم اور جذبہ فرمانبرداری ۱۰۵
- ۴۱- مدرسہ بندھیال میں تعلیم ۱۰۶

- ۱۰۷ - ۴۲ - فاقہ مستی میں ثابت قدمی
- ۱۰۷ - ۴۳ - عظیم قربانی اور اتباع اسلاف
- ۱۰۸ - ۴۴ - تکمیل علم کے لیے سفر ہندوستان
- ۱۰۹ - ۴۵ - فصل سوم: تحصیل و تکمیل سلوک
- ۱۰۹ - ۴۶ - سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت
- ۱۱۱ - ۴۷ - حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے اخذ فیض
- ۱۱۱ - ۴۸ - حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے بیعت
- ۱۱۲ - ۴۹ - ریاضات و مجاہدات
- ۱۱۲ - ۵۰ - بکھرے خانقاہ موسیٰ زئی شریف پیادہ جانا
- ۱۱۲ - ۵۱ - خدمت شیخ
- ۱۱۲ - ۵۲ - عجیب آرزو
- ۱۱۳ - ۵۳ - خانقاہ سون سیکسر پر حضرت شیخ اور درویشوں کی خدمت
- ۱۱۴ - ۵۴ - پیرومرشد کی عنایات
- ۱۱۴ - ۵۵ - اذکار و وظائف کا انمول انداز
- ۱۱۵ - ۵۶ - حضرت خواجہ قدس سرہ سے کتب تصوف کا پڑھنا
- ۱۱۶ - ۵۷ - مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہ سے آپ کی دل بستگی
- ۱۱۷ - ۵۸ - سچی عقیدت و ارادت
- ۱۱۸ - ۵۹ - بلندی درجات
- ۱۱۹ - ۶۰ - تصدیق مزید
- ۱۲۰ - ۶۱ - عطائے خلافت
- ۱۲۰ - ۶۲ - خلعتِ قیومیت
- ۱۲۵ - ۶۳ - فصل چہارم: محبت علم، شوقِ مطالعہ اور آثار
- ۱۲۶ - ۶۴ - تصنیف و تالیف
- ۱۲۶ - ۶۵ - حواشی کنز الہدایات
- ۱۲۷ - ۶۶ - تخریج المبسوط

- ۶۷- فصل پنجم: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تاسیس ۱۳۹
- ۶۸- فصل ششم: سفر آخرت و مزار انور و قطعات تاریخ وصال مبارک ۱۳۳
- ۶۹- بیماری ۱۳۳
- ۷۰- حکیم عبدالوہاب دہلوی کا علاج ۱۳۳
- ۷۱- حکیم صاحب کا ادراک ۱۳۴
- ۷۲- حکیم صاحب کا داخل طریقہ ہونا ۱۳۴
- ۷۳- وصال مبارک ۱۳۵
- ۷۴- مزار انور ۱۳۶
- ۷۵- قطعات تاریخ وصال مبارک ۱۳۶
- ۷۶- در شان قیوم زمان حضرت ابوالسعد احمد خان قدس سرہ ۱۳۷
- ۷۷- فصل ہفتم: ازواج و اولاد امجاد و پس ماندگان کرام و جانشین معظم اور وصیت نامہ و خلفائے عظام ۱۳۹
- ۷۸- ازواج و اولاد امجاد ۱۳۹
- ۷۹- پس ماندگان کرام ۱۴۰
- ۸۰- جانشین معظم ۱۴۰
- ۸۱- وصیت نامہ ۱۴۱
- ۸۲- خلفائے عظام ۱۴۵
- ۸۳- نائب قیوم زمان صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ ۱۴۵
- ۸۴- حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۵
- ۸۵- حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
- ۸۶- حضرت حاجی میاں جان محمد قدس سرہ ۱۴۹
- ۸۷- حضرت مولانا سید عبدالسلام احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰
- ۸۸- حضرت مولانا مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۱
- ۸۹- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۱
- ۹۰- حضرت حکیم مولانا عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۳
- ۹۱- حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۴

- ۹۲- حضرت مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۵
- ۹۳- حضرت شیخ محمد مکرانی قدس سرہ ۱۵۶
- ۹۴- حضرت مولانا ندیر احمد عرشی دھونوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۶
- ۹۵- حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۱
- ۹۶- حضرت سید مختار احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۲
- ۹۷- حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۲
- ۹۸- حضرت مولانا پیر سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۳
- ۹۹- حضرت مولانا احمد دین کیلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴
- ۱۰۰- حضرت حکیم حافظ جن بیر رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴
- ۱۰۱- حضرت مولانا عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴
- ۱۰۲- حضرت مولانا سراج الدین راجنہار رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۶
- ۱۰۳- حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۶
- ۱۰۴- حضرت میاں اللہ دتہ سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸
- ۱۰۵- حضرت فقیر سلطان سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸
- ۱۰۶- حضرت مفتی عظیم الاحسان رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۹
- ۱۰۷- حضرت مولانا مہر دین احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۰
- ۱۰۸- حضرت علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۰
- ۱۰۹- حضرت ڈاکٹر محمد شریف قدس سرہ ۱۷۱
- ۱۱۰- حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۲
- ۱۱۱- حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۳
- ۱۱۲- حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۴
- ۱۱۳- حضرت میاں محمد قریشی لائلپوری (فیصل آبادی) رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۴
- ۱۱۴- حضرت ملک اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵
- ۱۱۵- جناب مستری نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵
- ۱۱۶- فصل ہشتم: مناقب و مراتب عالیہ ۱۷۷

- ۱۱۷- خلعت قیومیت سے سرفرازی ۱۷۸
- ۱۱۸- آپ قطب جہاں اور مجدد دوراں تھے ۱۷۸
- ۱۱۹- الہامی عبارات ۱۷۸
- ۱۲۰- تو قطب جمع دیار ہستی ۱۷۸
- ۱۲۱- آپ کی زیارت کرنے والا نجات اخروی سے سرفراز ہوگا ۱۷۹
- ۱۲۲- حضرات خواجگان قدس سرہاں کی روحانی زیارت کا شرف ۱۸۱
- ۱۲۳- مجاذیب کی امارت کا شرف ۱۸۲
- ۱۲۴- اہل خدمت کی سیادت کا منصب عالی ۱۸۳
- ۱۲۵- حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اقدس قدس سرہ کے بارے میں ارشاد ۱۸۴
- ۱۲۶- فصل نہم: اکابرین کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت و عقیدت ۱۸۷
- ۱۲۷- حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی آپ سے عقیدت و محبت ۱۸۹
- ۱۲۸- حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی نظر میں حضرت اقدس قدس کا مقام و مرتبہ ۱۸۹
- ۱۲۹- حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی خانقاہ سراجیہ تشریف آوری ۱۹۰
- ۱۳۰- سب سے بڑے عارف کامل ۱۹۱
- ۱۳۱- حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس سے محبت و عقیدت ۱۹۲
- ۱۳۲- حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیوم زماں قدس سرہ سے عقیدت ۱۹۳
- ۱۳۳- حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ ۱۹۳
- ۱۳۴- دارالعلوم دیوبند (ہند) میں حضرت اقدس قدس سرہ کا احترام ۱۹۴
- ۱۳۵- حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت ۱۹۵
- ۱۳۶- حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت ۱۹۶
- ۱۳۷- فصل دہم: کشف و کرامات ۱۹۷
- ۱۳۸- مرید صادق کے خیال سے مرشد کامل کی آگاہی ۱۹۷
- ۱۳۹- توجہ شیخ سے حل اشکال ۱۹۸
- ۱۴۰- زیارت مرشد کامل ذریعہ نجات اخروی ہے ۲۰۰
- ۱۴۱- عجیب فرمائش کی تکمیل ۲۰۱

- ۲۰۱ - ۱۴۲ - مژدہ باران رحمت
- ۲۰۳ - ۱۴۳ - جنات کی ارادت
- ۲۰۳ - ۱۴۴ - تاثیر توجہ
- ۲۰۳ - ۱۴۵ - فیضانِ نظر
- ۲۰۴ - ۱۴۶ - حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب
- ۲۰۴ - ۱۴۷ - عذاب قبر سے نجات
- ۲۰۵ - ۱۴۸ - ختم قرآن شریف کے ایصالِ ثواب کی برکت
- ۲۰۵ - ۱۴۹ - کشف بے کیف
- ۲۰۵ - ۱۵۰ - مقصد کے برگشتہ دین ہونے کا کشف
- ۲۰۶ - ۱۵۱ - بیماری سے شفا نصیب ہوگئی
- ۲۰۷ - ۱۵۲ - وسعت روحانیت
- ۲۰۷ - ۱۵۳ - تمام امراض کا یک دم زائل ہو جانا
- ۲۰۸ - ۱۵۴ - مکمل صحت و توانائی کا نصیب ہونا
- ۲۰۸ - ۱۵۵ - قبر مبارک سے ندا آنا
- ۲۰۹ - ۱۵۶ - عقیدت شیخ اور مرید نوازی کا انمول واقعہ
- ۲۱۰ - ۱۵۷ - کشف صدور اور انوار الہیہ کا بارش کا واقعہ عجیب
- ۲۱۱ - ۱۵۸ - مہاجن کے قرض سے غریب کی خلاصی
- ۲۱۱ - ۱۵۹ - جامع کمالات ہستی
- ۲۱۲ - ۱۶۰ - ریلوے سٹیشن بن گیا
- ۲۱۲ - ۱۶۱ - اللہ تعالیٰ نے میثا عطا کیا
- ۲۱۲ - ۱۶۲ - بیمار بیٹے نے صحت کاملہ پائی
- ۲۱۲ - ۱۶۳ - صفائے باطن
- ۲۱۳ - ۱۶۴ - تزکیہ و تصرف
- ۲۱۵ - ۱۶۵ - فصل یازدہم: فرمودات و معمولات
- ۲۱۵ - ۱۶۶ - رعب و وقار اور تواضع و انکساری

- ۱۶۷- اتباع کتاب و سنت ۲۱۶
- ۱۶۸- نفاست پسندی ۲۱۶
- ۱۶۹- تا اوت و تدبر قرآن مجید ۲۱۷
- ۱۷۰- تصویر شیخ سے خواطر بند ہو سکتے ہیں ۲۱۷
- ۱۷۱- رابطہ شیخ حصول قرب کے لیے مفید تر و اسلم تر ہے ۲۱۸
- ۱۷۲- اتباع شریعت اور رابطہ شیخ پر خاتمہ بالخیر نصیب ہونے کی امید ہے ۲۱۸
- ۱۷۳- رابطہ شیخ کے مشروع و مستحسن ہونے کی اقویٰ دلیل ۲۱۹
- ۱۷۴- محبت شیخ تمام کمالات کی اصل ہے ۲۱۹
- ۱۷۵- وہابیت کی رد و اعتقاد محبت اور ادب کا اٹھ جانا ۲۲۰
- ۱۷۶- دشمن کے ساتھ مناسب سلوک ۲۲۱
- ۱۷۷- فرقہ بندی سے کوسوں دوری ۲۲۱
- ۱۷۸- حجبے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا ۲۲۲
- ۱۷۹- فروعی مسائل میں تشدد کرنے والے پر عذاب قبر ۲۲۳
- ۱۸۰- طلب شہرت موجب فتنہ ہے ۲۲۴
- ۱۸۱- کسٹمان حال و اخفائے کمال ۲۲۴
- ۱۸۲- غنائے قلب اور سرچشمی ۲۲۵
- ۱۸۳- ناموس اسلام کی پاسداری ۲۲۶
- ۱۸۴- ایک تفسیری نکتہ اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲۶
- ۱۸۵- شغائے قاضی عیاض کے مطالعہ کی ترغیب ۲۲۶
- ۱۸۶- فتنہ مرزائیت کی نشاندہی ۲۲۷
- ۱۸۷- تربیت سالکان کا نرا انداز ۲۲۸
- ۱۸۸- خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت و عقیدت ۲۲۹
- ۱۸۹- خوش مزاجی ۲۲۹
- ۱۹۰- حلم و تحمل ۲۲۹
- ۱۹۱- مہمان نوازی و خادم پروری ۲۳۰

- ۱۹۲- صبر و رضا کی تلقین ۲۳۱
- ۱۹۳- ذوقِ سخن ۲۳۱
- ۱۹۴- شہاروڑی معمولات اور تقسیم اور مقامات ۲۳۳
- ۱۹۵- حواشی باب اول ۱۳۷
- ۱۹۶- باب دوم: احوال و مناقب نائب قیومِ زماں و صدیقِ دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ دہیانوی قدس سرہ ۲۳۹
- ۱۹۷- فصل اول: ابتدائی حالات اور تعلیم و تربیت ۲۵۳
- ۱۹۸- خاندانی حالات ۲۵۳
- ۱۹۹- ولادت باسعادت ۲۵۴
- ۲۰۰- ابتدائی تعلیم ۲۵۴
- ۲۰۱- بچپن کی سادہ لوحی اور سلیم الفطرتی ۲۵۴
- ۲۰۲- مڈل اسکول میں داخلہ ۲۵۵
- ۲۰۳- آہ سرد کی تاثیر ۲۵۵
- ۲۰۴- مزید نصرت الہی نصیب ہونا ۲۵۶
- ۲۰۵- دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فارغ التحصیلی ۲۵۹
- ۲۰۶- حضرت اقدس قدس سرہ کی جوانی ۲۵۹
- ۲۰۷- تہجد گزاری اور خشوع نماز ۲۵۹
- ۲۰۸- نیکی و تقویٰ میں بلند مقام ۲۶۰
- ۲۰۹- فصل دوم: تحصیل و تکمیل سلوک ۲۶۱
- ۲۱۰- شروع سے میلانِ طبع تصوف کی طرف تھا ۲۶۱
- ۲۱۱- پہلی بیعت ۲۶۱
- ۲۱۲- بزرگوں کی خدمت کا جذبہ ۲۶۲
- ۲۱۳- شادی ۲۶۳
- ۲۱۴- زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ سے عقیدت ۲۶۳
- ۲۱۵- حکمت و طبابت سیکھنے کا عزم ۲۶۴

- ۲۶۲ - پہلی بیعت اور خانقاہ سراجیہ پر تشریف آوری
- ۲۶۳ - عطائے خلافت
- ۲۶۶ - فرض منصبی کی ادائیگی
- ۲۶۷ - حرمت شیخ کی پاسداری
- ۲۶۷ - رشد و ہدایت کے چشمے جاری فرمادیے
- ۲۶۹ - محبت شیخ و مربی
- ۲۷۱ - فصل سوم: سفر آخرت و پس ماندگان کرام اور خلفائے عظام
- ۲۷۱ - سفر آخرت
- ۲۷۲ - وصال مبارک
- ۲۷۴ - قطعہ تاریخ وصال و مدحت نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ دہیانوی قدس سرہ
- ۲۷۵ - حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں
- ۲۷۵ - حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی محبت و عقیدت میں نکلنے والے آنسو
- ۲۷۶ - ازواج و اولاد و امجاد و پس ماندگان کرام
- ۲۷۸ - خلفائے عظام
- ۲۷۸ - مخدوم زماں خواجہ خواجگان مرشد الصلحا و العلما سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ
- ۲۷۸ - حضرت میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷۹ - حضرت سید پیر عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷۹ - حضرت مولانا قاضی شمس الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۵ - حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۷ - حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۷ - حضرت مولانا مفتی عطاء محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۹ - حضرت مولانا محمد مکرانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۹ - حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان خاکوانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۹ - حضرت حکیم عبدالجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۹۳ - فصل چہارم: اکابر کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت و عقیدت
- ۲۹۳ - حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ کا ارشاد
- ۲۹۳ - علماء و صلحاء کی محترم شخصیت
- ۲۹۴ - حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ کا اظہار عقیدت
- ۲۹۵ - حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار خیال
- ۲۹۵ - مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم
- ۲۹۷ - العالی کے مبارک الفاظ
- ۳۰۵ - حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت
- ۳۰۷ - حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری صاحب مدظلہ کا اظہار عقیدت
- ۳۰۹ - حضرت علامہ طاہر طاہر صاحب کا اظہار عقیدت
- ۳۱۱ - حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس کا اظہار عقیدت و محبت
- ۳۱۲ - زبدۃ السالکین حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا رابطہ جانی
- ۳۱۲ - حضرت رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ بر مزار قیوم زماں قدس سرہ
- ۳۱۳ - حضرت رائے پوری قدس سرہ کی تحسین بر کمال تربیت مریداں
- ۳۱۴ - حضرت رائے پوری قدس سرہ کی مخدوم زماں بسط اللہ ظہم العالی کو نصیحت
- ۳۱۴ - حضرت شیخ قدس سرہ کی باکمال نظر انتخاب
- ۳۱۷ - فصل پنجم: مناقب و درجات روحانی و کرامات
- ۳۱۷ - بچپن کی کرامت
- ۳۱۸ - اخفائے احوال
- ۳۱۸ - حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے روحانی ملاقات
- ۳۱۹ - امام ربانی قدس سرہ سے تحریر نصیب ہونا
- ۳۲۰ - مرید نوازی اور دلدادگی کی بہترین مثال
- ۳۲۰ - روحانی عظمت
- ۳۲۱ - وصیت شیخ قدس سرہ پر عمل
- ۳۲۱ - بعد وصال اولاد شیخ پر نگاہ شفقت

- ۳۲۳ - تصرف حضرت اقدس قدس سرہ
- ۳۲۴ - حل اشکال کا مرتبہ بلند
- ۳۲۵ - انداز تربیت و فیض عام
- ۳۲۵ - حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے مطلع صاف ہو گیا
- ۳۲۶ - حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مصیبت سے رہائی بخشی
- ۳۲۶ - سیلاب کے نقصان سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا
- ۳۲۷ - مصیبتوں کے کوہِ گراں اللہ نے ٹال دیے
- ۳۲۷ - صیقلِ قلوب ہستی
- ۳۲۸ - آپ وقت کے قطب الارشاد تھے
- ۳۲۹ - فصل ششم: خصائل و فضائل
- ۳۲۹ - سنن و مستحبات کا اہتمام خاص
- ۳۳۰ - لباس میں سنت کا اہتمام
- ۳۳۰ - اتباع شریعت و پیروی سنت کا اہتمام
- ۳۳۰ - مسلک فقہی میں اعتدال
- ۳۳۱ - طریقہ ایصالِ ثواب
- ۳۳۲ - اہل دنیا سے بے نیازی
- ۳۳۳ - حضرت شیخ کا ذکرِ خیر
- ۳۳۳ - زکوٰۃ کی رقم اپنے درویشوں کو نہ کھلانا
- ۳۳۳ - عمر بھر صاحبِ نصاب نہ ہونا
- ۳۳۴ - اصلاح و تربیت کا خوبصورت انداز
- ۳۳۵ - ظاہری نمود و نمائش سے پرہیز
- ۳۳۵ - تحفظ ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ
- ۳۳۶ - مجموعہ اخلاقِ حسنہ اور فضائلِ کریمانہ
- ۳۳۷ - شہرت و تکلف سے دوری
- ۳۳۷ - سراپا عقیدت و نیاز مندی

- ۲۹۰ - اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی ۳۳۸
- ۲۹۱ - لطافت مزاج ۳۳۸
- ۲۹۲ - دلربا انداز مخاطب ۳۳۹
- ۲۹۳ - ارادت مندوں کی خدمت گزاری ۳۳۹
- ۲۹۴ - انتہائے شفقت ۳۴۰
- ۲۹۵ - محبت کتب و کتب خانہ سعدیہ کی نگہبانی و ترقی ۳۴۰
- ۲۹۶ - خلاف سنت امور سے منع فرمانا ۳۴۱
- ۲۹۷ - فرض نمازوں کے بعد مسنون دعا ۳۴۱
- ۲۹۸ - مستحسن امور کی رعایت ۳۴۲
- ۲۹۹ - سورہ ”الم سجده“ کی تلاوت کا معمول ۳۴۲
- ۳۰۰ - دنیا میں عالی شان مکان مسجد ہے ۳۴۳
- ۳۰۱ - ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (ہند) کی خدمات ۳۴۳
- ۳۰۲ - آپ کی بعض اداؤں میں شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی اداؤں کی جھلک تھی ۳۴۴
- ۳۰۳ - فصل ہفتم: چند ارشادات و فرمودات ۳۴۵
- ۳۰۴ - بیعت کی غرض و غایت ۳۴۵
- ۳۰۵ - مرید کو دست شیخ میں مردے کی طرح رہنا چاہیے ۳۴۵
- ۳۰۶ - چندوں سے دور رہنا ۳۴۶
- ۳۰۷ - شیخ کا اپنی کرامات اور حالیہ سالک سے آگاہ ہونا ۳۴۶
- ۳۰۸ - بیٹے کی ولادت پر ملول اور دعائے سعادت مندی ۳۴۷
- ۳۰۹ - سب کو سجدے میں ڈال دیا ۳۴۸
- ۳۱۰ - وعدے کی پاسداری ۳۴۸
- ۳۱۱ - غافل دل نماز لوٹائے ۳۴۸
- ۳۱۲ - نماز میں خیالات کا ورود ۳۴۹
- ۳۱۳ - مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ ۳۴۹

- ۳۴۹ - مسلم و غیر مسلم کا ذکر کلمہ طیبہ کرانا
- ۳۵۰ - انقلاب کی ابتدا
- ۳۵۰ - صحبت شیخ ذکر میں شامل ہے
- ۳۵۰ - حضرت رائے پوری قدس سرہ کے دھوون کو محفوظ کرانا
- ۳۵۰ - محبت شیخ کا عکس
- ۳۵۱ - یقین صاحب یقین کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے
- ۳۵۱ - مکتوبات مجددیہ و محصومیہ کی عبارت و غوامض کا فرق
- ۳۵۱ - دونوں وقت کھانیں لیکن بھوک رکھ کر
- ۳۵۱ - سلسلہ نقشبندیہ میں عظمت و وقار کے لحاظ سے تین بے مثال ہستیاں
- ۳۵۳ - فصل ہشتم: حالات زندگی حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵۵ - ولادت باسعادت
- ۳۵۵ - والد بزرگوار قدس سرہ کی دعائے سعادت مندی
- ۳۵۵ - سنت عقیقہ کی ادائیگی
- ۳۵۶ - خانقاہ سراجیہ میں آمد و بستی خانہوال میں قیام
- ۳۵۶ - والد بزرگوار قدس سرہ کا مبارک ارشاد
- ۳۵۷ - حفظ قرآن مجید
- ۳۵۷ - سب کو سجدہ میں ڈال دینا
- ۳۵۷ - حضرت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت
- ۳۵۸ - مزید تعلیم
- ۳۵۸ - خانقاہ سراجیہ شریف اور حضرت شیخ و مربی مدظلہ العالی سے روابط
- ۳۵۹ - حرمین شریفین سے محبت اور سفر ہائے حج
- ۳۵۹ - حضرت شیخ مدظلہ العالی کی شفقت بیکراں
- ۳۶۰ - عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۳۶۰ - ختم نبوت کے کار سے محبت اور حج اکیم
- ۳۶۱ - تبرکات کی جمع آوری

- ۳۳۹- حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ والی کشش
۳۶۱
۳۳۰- انتظامی و مدبرانہ صلاحیتیں
۳۶۲
۳۳۱- مستجاب الدعوات
۳۶۲
۳۳۲- خدمت خلق و غریب پروری
۳۶۲
۳۳۳- سفر آخرت
۳۶۳
۳۳۴- حواشی باب دوم
۳۶۵
۳۳۵- باب سوم: احوال و مناقب مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل
خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی
۳۷۵
۳۳۶- نظم ”خان محمد“ در مدح مخدو العلماء و الصالحی حضرت خواجہ خواجگان مولانا ابوالخلیل
خان محمد مدظلہ العالی
۳۷۸
۳۳۷- فصل اول: ابتدائی حالات و تعلیم و تربیت (از آغاز تا تکمیل تحصیل علم)
۳۷۹
۳۳۸- مطلع انوار و ولادت باسعادت
۳۷۹
۳۳۹- والد بزرگوار اور شجرہ نسب
۳۸۰
۳۵۰- ”نکامرید“ کا اعزاز
۳۸۱
۳۵۱- رحمت حق بہانہ می جوید
۳۸۲
۳۵۲- ابتدائی تعلیم و تربیت
۳۸۳
۳۵۳- دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں تحصیل و تکمیل علم
۳۸۴
۳۵۴- فصل دوم: تحصیل و تکمیل سلوک
۳۸۵
۳۵۵- شیخ و مرشد سے تحصیل علوم روحانی
۳۸۵
۳۵۶- مدرسہ سعدیہ میں تدریسی خدمات
۳۸۵
۳۵۷- ارشاد شیخ کی بجا آوری
۳۸۶
۳۵۸- خدمت مربی و محسن
۳۸۶
۳۵۹- خدمت شیخ و مرشد
۳۸۷
۳۶۰- حضرت شیخ کی خصوصی شفقت
۳۸۷
۳۶۱- محبت شیخ و مرشد میں وارفتگی
۳۸۸

- ۳۶۲- سلاسل اربعہ و ہفت سلاسل کی خلافت ۳۸۹
- ۳۶۳- ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری میں زندانی ۳۸۹
- ۳۶۴- جانشینی نائب قیوم زمان و صدیق دوران ۳۹۰
- ۳۶۵- علوم اسلامیہ کی ترویج و ترقی کی مساعی جلیلہ ۳۹۱
- ۳۶۶- دارالعلوم عزیزیہ۔ بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور و مقبول تلمیذ ۳۹۲
- ۳۶۷- فیض عام ۳۹۲
- ۳۶۸- جامع علم و عرفان ۳۹۳
- ۳۶۹- فصل سوم: ازواج و اولاد امجاد و خلفائے عظام ۳۹۵
- ۳۷۰- ازواج و اولاد امجاد ۳۹۵
- ۳۷۱- حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال ۳۹۵
- ۳۷۲- حضرت اقدس رسط اللہ ظلم العالی کے صاحبزادگان کرام دام اقبالہم العلیہ ۳۹۷
- ۳۷۳- حضرت صاحبزادہ عزیز احمد دام اقبالہ ۳۹۷
- ۳۷۴- حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دام اقبالہ ۳۹۸
- ۳۷۵- حضرت صاحبزادہ رشید احمد دام اقبالہ ۳۹۹
- ۳۷۶- حضرت صاحبزادہ سعید احمد دام اقبالہ ۴۰۰
- ۳۷۷- حضرت صاحبزادہ نجیب احمد دام اقبالہ ۴۰۰
- ۳۷۸- خلفائے عظام ۴۰۱
- ۳۷۹- حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۲
- ۳۸۰- حضرت مولانا حافظ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۶
- ۳۸۱- حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی دیوبندی مدظلہ ۴۰۷
- ۳۸۲- حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۸
- ۳۸۳- حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۸
- ۳۸۴- حضرت مولانا نذر الرحمن مدظلہ ۴۰۹
- ۳۸۵- حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۰
- ۳۸۶- حضرت مولانا عبد الغفور قریشی مدظلہ ۴۱۱

- ۳۸۷- حضرت مولانا گل حبیب مدظلہ ۴۱۳
- ۳۸۸- فصل چہارم: فضائل و مناقب ۴۱۳
- ۳۸۹- خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک شخص کی تیاری ۴۱۳
- ۳۹۰- مجھ میں اور خان محمد میں کوئی فرق نہیں ۴۱۳
- ۳۹۱- تربیت باطن کے لیے آپ سے رابطہ کرنے کی بشارت ۴۱۴
- ۳۹۲- آپ امام وقت ہیں ۴۱۴
- ۳۹۳- بشارت جانشینی ۴۱۵
- ۳۹۴- مقبول درگاہ ربانی ۴۱۶
- ۳۹۵- حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ۴۱۶
- ۳۹۶- سالکان طریقت کی بادشاہت ۴۱۷
- ۳۹۷- شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی زیارت ۴۱۷
- ۳۹۸- اقطاب کی تقرری ۴۱۸
- ۳۹۹- ستودہ صفات ہستی ۴۱۹
- ۴۰۰- شان استغنا و التلبیت ۴۲۰
- ۴۰۱- ناموس رسالت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا ۴۲۰
- ۴۰۲- مزار پرانوار امام ربانی قدس سرہ پر مراقبے ۴۲۱
- ۴۰۳- اقطاب و ابدال و اولیاء کی حاضری ۴۲۱
- ۴۰۴- پاکان بارگاہ خداوندی و برگزیدہ ہستیاں ۴۲۲
- ۴۰۵- مراقبے میں کیا کرنا چاہیے؟ ۴۲۲
- ۴۰۶- جناب صوفی محمد افضل فقیر کی نیازمندی ۴۲۳
- ۴۰۷- حضرت اقدس مدظلہ العالی کا فیض توجہ ۴۲۳
- ۴۰۸- تقویٰ کی خوشبو اور روحانیت کا جمال ۴۲۳
- ۴۰۹- نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ۴۲۴
- ۴۱۰- اخفائے احوال و سادگی ۴۲۴
- ۴۱۱- متانت و خطابت ۴۲۵

- ۴۱۲ - عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲۵
- ۴۱۳ - حد درجہ اخفاء ۴۲۵
- ۴۱۴ - حافظ محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت ۴۲۶
- ۴۱۵ - حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس سے عقیدت و محبت ۴۲۶
- ۴۱۶ - حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی حضرت اقدس سے عقیدت و محبت ۴۲۶
- ۴۱۷ - حضرت میاں عبدالرشید المعروف ”نوٹوں والی سرکار“ کا اظہار عقیدت ۴۲۶
- ۴۱۸ - ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کی خدمات ۴۲۷
- ۴۱۹ - رشد و ہدایت کے سرچشمے ۴۲۷
- ۴۲۰ - نوید بخت رسا اور نظر فیض بخش ۴۲۸
- ۴۲۱ - حضرت اقدس کی مجلس میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی مجلس کے انوار ۴۲۸
- ۴۲۲ - غبارِ دل دھلنے کا یقین ۴۲۹
- ۴۲۳ - خوشبوئے تقویٰ ۴۲۹
- ۴۲۴ - خشوع و خضوع اور مقام احسان ۴۳۰
- ۴۲۵ - نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ۴۳۱
- ۴۲۶ - نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعا اور تاثیر دعا ۴۳۱
- ۴۲۷ - مقرب بارگاہ الہی اور مرجع خلافت شخصیت ۴۳۳
- ۴۲۸ - زیارت مزارات مقدسہ ۴۳۴
- ۴۲۹ - اعتدال پسندی ۴۳۴
- ۴۳۰ - تعلیٰ سے اجتناب ۴۳۵
- ۴۳۱ - طرز کلام اور خورد و نوش ۴۳۵
- ۴۳۲ - معمولات مبارک ۴۳۵
- ۴۳۳ - نماز فجر اور ختم خواجگان ۴۳۶
- ۴۳۴ - مراقبہ ۴۳۶
- ۴۳۵ - ناشتہ ۴۳۶
- ۴۳۶ - خطوط کے جواب ۴۳۶

- ۴۳۶ - دوپہر کا کھانا اور قیلولہ
 ۴۳۶ - نماز ظہر
 ۴۳۷ - ختم مجددی اور ختم خواجگان
 ۴۳۷ - نماز عصر اور ختم خواجگان
 ۴۳۷ - نماز مغرب
 ۴۳۷ - نماز عشاء
 ۴۳۷ - نیند اور نماز تہجد
 ۴۳۸ - کھانے کا معمول
 ۴۳۸ - کسی کو تکلیف نہ دینا
 ۴۳۸ - چائے نوشی
 ۴۳۸ - سوتے وقت
 ۴۳۸ - ہر کام میں اتباع سنت
 ۴۳۹ - لباس مبارک
 ۴۳۹ - باطنی انوار کی بارش اور بندہ نوازی
 ۴۳۹ - حضرت اقدس بحیثیت عادل باپ
 ۴۴۰ - حضرت مخدوم زمان کا عزیز واقارب سے حسن سلوک
 ۴۴۰ - اولاد شیخ اور اساتذہ کا ادب
 ۴۴۱ - حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری شفیق استاد اور محسن و محترم بزرگ
 ۴۴۲ - حضرت مفتی محمودؒ کے بارے میں حضرت اقدس کا اظہار خیال
 ۴۴۷ - حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے بارے میں حضرت اقدس کا اظہار خیال
 ۴۴۹ - فصل پنجم: کرامات
 ۴۴۹ - مصیبت و پریشانی سے نجات
 ۴۵۰ - زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہونا
 ۴۵۱ - مہلک مرض میں فوری شفا
 ۴۵۲ - گناہ اور گفۃ اللہ بود

- ۴۵۳ - ۴۶۲ - مخدوم زمان
- ۴۵۳ - ۴۶۳ - احقر مؤلف کا مبارک خواب اور حضرت اقدس کی نسبت بیعت کی برکات
- ۴۵۴ - ۴۶۴ - احقر مؤلف کو حضرت اقدس کی ایک ”آمین“ سے لاقعد اذیتوں کا میسر آنا
- ۴۵۹ - ۴۶۵ - فصل ششم: مکتوبات شریف
- ۴۶۶ - ۴۶۶ - اس فصل میں حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ۲۶ منتخب مکتوبات شریف جو آپ نے احقر مؤلف کتاب کے نام تحریر فرمائے ہیں تیر کا پیش کیے گئے ہیں۔
- ۴۷۷ - ۴۶۷ - حواشی باب سوم
- ۴۸۵ - ۴۶۸ - باب چہارم: امتیازات خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
- ۴۸۷ - ۴۷۹ - فصل اول: کتاب خانہ سعدیہ
- ۴۸۸ - ۴۷۰ - بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد میں مالیت کتب
- ۴۸۸ - ۴۷۱ - شہرت کتب خانہ سعدیہ
- ۴۹۰ - ۴۷۲ - گنجینہ نوادرات
- ۴۹۰ - ۴۷۳ - پاکیزہ و خوبصورت لائبریری
- ۴۹۱ - ۴۷۴ - پورے تھل کی قیمت کے برابر لائبریری
- ۴۹۱ - ۴۷۵ - قواعد و ضوابط و خدمات مراجعین
- ۴۹۲ - ۴۷۶ - محققین کی جنت فردوس
- ۴۹۳ - ۴۷۷ - کتب خانہ کی معنوی افادیت
- ۴۹۴ - ۴۷۸ - فراہمی کتب
- ۴۹۵ - ۴۷۹ - حضرت اقدس قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ کی خدمات کتب خانہ
- ۴۹۵ - ۴۸۰ - آپ کو اپنی کتابوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا
- ۴۹۵ - ۴۸۱ - آپ کتاب کی بے حرمتی کو گوارا نہ فرماتے تھے
- ۴۹۶ - ۴۸۲ - عظیم اور جامع کتب خانہ
- ۴۹۷ - ۴۸۳ - بانی کتب خانہ کا ذوق کتاب
- ۴۹۸ - ۴۸۴ - حسن کتاب کا شوق
- ۴۹۹ - ۴۸۵ - کان طلایا نگار خانہ چین

- ۳۸۶- کتب خانہ کی فہرست نگاری ۴۹۹
- ۳۸۷- نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا اضافہ کتب کا ذوق ۵۰۰
- ۳۸۸- مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے ہاتھوں توسیع و ترقی کتب خانہ ۵۰۱
- ۳۸۹- تعداد کتب ۵۰۱
- ۳۹۰- علوم و فنون کتب خانہ ۵۰۲
- ۳۹۱- تفسیر قرآن مجید ۵۰۲
- ۳۹۲- حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۰۲
- ۳۹۳- رجال ۵۰۲
- ۳۹۴- فقہ ۵۰۲
- ۳۹۵- مخطوطات و نوادرات ۵۰۳
- ۳۹۶- فصل دوم: مدرسہ تعلیم القرآن سعدیہ ۵۲۷
- ۳۹۷- فصل سوم: مسجد خانقاہ سراجیہ ۵۳۱
- ۵۹۸- مقبولیت مسجد کی پیش گوئی ۵۳۲
- ۵۹۹- بقعہ نور ۵۳۳
- ۵۰۰- فصل چہارم: خدمات تحفظ ختم نبوت ۵۳۵
- ۵۰۱- قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمات ۵۳۵
- ۵۰۲- اعتراف عظمت رائے ۵۳۶
- ۵۰۳- نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمات ۵۳۶
- ۵۰۴- مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کی خدمات ۵۳۹
- ۵۰۵- حواشی باب چہارم ۵۴۲
- ۵۰۶- ”سراجیہ نامہ“ از جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ”رہا“ ۵۳۶
- ۵۰۷- مآخذ و منابع ۵۴۸

تقریظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ -

اللہ تعالیٰ نے مومنین اور مسلمانوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو احسان اور انعام قرار دیتے ہوئے آپ کی تشریف آوری کے چار مقاصد تلاوت و تعلیم قرآن کریم، تعلیم سنت، تعلیم حکمت، تزکیہ بیان فرمائے اور قرآن کریم میں ان مقاصد اور بعد کا مختلف آیات میں کئی جگہ تکرار بھی فرمایا ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقاصد اور بعد کو امت تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعہ پہنچایا۔ اہل ایمان نے اپنے اپنے اذواق کے مطابق ان مقاصد میں کسی ایک یا ایک سے زائد اور بعض علو المرتبت شخصیات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور خدائی عطیہ کی بنا پر چاروں مقاصد پر کام کیا لیکن عام طور پر امت کے علماء کرام، قراء عظام، مفسرین، محدثین اور فقہاء گرامی نے پہلے تین مقاصد کی طرف زیادہ توجہ دی اور قرآن کریم کے حفظ سے لے کر تفسیری نکات تک مختلف انداز میں پہلے اور احادیث نبویہ کے الفاظ و معانی کی حفاظت اور ان کو تحریف و کذب سے بچانے اور ان کو امت کے سامنے مدون کر کے پیش کرنے اور تعلیم حکمت جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر دیا گیا، کی تدوین و اشاعت کے لیے فقہاء کرام نے اپنی

زندگیاں وقف کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چوتھا مقصد تزکیہ نفس جس کو شریعت کی اصطلاح میں تصوف و سلوک کہا جاتا ہے انسان کو مجاہدات کے ذریعہ مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق مرتبہ احسان تک پہنچ جائے اور اس پر عمل کرتے وقت اس کی کیفیت یہ ہو کہ وہ حال دل سے خدا تعالیٰ کی معرفت کے مشاہدہ کے درجہ پر فائز الہام ہو۔ سلوک کی ترویج و اشاعت کے لیے مشائخ عظام نے نہ صرف اپنی زندگیاں وقف کیں بلکہ انہوں نے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر امت کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ دارالعلوم دیوبند نے جس طرح علمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور آج دنیا بھر میں اس کے فرزندان علمی دین مبین کی خدمت میں مصروف ہیں، نیز دعوت و تبلیغ کے ذریعہ امت مسلمہ میں دین کی اشاعت کا جذبہ حضرت مولانا الیاسؒ کی کوششوں سے اجاگر ہوا اور آج پوری دنیا میں مسلمانوں میں اسکے ذریعہ دینی بیداری کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے اکابرین عظام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے تزکیہ نفس کے سلسلہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں اور برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام نے خانقاہیں آباد کیں اور تصوف و سلوک کی راہ پر گامزن کر کے امت کی ایک بہت بڑی جماعت کو دین کی طرف لگا دیا اور آج ہم برصغیر پاک و ہند اور دنیا کے مختلف گوشوں میں اللہ اللہ اور محاسبہ نفس کی جو رونقیں ملاحظہ کرتے ہیں، یہ سب ہمارے انہی مشائخ عظام کی عظیم قربانیوں اور محنتوں کا ثمرہ ہے۔ ان مبارک اور مقدس خانقاہوں میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں، ضلع میانوالی سلسلہ نقشبندیہ کی وہ عظیم خانقاہ ہے جس کی دینی خدمات کا ایک طویل سنہری دورانیہ ہے۔ قدیم ترین خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس خانقاہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ آج جبکہ مسلمان عام طور پر ضعف کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور بیشتر خانقاہوں نے اپنے مجاہدات کا طرز عمل بدل کر آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ہماری اس خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین اور وقت کے قطب شیخ المشائخ خواجہ جگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے خانقاہ کو اپنی قدیم روش پر رکھا ہوا ہے اور آج بھی اس خانقاہ میں نقشبندیہ طریقے کے مطابق لطائف کے اجراء اور مجاہدات و ریاضیات کے ذریعہ اصلاح نفس کا

طریقہ رائج ہے اور مراقبہ کے ذریعہ احسان کے درجہ تک پہنچانے کا عمل جاری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں یہ واحد خانقاہ ہے جو تصوف و سلوک کے اسی راستہ کو اپنائے ہوئے ہے جس کی بنیاد ہمارے اکابر نے رکھی تھی۔ اس بنا پر اس کا فیض پورے پاکستان میں سب سے زیادہ پھیل رہا ہے۔ ہمارے مخدوم بزرگ اور عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر مرکزی شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب اس وقت اپنے اکابر بزرگوں کے مسند نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت کے درجے پر فائز فرمایا ہے اور بقول شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ آپ قطب وقت ہیں۔ آپ نے اکابر کی امانت سلسلہ نقشبندیہ کو جس انداز میں اس خانقاہ کے ذریعہ قدیم طریقے سے جاری رکھا ہوا ہے وہ آپ کی عظمت اور اولوالعزمی کا واضح ثبوت ہے۔ ہمارے عزیز محترم جناب محمد نذیر رانجھا نے خانقاہ سراجیہ کے اکابرین کے حالات اور خانقاہ کے معمولات اور فیوضات پر اب تک آنے والے معتبر تذکروں سے مزین تاریخ کے اس عظیم باب کو کمال خوبصورت انداز میں مرتب کر کے ارادت مندوں کے ساتھ ساتھ اہل علم کے لیے بھی ایک گراں قدر علمی ذخیرہ تیار کیا ہے جو یقیناً مسلمانوں کے لیے باعث خیر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

شیخ الحدیث و شیخ التفسیر جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

تقریظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَاغْوُذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝

خانقاہ سراجیہ کا نام آتے ہی علماء حق علماء دیوبند کی خدمات جلیلہ کے اس شعبہ کا تصور خود بخود ذہن میں آ جاتا ہے جسے شریعت کی اصطلاح میں تصوف و سلوک سے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن کریم اور نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو تزکیہ نفس و احسان سے معنون فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق امت کے علماء و صلحاء نے اپنے اپنے ادوار میں جہاں علوم قرآن و حدیث اور سنت و حکمت کی حفاظت و اشاعت کے لیے بے بہا قربانیاں دیں اور اپنے آپ کو گونا گوں علوم کی خدمت کے لیے وقف کیا اسی طرح امت کے افراد کے تزکیہ نفس کے لیے صلحاء و مشائخ کے ایک بہت بڑے طبقے نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور انہوں نے خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح ریاضت و مجاہدات کا راستہ اختیار کیا اور تزکیہ نفس کے طالبین کو بھی ریاضت و مجاہدات کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش میں عمر بھر مصروف رہے۔ یہ حضرات کثرت ذکر کی بنا پر خود بھی فلاح و کامیابی کی طرف گامزن رہے اور اپنے مریدین اور متعلقین کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف یوں لگائے رکھا کہ وہ چلتے پھرتے اور اپنے کام میں مشغولیت کے باوجود ذکر اللہ میں منہمک ہو گئے۔ گذشتہ دو صدیوں سے علماء حق علماء دیوبند جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اربعہ کی تکمیل کے لیے مختلف گوشوں میں مصروف رہے ہیں ان کے اکابرین نے

اس شعبہ سے بھی صرف نظر نہیں کیا بلکہ انہوں نے شریعت و طریقت احکامات اور تصوف و سلوک کا ایک ایسا حسین امتزاج بنایا کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں احادیث مبارکہ اور تاریخ اسلام کے ذخیرہ سے شہادت ملتی ہے کہ ”رہبان باللیل اور فرسان فی النہار“ کہ وہ رات کو صرف خدا سے لو لگائے ہوئے دنیا و مافیہا گھربار اور بیوی بچوں سے الگ تھلگ ذکر اللہ اور تہجد میں مصروف ہیں تو دن میں میدان جہاد میں داد شجاعت دے رہے ہیں اور ان کی یہ حالت قرآنی آیت کریمہ ”الذین یذکرون اللہ قیامًا وَقُعُودًا اَوْ عَلٰی جُنُوبِهِمْ“ کا مصداق ہوتی تھی۔ یہی صورت حال ہمیں دارالعلوم دیوبند کے اکابر میں نظر آتی ہے کہ وہ دن بھر قال اللہ وقال الرسول میں مشغول رہتے اور رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف ہوتے۔ ان کی گریہ زاری اور خشیت کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا رونا بلکنا بڑے بڑے سخت دلوں کو غمرہ کر دیتا تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمہما اللہ کا راتوں کو رونا بڑے بڑے لوگوں کے دلوں کو دہلا دیتا تھا۔ اکابر علماء دیوبند کی عظیم شان یہ تھی کہ تصوف و طریقت کی راہ کو شریعت کے ایسا تابع کیا کہ کسی کے اس راستہ سے گمراہ ہونے کا راستہ بالکل ہی بند ہو کر رہ گیا۔ اس راہ کو بدعات جذب کی بے اعتدالیوں اور گمراہوں کی بد اعمالیوں سے ایسا محفوظ رکھا کہ جس نے بھی اس راستہ میں قدم رکھا وہ منزل مقصود پر پہنچ کر ”احسان“ اور ولایت کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

جن علماء اسلام اور مشائخ عظام نے اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ان میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، ضلع میانوالی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ خانقاہ عرصہ دراز سے علامۃ المسلمین کی اصلاح نفس کے لیے ایک ایسی منزل ہے جس سے ہر عام و خاص فیض حاصل کرتا ہے۔ یہاں رات بھر اللہ اللہ کی صدائیں گونجتی ہیں تو فجر کے بعد مراقبہ کے ذریعہ تصوف و سلوک کی کٹھن منازل طے ہوتی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ شیخ کو کسی تقریر کی ضرورت نہیں جیسا کہ مروجہ خانقاہوں کا دستور ہے۔ بلکہ شیخ کی خاموشی اور نگاہوں کا تصرف ہی مریدین کی زندگیوں کا رخ بدل رہا ہے۔ جب بیعت کے ذریعہ توجہ کا راستہ کھلتا ہے تو پہلے ہی

سبق میں تلقین کی جاتی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اس تصور میں رہو کہ تمہارا دل اللہ اللہ کے نام سے دھڑکتا ہے اور رحمت خداوندی کی تجلیات اس پر پڑ رہی ہیں۔ رات کو غفلت کی نیند سے پہلے استغفار اور درود شریف اور دن کا آغاز استغفار اور درود شریف سے کر کر غفلت سے بیدار رہنے کی تلقین کی جاتی ہے جبکہ دوسرے تیسرے سبق ہی سے شیخ کی ایک جنبش انگشت سے قلب جاری ہونے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر مرید اور طالب اصلاح کو مجاہدات کی بھٹی میں کندن بنانے کے لیے ڈال دیا جاتا ہے اور بتیس سے زائد مجاہدات سے پر لٹائف مرید کو عام انسان کی صف سے نکال کر اہل اللہ اور اولیاء اور اقطاب کی صف میں شامل کر دیتی ہیں۔ موجودہ دور میں غالباً یہی خانقاہ ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کے اصل طریقے کے مطابق مجاہدات کے طویل سلسلے کی بھٹی سے گزرانا اب بھی مرید کی اصلاح کے لئے ضروری گردانتی ہے۔ اس وقت خانقاہ کی مسند کی زینت و رونق شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ہیں جو اس دور کے قطب وقت و لی کامل اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس ہی وہ ہستی ہے جنہوں نے مسلک حقہ علماء دیوبند کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔ وادی تصوف و سلوک ہو یا میدان خادار سیاست دینی مدارس ہوں یا دعوت و تبلیغ کا شعبہ اور خانقاہ میں اصلاح کی مجالس حضرت اقدس نہ صرف وہاں کے میر محفل بلکہ ہم سب کی ضرورت ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کی قیادت و امارت میں یورپی اور افریقی ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے جھنڈے لہرائے جبکہ جمعیت علماء اسلام نے حضرت کی سرپرستی اور رہنمائی میں اپنے سیاسی سفر کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔ آج ہم سب کی نگاہوں کا مرکز حضرت اقدس کی ذات ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ حضرت اقدس کا سایہ تادیر ہم سب پر سلامت رکھے۔ حضرت اقدس کے ایک ممدوح اور صاحب علم و قابل قدر مرید نذیر محمد رانجھا صاحب نے عامۃ المسلمین کے سامنے خانقاہ سراجیہ کی منظر کشی اور حضرت اقدس کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے تاریخ کے ایک عظیم خزانہ کو ایک کتاب ”تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ“ میں سمودیا ہے۔ جو کہ آج کے دور کی اہم ضرورت تھی جس پر ہم سب ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جبکہ صاحبزادگان مولانا عزیز احمد، مولانا خلیل احمد، سعید احمد، نجیب احمد، رشید

احمد کی ایما پر ہمارے عزیز اور جمعیت علماء اسلام کے ناظم اطلاعات حافظ محمد ریاض درانی صاحب اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ اہل دل کے لیے یہ کتاب منزل راہ اور عامۃ المسلمین کی اصلاح کے لیے ایک بہت بڑا ذریعہ ہوگی اور خانقاہی نظام کے تعارف کے لیے ایک مفید خزانہ۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد آلہ وصحبہ اجمعین
(مولانا) فضل الرحمن

امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

خلیفہ مجاز صاحبزادہ مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ یاسین زئی پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان

خلیفہ مجاز شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

عرض ناشر

أَحَبُّ الصَّالِحِينَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي صَاحِبًا

ہوش اور شعور کی آنکھ کھلی تو گھر اور ماحول کو پاکیزہ پایا۔ قبلہ والد صاحب کی علمی و جاہت اور اکابر علماء دیوبند سے گہری عقیدت اور مشائخ عظام سے وابستگی نے ذہن کو ابتدا ہی سے بزرگوں کی محبت سے بھر دیا اور قلب میں عقیدت کے جذبات ابھار دیے۔ بیشتر بزرگوں کی قبلہ والد محترم کی وجہ سے زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ویسے تو ہمارے اکابر تمام کے تمام کسی نہ کسی خصوصیت کی وجہ سے محبت و عقیدت کا محور بنے رہتے تھے اور عام طور پر طالب علم ان کے درمیان فضیلت یا امتیاز نہ تلاش کر سکتا تھا اور نہ ہی کبھی کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا تھا بلکہ ایک حسین گلدستہ کی مانند پورا طبقہ علماء حق حسین تر نظر آتا تھا اور خود ان اکابر کے درمیان جو تعلق اور محبت تھی اور ایک دوسرے کے احترام کا جذبہ تھا اس کی وجہ سے ہر بزرگ کی عقیدت میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا لیکن فطری تقاضہ کے مطابق کسی نہ کسی بزرگ کے ساتھ اس عقیدت میں وارفتگی ضرور نظر آتی تھی۔ اس وارفتگی کی نگاہ سے اگر موازنہ کیا جائے تو شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب میری عقیدت و محبت کا محور تھے اور میری خواہش رہتی تھی کہ کسی نہ کسی انداز میں ان کی خدمت میں حاضری ہو جائے اور میں کوئی ایسی خدمت کر سکوں جس کی وجہ سے حضرت زادِ مجدہم کی توجہات اور خصوصی دعاؤں میں شرکت کر سکوں لیکن ہر خواہش کی تکمیل کے لیے رب کائنات نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اس لیے بظاہر کسی ظاہری سبب یا امید کے پیدا ہونے کے لیے میں اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے طلب گار بھی رہا اور دعا بھی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے صاحبزادگان گرامی مولانا عزیز احمد، مولانا غلیل احمد،

عزیزم سعید احمد اور نجیب احمد کا کہ انہوں نے محمد نذیر راٹھیا صاحب کی خانقاہ سراجیہ کے بارے میں کی گئی علمی کاوش کی طباعت کے لیے میرا انتخاب کیا اور مجھے اس سعادت میں شریک فرمایا۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ اس کی اشاعت میری عقیدت و محبت برحق ہی نہیں بلکہ میری اپنی دینی ضرورت بھی ہے۔ میں اپنی سعادت اور خوش قسمتی کا اظہار کرنا تحدیثِ نعمت کے لیے ضروری سمجھتے ہوئے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے دعاؤں کا طالب اور صاحبزادگان گرامی اور محترم مؤلف کا شکر گزار ہوں اور ذاتِ باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ علامۃ الناس اور طالبینِ حق کے لیے عمومی طور پر اور مغسبین سلسلہ نقشبندیہ کے لیے خصوصی طور پر یہ کتاب نافع بنائے گا اور یہ میری نجات کے لیے بھی بہت بڑا سہارا بنے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے اور ہمیں خانقاہ سراجیہ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی رسولہ الکریم

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

مؤلف ایک نظر میں

الف:

نام	:	محمد نذیر رانجھا
ولدیت	:	جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)
تاریخ پیدائش	:	۸ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

تحصیلات:

ب:

- (۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۹۴ء
- (۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۶ء
- (۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۷ء
- (۴) بی اے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۸۹ء
- (۵) بی ایل آئی ایس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۸ء
- (۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریریئن شپ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء
- (۷) ایلیمنٹری عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۳ء
- (۸) ایڈوانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۴ء
- (۹) ایف اے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا ۱۹۷۱ء
- (۱۰) میٹرک ایضاً ۱۹۶۸ء

ج: ملازمت:

(۱) مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۲) نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)

(۳) اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء)

د: تحقیقات و تالیفات:

فارسی اور عربی سے اردو اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف و تالیف اور نقد و نظر کے علاوہ فارسی متون کی تفہیم و تعلیق و تحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی موقر رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی و تالیفی کتب و رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخئی ترجمہ و تعلیقات:

محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۲۸ ص

۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

(۲) احادیث کے اردو تراجم (کتابیات): تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر:

اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ۱۰۰ ص

(۳) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو):

مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء

۳۶۷ ص

(۴) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان

کے اردو تراجم): تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد

اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ۳۷۳ ص

(۵) بحر الحقیقہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالی ترجمہ: محمد نذیر رانجھا،

ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ ص، ۱۹۸۹ء

(۶) تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی، ناشر:

لاہور، وحدت روڈ، جمعیتہ پہلی کیشنز، جامع مسجد پائلٹ سکول، ۲۰۰۳ء؛
ص ۵۶۲

(۷) تذکرۃ الاولیاء حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ (فارسی) تالیف: محمد
نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ، دارالمبلغین حضرت میاں
صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۷ ص

(۸) تذکرہ قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (اردو) تالیف:
محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ، دارالمبلغین حضرت
میاں صاحب، ۲۰۰۳ء، ۲۵۲ ص

(۹) تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امین (اردو)
تالیف: تحسین اللہ نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد
جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۳۸۸ ص

(۱۰) جدید فارسی گرامر: (اردو) دستور فارسی نوین، تالیف: محمد نذیر رانجھا،
ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ ص، ۱۹۸۹ء

(۱۱) رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرنی، تصحیح و تالیقات و
پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و
پاکستان، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۱۲) رسالہ انسیہ: (فارسی متن و ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرنی
تصحیح و ترجمہ تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات
فارسی ایران و پاکستان: ذریعہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ
احمدیہ سعیدی، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ ص، ۱۹۸۳ء

سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرنی قدس سرہ (۱- شرح اسماء الحسنیٰ
۲- حورائے ۳- طریقہ ختم احزاب)، تحقیق و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر:
لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۷۷ ص

(۱۳) شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: راولپنڈی، مصنف، ۳۲ ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

(۱۴) شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد اول: ۱۴+ جلد دوم: ۶۰۰ ص، ۱۹۸۵ء

(۱۵) فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۵ ص، ۱۹۹۳ء

(۱۶) قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۳ ص، ۱۹۹۰ء

(۱۷) کتاب دوست شمارہ: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی و فارسی و اردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی، راولپنڈی، تالیف و ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۲+۸۴ ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

(۱۸) کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی و فارسی و اردو پنجابی کتاب خانہ جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)، ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۰۸+۴ ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

(۱۹) کنز العلم والعمل (احادیث نبویؐ کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، متیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۳۶ ص، ۱۹۹۳ء

(۲۰) لمحات من فحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی، پیشگفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۶۶ ص، ۱۹۸۶ء

(۲۱) نسیم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد زبیر انجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۲۸ ص، ۱۹۸۳ء

(۲۲) نئے چراغ: (اردو نثر و نظم) تصنیف و ترجمہ: محمد زبیر انجھا، با اشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ ص، ستمبر ۱۹۷۷ء

(۲۳) یادوں کے مینار: (اردو شعر) سرودہ: محمد زبیر انجھا، با اشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ ص، اکتوبر ۱۹۷۷ء

کلمات طیبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوة ورسال التلیتہ والتحیات

فقیر نے اس کتاب کی خدمت دیکھی تھی۔ جس میں اندازہ ہوا
کہ مولانا محمد سیر، انجمن صاحب نے بڑی محنت کے اس کتاب کی
تالیف فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی محنت کو قبول
فرماوے۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی کا باعث بنائے۔ اور
اپنی رضا مندی و بخشش فرمائی کے سرفراز فرماوے۔ آمین

والسلام
فقیر خاں محمد علی علیہ
خانقاہ سراجیہ
ہمدرد و مرعوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَهَا رُجُومًا
لِّلشَّیَاطِیْنِ، وَزَیَّنَ الْأَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْأَنْبِیَاءِ وَالْأَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ
حَاجًّا وَبَرَاهِیْنِ، یَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّكُوكَ مِنَ
الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ
النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ أَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِیْدِنَا وَمَشَائِخِنَا وَ اَسَافِنَا وَ
اَوْلَادِنَا وَأَصْحَابِنَا وَ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اما بعد اس ناچیز نے ”آبادی جلال“ ذریہ پارسانہ، داخلی چاؤہ (ڈاک خانہ چک نمبر
پندرہ شمالی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) نامی جس بستی میں پرورش پائی اس کا روحانی ماحول
مثالی تھا۔ سیال شریف، حضرت شیخ سلیمان نوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ (مدفون پرانا بھلوال،
ضلع سرگودھا) حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز اور بھیرہ شریف کے پیران عظام اور
خلفائے کرام کی گاہ بگاہ تشریف آوری سے اس چھوٹی سی بستی کے گلی کو چے منور و تاباں ہوتے
رہتے تھے۔ فقیر کے جد بزرگوار جناب فتح محمد رانجھا مرحوم (اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت
فرمائے، آمین) اور والد محترم جناب سلطان احمد رانجھا (اللہ کریم ان کا سایہ شفقت دراز
فرمائے، آمین) تحصیل پنڈدادن خان، ضلع جہلم کے نقشبندیہ پیران عظام کے عقید
مندوں میں شامل تھے اور ناناز بزرگوار جناب محکم الدین بھٹی مرحوم (اللہ ان پر ہمیشہ اپنی رحمتیں
نازل فرمائے، آمین) بھیرہ شریف کے بگوی خاندان کے نقشبندیہ بزرگوں کے عقید مند تھے

اور صوفیانہ مجاہدات و ریاضت کی وجہ سے صاحب حال شخصیت کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنی وفات سے کچھ روز قبل احقر کو چند اور اردو وظائف سکھائے تھے اور ان پر ہمیشہ عمل کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ احقر کی والدہ محترمہ (اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی مامتا اور دعائیں دنیا و آخرت میں اس ناچیز کے ساتھ رکھے، آمین) چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا کے سادات خاندان کے ارادت مندوں میں شامل تھیں۔

اس طرح کے عرفانی اور روحانی ماحول میں اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی محبت و عقیدت کا نصیب ہونا ایک وہی کرم تھا:

”رَبِّ اَوْزِغْنِیْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلَی
وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا۔“

۱۹۶۷ء میں فقیر ابھی نویں جماعت میں زیر تعلیم تھا کہ حضرت شیخ سلیمان نوری حضوری قدس سرہ العزیز (مدنوں پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا) کی اولاد امجاد سے ایک بزرگ حضرت صاحبزادہ شیخ سلطان علی سلیمانی قادری نوشاہی نور اللہ مرقدہ (م ۱۹۹۷ء) سجادہ نشین دربارہ حضرت چپاتے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (آبادی جلال، ڈیرہ پارسا، ڈاک خانہ چک نمبر پندرہ شمالی تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) کے عقید مندوں میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اپنے ایک مہربان جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے آمین) ساکن ڈیرہ چوہدری شان احمد بھلوانہ داخلی چاؤہ نزد پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا کی وساطت سے خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ شریف کندیان، ضلع میانوالی کے سجادہ نشین سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت خواجہ ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا (اللہ تعالیٰ اس نسبت پاک پر آخری سانس تک استقامت عطا فرمائے آمین ثم آمین) جس کی بدولت اول اللہ تعالیٰ نے دینی رجحان سے نوازا اس کے ساتھ ساتھ اہل دل و اہل علم و فضل کی زیارت و ملاقات کا ذوق عنایت فرمایا اور یوں اس ناچیز کے لیے صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی محبت و عقیدت سرمایہ حیات بن گئی اللہ کریم اسے ہمیشہ قائم و دائم رکھے آمین:

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا ارشاد ربانی ہے:

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ، وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ، خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کا ارشاد گرامی حضرت مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا ہے کہ ”ما فہلینم“۔ بس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت پاک کی بدولت فضل الہی نے اس مسکین و بے نوا کی ہمیشہ دنگیری فرمائی ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاراند کہ برنداز رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

یہ مسکین و بے نوا خاک پائے اولیا و عرفا، صاحبان ذی مرتبت اور قارئین کرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عالم روحانیت کی خاک پاک خاصی چٹیل مگر زرخیز ہے کیونکہ اس ملک شاد باد اور خطہ جنت نظیر کی اصل فردوس بریں ہے اور اس کی آب و ہوا ذات احدیت کی صفت جباری و قہاری کی بنا پر گرم مرطوب اور صفت رؤف و رحیم کے طفیل روح پرور و فرحت افزا ہے جو علماء اعلیٰ کے فیض ابدی اور فضل عیم کے شامل حال ہونے پر اہل ایمان کے قلب و اذہان سے غفلت و نادانی کی کدورتوں کو دھو کر انہیں مجاہد و روشن بنا ڈالتی ہے اور یہ ذکر و فکر الہی سے مزین ہو جاتے ہیں اور یہ سینوں کی قبض و یو ست کو ختم کر کے انہیں بسط و کشاد کے انوار سے بھر دیتی ہے جس سے روح انسانی کو تازگی اور فرحت نصیب ہو جاتی ہے اور جسم و جان ایک ساتھ احکام الہی کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ اس عالم کے کشتزاروں میں ذکر و فکر اور اود و وظائف اور رابطے اور مراقبہ کی محنت کے حاملین کو وہ کریم ذات دنیا میں ”وصول الی اللہ“ کے خزینوں کا مالک بنا ڈالتی ہے اور آخرت میں یہ دیدار الہی کے دینے پانے والے بن جاتے ہیں:

یک چشم زدن غافل از اں ماہ نباشی شاید کہ نگاہے کند آ گاہ نباشی

اس عالم سدا بہار میں سینکڑوں میدان ہزاروں وادیاں لاکھوں بلند و بالا ٹیلے پہاڑ اور کروڑوں لقی و دق صحرا اور یگستان پنہاں وعیاں ہیں جن کی آگاہی مرشد کامل و مکمل کی رہنمائی

سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ طالبان دنیا تو اس کے سرسبز و شاداب میدانوں میں جانوروں کی مانند مزے اڑاتے نظر آتے ہیں لیکن آخرت کے شیدائی اس کی پرچہ و خم وادیوں میں سرگرداں و پریشاں ہو جاتے ہیں اور عاشقان ذات احدیت و صمدیت اس کے ٹیلوں اور پہاڑوں کو عبور کرتے وقت متحیر و حیراں کھڑے ہوتے ہیں اور مشتاقان دیدار الہی اس کے صحراؤں اور ریگستانوں کی ریت چھانتے پھرتے ہیں۔ یہ سب مرشدان پاک باز کی مدد اور رہنمائی سے مشرف ہو کر شریعت کی خلعت زیب تن کر لیتے ہیں اور طریقت کی لائٹنی ہاتھ میں لے کر چلتے چلتے در معرفت پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں پہنچنے والوں کو ذات صمدیت اپنے فضل عمیم سے مقام حقیقت سے لذت آشنا کر کے اپنا دائمی قرب عطا فرما دیتی ہے:

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

رب العالمین اور خالق کائنات کے منکرین کا تو اس عالم میں گزر نہیں خواہ وہ اپنی من پسند محنتوں اور ریاضتوں کی بنا پر صاحب استدراج بھی بن جائیں۔ اس عالم حق میں تو صرف اہل ایمان بندوں کا بسیرا ہے جو شریعت مطہرہ کے تابع رہ کر بنی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے صدقے حاملین کرامت بن جاتے ہیں:

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں این خیال است و محال است و جنوں

اس جہان وسیع و عریض میں نعرہ ”الست“ کی لذت میں مست لاکھوں ارواح قالب انسانی میں بند ہو کر مرغانِ نیم نعل کی مانند ”قَالُوا بَلٰی“ کی صدائیں بلند کرتی پھرتی ہیں اور عالم شیفنگی و دیوانی میں ان کے پرو بال ریزہ ریزہ ہو کر گرتے پڑتے ہیں مگر وہ اس نعرہ پاک کو بلند کرنے والی ذات بے مثل و مثال اور اس صدائے دل آویز کے منبع و چشمہ تک رسائی پانے کے لیے اپنے زخمی پروں کو پھڑ پھڑاتے پھرتے ہیں اور یگانگی و بیگانگی سے یوں ”رَبَّنَا رَبَّنَا“ اور ”اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ“ کی تسبیحات گنگناتے ہیں کہ اس جہان فانی کے درود یوار، جبل و اشجار اور ذرات موجودات بھی ان کی لُحْن داؤدی پر قربان ہو کر ”اللہ اللہ“ اور ”رَبِّیْ رَبِّیْ“ پکارنے لگتے ہیں۔ ان نیاز مندانِ درگا و حق و ذات احدیت و صمدیت کے متوالوں، ناموس رسالت و آفتاب نبوت کے شیدائیوں اور وادی عرفان و ایقان کے دیوانوں کا دل شیفنگی اور وارفتگی سے یوں معمور

ولہریر ہو گیا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکے ہیں اور وہ ملاء اعلیٰ تک پہنچ کر قرب الہی پانے کے لیے بے قرار پھرتے ہیں اور اس جہان فنا آشنا کو انہوں نے اپنے لیے میدان عرفات سمجھ لیا ہے اور قدسیوں کے کعبہ بیت المعمور تک رسائی پانے اور کروبیوں کی میقات سدرہ المنتہیٰ کو عبور کرنے کی تمنا و آرزو نے ان متوالوں، شیدائیوں اور دیوانوں کو گھائل کر رکھا ہے:

مفسلینم آمدہ در کوئے تو شیناً اللہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما آفرین بردست و بر بازوئے تو
وہ ذات کریم جو کرم کمائے اور اپنے کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مرشد کامل و اکمل کی ہمت و توجہ اور الطاف ذی فیض سے بہرہ ارزانی فرمائے تو ایسے سب راہروان جادہ حق کی مراد یقیناً بر آئے اور مشکل کشا و مسبب الاسباب حقیقی جو یاری فرمائے تو اس خطا کار و رویاہ جیسے نادانوں کو بھی اس عالم بالا کی رمز سلجھا دے اور پھر جس شیخ حق آگاہ و مرشد پاکباز و حامل مہر کامل و پیکر جود و سخا کا دامن مبارک تھام لیا ہے۔ وہ جو ذرہ نوازی اور بندہ پروری فرمائیں تو اس خانہ ویراں میں دیکے بیٹھے اس بے قرار دل کو بھی قرار آ جائے اور یہ لذت آشنائے حق ہو کر آسودہ دو جہاں ہو جائے:

مرشد مہریاں چنین باید تا در فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں طعنہ زند بردہ سخرہ کند بر چلہ
”يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ“۔

اے خوشا روزے کہ اس جہان پاک کے راہروان خوش بخت کو سرور عالم، فخر موجودات و رحمۃ للعالمین، حبیب کبریا و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھیری نصیب ہو گئی اور آپ کی محبت و اتباع کامل میں رہے بسے، نور نبوت سے پروردہ اور آپ کے فیض یافتہ نفوس قدسیہ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایمان افروز زندگیوں کے صدقے اور تابعین و تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حق آگاہ مجاہدوں کے طفیل اور اولیا و عرفائے کرام قدس اللہ انہم کی حق آشار یا ضتوں کے صدقے منزل مقصود تک رسائی پانے کے لیے اللہ کریم نے

ایک زنجیرہ محکم و پیہم اہل ایمان کو فراہم کر دیا ہے۔ الحمد للہ جس کے حسین اور زریں حلقوں کو مضبوطی سے تھام لینے پر کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونا لازمی ہو گیا:

مقصود توئی و گر بہانہ

اے خوشامقد رے کہ حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی کے محبت و مخلص اور اس ناچیز کے مشفق و محسن جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم ان کی قبر کو اپنے انوار رحمت سے معمور فرمائے اور ان کے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کو ہر دو جہاں میں کامران فرمائے) جو محترم و مکرم جناب صوفی احمد یار بھلوانہ (ساکن پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا) کے برادر گرامی تھے، کے شوق دلانے پر اس خطار کار و رویہ کو وارثین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حاملین کتاب و سنت کے حلقہء پاک میں سے شہباز طریقت و شہنشاہ معرفت و حقیقت زبدۃ العلماء و قدوة العرفاء و امام پاک بازاں و نور عرفاں و ہادی دوراں و مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی کی دست بوسی کا شرف نصیب ہو گیا۔ جن کی روحانیت پرور و لئہیت بارنگاہ مبارک کا اس ذرہ بے مقدار و خطا کار پر یوں گزر ہوا کہ اسی سفر اول میں یہ ناچیز بھی سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے اس گوہر نامدار و پر وقار کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے شرف سے بہرہ ور ہو گیا اور یوں وابستگان سلسلہ پاک اور وارفتگان خانقاہ سراجیہ شریف کی صف میں شامل ہو گیا:

چہ روز باسر آمد مرا بہ تشنہ لبی کنوں آب حیاتے رسیدہ ام کہ میرس

روز اول جب حضرت اقدس مدظلہ العالی کا دست انور اس قلب سیاہ پر تلقین ذکر اللہ اللہ کے ساتھ مس ہوا تو یہ کبیدہ خاطر ضرب فیض بخش و روح پرور مرشد کامل و اکمل کے صدقے صیقل ہوتا نظر آیا اور پھر ذات کریم نے جو کرم عیم شامل حال مسکین فرمایا تو اسے اپنے ظاہر و باطن کو شریعت مطہرہ سے آراستہ و پیراستہ کرنے کا فکر دامنگیر ہوا:

”من کیم و قصہ من کیست۔ الامان و الامان ربَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا..... وَلَا

تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُعْتَوْنَ:

مراچہ زہرہ کہ گیرم بہ نسبتش خود را قبولم اربہ غلامی کند شرف دارم
چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ استغفار استغفار۔ اے نادان شائے رب العالمین کہہ اور نعت
سرور کل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بعد مدحت مرشد کامل و اکمل و پیر پیران اجل تاکہ دنیا میں
ان کے قل الطاف تلے رہ کر غلامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نصیب رہے اور خاتمہ بالخیر کی
توفیق ارزانی ہو جائے اور میدان حشر میں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ اور
جنت معلیٰ میں آپ کے حوض کوثر سے حصہ کرامت ہو جائے اور اے ناداں، اچھی طرح جان
لے۔ ہر کہ و مد کہ یہ سعادت داریں ہر گز ارزانی نہیں کی جاتی اور ریا کار و متکبر کو حضور درگاہ
صمدیت نصیب نہیں ہوا کرتا کیونکہ تیز و طراز کو مانند حمل دھکتے ہوئے انگاروں پر رکھتے ہیں اور
اچے کے منہ میں آگ بھرتے ہیں:

سعدی تو کیستی کہ در آئی درین کمند چندان فادہ اند کہ ماصید لا غریم

جب سے ”تذکرۃ الاولیاء“ شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ (م ۶۲۷ھ) میں پڑھا کہ ذکر
صالحین سے رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے یہ تمنا و آرزو شریک حال ہو گئی کہ خانقاہ سراجیہ شریف
کی علمی و روحانی عظمت پر کتابی صورت میں لکھا جائے، گو قبل ازیں یہ سعادت عظمیٰ صاحبان
ذی وقار و بلند مرتبت حضرت مولانا ندیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) اور حضرت مولانا
محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہو چکی تھی اور اب محترم جناب حافظ ندیر احمد نقشبندی مجددی
صاحب بھی ان سعادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکے ہیں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي
الدَّارَيْنِ:

این سعادت بزر و بارز و نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

لیکن پھر بھی حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کے احوال و
مناقب کو جمع و مرتب کرنے کا ذوق و شوق قائم و دائم رہا۔ لہذا خانقاہ سراجیہ شریف کے انتہائی
مخلص محب محترم و مکرم حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء/۲۰
جمادی الآخر ۱۴۱۰ھ) خطیب جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ) راولپنڈی اور حضرت مولانا
قاضی ٹس الدین رحمۃ اللہ علیہ، (م ۱۹۹۱ء/۱۴۱۱ھ) درویش، ہری پور ہزارہ کے توسط سے اس

آرزو کی تکمیل کے لیے مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط
اللہ ظہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے اجازت و مدد کی درخواست کی جو ان
بزرگان گرامی کے بقول حضرت اقدس مدظلہ العالی نے قبول فرمائی (فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي
الْآخِرَةِ):

وادی عشق بے دور و دراز بست و لے طے شود جادہ صد سالہ بآہے گاھے
رحمت حق جوش میں آئی اور خوش قسمتی نے اس بے نوا کی یاری فرمائی تو اوائل فروری
۲۰۰۰ء میں دوست کرم و مہربان جناب شبیر احمد خان میواتی زادعزہ و مقامہ جنہیں خانقاہ سراجیہ
کے حضرات کرام سے بے حد محبت و عقیدت ہے۔ نے گرامی نامہ بھیجا کہ آپ خانقاہ سراجیہ کی
علمی و روحانی تاریخ پر جو کام کر رہے تھے اس کا کیا ہوا؟ ساتھ ہی ان مہربان نے خانقاہ شریفہ
سے متعلق مواد کا ذخیرہ نادرہ جو ان کے پاس تھا، بھی احقر کے لیے بھجوادیا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي
الْذَّارِئِن۔ اس پر داعیہ و وایہ جو پہلے سے پیدا ہویدا تھا پھر سے ابھر اور آٹافانیوں جو ان ہو گیا
کہ اس کے غلبہ سے ناچیز پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور آغاز مارچ ۲۰۰۰ء سے قلم ہاتھ
میں تھا ما اور اللہ کا نام لے کر خانقاہ پاک کے تذکرہ کو لکھنا شروع کر دیا۔ ”وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔
رَبِّ يَسِّرْ لِي اَمْرِي“

جاں پر و راست قصہء ارباب معرفت رمزے برو پیرس وحدتشی بیا بگو
الحمد للہ کہ بفضل ربی و صدقانی اور بفیوضات و برکات روحانی محبوبان یزدانی و پیران کرام
خانقاہ جانی یہ کام پایہء تکمیل کو پہنچ گیا ہے:
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ
يَّشَاءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ“ يَا رَبَّ الْعِزَّةِ وَيَا كَرِيْم:

نیا و دم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست
احقر نے اس کتاب کا نام ”تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ“ کنڈیاں ضلع
میانوالی رکھا ہے۔

اللہ کریم نے فضل عمیم یوں فرمایا کہ ۴ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو

مخدوم زمان خواجه خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی اپنے مخلص ارادتمند مکرمی جناب حاجی محمد یعقوب زاد عزہ و مقامہ کے ہاں قیام فرما ہوئے۔ احقر سہ پہر چار بجے آنحضرت کے مکان پر حاضر ہوا۔ حضرت اقدس کی زیارت اور دست بوسی کا شرف نصیب ہوا۔ نماز عصر و مغرب آپ کی افتد مبارک میں ادا کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ نماز عصر کے بعد محترم حاجی صاحب نے احقر کی کتاب کا مسودہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

”راہنجا صاحب کی خواہش ہے کہ حضرت اقدس اس پورے مسودے کا مطالعہ فرمائیں اور پھر اپنے کلمات مبارک تحریر فرمائیں۔“

حضرت اقدس نے تبسم فرماتے ہوئے کمال شفقت سے مسودہ کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا اور تقریباً نصف ساعت بڑے انہماک سے اس کا مطالعہ فرماتے رہے۔ نماز مغرب کے بعد مسکین نے جانے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ حضرت مسودے کو ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا ”اب پورا تو نہیں پڑھ پاؤں گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے لیے اسے ذریعہ سعادت بناوے۔“ امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ یہ ارشاد موجب سعادت دارین ہوگا۔

محترم حاجی صاحب کے مشورہ سے احقر دوسرے روز صبح چھ بجے ان کے مکان پر پہنچ گیا اور وہ کمال شفقت و محبت سے اسے حضرت اقدس کے کمرے میں لے کر حاضر ہوئے اور بڑے پر خلوص لہجے میں حضرت اقدس سے التماس کی آپ راہنجا صاحب کے مسودے کے لیے کلمات طیبات تحریر فرمادیں۔ حضرت اقدس نے قلم اور کاغذ طلب فرمایا۔ حاجی صاحب قلم لائے اور احقر نے مسودہ کتاب کا آخری ورق الٹ کر حضرت اقدس کے حضور پیش کیا۔ آپ نے کمال لطف و عنایت فرماتے ہوئے چند کلمات طیبات تحریر فرمادیے جو اس کتاب کے آغاز میں پیش کیے جا رہے ہیں:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمے کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ کریم محترم حاجی صاحب کو جزائے خیر اور اجر عظیم نصیب فرمائے آمین۔

یہاں آخر میں مکرمی جناب راجہ نور محمد نظامی زادعزہ ساکن بھوئی گاڑ، حسن ابدال ضلع انک جو حضرت اقدس مدظلہ العالی کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کر دینا بھی واجب سمجھتا ہوں کہ انہوں نے خانقاہ شریف کی بیش بہا تصاویر چند نظمیں اور بعض دیگر حضرات کرام کے احوال و آثار کے بارے میں اہم مواد فراہم فرمایا اللہ کریم انہیں اجر عظیم عنایت فرمائے۔ آمین۔

یارب! اپنے فضل و کرم کے صدقے اس ناکارہ روزگار کی یاری فرما اور اپنے پیارے رسول مقبولؐ سرور کائنات، فخر موجودات، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمین کے طفیل اس عاجز و مسکین کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ معلیٰ میں قبول و منظور فرما اور اسے اس روسیاء کے واسطے سعادت دارین کا ذریعہ بنا۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور بے ربط فقرات کو اپنے پیارے اولیائے عظام اور صلحائے کرام کے محبین کی نگاہ میں پسندیدہ و مستحسن بنادے اور اس کی تدوین و تالیف کے دوران جو خطائیں اور غلطیاں اس خطا کار سے سرزد ہو گئی ہیں اپنی ستاری سے ان پر پردہ ڈال دے اور اپنی غفاری سے انہیں معاف فرمادے۔ آمین

یارب! اپنے پیاروں کے صدقے اس عاجز کو اپنی ذات احدیت و صمدیت کی حقیقی معرفت نصیب فرما اور اپنی فرمانبرداری، سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و اتباع اور اپنے پیاروں کی پاکیزہ محبت و عقیدت کی نعمت کبریٰ و سعادت عظمیٰ سے مالا مال فرمادے۔ آمین

یارب! اس احقر کو اپنے ماں باپ، خویش اقربا اور دوست احباب سمیت اپنی رحمت و مہربانی کے طفیل صحت و عافیت اور سلامتی دارین کے ساتھ زندگی عطا فرما اور اپنی رضا و خوشنودی میں خاتمہ بالخیر کے ساتھ موت کرامت فرمانا اور اس کی اولاد میں اپنی اور اپنے پیاروں کی محبت و عقیدت زندہ جاوید رکھنا۔ آمین

یارب! اس مسکین کو روزِ محشر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ اور حوض کوثر سے بہرہ مند فرمانا۔ آمین

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا
بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ:

وفدت علی الکریم بغیر زاد

من الحسنات والقلب السليم

فحمل الزاد اقبح کل شئی

اذا كان الوفود علی الکریم

اس کتاب کی اشاعتی مساعی میں حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب دام اقبالہ کی
شفقتیں اور عنایتیں بھی اس ناچیز کے شامل حال ہو گئیں۔ آن محترم نے مسودہ منگالیا تھا جسے
حضرت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب دام اقبالہ نے مطالعہ فرمایا تاکہ کوئی تاریخی یا واقعاتی سقم ہو
تو اس کی اصلاح فرمادیں۔ اللہ کریم گلستان روحانیت کے ان آفتاب و ماہتاب کو ہمیشہ منور و
تاباں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

یہ ناچیز اللہ کریم کے فضل و کرم بیکراں کا کس زباں سے شکر ادا کرے جس کا نزول ہر آن
فروں سے فروتر ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی ایک مثال تازہ انجی مکرم و محترم جناب محمد ریاض درانی
صاحب زادعزہ کی اس فقیر بے نوا پر عنایت خاصہ ہے جو انتہائی محبت اور عقیدت کے ساتھ اس
کتاب کو خانقاہ شریف کے شایان شان زیور طبع فرما رہے ہیں۔ اللہ کریم انہیں مع اہل و عیال
اور اعزہ و اقارب سدا کا مران و کامیاب فرمائیں۔ آمین

خاکپائے اولیائے عظام

احقر محمد نذیر انجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ

۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ / ۱۲ اپریل ۲۰۰۰ء

۱۳۱۔ غازی آباد۔ کمال آباد۔ راولپنڈی صدر۔

فضیلت تصوف و صوفیا

لفظ ”صوفی“ اور ”تصوف“ کے معنی و مفہوم اور اہل تصوف کی سوانح و تعلیمات پر بیشمار کتابیں موجود ہیں اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضرت حارث المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴۳ھ) کی ”کتاب الرعایہ“ سے لے کر حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۵ھ) کی کشف المحجوب تک تصوف کی ابتدائی کتب کا سلسلہ بھی خاصہ وسیع ہے۔ نیز ملفوظات میں خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ) کی ”نوائد البقوٰذ“ اور مکتوبات میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مکتوبات شریف کو ایک خاص عظمت و مقام حاصل ہے اور بلا مبالغہ یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ تصوف کے قارئین اور اہل دل و نظر کو شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۰ھ) کی تصنیف ”تذکرۃ الاولیاء“ بے حد محبوب و مرغوب ہے۔

آج تک تصوف کی تائید و ترغیب اور رد و کد کے ضمن میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں نے حقیقی اسلامی تصوف کو کبھی خارج از اسلام قرار نہیں دیا کیونکہ حقیقی اسلامی تصوف قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عین تابع ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک طریقت وہی قابل قبول ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہو اور معرفت وہی مستحسن و مقبول ہے جو خالق حقیقی کی تابعداری میں رہتی ہو اور اس کا مقصد و ماحصل وصال الی اللہ ہو۔

تصوف کے آغاز و ارتقا پر بحث کرنا یہاں مقصود نہیں مگر یہ چیز بتانا ضروری ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰ھ) سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۸ھ) سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ھ) محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ (م ۵۶۱ھ) خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ) اور خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۵۵ھ) اور ان کے سلاسل عرفانی کے پیروکار سینکڑوں صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی متصوفانہ زندگیاں نہ صرف ان کے مبارک عہد میں مسلمانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنیں اور ہزاروں غیر مسلم بھی ان کی راست بازی، پاک طینتی کے معترف ہوئے اور وہ ان برگزیدہ ہستیوں کے زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور خصائل و فضائل کے گرویدہ ہو کر کفر و شرک کی تاریک وادیوں سے نکل کر ایمان و ایقان کے جہان روشن میں وارد ہو گئے بلکہ آج تک لاکھوں کروڑوں انسان ان اولیاء و صوفیاء کی محبت و عقیدت میں مستغرق ہیں اور ان کی تعلیمات و فرمودات سے مستفید ہو کر اپنے اخلاق و اعمال کو بنا اور سنوار رہے ہیں اور یوں ان نفوس قدسیہ کے فیوض و برکات کا سلسلہ تابدار جاری و ساری رہے گا۔

یہ بات ایک اہل حقیقت ہے کہ اسلامی تصوف کا سرچشمہ و منبع قرآن و سنت ہے جو نبی آخر الزماں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دین مبین کے اعلائے حق کے ساتھ ہی اپنی حسین و جمیل شکل اور مبارک صورت میں جلوہ گر ہوا اور جس کا آغاز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی پاکیزہ اور پسندیدہ طریقہ کے پیروکار رہے ہیں اور ان شاء اللہ مردانِ حق اور اہل صفا ہمیشہ اسی جادہ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔

اسلامی تصوف کے اکابرین کے مجاہدوں، ریاضتوں اور مراقبوں کی اساس و بنیاد قرآن و حدیث کی تعلیمات و ارشادات پر مبنی ہے اور مسلمان صوفیاء قرآن و حدیث کے بحر عالم، مفسر، محدث، فقیہ اور متکلم ہوئے ہیں جو اپنے بحر علمی کے ذریعے ہر زمانے میں یونانی مفکروں، ہندی جوگیوں، بودھ بھکشوؤں اور یہودی و عیسائی راہبوں کی اسلام اور قرآن و حدیث سے لافلتی و بے خبری سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے ہیں اور اگر کوئی مسلمان غیر اسلامی تصوف کی جانب مائل ہوتا تو یہ پاکباز ہستیاں اس پر سخت گرفت کیا کرتیں اور مذکورہ شخص کی فریب کاریاں نمایاں

ہو کر اہل حق کے سامنے آ جاتی تھیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم (م ۲۹۸ھ) اس گروہ حق پرور کے سرخیل شمار کیے جاتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت شیخ ابو الحسن علی بن عثمان بھویری رحمۃ اللہ علیہم (م ۳۶۵ھ) حضرت معین الدین چشتی جیمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۳ھ) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۶ھ) حضرت مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) اسی عظیم اسلامی تصوف کی حقانیت اور عظمت کے مبلغ ہو گزرے ہیں۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اسلامی تصوف کے مخالفین میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے اشخاص شامل رہے ہیں اور یہ کہ اسلامی تصوف کے معترضین (مسلم و غیر مسلم) نے اسلامی تصوف پر اعتراضات کرتے وقت غیر اسلامی رجحانات کو سامنے رکھا اور انہوں نے یوں نہ صرف حق و صداقت سے اعراض کیا بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اسلامی تصوف کے روح پرور ثمرات سے بے بہرہ رکھنے کی سعی کی۔ دشمنوں کا کیا رونا ہے بعض ناعاقبت اندیش اور چیرہ دست دوستوں نے غیر اسلامی رجحانات کی قباحتیں اسلامی تصوف کے کھاتے میں ڈال دی ہیں۔

اسلامی تصوف کے عناصر ترکیبی ”کامل توحید“ ”کامل اتباع سنت“ اور ”کامل تقویٰ“ ہیں اور ان تینوں اجزا کا ماخذ کتاب و سنت ہے۔ اسی طرح روح اسلام کے اجزائے ثلاثہ ”محبت الہی“ ”مکارم اخلاق“ اور ”خدمت خلق“ ہیں جو درحقیقت اسلامی تصوف کا عصارہ اور خلاصہ ہیں۔ صوفیائے عظام ”محبت الہی“ کو اپنی زندگی کے آغاز و انجام کا محور قرار دیتے ہیں:

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم

خاکے شوم و بزریر پائے تو زیم

مقصود من بندہ زکوین توئی

از بہر تو میرم و برائے تو زیم

نیز ملاحظہ فرمائیں کہ ”محبت الہی“ کا یہ کتنا بلند جذبہ ہے:

دنیا شہ را و قیصر و خاقان را
دورخ بدرا بہشت مریکاں را
تبیج فرشتہ را صفا انسان را
جاناں مارا و جان ما جانان را

مکارم اخلاق اور خدمت خلق تو اہل تصوف کو یوں راس آئی کہ انہوں نے ان دو صفات کے ذریعے اللہ کی مخلوق کے دل موہ لیے۔ ”کشف المحجوب“ میں حضرت شیخ ابوالحسن ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

”لیس التصوف رسوماً ولا علوماً ولكنه اخلاق“
(یعنی تصوف چند رسوم ادا کرنے اور بعض علوم کے حصول کا نام نہیں بلکہ یہ تو سراسر اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے)۔

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ) کا یہ شعر بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ صوفیائے عظام نے بلا تفریق مذہب و ملت ہر انسان کے ساتھ شفقت و ترحم کا سلوک فرمایا اور ہمیشہ ہر انسان بلکہ حیوان کے دکھ اور درد کو اپنا دکھ اور درد تصور کیا کیونکہ:

ع۔ روندنا مور کا قیامت کو زیاں ہوگا

خدمت خلق میں تو صوفیا اہل جہاں کو مات کر گئے، انہوں نے نہ صرف حسن اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا بلکہ بروں کی برائی کا بدلہ نیکی سے دے کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ عفو و درگزر تو اپنی جگہ ان کے ہاں دشمن نوازی کی بیشمار مثالیں موجود ہیں۔ جو دو سخاں کا شیوہ رہی ہے اور وہ اپنے پرانے کے غمخوار بنے رہے ہیں اور ہر خاص و عام کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آنا ان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اور عجز و انکساری تو ان کے گھر اور در کی باندی بنی رہی ہے اور یہ ساری خوبیاں بھلائیاں اور ستودہ صفات انہیں رحمت عالم حبیب کبریا، تاجدار دو

جہاں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے نصیب ہوئی ہیں جن کے مبارک اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر وہ واصل الی اللہ ہوئے ہیں اور ان کے عالم بقا کی طرف رحلت کر جانے کے بعد بھی عالم فنا میں ان کی یاد باقی ہے اور ان کے نام نامی نیکی اور بھلائی کے ساتھ لیے جا رہے ہیں اور آج بھی سجادہ و گدڑی کی زیب و زینت اور آستانہ و خانقاہ کی روحانیت و للہیت ان کے فیوض و برکات کی بدولت باقی ہے اور ان کے فیض یافتہ اور پروردہ صوفیا و مشائخ طالبان حق و سالکین طریقت کے قلب و اذہان کو منور و مستنیر فرما رہے ہیں:

امروز شاہ انجمن دلبران کی است

دلبر اگر ہزار بود دلبران کی است

وصل دوم

فضائل و خصائص

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

تصوف اسلامی کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی روحانی زندگی کی ترویج و ترقی تصوف کے سلاسل: چشتیہ، سہروردیہ، فردوسیہ، قادریہ، شطاریہ اور نقشبندیہ کے عرفائے عظام کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ ان میں سے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی۔

سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس سرہ العزیز (م ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) کے نام نامی سے معروف ہے۔ اس کا قدیم نام سلسلہ خواجگان تھا اور اس کے بانی خواجہ محمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۲ھ / ۱۱۶۶ء) ہیں۔ رشحات عین الحیات تالیف مولانا علی واعظ کاشفی (م ۹۳۹ھ / ۱۵۳۲ء) جو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ کا ایک مستند اور کلاسیکی تذکرہ ہے، کے مطابق یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (م ۱۳ھ) اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (م ۳۶ھ) سے شروع ہوتا ہے۔ خواجہ محمد یسوی رحمۃ اللہ علیہم نے ترکستان اور اس کے قرب و جوار میں اس سلسلے کو بہت زیادہ ترقی دی۔

بعد ازاں خواجہ عبدالحق غجدانی قدس سرہ (م ۷۵۵ھ / ۱۱۷۹ء) نے اس سلسلہ میں آٹھ مصطلحات رائج کیں جن پر اس سلسلے کی بنیاد ہے اور وہ یہ ہیں:

- ۱- ہوش دردم
- ۲- نظر بر قدم
- ۳- سفر در وطن
- ۴- خلوت در انجمن
- ۵- یاد کرد
- ۶- بازگشت
- ۷- نگہداشت
- ۸- یادداشت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) نے اپنی کتاب ”القول الجہیل“ میں سلسلہ نقشبندیہ کے اذکار کے تحت ان مصطلحات کی شرح لکھی ہے۔ ان میں دیگر

چیزوں کے علاوہ سلسلے کے متقدمین مشائخ سے منقول ذکر، مراقبہ اور مرشد سے اعتقاد کامل کا طریقہ بھی مذکور ہے

سنت کی اتباع اور شریعت کی پیروی اس سلسلے کی امتیازی خصوصیت ہے۔ اس سلسلے کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے فروغ دیا۔ شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا شعار تھا۔ خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے اس سلسلہ میں مزید تین اصطلاحات کا اضافہ فرمایا جو (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی کہلاتی ہیں۔

ان تین اصطلاحات میں غفلت سے احتراز ذکر میں طاق عدد کو ملحوظ رکھنے اور غیر اللہ کی توجہ سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ سے قبل اس سلسلے کے پیروکار ذکر خفی کو ذکر جلی میں شامل کر دیتے تھے اور نقشبندیہ ”علانیہ خوان“ کہلاتے تھے۔ لیکن حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے شروع ہی سے ذکر خفی اختیار کیا۔ نیز اتباع سنت پر خاص زور دینے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے آثار کی اقتداء سے منہ موڑنے کو انتہائی مہلک گردانا۔

سمرقند اور بخارا میں سلسلہ نقشبندیہ خوب پھلا پھولا اور اس کی روحانی برکات دنیا کے دیگر ممالک میں پہنچنے لگیں تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۲ء) نے ہندوستان میں اسے متعارف کرایا۔ اس سے پہلے یہاں سلسلہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ پہنچ چکے تھے اور ان کی روحانی برکات کی بدولت یہ خطہ کلمہ حق کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد اس علاقے میں یوں مستحکم ہو گئی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۳ء) جیسی برگزیدہ شخصیت اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئی جن کی تبلیغی اور روحانی خدمات کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ کو مزید تقویت اور استحکام نصیب ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال و اوراد کو ایک اور صورت دی۔ انہوں نے جسم انسانی میں لطائف ستہ کا تعین کیا (القول الجلیل: شاہ ولی اللہ)۔

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق ہر لطیفہ کا نور اور رنگ جدا گانہ ہے۔ نفی و اثبات یعنی

”لا الہ الا اللہ“ کے ذریعے دل پر ضرب لگائی جاتی ہے اور اسم ذات کے ذکر کو طمانیت قلب اور توجہ کے ساتھ ہر لطیفے میں القا کیا جاتا ہے، جس کا طریقہ مرشد کامل بتاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے قرآن کی قطعیت اور اتباع نبوی کی فرضیت پر بہت زور دیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے اکبر کے دین الہی کا بھی مقابلہ کیا اور تصوف میں نفوذ کرنے والی بدعات و رسومات کی اصلاح کے لیے بھی مجاہدانہ کوششیں فرمائیں۔ جن کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ وسط ایشیا اور بلاد عرب میں پھیل گیا۔ اس سلسلے میں حضرت مجدد کے خلفاء اور پیروکاروں کی قربانیاں قابل ستائش ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ میں ”فتحات الانس“ از مولانا عبدالرحمن جامع رحمۃ اللہ علیہ ”رشحات عین الحیات“ از ملا واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوبات مجدد الف ثانی قدس سرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ ایک مرتب، منضبط اور کامل سلسلہ ہے جس کا مقصد دین کی نصرت اور غلبہ ہے۔ اس نے اشاعت دین اور استحکام مذہب کے سلسلے میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ

ہوش دردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہمیشہ ہوشیار رہے اور اپنے نفس پر آگاہ رہے جو سانس نکلے وہ یاد الہی میں نکلے۔ اگر غفلت یا معصیت ہو جائے تو استغفار کرے۔

نظر بر قدم:

یعنی اپنی نگاہ کو اپنے قدموں پر رکھے۔ اس سے مراد:

- ۱۔ نگاہ نیچی رکھے جو سنت ہے، تاکہ نامحرم پر نہ پڑے۔
- ۲۔ دنیا کی رنگینیوں سے نگاہ منتشر ہوتی ہے لہذا خدا کی طرف یکسوئی سے

مستغرق ذکر الہی رہے۔

۳- نیکی اور برائی کے قدم کو توجہ میں رکھے، نیکی میں قدم آگے اور برائی میں پیچھے رکھے۔

۴- مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ اس کی ترقی کا قدم کس جگہ ہے۔

۵- مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبی کے قدم کے نیچے ہے کیونکہ ہر ایک لطیفہ کی ولایت ایک الوالعزم پیغمبر کے زیر قدم ہے۔

سفر در وطن:

اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ حاصل کرے اور صفات ذمیرہ ترک کر کے صفات حمیدہ کا حامل ہو جائے۔ طلب جاہ و مال، حسد، بغض، کینہ اور تکبر سے دل کو پاک و صاف کرے۔

خلوت در انجمن:

اس سے مراد ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے۔ تمام حالات جیسے کھانے، پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے میں اس سے تعلق رکھے۔ ظاہر باخلق اور باطن باحق رہے۔

یاد کرد:

اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہے، جو ذکر بھی مرشد نے بتایا ہو اس کے ذریعے حق تعالیٰ کی حضوری حاصل کرے۔

بازگشت:

اس سے مراد ہے کہ رجوع کرنا یعنی تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد مناجات الہی کی طرف رجوع کرے۔ بقول خواجہ نقشبندؒ یہ کہے: ”الہی مقصود من توئی و رضائے تو“ محبت و معرفت خود بدہ۔“

نگہداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ طالب خطرات نفس یعنی جو خیالات اور وسوسے ماسوی اللہ دل میں آئیں انہیں نظر میں رکھے اور انہیں دل سے نکال دے۔

یادداشت:

یادداشت سے یہ مطلب ہے کہ توجہ ہر حال اور ہر دم بسبیل ذوق اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ بعض کے نزدیک یادداشت سے مراد حضور بے غیب ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق توسط حب ذاتی ہو جائے اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔

وقوفِ زمانی:

یعنی بندہ ہر حال میں اپنے احوال پر واقف رہے اگر طاعت میں ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں ہے تو استغفار کرے۔ اسے محاسبہ بھی کہتے ہیں۔ وقوفِ زمانی اور ہوش دردم دونوں کا مطلب تقریباً ایک ہے۔

وقوفِ عددی:

اس سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا یعنی جب ذکر کرے تو طاق یعنی وتر کرے بمطابق ارشاد ”ان اللہ وتر ومحجب الوتر“۔

وقوفِ قلبی:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن اور ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب سے توجہ ہٹا کر صرف اللہ سے تعلق رکھے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے نزدیک وقوفِ قلبی بہت ضروری اور رکنِ عظیم ہے۔

فضائل طریقہ نقشبندیہ

۱- یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھتا ہے اور اس میں وہ تمام فضائل و برکات موجود ہیں جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوئے۔

۲- اس سلسلے میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز کو امام الطریقہ کی حیثیت حاصل ہے جو علم طریقت میں مرتبہ اجتہاد پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے سلسلہء جدید میں کیا فائدہ ہے؟ فرمایا: سب طریقہ ہائے تصوف مبارک اور نور علی نور ہیں اور سب وصال الی اللہ کا ذریعہ ہیں لیکن جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد اللہ تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”ما مراد انیم و ما فصلیا نیم“ یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں اور ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را
تو نقش نقشبنداں راچہ دانی
تو شکل پیکر جاں راچہ دانی
گیاہ سبزہ داند قدر باراں
تو خشکی قدر باراں راچہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست
حقا لقبائے ایماں راچہ دانی

- ۳- دوسرے عرفانی طریقوں میں ذکر قلبی آخر میں بتایا جاتا ہے جبکہ طریقہ نقشبندیہ میں سب سے پہلے ذکر قلبی کی تلقین کی جاتی ہے۔
- ۴- اس سلسلے میں دوسرے عرفانی سلاسل کی نسبت اتباع سنت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور اس کی ترقی کا انحصار خواجہ نقشبندؒ کے اس فرمان پر ہے:
- ”طریقہ ماحرومی نیست ہر کہ از طریقہ مارو گرداند خطرہ دین دارد چہ این طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبار است۔“
- ۵- حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں طریقہ نقشبندیہ کے فضائل کا بجا بیان فرمائے ہیں جن میں اسے بعینہ اصحاب کرامؓ کا طریقہ قرار دیا ہے۔ نقشبندیہ کو سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی برکتوں سے ابتدا ہی میں وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو کسی شیخ کامل کو انتہا میں بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے (دفتر اول مکتوب ۵۸)۔
- ۶- نقشبندیہ سلسلہ کے میر حلقہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جن کی افضلیت انبیائے کرام کے بعد مسلم الثبوت ہے۔ اسی لیے آپ کے طفیل میں اکابر مشائخ نقشبندیہ بھی دوسروں سے زیادہ معارف و علوم سے آگاہ ہیں (دفتر اول مکتوب ۲۲۱)۔
- ۷- اس طریقے میں جذبہ طلب، سلوک پر مقدم ہے لیکن اس میں سیر کی ابتدا عالم امر سے ہوتی ہے اور عالم خلق کی سیر ضمناً عالم امر کی سیر کے دوران ہی طے ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے سلسلوں میں سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہوتی ہے۔
- ۸- بعض سالک عالم امر میں مقام جذب پر فائز ہونے کی استعداد نہیں رکھتے۔ نقشبندی مشائخ اپنے تصرف سے سالک میں یہ استعداد اجاگر کر دیتے ہیں (دفتر اول مکتوب ۱۳۵)۔
- ۹- نقشبندی مشائخ، پیر خرقہ، پیر کلاہ و شجرہ نہیں ہوتے۔ وہ صحیح معنوں میں

شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں۔ اس لیے شریعت کے مرشد اور طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں، لیکن دوسرے سلسلوں میں ایسا نہیں ہے ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ یہ خلاف شرع احوال و مواجید کو تسلیم نہیں کرتے۔ صوفیائے خام کی بیہودہ باتوں کو قابل اعتناء نہیں سمجھتے۔ اسی طرح خلاف شرع ریاضتوں کو بھی مردود قرار دیتے ہیں اور انہیں استدراجات سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دیتے (مکتوبات و فتاویٰ ۲۸۶)۔

۱۱۔ سلسلہ نقشبندیہ بلا جواز عزالت نشینی پر زور نہیں دیتا، بقول حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ عزالت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت و محبت سے پرہیز کرے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے۔
بقول مولانا رومی قدس سرہ:

عزالت از اغیار باید نے از یار

حضرت خواجہ نقشبندؒ فرماتے ہیں:

”صحبت با ہمرازان سنت موکدہ این طریقہ علیہ است“ (مکتوبات و فتاویٰ ۲۶۵)۔

۱۲۔ طریقہ نقشبندیہ کی اصل اصول چار چیزیں ہیں:

(الف)۔ دوام حضور: ہر وقت دل کا خیال خدا کی طرف رہنا۔

(ب)۔ بے خطرگی: دل میں بجز یاد حق کوئی خطرہ نہ آئے۔

(ج)۔ جذبات: جذبات دل کی کشش خدا کی طرف ہونا۔

(د)۔ واردات: خدا کی طرف سے فیضان اور انوار کا نازل ہونا۔

مختصر تعارف خانقاہ سراجیہ شریف

خانقاہ سراجیہ شریف، ضلع میانوالی، کندیاں، جکشن سے اڑھائی میل کے فاصلے پر ملتان کی طرف جانے والی ریل پٹری سے چھ سات فرلانگ کے فاصلے پر درختوں کے خوبصورت و حسین جھنڈ میں واقع ہے جس کی زیارت سے مشرف ہونے والے کہہ اٹھتے ہیں:

بقعہء مہبط انوار ز یزداں دیدم

خطہء مورد الطاف ز رحماں دیدم

چہ مقامیکہ برو سدرہ وہم طوبی را

سایہ دار از کرم غیب و گل افشاں دیدم

زعثمان و سراج و حضرت بوسعہ عبداللہ

ہدایت یافتہ آنا تکہ بودند از طریقت دور

سراجیہ مبارک خانقاہ پاک بازانست

بود از حضرت خان محمد تا ابد معمور

سراج و حضرت بوسعہ عبداللہ سے چکا

سراجیہ کا ہر ذرہ مثال نیر تاباں

متاع جاں نثار حضرت خان محمد ہے

امام پاک بازاں، نور عرفاں، ہادی دوراں

یا رب! تا عالم امکاں بود

مہر سراجیہ درخشاں بود

اس بستی کی تعمیر (۱۳۳۸ھ - ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۰ء - ۱۹۲۲ء کے دوران) حضرت مولانا ابو

السعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ - ۱۳۶۰ھ / ۱۸۸۰ء - ۱۹۴۱ء) نے فرمائی اور اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ - ۱۳۳۳ھ) کے نام نامی سے اسے منسوب فرمایا اور پھر اپنے وصال مبارک تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن رہے اور سینکڑوں طالبانِ حق و سالکانِ طریقت کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد ۳۳ کے لگ بھگ ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۳ء - ۱۳۲۲ھ / ۱۹۵۶ء - ۱۳۷۵ھ) کو اپنا جانشین نامزد فرمایا جو ۱۳۶۰ھ - ۱۳۷۶ھ تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوۂ افروز رہے اور سینکڑوں متوسلین سلسلہء عالیہ کے قلوب و اذہان کو منور و تاباں فرماتے رہے۔ آپ کے مجازِ طریقت خلفائے کرام کی تعداد دس ہے۔

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک ۱۳۷۵ھ کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بطن اللہ ظہیم العالی (ولادت ۱۹۲۰ء / ۱۳۳۹ھ) آپ کے خلیفہ اعظم و جانشین قرار پائے اور تاحال بفضل ربی خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں اور بحمد اللہ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے گوہر نامدار کی حیثیت سے طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود کی جانب لیے جا رہے ہیں اور روحانیت و معارف پروری فرما رہے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

اس وقت تک آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد سولہ ہو چکی ہے۔

۱۹۶۵ء میں ہی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بطن اللہ ظہیم العالی کی مساعی جیلہ سے ”خانقاہ سراجیہ“ کے نام سے ریلوے اسٹیشن قائم ہو گیا تھا جس سے آنے جانے والوں کے لیے آسانی پیدا ہو گئی۔ خانقاہ سراجیہ شریف جانے کے لیے اب تو میانوالی اور کنڈیاں دونوں جگہ سے ٹرانسپورٹ ملتی ہے۔

اس وقت خانقاہ سراجیہ شریف کی تفصیل یوں ہے:

۱- رہائشی مکانات: ان میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عزیز واقارب، مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم اللہ کے خاندان اور بعض مریدین کے گھر بھی شامل ہیں۔

ب- ایک انتہائی خوبصورت، عالی شان اور وسیع و عریض مسجد جو اپنے بانی مکرم و محترم کی وسعت قلب و بلند حوصلگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ج- مدرسہ سعدیہ جس میں طلباء و مدرسین کی رہائش گاہ بھی ہے۔

د- کتب خانہ سعدیہ جس کی ظاہری عظمت اور ذخیرہ نادرہ کی مقدار اس خانقاہ شریف کے مشائخ عظام کی علم دوستی و معارف پروری کا بین ثبوت ہے۔

ه- تسبیح خانہ، مہمان خانہ اور درویشوں اور سالکان طریقت کے حجرے۔

و- مزارات مقدمہ مشائخ کرام خانقاہ شریف و قبرستان متوسلین سلسلہ عالیہ۔

خانقاہ سراجیہ شریف کا شمار سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم خانقاہوں میں ہوتا ہے۔ جہاں سے ہزاروں اور لاکھوں نفوس مومنین نے اپنی ہمت اور مقدور سے بڑھ کر فیوض و برکات حاصل کیے ہیں۔ چند زائرین اور عقیدت مندوں کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

روحانیت کا سرچشمہ

جناب صاحبزادہ طارق محمود (ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک فیصل آباد) رقمطراز ہیں:

”خانقاہ سراجیہ کو انفرادیت حاصل ہے کہ یہاں پہنچ کر ایک روحانی

بالیدگی اور سکون میسر آتا ہے۔“

”خانقاہ سے میانوالی تک تک لوکل بسیں چلتی ہیں۔ اوڈھ سے چلیں تو کچھ فاصلے پر چشمہ

بیراج نہایت شکوہ اور تمکنت کے ساتھ بہتا نظر آتا ہے۔ بزرگوں اور دین کے متوالوں کی محنت و ریاضت کا کیا کہنا، جنہوں نے جنگل میں منگل بنا رکھا ہے۔

دل نے گواہی دی۔ واقعی ایک طرف پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ دوسری طرف روحانیت کا چشمہ بہہ رہا ہے۔

منہی منہی بستی۔ لازوال خزانہ

میانوالی سے جنوب مغرب کی طرف کوئی پندرہ بیس میل کے فاصلے پر دریائے سندھ کو روک کر چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے۔ نہر کے ساتھ ساتھ کناروں سے ذرا ہٹ کر ریت کے بڑے بڑے ٹیلے دور تک پھیلے چلے گئے ہیں۔ کہیں کہیں شیشم اور دوسرے درختوں کے جھنڈ پانی میں اپنا عکس دیکھ کر جھومتے، لہلاتے اور پھر سرگوشیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ چشمہ کالونی سے چند ہی فرلانگ پر نہر کے بائیں جانب ایک سڑک نما رستہ نیچے کو اترتا ہے جو سدا ہی ٹھنڈی چھاؤں میں لینا رہتا ہے۔ اسی رستہ پر تھوڑا سا آگے ایک منہی منہی سی بستی ہے جس کی وسعتیں اہل نظر کو برصغیر کے کونے کونے سے نظر آتی ہیں۔ یہی خانقاہ سراجیہ ہے جہاں ذاتی ملکیت میں ملک کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ جسے ۱۹۱۸ء میں حضرت ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد محترم خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ علیہ کے نام پر بنایا تھا۔^۵

خانقاہ کا حسین منظر

مسجد کے شمال جنوب میں مکانات کی لمبی قطاریں ہیں یوں سمجھئے کہ تختہء زمیں پر ۱۰۱ کا ہندسہ ثبت کر دیا گیا ہے اور اس ۱۰۱ میں مسجد کی وہی حیثیت ابھرتی ہے جو تسبیح کے دانوں میں امام کی ایک قطار مد رسہ پر مشتمل ہے۔ جہاں طلباء کی رہائش کا انتظام بھی ہے۔ دوسری قطار میں لائبریری ہے۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا کمرہ ہے جہاں حضرت خان محمد صاحب اپنے معتقدین اور ملاقاتیوں کو شرفِ ملاقات بخشتے ہیں۔ اگلے کمروں میں مسافر خانہ ہے۔^۶

اکابر زائرین خانقاہ سراجیہ

یہاں برصغیر کے کونے کونے سے لوگ آیا کرتے ہیں، خود حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ) شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) تشریف لائے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) اکثر تشریف لاتے رہے۔ ان کے صاحبزادے مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں زیر تعلیم رہے۔ دیگر حضرات کے علاوہ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۱ء) اور حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۸ء) تشریف لائے ہیں۔

خانقاہ سراجیہ شریف کی امتیازی حیثیت

حضرت مولانا عبدالرشید نسیم (فاضل دیوبند) المعروف علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) تحریر فرماتے ہیں:

”مدتوں کے شوق نے جب خانقاہ سراجیہ میں قدم رکھا تو اس کی پذیرائی کچھ اس انوکھے طریق پر ہوئی کہ وہ جو سراپا شوق تھا، سراپا محبت و نیاز بن گیا اور وہ جو صرف زیارت کی غرض سے گیا تھا عقیدت کے پھول دامن میں چن کر واپس آیا۔ وہ جو پیروں فقیروں کے سلسلہ میں بدعقیدہ مشہور تھا ایک ایسا تاثر لے کر واپس آیا جس میں اللہ والوں کے لیے اخلاص ہی اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ حضرت (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کی شخصیت، محبت، عمل و فضل، رشد و ہدایت اور پھر بہت بڑے کتب خانے کی موجودگی یہ کششیں ایسی نہیں تھیں کہ بار بار نہ جاتا۔ چنانچہ بار بار جانا ہوا۔“

”میں نے ان کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ شریعت کی پابندی اور پائیداری ہی کا سبق سیکھا اور سلسلہ مجددیہ یا دوسرے بزرگوں کا جو بھی ذکر سنا صرف یہی سنا کہ وہ کس قدر پابند سنت، کس قدر بدعت سے پرہیز کرنے والے اور کس قدر پابند شریعت تھے وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو جہالت سے ہم آہنگ ہوؤہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو شریعت و طریقت کو دوہناتی ہوؤہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو سرامو بھی سنت سے منحرف ہو۔“ ۹

آبادی کی کل کائنات

آبادی کی کائنات کیا تھی؟ ایک چھوٹا سا عربی مدرسہ جس میں دو تین مدرس کام کرتے تھے۔ ایک بڑا سا کتب خانہ جس میں بیسیوں اہل نظر بیٹھ سکتے تھے اور ایک خانقاہ سراجیہ۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب (قدس سرہ) حضرت مولانا سراج الدین صاحب (قدس سرہ) موسیٰ زئی والوں کے مرید تھے۔ اس لیے انہوں نے تعمیر کے وقت اپنے مرشد کے نام پر اس خانقاہ کا نام خانقاہ سراجیہ تجویز فرمایا تھا اور چند کمرے یا حجرے مدرسہ خانقاہ میں کام کرنے والوں کی خاطر اور ایک نہایت وسیع و عریض مسجد بنوائی۔ جو اپنے بانی کی وسعت قلب کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ کسی تکمیل کنندہ کی منتظر بھی ہے۔ یہ ہے خانقاہ اور اس کا ماحول اور یہ ہے اس آبادی کی کل کائنات جہاں حضرت تشریف فرما تھے۔

علمی و دینی اور روحانی درس گاہ

مختلف مسائل کی خاطر کتب خانہ سے کتابوں پر کتابیں آ رہی ہیں اور ان سے مختلف مقامات سے عبارتوں پر عبارتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ مسائل دوسرے طے ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ قرآن و حدیث اور تاریخ و سیر سے ایسی باتیں بھی سامنے لائی جا رہی ہیں جن سے نفس امارہ کی اماریت کا ازالہ ہو رہا ہے اور دوسری تیسری صحبت میں حال یہ ہے کہ ایک ادنیٰ طالب علم

جو روٹی کھلانے یا چائے پلانے کے لیے آیا ہے۔ وہ جب یہ کہتا ہے کہ حضرت چائے دائیں ہاتھ سے نوش فرمائیے یا پانی دائیں ہاتھ سے پینا سنت ہے یا ننگے سر کھانا کھانا خلاف سنت ہے تو نفس کو از حد شرمندگی ہوتی ہے کہ اتنے بڑے دعوے اور اتنی اونچی دکان اور یہ پھیکا پکوان کہ خانقاہ کے ایک ادنیٰ سے طالب علم کو بھی سنت نبوی کا علم تم سے زیادہ ہے۔ ایسے حالات میں جو انفعالی کیفیت خانقاہ معلیٰ میں پیدا ہوتی ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں پیدا ہو سکتی اور یہ اثر ہے اس غیر معلوم و غیر محسوس تعلیم کا جو اہل اللہ کے ہاں ہوتی ہے اور دوسری جگہ کم پائی جاتی ہے۔^{۱۱}

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی

خانقاہ شریف پر تشریف آوری اور مراقبہ

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ء) کا نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) سے رابطہ جانی تھا اور اکثر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ حضرت اقدس قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ شریف تشریف فرما ہوئے اور عصر کی نماز کے بعد ”مزارات مقدسہ خانقاہ شریف“ کے احاطہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مزار پر انوار پر مراقبہ فرمایا جو مغرب سے کچھ دیر پہلے تک جاری رہا۔ مراقبہ سے فراغت کے بعد حضرت رائے پوری قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ سے فرمایا:

”مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا وگرنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔“^{۱۲}

پاکستان میں فیضان سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ

صاحب ”رود کوثر“ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

”یہ دونوں بزرگ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور خواجہ محمد سراج

الدین قدس سرہ) اور حاجی دوست محمد صاحب قندھاری (قدس سرہ)

موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں آرام فرما ہیں۔ ان بزرگوں کی بدولت مغربی پاکستان میں سلسلہ مجددیہ (نقشبندیہ) نے بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ (نقشبندیہ) کنڈاں شریف (ضلع میانوالی) جس کے موجودہ سربراہ جامع علم و عرفان، مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ ہیں۔ اس لیے بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں کتب صوفیہ بالخصوص نوادر سلسلہ کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔“

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون میں مذکورہ بالا سطور نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: تمتعنا اللہ بفیوض ہولاء کابرہ انما سرمداً:

میں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

برصغیر کی مشہور قدیمی خانقاہ

جناب حافظ ثار احمد الحسینی لکھتے ہیں:

”خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف، برصغیر کی مشہور قدیمی خانقاہوں میں سے ہے۔ اس خانقاہ کے بانی حضرت خواجہ احمد خان رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے مجاز تھے۔ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے خادم خاص خواجہ محمد عبداللہ دھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جانشین ہوئے۔ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں ان کی وفات کے بعد شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ ان کے جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ عوام و خواص میں معتقدین کا ایک وسیع حلقہ اثر رکھتے ہیں۔ خانقاہ مرجع عوام و

خواص ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب کی موجودگی میں روزانہ بعد از نماز فجر ختم خواجگان کے بعد مجلس ذکر ہوتی ہے جس میں ذاکرین ذکر اللہ کی نورانیت سے اپنے قلوب کو مصفا کرتے ہیں۔ ۵۱

خانقاہ سراجیہ کی چند خصوصیات

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مضمون میں خانقاہ سراجیہ کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔ اتباع کتاب و سنت

ہر چند کہ شریعت و طریقت ایک ہی منزل مقصود کی دو راہیں ہیں۔ ایک طرف علماء و فقہاء بھی جب کبھی سلوک و درویشی کی حد و میں داخل ہوتے ہیں تو ان کا قدم بھی جادۂ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے اور وہ اپنے سلسلہ کی رسومات کی ادائیگی میں اتنا اہتمام اور شدت اختیار کر جاتے ہیں کہ اتباع کتاب و سنت کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور بدعات کو ”طریقت“ سمجھتے ہوئے اعتقادی اور عملی معصیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں مگر حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب قدس سرہ اس سے مختلف تھے۔ آپ کا ہر عمل سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور اپنے قہرین کو بھی اتباع سنت کی تلقین و تاکید فرماتے رہتے تھے۔ آپ وسیع العلم ہونے کے ساتھ بے حد وسیع القلب تھے۔ خانقاہ شریف میں ہر قسم کے بتلائے معاصی اشخاص آتے رہتے مگر کبھی بھی کسی کا عیب اس کے سامنے بیان نہیں کرتے تھے۔ نہ کبھی کسی کے عیب پر تمسخر یا طنز کرتے۔ تصوف کے اس حصول پر عمل تھا:

”لا تعیر بمعصیۃ اخیک، فیعفہ اللہ ویتلیک“

”یعنی کسی گناہ پر اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ مت دو، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ

اس سے وہ گناہ چھڑا کر تمہارے ساتھ لگا دے۔“

یہ بھی فرماتے ہیں کہ علمائے ظواہر لوگوں کے کانوں کو نصیحت کرتے ہیں اور ارباب قلوب

لوگوں کے دل کو مخاطب کرتے ہیں چنانچہ آپ کی باطنی توجہ اور صحبت کا اثر یہ تھا کہ اہل معاصی کو حضرت کی صحبت کی برکت سے اپنے معاصی سے خود نفرت ہو جاتی تھی۔

ایک خاص عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ دوسرے مذاہب کا ان مسائل میں خیال رکھتے تھے جن میں اپنے مذہب کی خلافت ورزی نہ ہوتی ہو۔ مثلاً دو سجدوں کے درمیان احناف کے نزدیک کوئی ذکر ثابت نہیں مگر حنابلہ کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ پڑھنا فرض ہے۔ آپ بھی سنن و نوافل میں بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح قعدہ اخیرہ میں علمائے ظواہر کے نزدیک دعا: ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ“ پڑھنی فرض ہے۔ حتیٰ کہ اس دعا کے سوا کوئی اور دعا پڑھنے سے علمائے ظواہر کے نزدیک نماز ہی درست نہیں ہوتی، آپ بھی یہ دعا پڑھتے تھے نیز اہل ظواہر کے نزدیک فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان تھوڑی دیر لیٹ جانا ضروری ہے۔ آپ بھی سنتوں اور فرض کے درمیان گھر میں لیٹ جایا کرتے تھے۔^{۱۲}

۲۔ ایک اہم ملفوظ اور صحیح تصوف کے فقدان پر تاسف

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف کی حقیقت تو مرشد کامل کے بغیر ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن اگر کوئی آدمی کتاب عوارف المعارف مولفہ شیخ شہاب الدین سہروردی غنیۃ الطالبین (شیخ سید عبدالقادر جیلانی) کتاب شرح الحکم مولفہ ابن عطاء اللہ اسکندری رسالہ ”قشیریہ امام ابوالقاسم قشیری“ اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی زیر مطالعہ رکھے تو علم تصوف صحیح ہو جاتا ہے۔

نیز اس زمانہ میں صحیح تصوف کے فقدان اور غلط تصوف کے رواج پر اکثر متاسف رہتے اور فارسی اور عربی کے درج ذیل اشعار گاہے گاہے بڑی حسرت سے پڑھا کرتے تھے:

ہنما، آنچناں بردند خوان می پرستان را

نہ می مانند نہ می خانہ نہ ساقی مانند نے ساغر

اما الخيام فانها كخيا مهم
وارى نساء الحى غير نساء ها
یعنی خیمے تو انہی جیسے ہیں مگر قبیلے کی عورتیں وہ نہیں۔

۳۔ سالکان طریقت کی تعلیم و تربیت کا صحیح انداز

بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک سے اس خانقاہ شریف کے متوسلین، خدام اور ارادت مندوں میں علما و صلحا کی کثیر تعداد شامل رہی ہے اور فاضلان دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) اور دیگر مدارس و جامعات کے فارغ التحصیل حضرات یہاں طالبان حق اور سالکان طریقت کی صف میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم و سلوک کی تربیت پاتے رہے ہیں اور یہاں شروع سے ہی سالکان طریقت کی تعلیم و تربیت اور آموزش و پرورش کتاب و سنت اور شریعت و طریقت کے حقیقی اصولوں کے تحت جاری ہے۔ لہذا دو امور بانی خانقاہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہیں:

(الف)۔ مکتوبات امام ربائی اور رسائل حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی تدریس

اس خانقاہ پر سالکین طریقت کو سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا نصاب باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ بانی خانقاہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک میں نماز عصر کے بعد ختم شریف سے فارغ ہو کر مکتوبات امام ربائی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ یا رسائل حضرات (نقشبندیہ) مجددیہ کا درس ہوتا تھا اور یہی سلسلہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور اب ان کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی بھی اسی پر عمل فرماتے ہیں۔^{۱۸}

(ب)۔ رمضان المبارک میں خصوصی عبادات و دعاؤں کا مرکز

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک میں متوسلین سلسلہ رمضان المبارک میں خانقاہ شریف پر آ جایا کرتے تھے اور پورا مہینہ عبادات الہی میں مصروف رہتے تھے۔ یہ سلسلہ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں بھی گزشتہ روش کے مطابق جاری رہا اور الحمد للہ آج مخدوم زماں حضرت خواجہ خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے عہد مبارک میں بھی زور و شور سے جاری ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں خانقاہ شریف میں عجیب سماں ہوتا ہے۔ آخرت کے طالب دور دور سے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ تمام رات تراویح میں قرآن حکیم کے تین پارے تلاوت ہوتے ہیں۔ ہر چار رکعت کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی مراقبہ فرماتے ہیں۔ اس طرح تین بجے رات کے قریب (اختتام تراویح) پر آپ دعا فرماتے ہیں۔

آخری عشرہ ماہ رمضان المبارک سے زائرین کا بہت رش ہوتا ہے۔ تمام افراد کے لیے افطاری و سحری کا انتظام لنگر شریف سے ہی ہوتا ہے۔ چائے بھی دونوں وقت سب کو دی جاتی ہے۔^{۱۹}

یہاں ہر نقش خوشبوئے محبت لیے ہوئے ہے

جناب حافظ لدھیانوی کہتے ہیں:

”حضرت مولانا خان محمد صاحب سے ملاقات کی تمنا نے بیکل کر دیا۔ آخر ایک روز رخت سفر باندھا، خانقاہ سراجیہ کی حاضری کے لیے گھر سے نکل پڑا۔ آخر وہ خطہء آرزو وہ وادیِ پاکیزگی و لطافت وہ منزل آسودگان، وہ قریہء راحت نظر آیا۔ خانقاہ سراجیہ میں یہ پہلی حاضری تھی۔ کسی سے جان نہ پہچان کسی سے ذاتی تعارف نہ تھا، کوئی چہرہ آشنا نہ تھا۔ اک ان دیکھا ماحول، کئی قسم کے تصورات قلب و نظر پر چھا گئے۔

آخر اس وادی برکت میں قدم رکھا۔ خانقاہ میں قدم رکھتے ہی اجنبیت کا احساس یک دم غائب ہو گیا۔ ہر نقش محبت کی خوشبو لیے ہوئے تھا۔ خانقاہ کے ایک کمرے کا رخ کیا خانقاہ کے ایک خادم نے دریافت کیا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ مختصر سا جواب دیا۔ ”فیصل آباد سے حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں“ اس مختصر سے کلام کے بعد خادم چلا گیا۔ چند لمحوں بعد طشتری میں چائے لے کر آ گیا۔ اس کمرے میں چند عقیدت مند اور بھی تھے۔ میں نے ان سے شرکت کے لیے کہا۔ انہوں نے کہا کہ وہ چائے نوش کر چکے ہیں۔ اس پہلے نقش سے حسن میزبانی، ادب و احترام، انداز گفتگو اور جذبہ خدمت ابھر کر سامنے آ گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ اس خانقاہ کا معمول ہے، نہ فضا میں تصنع، نہ خدام میں تصنع، ہر شے میں اپنائیت اور محبت کا انداز۔“

تزکیہ نفس کے لیے مثالی خانقاہ

یہ مختصری خانقاہ ایک دینی مدرسے، ایک خوبصورت مسجد اور حضرت (مولانا خان محمد مدظلہ العالی) کی رہائش گاہ پر مشتمل ہے۔ اس خانقاہ کا ماحول دوسری خانقاہوں سے یکسر مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کے لیے، عبادت و ریاضت کے لیے قلب و نظر کو منظرہ کرنے، روح کو مجتلا اور جسم و جاں کو مرکز کرنے کے لیے یہ انتہائی موزوں ماحول تھا۔ نہ شور ہے نہ ہنگامہ۔ نہ گاڑیوں، کاروں کی آمد و رفت ہے، نہ شہر کی بے ہنگم طرز زندگی۔ اس فضا پر بے پردگی اور گناہ آلودہ ماحول کا کوئی داغ نہ تھا۔ فضا نورانیت سے صاف اور نکھری ہوئی تھی۔

خانقاہ سراجیہ ایک ایسی خانقاہ ہے جہاں کی فضا ہر قسم کی دنیوی دکشی اور برائی سے پاک صاف ہے۔ یہ دینی مرکز، یہ رشد و ہدایت کا مقام، یہ دیرانہ عدل کو آباد کرنے کی جگہ، یہ تزکیہ نفس کے لیے مثالی خانقاہ ہے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ خانقاہ کا ذرہ ذرہ صبح و شام حمد و ثنا کرتا رہتا ہے۔ یوں تو کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے، موجودات کا ہر ذرہ اپنے خالق حقیقی کی پاکی

بیان کرتا رہتا ہے اور اس کے قادر مطلق ہونے کا اعلان کرتا رہتا ہے۔ مگر خانقاہ سراجیہ میں یہ احساس مشکل ہو کر سامنے آتا ہے۔ جب علائق دنیا کی گرد دامن دل سے چھڑ جاتی ہے تو ذہن روحانیت کے اثرات قبول کرنے، انہیں اپنے اندر جذب کرنے اور پاکیزہ ماحول سے اکتساب فیض کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ یہ روحانی فضا، یہ پاکیزہ ماحول از خود پیدا نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے ایک خدا رسیدہ بزرگ کے مقدس وجود کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب کی ذات بابرکات نے اس فضا، اس ماحول کو پرکشش بنا دیا ہے۔ سینکڑوں میل دور بیٹھے ہوئے لوگ اس مرکز رشد و ہدایت اس مصدر فیوض و برکات کی کشش محسوس کرتے ہیں۔ یہ کشش اینٹ پتھر سے تعمیر شدہ عمارت کی کشش نہیں، یہ کشش دنیوی نوادرات اور عجائبات کی کشش نہیں۔ یہ تو ایک وجودِ گرامی، ایک فقیر خدا مست، ایک درویش حق آگاہ، ایک مرد کامل، ایک برگزیدہ ہستی کی کشش ہے جس کی صحبت میں پتے ہوئے دلوں کو راحت اور مضطرب روحوں کو آسودگی میسر آتی ہے۔^{۲۱}

خانقاہ شریف، مسجد اور چاند رات

کچھ دیر کے بعد خدام کھانے کی طشتریاں اٹھائے ہوئے آ گئے۔ دسترخوان بچھ گیا۔ قرینے سے کھانا چنا گیا۔ نہایت خاموشی سے زائرین شریک طعام ہو گئے۔ خدام خدمت کے لیے کھڑے رہے۔ ہر چیز مہیا کرتے رہے۔ دسترخوان لپیٹ لیا گیا۔ چند بزرگ مسجد میں ذکر اللہ میں مصروف ہو گئے۔ خدام نے چار پائیاں باہر نکالیں، صاف ستھرے بستر لگا دیے۔ چاند رات اپنی تمام رعنائیوں، جلوہ سامانیوں کے ساتھ طلوع ہوئی۔ خانقاہ چادر نور میں لپٹ گئی، معلوم ہو رہا تھا بارانِ نور ہو رہی ہے۔ جسموں کو راحت نصیب ہوئی۔ اس دودھی رات میں مسجد کا حسن اور بھی نکھر گیا۔ گنبد و محراب جمال کا آئینہ بن گئے۔ ایسا خوشنما منظر تھا کہ دید و دل سیراب ہو رہے تھے۔ اس دلکش منظر سے نگاہیں ہٹانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ یہ چند گھنٹیاں یادگار گھنٹیاں بن گئیں۔ اس مجلس کا سرور اس چاند رات کا کیف اور مسجد کا جمال آج بھی تصور کی دنیا آباد کیے ہوئے ہے۔^{۲۲}

پاکان بارگاہ الہی کی آرام گاہیں

مسجد سے ملحق اکابرین کی قبور مبارکہ کا مختصر سا احاطہ ہے۔ اس خانقاہ سے وابستہ مقدس ہستیاں اس احاطے میں آرام فرما ہیں۔ ان کی سادہ زندگی کی طرح یہ قبور مبارکہ بھی سادگی کا مرقع ہیں۔ ان قبروں کو سنگ مرمر کی منقش سلوں سے مزین نہیں کیا گیا۔ ان پر کتبے بھی نہیں، مٹی کی ڈھیریاں ہیں جو تقویٰ و پرہیزگاری کے خزانے چھپائے ہوئے ہیں۔ جو ورع و ریاضت کے نشانات ہیں۔ یہ ان بزرگوں کی پاکان بارگاہ الہی کی آرام گاہیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی ترویج و اشاعت، لوگوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت میں بسر کیں۔ ان گنت لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلایا، ان کو ایمان کی حلاوت اور عمل کی لذت سے آشنا کیا۔ اتباع سنت کی تعلیم دی۔ احکام الہی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ ان کے دلوں کے غلوت کدے روشن کیے۔ ان کو آخرت کی فکر عطا کی۔ ان کو جنت الفردوس کے راستے پر چلایا۔ ان کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اس خانقاہ سے کتنے چراغ روشن ہوئے، کتنی تاریک بستیوں میں اجالا ہوا۔

آج یہ بزرگ فریضہ تبلیغ و تعلیم ادا کر کے آسودہ خواب ہیں۔ ان کو ظاہری شان و شوکت کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے جنت میں اپنے اعمال کے خوبصورت محل تعمیر کیے ہیں۔ انہوں نے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی سے اپنے دامنوں کو مہکایا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے ایسے تابناک نقوش چھوڑے ہیں جن کی رہنمائی میں آنے والے اپنی منزل کو پا سکیں گے۔ عدم کے راستے کو مہکاسکیں گے۔ یہ سلسلہء رشد و ہدایت آج بھی جاری ہے۔ حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔ اپنے اکابرین کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔^{۲۳}

نظم ۳۳

در صفت منبع البرکات والفیوض گل ہائے چمن معرفت حضرات ثلاثہ
(قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صدیق دوراں حضرت
مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد
صاحب) ادام اللہ برکاتہم والفیوضہم العالیہ:

در ریگ زار کنڈیاں باو صبا وزید	وز خاک بے گیاه چہ گلہا عجب دمید
گلہا کہ کردہ اند معطر مشام جان	گلہا کہ از بہار دھند قلب را نوید
گلہا کہ از مقام حقیقت نشان دہند	زانہا کہ زینت چمن معرفت پدید
گلہا بزرگ مثل گل لالہ و سمن	ہر سہ وحید عصر عزیز جہاں فرید
قیوم وقت حضرت بوسعد بے مثال	قطب زماں حضرت عبداللہ ہم وحید
ثالث ولی کامل وجویائے راز حق	والا صفات خان محمد بما رسید
در ہر سہ بہر رشد و ہدایت فروغ دین	آں رب ذوالمنن چہ کمالات آفرید
اسرار دین بسینہ بدل نور معرفت	بر لب کلام حق ز نظر قلب را نوید
زیں ہادیان بمنزل مقصود کارواں	زیں داعیان شرع جہانست مستفید
پردانہ وار از سہ شار سراج دین	خود سوختہ بعشق از سوزش جہاں تپید
اقبال فیض شاں کہ کم فروزت سوز عشق	وز آب چشم آتش فرقت شود مرید

نتیجہ فکر: جناب اقبال احمد صدیقی

وصل چہارم

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ شریف

شَجَرَةُ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ) حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہ (م ۱۲۵۰ھ) کے نام اپنے مکتوب شریف میں شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

”شجرہ شریف ہر روز پڑھنے کے بعد اکابرین سلسلہ کے واسطے سے قاضی الحاجات (اللہ کریم) کی بارگاہ میں عرض حاجات کو لازم قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے باعث ظاہری و باطنی ترقی رونما ہوتی ہے۔ ان حضرات کے واسطے سے اپنے مقاصد کے لیے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں ان شاء اللہ تعالیٰ تائید الہی میسر ہوگی۔“

(مکتوب شریف نمبر ۱۳۵ از مکتوبات شریف حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ)

شجرہ شریف پڑھنے کا طریقہ

سورج کے طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے (دونوں اوقات میں) ایک دفعہ سورۃ فاتحہ بسم اللہ شریف کے ساتھ اور تین بار سورۃ اخلاص بسم اللہ شریف کے ساتھ پڑھ کر سلسلہ عالیہ کے پیران کرام کی ارواح مبارک کو اس کا ثواب

ایصال کریں اور پھر شجرہ شریف پڑھیں (نمبر شمار پڑھنے کی ضرورت نہیں)۔

۱- الہی بحرمت شفیع المؤمنین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲- الہی بحرمت خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳- الہی بحرمت صاحب رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴- الہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵- الہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶- الہی بحرمت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۹- الہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰- الہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالحق عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱- الہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲- الہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فقوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳- الہی بحرمت حضرت خواجہ عزیز ان علی رامینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴- الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵- الہی بحرمت حضرت سید میر کمال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶- الہی بحرمت خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۱۷- الہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸- الہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹- الہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۰- الہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱- الہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۲- الہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی المکنلی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳- الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴- الہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵- الہی بحرمت العروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶- الہی بحرمت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷- الہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸- الہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹- الہی بحرمت مجدد مائتہ الثالث عشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا، مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا سیدنا عبد اللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰- الہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱- الہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲- الہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قذہاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۳- الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۴- الہی بحرمت قیوم زماں حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵- الہی بحرمت قیوم زماں قطب دوراں محبوب رب العالمین حضرت مولانا سیدنا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۶- الہی بحرمت نائب قیوم زماں قطب دوراں حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۷- الہی بحرمت مخدومنا و سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد

صاحب مدظلہ العالی

فقیر حقیر خاک پائے بزرگان (پڑھنے والا اپنا نام لے) غفی عنہ رحم فرما و محبت و معرفت و جمعیت ظاہری و باطنی و عافیت دیرین و بہرہ کامل از فیوض و برکات این بزرگاں روزی ما کن۔

رَبَّنَا قَوِّمْنَا مُسْلِمِينَ وَ الْحَقُّنَا بِالصَّالِحِينَ - آمین ^{۱۵}

اس شجرہ شریف کو حضرت نذیر احمد بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ (مئی ۱۹۲۷ء) نے اپنے شیخ و

مرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے حکم پر مرتب فرمایا جو ”تحفہ سعدیہ“^{۲۶} میں طبع ہوا ہے۔ انہوں نے اس کے حواشی میں بزرگوں کے وصال مبارک کی تاریخ و سنین عمر مبارک اور مرقد شریف (جہاں تک دستیاب تھے) تحریر فرمائے جو چند اضافوں اور ترمیمات کے بعد یہاں مذکورہ بالا نمبر شمار کے مطابق پیش ہیں:

- ۱- تاریخ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول ۱۰۵۵ھ بمقام مکہ مکرمہ - وصال مبارک دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ عمر مبارک ۶۳ سال روضہ انور مدینہ منورہ
- ۲- ولادت مبارک دو سال چار ماہ بعد واقعہ فیل، مکہ مکرمہ میں، وصال مبارک ۲۲ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ عمر مبارک ۶۳ سال مرقد مبارک مدینہ منورہ جو اررحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
- ۳- ولادت مبارک اصفہان، وصال مبارک ۱۰ رجب ۱۱۳۶ھ عمر مبارک ۲۵۰ سال مرقد مبارک بمقام مدائن
- ۴- ولادت مبارک ۲۳ شعبان ۱۲۲۲ھ مدینہ منورہ وصال مبارک ۲۲ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ عمر مبارک مثل (درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)
- ۵- ولادت مبارک ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ مدینہ منورہ وصال مبارک ۱۵ رجب ۱۲۸۱ھ عمر مبارک ۶۸ سال مرقد مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ
- ۶- ولادت مبارک ۱۳۶ھ بسطام، وصال مبارک ۱۲ شعبان ۲۳۳ھ مزار مبارک بسطام
- ۷- ولادت مبارک ۳۵۲ھ خرقان، وصال مبارک ۱۰ محرم الحرام ۴۲۴ھ مزار مبارک خرقان
- ۸- ولادت مبارک ۴۳۴ھ فارمد، وصال مبارک ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ مزار مبارک طوس
- ۹- ولادت مبارک ۴۴۱ھ بوزنجر نزد ہمدان وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۳۵ھ عمر مبارک ۹۵ سال مزار مبارک بامنین (تاجکستان)

- ۱۰- ولادت مبارک ۲۲ شعبان ۳۳۵ھ غجدوان نزد بخارا، وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ مزار مبارک غجدوان
- ۱۱- ولادت مبارک ۲۷ رجب ۵۵۱ھ ریوگر نزد بخارا، وصال مبارک کیم شوال ۶۱۶ھ مزار مبارک ریوگر
- ۱۲- ولادت مبارک ۱۸ شوال ۶۲۸ھ انجیر فغنہ نزد بخارا، وصال مبارک ۱۵۷۵ھ مزار مبارک موضع انجیر فغنہ۔
- ۱۳- ولادت مبارک ۱۵۹۱ھ موقع رامین نزد بخارا، وصال مبارک ۲۸ ذی قعدہ ۱۷۱۵ھ عمر مبارک ۱۲۳ سال، مزار مبارک شہر خوارزم
- ۱۴- ولادت مبارک ۲۵ رجب ۵۹۱ھ موضع ساس نزد بخارا، وصال مبارک ۱۰ جمادی الثانی ۵۹۵ھ مزار مبارک موضع ساس
- ۱۵- ولادت مبارک ۶۷۶ھ موضع سوخار نزد بخارا وصال مبارک ۱۵ جمادی الاخری ۷۴۷ھ مزار مبارک سوخار۔
- ۱۶- ولادت مبارک ۲۸ھ قصر عارفان، بخارا وصال مبارک ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ مزار مبارک قصر عارفان
- ۱۷- ولادت مبارک بخارا، وصال مبارک ۳۰ رجب ۸۰۲ھ مزار مبارک بخارا
- ۱۸- ولادت مبارک ۶۲ھ قریہ چرخ (غزنی) وصال مبارک ۵ صفر ۸۵۱ھ مزار مبارک موضع ہلنتو (آب گلستان) نزد دو شنبہ دار الحکومت تاجکستان
- ۱۹- ولادت مبارک رمضان ۸۰۶ھ یاغستان از مضافات تاشقند، وصال مبارک ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ مزار مبارک شہر سمرقند
- ۲۰- ولادت مبارک ۸۵۲ھ خوش نزد حصار علاقہ بخارا، وصال مبارک کیم ربیع الاول ۹۳۶ھ مزار مبارک خوش
- ۲۱- ولادت مبارک ۱۶ شوال ۸۳۶ھ وصال مبارک ۲۹ محرم ۹۷۰ھ مزار

مبارک استقرار ملک ماوراء النہر ترکی

۲۲- ولادت مبارک ۹۱۸ھ املنگہ نزد بخارا؛ وصال مبارک ۲۲ شعبان

۱۰۰۸ھ عمر مبارک ۹۰ سال مزار مبارک شہر املنگہ

۲۳- ولادت مبارک ۵ ذوالحجہ ۹۷۱ھ کابل؛ وصال مبارک ۲۵ جمادی الثانی

۱۰۱۲ھ عمر مبارک ۴۰ سال مزار مبارک دہلی

۲۴- ولادت مبارک ۱۰ شوال ۹۷۱ھ سرہند شریف؛ وصال مبارک ۲۷ صفر

۱۰۳۴ھ عمر مبارک ۶۳ سال مزار مبارک سرہند شریف

۲۵- ولادت مبارک ۷۰۰ھ سرہند شریف؛ وصال مبارک ربیع الاول

۱۰۷۹ھ مزار مبارک سرہند شریف-

۲۶- ولادت مبارک ۱۰۴۹ھ وصال مبارک ۱۰۹۶ھ مزار مبارک سرہند شریف

۲۷- وصال مبارک ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ مزار مبارک دہلی؛ مزار خواجه نظام

الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۲۸- ولادت مبارک ۱۱ رمضان ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ شہادت بیوم عاشورا ۱۱۹۵ھ

مزار مبارک بمقام چٹلی دہلی-

۲۹- ولادت مبارک بمقام بٹالہ پنجاب (ہندوستان) وصال مبارک ۲۳

صفر ۱۲۴۰ھ مزار مبارک بمقام چٹلی دہلی-

۳۰- وصال مبارک یوم عید الفطر ۱۲۵۰ھ مزار مبارک بمقام چٹلی دہلی؛ عمر

مبارک ۵۳ سال

۳۱- وصال مبارک ربیع الاول ۱۲۷۷ھ مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ

عمر مبارک ۶۰ سال-

۳۲- ولادت مبارک ۱۲۱۶ھ قندھار؛ وصال مبارک ۲۲ شوال ۱۲۸۳ھ مزار

مبارک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زکی شریف ڈیرہ اسماعیل خان-

۳۳- ولادت مبارک ۱۲۴۴ھ موضع لونئی از مضافات کلاچی؛ وصال مبارک ۲۲

- شعبان ۱۳۱۴ھ مزار مبارک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف
- ۳۴- ولادت مبارک ۱۵ محرم ۱۲۹۷ھ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف
- وصال مبارک ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مزار مبارک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف
- ۳۵- ولادت مبارک ۱۲۹۷ھ موضع بکھڑا، میانوالی، وصال مبارک ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ مزار مبارک خانقاہ سراجیہ شریف کنڈیاں ضلع میانوالی
- ۳۶- ولادت مبارک ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ موضع سلیم پور سدھوان، تحصیل جگراؤں، ضلع لدھیانہ، وصال مبارک ۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ مزار مبارک خانقاہ سراجیہ شریف کنڈیاں ضلع میانوالی۔
- ۳۷- ولادت مبارک ۱۹۲۰ء/ ۳۸-۱۳۳۹ھ موضع ڈنگ ضلع میانوالی

حواشی مقدمہ

- ۱- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۶۵
- ۲- ایضاً، ص ۸۰
- ۳- ایضاً، ص ۱۶۲ (حاشیہ)
- ۴- صاحبزادہ طارق محمود میں بھی حاضر تھا وہاں ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد: جلد ۲۳، ش ۳۵، دسمبر ۱۹۸۵ء، ص ۲۱
- ۵- ایضاً، ص ۲۲
- ۶- مشتاق گھملاوی، خانقاہ سراجیہ لاہوری، سہیل، ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۱۹۷۹ء-۱۹۷۸ء، ص ۲۹
- ۷- ایضاً، ص ۲۹
- ۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۹
- ۹- ایضاً
- ۱۰- ایضاً، ص ۳۲
- ۱۱- ایضاً، ص ۳۳
- ۱۲- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۴
- ۱۳- شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء (طبع سیزدہم)، ص ۶۶۴
- ۱۴- مولانا محبوب الہی، دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں خانقاہی نظام کا

- حصہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور: ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء، ص ۶۰
- ۱۵- حافظ ثار احمد الحسینی ایک یادگار تاریخی روحانی سفر (خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف) الارشاد انک، جامعہ مدنیہ: شوال ۱۴۱۸ھ/فروری ۱۹۹۸ء، ص ۲۱
- ۱۶- قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم دینی کتاب خانہ، چند ضروری توضیحات، فکر و نظر (اسلام آباد): ادارہ تحقیقات اسلامی، جلد ۹ شماره ۶، ۱۹۷۱ء، ص ۲۶۹-۲۷۰
- ۱۷- ایضاً، ص ۲۷۰-۲۷۱
- ۱۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۱۰ (حاشیہ ۱)
- ۱۹- اشفاق احمد واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مدرسہ دارالقرآن سراجیہ (۱۴۲۰ھ) ص ۹۳-۹۴
- ۲۰- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۶-۱۲۵
- ۲۱- ایضاً، ص ۱۲۶-۱۲۷
- ۲۲- ایضاً، ص ۱۳۰
- ۲۳- ایضاً، ص ۱۳۰-۱۳۱
- ۲۴- مکتوب گرامی جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء اس میں نظم کا مآخذ درج نہیں۔
- ۲۵- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۷۱-۳۷۳
- ۲۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۱-۲۷۲

باب اول

احوال و مناقب

قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ

(۱۲۹۷ھ - ۲ صفر ۱۳۶۰ھ / ۱۸۸۰ء - ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء)

پانی بھردی آن ڈولاں دے
 اوہ غم کیوں کرے جیندا مرشد کھولاں تے
 گڈی چلی اے ملتان کولوں
 منگاں دعائیں ہمیشہ حاجی احمد خان کولوں

اس پردیس نوں اساں کروطن بنایا، تیں دلبر سانگھے
 وسن مینہ تے اچھلن ندیاں، تار ہوئے سارے لانگھے
 تارے سارے تر تر و ہندے پئے غافل غوطے کھاندے
 آ علی حیدر اساں گل لگ ملیے، متاں مرونجاں ترساندے

لق و دق صحرا میں آ کے آباد ہوئے جنگل میں منگل لگا دیا۔ جہاں انسانی زندگی کے وسائل و ضروریات ناپید تھیں۔ انہوں نے وہاں چشمہ آب حیات اور بحر بیکراں جاری و ساری فرما دیا جس کے روح پرور اور فرحت بخش آب زلال سے تشنگان حق نے پیاس بجھائی اور الحمد للہ تاحال بجھا رہے ہیں۔ وسیع و عریض ریگزار میں جب سر چھپانے کے لیے حیوانوں کو بھی سایہ شجر میسر نہ تھا، انہوں نے یہاں چھتر روحانیت کا وسیع و عریض سایہ پھیلا دیا۔ جس تلے آ کے سستانے اور پھر عمر بھر بیٹھنے کے لیے آج تک ہزاروں خستگان راہ سلوک و طریقت کھچے چلے آ رہے ہیں۔ جو پل بھر میں منازل طریقت طے کرنے کے بعد مراتب وصول الی اللہ پر فائز المرام ہو رہے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ پرند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

ریت کے ٹیلوں کے درمیان سر چھپانے کے لیے اک خانہ فقیر کی بنیاد رکھی، جہاں پر عظمت مکان صرف خانہ خدا یعنی مسجد تھی۔ بعد ازاں تربیت گاہ تشنگان علم و دانش یعنی مدرسہ عربیہ سعیدیہ اور پھر ظاہری و معنوی شان و شوکت کا حامل عظیم الشان کتب خانہ سعیدیہ بنا۔ ذکر و مراقب اور اوراد و اشغال روحانی کی خلوت گاہ یعنی تسبیح خانہ تعمیر ہوا اور آشفگان دنیا و آسودگان آخرت کی عارضی قرار گاہ یعنی درویش خانہ بھی بنایا گیا۔

جب یہ بستی نو تعمیر باطنی انوار کی آماجگاہ اور انوار الہی کا مہبط قرار پائی تو اللہ کریم کو اس خطے میں بسنے والی اپنی مخلوق ناتواں پر ترس آ گیا اور اس نے ریگستان کے صدیوں سے پیاسے

ذرات کی سیر یابی کا ظاہری بندوبست فرمادیا اور حکومت وقت کی کوششوں سے یہاں نہر جاری ہو گئی۔ جس کے پانی اور اس بستی کے روحانی فیض نے ایک ساتھ تھل کی زمین کو لہلہاتے کھیتوں، کھلیانوں اور سرسبز و شاداب سایہ دار درختوں اور پھلدار پودوں سے لدا چھدا کر ڈالا اور یوں یہ بستی نورس جو ماہتاب عرفان اور ستارگان طریقت کے دم قدم سے نور علی نور تھی۔ آٹا فانا سرسبز و شاداب اور فلک بوس گونا گوں درختوں کے جھنڈ میں پردہ نشین ہو گئی جس سے اس کے فضائل و مناقب مزید سر بلند ہوتے گئے۔

راقم الحروف ناکارہ جہاں کو جب اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اس خانقاہ معلیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو چند روز کی اقامت کے بعد واپسی پر اس کے روح پرور اور روحانیت افزا نظارے تڑپانے لگے اور عالم بقراری میں مدتوں یہ بیت زبان پر رہا:

اچیاں لمیاں لال کھجوراں پتر جہاں دے ساوے
اس دم نال اسانجھ اساڈی جو دم نظر نہ آوے
گلیاں سونجھ اجاڑ دسیون تے ویہڑا کھاون آوے
غلام فرید او تھے کی و سناں جتھے یار نظر نہ آوے

بس یہی ہے قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ) کی بنا کردہ خانقاہ پاک یعنی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی۔

بانی خانقاہ سراجیہ شریف ناز و نعم میں پلے پو سے لیکن مشیت ایزدی سے نان جویں کھا کے مدارس عربیہ میں علومِ دینیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی اور پھر ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ/ مئی ۱۸۹۶ء تک ہندوستان کے مختلف مدارس میں پڑھنے کے بعد فارغ التحصیل ہوئے اور بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) فرزند گرامی و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۳۳ھ-۱۳۱۴ھ) خلیفہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قدس سرہ (۱۲۱۶ھ-۱۲۸۴ھ) موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے دامن روحانیت سے وابستہ ہو گئے اور گروہ فہلیان یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز طریقت قرار پانے کے بعد اپنے آبائی گاؤں ”کھولہ“ شریف میں ۱۹۱۸ء کے لگ بھگ مسند ارشاد و تربیت پر جلوہ افروز

ہوئے۔ ۱۹۲۰ء-۱۹۲۲ء کے دوران اپنی زمین میں ایک بستی تعمیر فرمائی جو پہلے ”مولوی صاحب داکھو“ کہلائی اور پھر آپ کے شیخ و مرشد کے نام نامی کی مناسبت سے ”خانقاہ سراجیہ“ کے نام سے خاص و عام میں مشہور ہو گئی اور بفضلِ ربی یہ خانقاہ شریف طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کے لیے بقعہء مہبط انوار یزداں ثابت ہوئی۔

گو آپ متمول زمین دار خاندان کے چشم و چراغ تھے لیکن بفضلِ ربی علمی، دینی اور روحانی منازل طے کرنے کے بعد تھل کی زمینیں خریدنے کی بجائے علم و دانش کے جواہر پاروں کی خریداری پر مال و زر صرف کرنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کو علم و دانش اور تحقیق و تدقیق کا اعلیٰ ذوق و شغف رب کریم نے ودیعت فرمایا تھا۔ لہذا لباس و خوراک اور دیگر دنیاوی آسائشوں کی بجائے جمع آوری کتب کا شوق عشق کی حد تک جا پہنچا تھا اور آپ نے اپنی حیات مبارک میں ہی لاکھوں کا کتب خانہ بنا ڈالا تھا۔ جس کا شہرہ دار العلوم دیوبند (انڈیا) اور دوسرے علمی و دینی مراکز سے ہوتا ہوا برصغیر پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا تھا اور بیسیوں مراجعین یہاں آ کر شب و روز مطالعہ کتب و استفادہ علمی میں مستغرق رہتے تھے۔

روحانیت کا ایسا بلند و ارفع مقام و مرتبہ نصیب ہوا تھا کہ آپ قیومِ زماں اور قطبِ دوراں کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے۔ پل بھر میں جستگانِ راہِ طریقت کو معرفت و حقیقت آگاہ بنا ڈالتے تھے۔ تینتیس سالکانِ طریقت کو مجازِ طریقت کی سند سے سرفراز فرمایا اور ہزاروں طالبانِ حق اور اہل ایمان کو بحرِ روحانیت سے بادہ ہائے آبِ زلال و جرعد ہائے ایقان نوش کراتے رہے۔ جذبہء خادمِ پروری اور بندہ نوازی میں آپ کا کیا کہنا۔

خدام اور ارادتمندوں کو اپنے ہاتھوں کھلانا پلانا آپ کو محبوب تھا۔ اسی طرح مہمان نوازی اور معارفِ پروری آپ کو مرغوب تھی اور آنے والوں کی خاطر مدارتِ بنفسِ نفیس فرمایا کرتے تھے۔ اہل علم و دانش اور مراجعین و محققین کی علمی و تحقیقی اشکالات کے حل کرنے میں کمال مہارت حاصل تھی اور یہ کام بڑی شفقت اور ملاطفت سے فرماتے تھے۔

ارشاد و تربیت میں آپ لاثانی تھے۔ رمز و اشارات سے ان مقامات و معارف سے آگاہ فرمادیتے تھے۔ جن کی شناسائی کے لیے مدتوں کی محنت و ریاضت درکار ہوتی تھی۔ اس

طرح آپ کی بنا کردہ خانقاہ کی شہرت آپ کی حیات طیبہ میں ہی برصغیر پاک و ہند کے ہر سو پھیل گئی اور اسے ملکی اور غیر ملکی علمی و روحانی حلقوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ زیر نظر باب میں قارئین اس ذی مرتبت و مالک جمال و کمال ہستی کے احوال و مناقب میں گونا گوں خصائل و فضائل سے آگاہ ہوں گے:

حضرت بو سعد احمد خان پیر

جا نہادر قالب ازو مستنیر

ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب

فائز گردید بہ حسن المآب

و آنکہ زیارت بہ مزارش نمود

منزل او جنت فردوس بود

فصل اول

صبح ظہور

خاندان و ولادت باسعادت

نام و نسب

آپ کا نام نامی ”احمد خان“ کنیت ”ابو السعد“ اور والد گرامی ملک مستی خان ولد ملک غلام محمد ولد ملک فتح محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین قوم راجپوت تلوکر ہے۔^۱
سرزمین میانوالی کے مردم خیز اور روحانیت افزا خطہ میں ”بکھروا“ نامی گاؤں میں یہ نجیب و شریف خاندان آباد تھا جس کا پیشہ زمینداری اور منصب سرداری تھا۔

اس خاندان کے ایک معزز زمیندار ملک غلام محمد کا گھرانہ اپنے علاقے میں عمدہ اخلاق اور نیک کردار کی بدولت معروف تھا اور لوگ ان کی بہت زیادہ قدر و منزلت کرتے تھے۔

ملک غلام محمد کو اللہ کریم نے تین صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی ملک مستی خان صاحب ملک ہستی خان اور ملک مرزا خان ہیں۔ ان تینوں معززین نے اپنے علاقے میں اوصاف حمیدہ اور کمالات پسندیدہ کی بنا پر خوب شہرت حاصل کی۔ بعد میں ان صاحبان کی اولاد اجداد تین معروف قبیلوں کی صورت میں سامنے آئی۔ ملک مستی خان صاحب کی اولاد نے قبیلہ ”مستی خیل“ کا لقب پایا۔ ملک ہستی خان کی اولاد قبیلہ ”ہستی خیل“ سے معروف ہو گئی اور ملک مرزا خان کی اولاد نے ”قبیلہ مرزا خیل“ سے شہرت پائی۔ اس پر اللہ کریم کا مزید احسان یہ ہے کہ قبیلہ مستی خان سے وارث علوم و روحانیت حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیوم زماں حضرت ابو السعد احمد خان قدس سرہ اپنے زمانے کے اولیا میں ممتاز ہوئے اور مرزا خیل قبیلہ کی اولاد اجداد میں سے ہمارے سردار اور مخدوم مرشد العلماء و الصالحی حضرت خواجہ خان محمد بسط اللہ ظہم العالی ہیں۔ جو قیوم زماں قدس سرہ کے فرزند نسبی ہیں۔ زَادَ اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا۔

ولادت باسعادت

ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۲۹۷ھ میں ۱۸۸۰ء ایک ^۲ فرزند ارجمند پیدا ہوئے جن کا نام نامی ”احمد خان“ رکھا گیا۔ یہی عالی مقام و بلند مرتبت ”احمد خان“ ہیں جنہیں اللہ کریم نے عارف باللہ، مرشد کامل اور قیوم زماں کے درجے سے سرفراز فرمایا اور ایک زمانے کے روحانی مربی و پیشوا بنے اور آپ نے ہی اپنے دست مبارک سے خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کنڈیاں ضلع میانوالی کی بنیاد رکھی جو آپ کے فیض عام کی بدولت آج نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالم اسلام میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ایک عظیم روحانی تربیت گاہ ہے۔

ولادت سے پہلے بشارت

”بکھڑا“ میں مولانا غلام محمد نام کے ایک عمر رسیدہ بزرگ رہتے تھے جو ضعف پیری کی بنا پر چل نہیں سکتے تھے۔ اللہ کریم نے صوفیانہ فراست و بصیرت عطا فرما رکھی تھی اور علاقے کے لوگ انہیں ان کے باطنی کمالات اور عرفانی فیوضات کی بدولت زمرہ اولیاء و صلحا میں شامل کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے خدام سے کہہ رکھا تھا کہ ملک مستی خان جب ہمارے ڈیرے کے قریب سے گزریں تو مجھے پنگھوڑے میں بٹھا کر ان کے راستے میں چھوڑ دیا جائے۔

ملک مستی خان مولانا غلام محمد بکھڑوی کے ڈیرے کے قریب سے گزر کر اپنی زمینوں میں جایا کرتے تھے۔ لہذا جب بھی ملک مستی خان اس طرف سے گزرتے تو مولانا غلام محمد بکھڑوی کے خدام حسب ہدایات و حکم انہیں پنگھوڑے میں بٹھا کر سر راہ لے آتے۔ اس طرح ملک مستی خان اور مولانا غلام محمد کی ملاقات ہوتی تو نوبت احوال پرسی تک رہتی اور کبھی اس سے زیادہ بات چیت ہوتی اور ملک مستی خان مولانا غلام محمد بکھڑوی کا احترام کرتے۔ بعد ازاں مولانا غلام محمد بکھڑوی کو خدام اپنے ڈیرہ پر لے جاتے اور ملک مستی خان اپنے کھیتوں میں چلے جاتے۔

مولانا غلام محمد بکھڑوی کے خدام مذکورہ بالا صورت پیش آنے پر ہمیشہ حیران ہوا کرتے تھے لیکن وہ احترام مولانا موصوف سے کچھ کہتے نہیں تھے۔ ایک روز حوصلہ کر کے انہوں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب ملک مستی خان ایک دنیا دار زمیندار ہیں آپ باوجود چل

نہ سکتے کے ان کے یہاں سے گزرنے پر ان کے استقبال و احترام کا اس قدر اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟ آپ کا یہ مسلسل عمل ہمارے لیے موجب حیرانی و گرائی ہے۔ حضرت مولانا غلام محمد نے کمال شفقت سے ارشاد فرمایا:

”تمہیں خبر نہیں، درحقیقت میں اس ولی کا احترام کرتا ہوں جو ملک مستی خان کی پشت میں موجود ہے۔ جب ملک صاحب یہاں سے گزرتے ہیں تو میں اس ولی کا نور اور اس کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اور عالم امکان میں عنقریب ظاہر ہونے والی اس عظیم ہستی کے احترام پر مجبور ہو جاتا ہوں۔“^۳

مولانا غلام محمد بکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

قیوم زماں قدس سرہ کے والد گرامی ملک مستی خان اپنے گاؤں کے بزرگ مولانا غلام محمد بکھڑوی سے عقیدت رکھتے تھے اور ان کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ اک دفعہ والد گرامی آپ کو آپ کے دوسرے بھائی ملک محمد خان کے ہمراہ مولانا غلام محمد بکھڑوی کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا حضرت صاحب میرے ان دونوں بیٹوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک و صالح بنائے۔“ مولانا غلام محمد بکھڑوی نے دعا فرمانے کے بعد بصیرت عارفہ کے پیش نظر فرمایا:

”ملک صاحب صاحبزادہ احمد خان کو تو علم دین سکھانا کہ یہ دین ہی کے قابل ہیں اور صاحبزادہ محمد خان بڑے ہو کر صاحب جاہ و جلال ہوں گے۔ آغاز کار با عظمت لگتا ہے جو بالآخر روبہ زوال ہوگا۔“^۴

گفتہ اوگفتہ اللہ بود

خدا کی کرنی ایسی ہی تھی کہ صاحبزادہ احمد خان صاحب کو اللہ کریم نے دین کی تعلیم میں لگا دیا اور آپ علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل کے بعد جادہ عرفان و تصوف پر گامزن ہو گئے اور منازل سلوک کو طے کرنے کے بعد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مسند ارشاد پر متمکن

ہوئے۔ اپنے بلند مراتب، عالی درجات اور فیوض و برکات کی بدولت ”قیوم زماں“ اور ”محبوب رب العالمین“ کے القاب سے فائز المرام ہو گئے اور آپ کے دوسرے بھائی محترم جناب ملک محمد خان صاحب نے سکول کی تعلیم حاصل کی۔ مروجہ نصاب کی تحصیل و تکمیل کے بعد فوج میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس ملازمت کو خیر باد کہا اور کونینڈ میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔ مقدور بھر جاہ و جلال کے دن گزارے اور پھر بوجہ حسابات مال میں تین روپیہ یا بروایت دیگر صرف ایک پیسہ کی غلطی پائے جانے پر ملازمت سے سبکدوش کر دیے گئے۔^۵

فصل دوم

تعلیم و تربیت از آغاز تا تکمیل تحصیل علم

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے خاندانی رسم و رواج کے مطابق ابتدائی تربیت انتہائی اعلیٰ اقدار کے حامل گھریلو ماحول میں پائی۔ اللہ کریم نے آپ کو بچپن سے ہی پسندیدہ اخلاق اور ستودہ صفات عطا فرمائی تھیں۔

آپ کا خاندان دنیاوی جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ دینداری اور شرافت میں بھی مثالی تھا۔ آپ کے والد بزرگوار ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا غلام محمد بکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر آپ کو دینی علوم کے لیے وقف کرنا پسند فرمایا۔ لہذا جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے بچپن میں ہی جامع مسجد کے امام صاحب سے قرآن مجید پڑھنے لگے اور بفضل ربی قرآن کریم مسجد میں پڑھا۔

اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم عظیم سے کم عمری میں ہی آپ کو فراست خاصہ اور دینی علوم کی تحصیل کا وافر ذوق و شوق نصیب فرمایا تھا۔ موضع بکھڑا میں مزید تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں تھا لہذا قرآن حکیم کی تعلیم کے مکمل ہونے پر آپ کو مروجہ عربی علوم حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا اور پھر اس ذوق سلیم کے ہاتھوں یوں مجبور و معذور ہوئے کہ گھر والوں کو بتائے بغیر موضع سیلوان جا پہنچے۔^۱

ذوق سلیم اور جذبہ فرمانبرداری

سیلوان میں ان دنوں حضرت مولانا عطاء محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے درس و تدریس کا خاص شہرہ تھا جو تشنگان علوم دینیہ کو اپنے مخصوص و محمود طریقہ تعلیم سے مالا مال فرماتے تھے۔ جب آپ موضع سیلوان میں حضرت مولانا عطاء محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

انہوں نے آپ کی شکل و صورت سے قیافہ لگالیا کہ آپ زمینداروں اور ملکوں کے اس خاندان خاص کے صاحبزادے ہیں جو سرداری کی طرف مائل رہتے ہیں اور وہ اپنے صاحبزادگان کو عربی و دینی علوم میں لگانے کا خیال نہیں کرتے لہذا آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے اور کس کے بیٹے ہیں؟ آپ نے مؤدب ہو کر فرمایا ”نام احمد خان ہے اور ملک مستی خان کا بیٹا ہوں۔“

استاد محترم نے جب آپ کے والد گرامی کا نام سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ بچہ گھر سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہذا ایک ترکیب ان کے دل میں آئی۔ آپ کے سر مبارک پر علاقے اور خاندانی رواج کے مطابق پٹھے (کانوں کی لوتک لے بے بال) تھے اور اس زمانے میں لوگ یہ بال رکھا کرتے تھے اور سر منڈوانا موجب اہانت سمجھتے تھے۔ نیز انگریزی طرز کے بالوں کی بھی سخت مخالفت کی جاتی تھی۔ استاد محترم نے بطور آزمائش فرمایا: ”احمد خان اگر آپ ہمارے پاس پڑھنا چاہتے ہیں تو پھر سر منڈائیں کیونکہ اس مدرسہ میں داخل ہونے کی یہ پہلی شرط ہے۔“ آپ استاد محترم کا یہ ارشاد سن کر فوراً انجام کے پاس پہنچے اور سر منڈا دیا۔ بعد ازاں واپس مدرسے میں آ گئے۔ جب استاد محترم نے آپ کا یہ ذوق سلیم اور جذبہ فرمانبرداری ملاحظہ فرمایا تو آپ کو بلا تردد مدرسہ میں داخل کر لیا۔

آپ کو پڑھنے کا اس قدر ذوق و شوق ہو گیا کہ گھر والوں کو بھلا دیا اور گھر والوں کو محض اس وجہ سے اپنے بارے میں کوئی اطلاع نہ دی کہ کہیں وہ آ کر آپ کو مدرسہ سے واپس گھر نہ لے جائیں اور اس طرح دینی تعلیم کے حصول کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہو جائے۔ لہذا بڑے انتہاک کے ساتھ ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہے اور عربی صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا عطاء محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔^۱

مدرسہ بندھیال میں تعلیم

بعد ازاں آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے بندھیال ضلع میانوالی میں حضرت مولانا سلطان محمود المعروف مولانا نامی بندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور عربی کی متوسطات تک یہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔^۲

فاقہ مستی میں ثابت قدمی

اس زمانے میں دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا ہوتا تھا۔ سر دست مدارس کے وسائل آمدن محدود ہونے کی وجہ سے طلباء کو جو کی روٹی تک ہر روز میسر نہیں آتی تھی۔ جن دنوں آپ حضرت مولانا عطاء محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پڑھا کرتے تھے وہاں بھی گزر اوقات نان جو یں پر ہی ہوتی تھی۔ جب حضرت مولانا نامی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہء درس میں شمولیت فرمائی تو یہاں بھی جو کی روٹی پر ہی گزر رہا تھا۔ لیکن وہ بھی ایک دن کے ناغہ سے میسر آتی تھی۔ غرباء کی تو مجبوری سہی لیکن امراء کو تو صرف فضل الہی ہی ذوق تعلیم میں مستغرق رکھ کر اس ماحول میں ثابت قدم رکھتا ہے:

فقر خیر گیر بانان شعیر بستہ فتراکب او سلطان و میرؑ

عظیم قربانی اور اتباع اسلاف

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ جن دنوں آپ ذوق تعلیم کے ہاتھوں مجبور ہو کر سیلوان میں حضرت مولانا عطاء محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تشریف لائے تو گھر والوں کو بتایا نہیں تھا کہ کہیں وہ آ کر واپس نہ لے جائیں۔ اس طرح جب آپ بندھیال میں حضرت مولانا نامی کے شاگردوں میں شامل رہے تو بھی گھر والوں کو نہیں بتایا اور نہ ہی پیش آنے والی مشکلات خورد و نوش اور رہائش سے گھبرائے۔ یقیناً اگر آپ گھر والوں کو آگاہ کر دیتے تو وہ آپ کے گزر اوقات کے لیے خرچ تو مہیا کر سکتے تھے لیکن آپ نے اسلاف کی پیروی میں سب طلباء کے ساتھ رہ کر اللہ کریم کے دین کی تعلیم حاصل کرنے کو پسند فرمایا اور رب کریم نے اپنے فضل عیم سے اس میں کامیاب فرمایا۔^{۱۲}

حصول تعلیم میں جو چیز سب سے زیادہ کام آتی ہے وہ ذوق سلیم ہے۔ اگر اس کے ساتھ کتابیں پڑھنے اور سبق یاد کرنے کا بے پناہ لگاؤ بھی نصیب ہو جائے تو طالب علم دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو چھوڑ کر صرف پڑھنے میں مستغرق رہتا ہے۔ آپ کو اللہ کریم نے ایسا ہی ذوق سلیم اور استغراق کامل عطا فرمایا تھا۔ جب مطالعہ کتب اور درس یاد کرنے میں مجھوتے

تو پھر دنیا و مافیہا سے کاملاً علیحدہ ہو جاتے۔

جن دنوں بندھیال میں زیر تعلیم تھے اتفاق سے آپ کے گھر والوں کو پتہ چل گیا۔ لہذا آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے بھائی ملک محمد خان کو بھیجا کہ وہ آپ کے حالات کی خبر لائیں۔ آپ کے برادر محترم حضرت نامی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پہنچے۔ حضرت نامی سے پوچھا: ”احمد خان سے ملنا ہے وہ کہاں ہیں؟“ انہوں نے فرمایا: ”باہر جنگل میں دیکھیں کہیں بیٹھا پڑھ رہا ہوگا۔“ آپ کے برادر محترم گھوڑے پر سوار آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ تک پہنچے۔ آپ اس وقت مطالعہ فرما رہے تھے۔ چنانچہ قریب آ کر نصف گھنٹہ تک پاس ادب سے ٹھہرے رہے کہ آپ کتاب سے نگاہ اٹھائیں تو وہ آپ سے مخاطب ہوں لیکن حضرت یوں مطالعہ میں مستغرق تھے کہ آپ کو اس چیز کی خبر تک نہ ہوئی۔ بعد میں جب برادر محترم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ بھائی صاحب میں تو اتنی دیر آپ کے پاس ٹھہرا رہا کہ آپ کو فارغ پاؤں تو بات کروں۔^{۱۳}

اس واقعہ سے جہاں آپ کے انہماک، ذوق مطالعہ اور استغراق درس کا پتہ چلتا ہے وہاں آپ کے برادر محترم کے عالی اخلاق سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ جنہوں نے پاس ادب کرتے ہوئے آپ کو دوران مطالعہ آواز دینا پسند نہیں فرمایا۔

تکمیل علم کے لیے سفر ہندوستان

تحصیل و تکمیل علم کا ذوق برابر دام تکمیل تھا لہذا آپ نے بندھیال سے مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد ہندوستان کا رخ کیا۔ علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے شروع میں مدرسہ شہابی، مراد آباد میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ وہاں پڑھا اور پھر کانپور جا پہنچے۔ یہاں صرف و نحو، منطق و فلسفہ، ادب و معانی اور فقہ و تفسیر کی جملہ کتابیں پڑھیں اور مولانا احمد حسین کانپوری اور مولانا عبید اللہ بکھروٹی جیسے ممتاز اساتذہ سے فقہ و حدیث پڑھنے کے ساتھ ساتھ دورہ حدیث مکمل کیا۔^{۱۴} اس طرح علوم معقول و منقول کی تکمیل فرمائی اور عربی و فارسی کے مروجہ علوم کے علاوہ قرآن و حدیث کے انوار سے بھی اپنے سینہ مبارک کو منور فرمایا اور ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ (مئی ۱۸۹۶ء) میں فارغ التحصیل ہو کر واپس وطن تشریف لائے۔^{۱۵}

تحصیل و تکمیل سلوک

اللہ کریم جنہیں اپنی محبت عطا کرتا ہے انہیں اپنے راستوں پر چلنے کی توفیق عنایت کر دیتا ہے اور ان کے راستوں میں آنے والی دشواریوں اور رکاوٹوں کو اپنے فضل خاص سے دور فرما دیتا ہے۔ اس کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے اور جب اس کا کرم جوش میں آتا ہے تو معمولی اسباب بہت بڑی کامیابی کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت

جن دنوں آپ بندھیال میں حضرت مولانا نامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا کرتے تھے ان دنوں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۴۴ھ-۱۳۱۴ھ) کے خلیفہء مجاز حضرت سید پیر لعل شاہ قدس سرہ^{۱۲} کے ہاتھ مبارک پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو گئے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے آپ کو اس سلسلہ عالیہ کے ذکر و شغل قلبی کی تلقین فرمائی اور آپ اس میں محو ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت سید پیر لعل شاہ قدس سرہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ آپ نے حضرت شیخ قدس سرہ کی رحلت کے بعد اپنی واردات قلبی کا حال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں لکھ بھیجا^{۱۳}۔ تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو یہ مکتوب تحریر فرمایا:

”بے شک مخلص مریدوں کے لیے شیخ کی وفات ایک سانحہء عظیم ہوا کرتی ہے۔ پیر لعل شاہ صاحب کی وفات بلاشبہ بے حد رنج و الم کا موجب ہے مگر صبر سے کام لینا چاہیے۔ جزع و فزع نہ کریں اور فقیر کو

تحصیل صبر اور تحصیل علم میں اپنا مدد و معاون تصور کریں۔“ ۱۸

بعد ازاں آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں تجدید بیعت کی درخواست کی جس پر حضرت خواجہ قدس سرہ نے یہ گرامی نامہ تحریر فرمایا:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ، اَمَّا بَعْدُ:

فقیر راشی محمد عثمان عفی عنہ کی طرف سے محبت و مخلص میاں احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تسلیما و دعوات مزید درجات فی الدارین کے بعد مطالعہ فرمادیں کہ آپ کا مکتوب شریف جس میں آپ نے تجدید بیعت اور طلب ورد کے متعلق استدعا کی تھی پہنچا۔ جناب من! حضرت لعل شاہ کے سب مریدان کے پیر (اشارہ بخود) ہی کے مرید ہیں۔ اس لیے فی الحال تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحصیل علم سے فراغت نصیب فرمائی اور اس کے بعد نسبت باطنی حاصل کرنے کے لیے آپ کا پختہ ارادہ ہوا تو اس وقت تجدید بیعت کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت آپ اپنے علمی مشاغل جاری رکھیں اور اوقات فراغت میں جناب شاہ صاحب کے فرمودہ ذکر اسم ذات ہی کا ورد جاری رکھیں۔ ہمارے بزرگوں کی توجہ اسم ذات میں رسوخ حاصل کرنے کی طرف رہتی ہے۔ مقدر بھر کوشش کریں کہ بجگانہ نمازیں بغیر سستی کے وقت مستحب پر باجماعت ادا ہوں۔ نیز غیر مشروع امور سے بچنے کی پوری کوشش کرتے رہیں۔ والسلام۔“ ۱۹

اس طرح حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو حضرت لعل شاہ قدس سرہ کے بتائے ہوئے ذکر و شغل میں محور بننے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا کہ ابھی آپ تمام توجہ تحصیل علم پر مرکوز رکھیں اور نیز یہ کہ اپنے پیرومرشد کی وفات پر تحصیل صبر اور تحصیل علم میں فقیر کو اپنا مدد و معاون تصور کریں۔ گویا یہ اشارہ غیبی تھا جس کی بنا پر اللہ کریم نے آپ کو علوم ظاہری کے حاصل کرنے میں کمال ذوق عطا فرمایا تھا اور ساتھ ساتھ عرفان و تصوف کی تحصیل کا جذبہ بھی پروان چڑھتا رہا۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے اخذ فیض

لہذا جب آپ نے ظاہری علوم سے فراغت پائی تو کمال اشتیاق کے ہاتھوں مجبور ہو کر خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) پر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے پیرومرشد حضرت سیدعل شاہ قدس سرہ کے شیخ با کمال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی قربت میں رہ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی منازل سلوک طے کرنے لگے۔ اللہ کریم کے فضل و کرم سے ولایت صغریٰ تک رسائی نصیب ہو گئی۔ لیکن مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ انہی دنوں (۱۳۱۴ھ میں) حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔^{۵۰}

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کی مسند ارشاد پر ان کے فرزند ارجمند و خلیفہ مجاز سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) جلوہ افروز ہوئے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے زیر تربیت ولایت صغریٰ تک رسائی حاصل کر لی تھی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے اپنے دامن کو بھر رہے تھے۔ آپ نے اپنے مربی و مرشد کی رحلت کے عظیم سانحہ کو کمال استقامت سے برداشت کیا اور ان کے فرزند ارجمند حضرت سراج الدین قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور ان کی رہنمائی میں ولایت کبریٰ کی منازل طے فرمانے لگے۔

ریاضات و مجاہدات

بکھڑا سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف تک پیادہ جانا:

بکھڑا ضلع میانوالی سے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سینکڑوں میل کا سفر ہے۔ آپ کو اپنے پیرومرشد سے اس قدر عقیدت تھی کہ یہ سفر پیدل چل کر طے فرماتے۔ بارہا آپ نے پیدل چل کر اپنے پیرومرشد کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ پر آپ کا یوں پیدل چل کر آنا شاق گزرتا تھا۔ لہذا ایک بار ارشاد فرمایا:

”مولانا آپ پیدل سفر نہ کیا کریں کیونکہ بکھڑے سے یہاں تک جو قدم آپ زمین پر رکھتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے قلب پر پڑتا ہے۔“

اس طرح اس کے بعد آپ سواری پر جانے لگے لیکن پھر بھی ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف تک کا سفر پیدل چل کر ہی طے کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں اونٹ کے علاوہ کوئی دوسری سواری نہیں ملتی تھی۔

خدمتِ شیخ

سون سیکسر ضلع خوشاب کا پہاڑی علاقہ گرمیوں میں خاصا سرد ہوتا ہے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے اس علاقہ میں ایک خانقاہ بنوائی اور گرمیوں میں وہ یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس دوران حضرت خواجہ قدس سرہ کے ہمراہ کافی عقیدت مند اور درویش ہوا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ اس لمبے سفر کو اکثر خوشاب سے بذریعہ اسب سواری طے فرماتے تھے۔

قیوم زمان حضرت مولانا ابوسعید احمد خان اس ۳۵ یا ۴۰ میل کے سفر میں اپنے پیرومرشد کے گھوڑے کے آگے آگے پیدل دوڑتے رہتے تھے۔ ہاتھ مبارک میں مٹی کے چند ڈھیلے اور

پانی کا کوزہ رکھتے تاکہ حضرت خواجہ قدس سرہ کو جس جگہ حاجت پیش آئے آپ کی خدمت کر سکیں:

خداے رامدے اے دلیل راہ حرم
پیادہ می روم و مہرہا سوارانند^{۲۲}

عجیب آرزو

آپ جب کبھی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) تشریف لے جاتے تو سردیوں کی راتوں میں لمل کا کرتا پہن کر حضرت خواجہ قدس سرہ کے در دولت کے سامنے کھڑے کھڑے ذکر و شغل میں مصروف رہتے اور تمنا یہ ہوتی کہ جب میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ صبح گھر سے باہر تشریف لائیں تو سب سے پہلی نگاہ میرے اوپر پڑے اور اس روز سب سے پہلے حضرت شیخ کی خدمت کرنے کا شرف بھی مجھے ہی نصیب ہو:

از کرم شاید درے بروئے مسکین واکند
پیشتر شبہا دریں درگہ نظیری مائل است^{۲۳}

خانقاہ سون سکیسر پر حضرت شیخ اور درویشوں کی خدمت

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی خانقاہ سون سکیسر ضلع خوشاب پہاڑوں میں ایسی جگہ واقع تھی جہاں پانی نہیں تھا اور وہاں سے کافی دور نیچی جگہ ایک چشمہ واقع تھا جہاں سے پانی لایا جاتا تھا۔ قوم زماں حضرت مولانا ابوسعید احمد خان قدس سرہ کو اللہ کریم نے اپنے پیرو مرشد کی خدمت کا جو جذبہ عطا فرمایا تھا وہ مثالی تھا۔ آپ دو ایسے مشکیزے اٹھا لیتے جن میں سے ایک میں سات گھڑے پانی آ جاتا تھا۔ چشمے سے بھرتے، کندھوں پر رکھتے اور ننگے پاؤں پتھر بلی پگڈنڈی پر دوڑتے ہوئے خانقاہ پر لے جاتے اور لنگر کی تمام ضرورت کا پانی بھرتے۔ سات گھڑوں کے برابر ایک مشکیزہ اٹھانا ایک آدمی کے بس میں نہیں ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں اللہ کریم نے مجھے ایسی جسمانی قوت نصیب فرما رکھی تھی کہ میں پانی کا بھرا ہوا گھڑا

انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر اٹھاتا اور اسے منہ سے لگا کر پانی پی لیا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کبھی بکھار دیا خان میں بھی قیام فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا ابوسعید احمد خان قدس سرہ اس بنگلے پر بھی حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت کرنے میں پیش پیش رہتے۔ آپ کو اپنے پیرومرشد کی خدمت گزاری کرنے پر ہمیشہ دلی اور روحانی خوشی نصیب ہوتی تھی۔^{۲۴}

پیرومرشد کی عنایات

جس طرح آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت بجالایا کرتے تھے اور ہمہ تن کوشش فرماتے تھے کہ انہیں خوش رکھیں۔ اسی طرح آپ کے پیرومرشد بھی آپ پر بے پناہ نوازشات و عنایات فرمایا کرتے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت قیوم زماں قدس سرہ کے جذبہ تحصیل سلوک سے اس قدر متاثر تھے کہ ایک بار ارشاد فرمایا:

”اس زمانہ میں طالبان صادق کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے طبیعت سرد ہو گئی تھی۔ بسا اوقات خیال آتا تھا کہ کاروبار مشیخت ترک کر دیا جائے لیکن اب مولوی احمد خان کے آجانے سے طبیعت میں گرمی آ گئی ہے۔“

اس کے بعد آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

من پیری و مریدی برائے تو می کنم^{۲۵}

معنی: یہ سلسلہ پیری و مریدی آپ کے لیے جاری کر رکھا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اذکار و وظائف کا انمول انداز

آپ اپنے باکمال پیرومرشد کی نوازشات اور عنایات سے عرفان منازل کو عبور کرنے میں کمال استراحت محسوس فرمایا کرتے تھے اور عبادات و ریاضات میں اس قدر لطف و سکون

میسر آتا تھا کہ فرائض و سنن کی ادائیگی کے بعد ہمیشہ ذکر و فکر الہی میں مگن رہتے تھے۔ ذکر کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ تسبیح کا دھاگہ دو چار روز کے بعد بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جاتا تھا جسے پھر تبدیل کرنا پڑتا اور بقول حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ذکر الہی سے جسم کی اندرونی حرارت اس قدر زیادہ ہو جاتی تھی کہ موسم سرما میں اگر جمے ہوئے گھی کا پیالہ آپ کے سینے مبارک پر رکھا جاتا تو وہ پگھل جاتا تھا۔^{۲۶}

حضرت خواجہ قدس سرہ سے کتب تصوف کا پڑھنا

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے صوفیائے کرام شروع سے اپنے شیوخ سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے ہیں۔ اس سے انہیں قلبی واردات میں ایک خاص مقام نصیب ہوتا ہے۔ نیز طالبان حق کو اپنے اسلاف کے روحانی کمالات اور طرز عبادات و ریاضات سے آگاہی نصیب ہوتی ہے جس کی بدولت تحصیل سلوک میں آسانیاں اور کامرانیاں نصیب ہوتی ہیں۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قدس سرہ سے تصوف کے متعدد رسائل اور کتب سبقاً پڑھیں اور مکتوب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا دورہ اپنے پیر و مرشد سے مکمل کیا۔ آپ کے پیر و مرشد خصوصی شفقت و محبت سے آپ کو مکتوبات شریف سبقاً پڑھاتے رہے۔

ایک بار حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا:

”مولوی صاحب! ایک وعدہ میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں اور ایک وعدہ آپ میرے ساتھ کریں۔“ آپ نے فوراً عرض کیا: ”حضرت میری طرف سے وعدہ ہے جو آپ ارشاد فرمائیں گے مجھے منظور ہے۔“ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا: ”آپ مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ جب تک مکتوبات امام ربانی کا درس پورا نہ ہو جائے آپ گھر نہیں جائیں گے اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہر مکتوب کے سبق پر توجہ دوں گا۔“

آپ بے حد خوش ہوئے اور اپنے پیرومرشد کے حضور وعدہ کیا کہ حضرت جب تک میں مکتوبات شریف کا درس مکمل نہیں کروں گا گھر نہیں جاؤں گا اور حضرت خواجہ قدس سرہ نے کمال توجہ سے آپ کو مکتوبات شریف کا دورہ سبقاً مکمل کرایا۔

ایک بار حضرت خواجہ قدس سرہ نے پوچھا۔ ”کیوں مولوی صاحب کچھ فائدہ معلوم ہوتا ہے؟“ آپ نے عرض کیا۔ ”حضرت بہت بہت فائدہ محسوس ہوتا ہے۔“

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شروع شروع میں اسباق و توجہات کے دوران کوئی خاص عرفانی و وجدانی کیفیات اور مقامات عالیہ کا ادراک و شعور نمایاں طور پر معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن میں نے اس خیال سے ”بہت بہت“ فائدہ ہوتا ہے عرض کیا کہ کہیں حضرت (خواجہ قدس سرہ) کی طبیعت مبارک پڑھانے سے تامل نہ کرنے لگے۔ نیز فرماتے تھے کہ حسب وعدہ مکتوبات شریف کا درس مکمل کیا اور آج میں برس بعد تک حضرت خواجہ قدس سرہ کی توجہات کے اثرات برابر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام مقامات مجددیہ اور معارف خاصہ امام ربانی کا ادراک بدیہی طور پر ہوتا جا رہا ہے۔^۱

مکتوبات امام ربانی قدس سرہ سے آپ کی دلچسپی

حضرت مولانا ندیر احمد عثمیٰ (م ۱۹۴۷ء) تحریر کرتے ہیں:

”حضرت سلمہ (قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کو اصناف علوم پر جو محققانہ نظر ہے اور مطولات کتب پر جو گہرا عبور ہے وہ ایک بین امر ہے۔ مگر ان سب میں ایک خاص کتاب ایسی ہے جس کے ساتھ آپ کی دلچسپی سب سے زیادہ ہے۔ وہ کون سی کتاب؟ مکتوبات امام ربانی قدس سرہ۔ اس کتاب کے تمام مضامین تقریباً حفظ اور اس کے تمام مندرجہ معارف پر آپ پوری طرح حاوی ہیں۔ اکثر مسائل طریقت کے ذکر میں بطور استناد مکتوبات کا حوالہ ارشاد فرمایا کرتے ہیں اور کتاب میں سے بلا تامل وہ مقام نکال کر سنا دیتے ہیں۔“

اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے مکتوبات شریف کو اپنے شیخ طریقت قدس سرہ

سے بہت کم و کمال سبقاً سبقاً کئی بار پڑھا ہے۔ جس کے لیے ایک خاص وقت مقرر اور خلوت متعین تھی اور اس کی تعلیم دیگر کتب کی طرح صرف قال اور تلفظ پر منحصر نہیں تھی بلکہ اس میں حال اور ہمت باطن کا دخل تھا اور حضرت شیخ ہر سبق پر توجہ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مکتوبات کے صرف حافظ ہی نہیں بلکہ قدرت نے اس کتاب کے ادق اور زہرہ گداز مقامات کے اسرار بھی خاص آپ کے سینہ مبارک میں ودیعت کر دیے ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ دفتر عظیم جس مشرب کا قانون اعظم ہے آج آپ اس کے تاجدار اور اس اقلیم کے شہریار ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتیب ستہ کا خلاصہ خاص جامعیت کے ساتھ مرتب کیا تھا جس کا نام کنز الہدایات ہے۔ یہ کتاب نقشبندیہ سلسلے میں بطور نصاب تعلیم رائج ہے اور وہ ہمارے حضرت سلمہ کے تحریر کردہ حواشی کے ساتھ امرتسر میں باہتمام مولوی نور احمد صاحب پسروری مرحوم چھپ چکی ہے۔ آپ نے اس کے ہر فقرہ اور ہر مسئلے کا حوالہ حواشی پر دے دیا ہے کہ وہ مکتوبات کی کون سی جلد اور کس مکتوب سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سے آپ کے حافظ مکتوبات ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور حافظ بھی صاحب استحضار ورنہ ہر حافظ قرآن بھی قرآنی آیات کا پتہ بتانے پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا۔^{۲۸}

سچی عقیدت و ارادت

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ پر تشریف فرما ہو کر اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کو فیض یاب فرما رہے تھے اور حضرت قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے لیے چائے بنا رہے تھے اور آپ کا یہ معمول تھا کہ اپنے پیرومرشد کی خدمت اور ضیافت کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

اسی دوران ایک خاتون صاحبہ جو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت تھیں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ بڑے پیر صاحب (حضرت

خواجہ سراج الدین قدس سرہ (تشریف فرما ہیں اور ان کے حضور لوگوں کا ایک بڑا مجمع لگا ہے۔ وہ اپنے پیرو مرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی زیارت کی آرزو لے کر آئی تھیں لہذا باہر کھڑے ہوئے چادر اور دیوار کی آڑ لیتے ہوئے دیکھتیں اور جب اپنے پیرو مرشد کو اندر نہ پاتیں تو پیچھے ہٹ جاتیں۔ جب حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے خاتون کو چند باریوں جھانکتے دیکھا تو فرمایا ”اس عورت کا یہاں آنا کیسے ہوا؟“ عرض کیا گیا کہ یہ اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کی زیارت کے لیے آئی ہیں۔ اس خاتون کے دوبارہ جھانکنے پر حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا:

”جائیں آپ کے وہ پیرو بیٹھے چائے پکا رہے ہیں“

وہ خاتون گئیں اور حضرت قدس سرہ کی زیارت کر کے واپس چلی گئیں۔ اس موقع پر حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”سچی عقیدت و ارادت اس عورت سے سیکھنی چاہیے۔ جو اپنے پیرو کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔“ ۲۹

بلندی درجات:

آپ کو اللہ کریم نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ سراج الدین سرہ کی زندگی میں ہی بلند روحانی مقام عطا فرمادیا اور آپ کے پیرو مرشد کو اس پر بڑا فخر تھا۔ لہذا حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے باصفا مریدوں سے فرمایا کہ جو میاں والی سے موسیٰ زئی شریف (ذریہ اسماعیل خان) کے مولائی سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ وہ بلا تکلف موسیٰ زئی شریف آنے کی بجائے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کی خدمت میں پہنچ کر روحانی فیض حاصل کریں۔ ان شاء اللہ انہیں میرے پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔“ ۳۰

آپ کے پیرو مرشد کا یوں فرمانا یقیناً آپ کے بلند مرتبہ ہونے کی واضح دلیل ہے جو آپ کو اللہ کریم نے فضل عیم سے نصیب فرمایا۔

تصدیق مزید:

صوفی محمد نواز خان عرف میاں مواز خان (م ۱۹۷۴ء/ ۱۳۹۲ھ) ساکن ساجری ضلع میانوالی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خاص عقیدتمندوں اور خدمت گزاروں میں شامل تھے اور عمر بھر آپ کی خدمت کرتے رہے۔ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان کیا کرتے تھے کہ میرے ایک دوست حافظ احمد صاحب تھے جو حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے مرید تھے۔ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہماری مسجد میں قرآن مجید سنارہے تھے اور میں بھی ان کے پیچھے نماز تراویح پڑھتا تھا۔

ایک رات نماز تراویح کے بعد حافظ احمد صاحب مسجد کے قریب کھلے میدان میں چارپائی ڈال کر سو گئے۔ میں نے بھی ان کے قریب چارپائی ڈالی اور لیٹ رہا۔ کچھ دیر کے بعد محسوس ہوا کہ حافظ احمد صاحب تو سو چکے ہیں اور ان کے قریب کوئی بچہ ”اللہ اللہ“ کا ذکر کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اس بچے کو دیکھنے کے لیے اٹھا۔ تلاش کرنے کے باوجود بچہ نام کی تو کوئی شے نہ ملی ہاں یہ راز کھلا کہ ”اللہ اللہ“ کی آواز مرے دوست حافظ احمد صاحب کے سانس سے پیدا ہو رہی ہے جو ان کے قلب کے ذکر الہی میں جاری ہونے کی علامت تھی۔ لہذا میرے دل میں بھی اس مقام کو پانے کی خواہش پیدا ہو گئی۔

صبح میں نے حافظ احمد صاحب سے درخواست کی کہ مجھے اپنا پیر بھائی بنائیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ سراج الدین صاحب نے فرما رکھا ہے کہ اس علاقے (میانوالی اور قرب و جوار) کے لوگ حضرت مولانا ابوالسعد خان صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیا کریں۔ ان شاء اللہ انہیں میرے پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔ یہ سن کر میرے دل میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کی طرف خاص کشش پیدا ہوئی اور میں نے موضع کھولہ شریف میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی۔^{۱۳}

اس وقت صوفی مواز خان کی عمر پچیس چھبیس سال تھی۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور ۴۲

جولائی ۱۹۷۲ء/ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ میں فوت ہوئے اور احاطہ قبرستان خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میں آخری آرام گاہ پائی۔ تادم آخر قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خادم خاص اور حضرات کرام خانقاہ سراجیہ شریف کے خدمت گزار رہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

عطائے خلافت:

جب رحمت حق جوش میں آئی اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے شیخ کامل قدس سرہ کی زیر نگرانی مراحل سلوک و صفا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں طے فرمالیے اور آپ کے پیر و مرشد کو آپ کے ظاہری و باطنی مراتب بلند و ارفع پر اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ کو نہ صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بلکہ تمام سلاسل ولایت میں مجاز مطلق کی خلعت عطا فرمائی اور طالبان حق کو اپنے فیوض و برکات عالیہ سے فیض یاب کرنے کی اجازت عام مرحمت فرمائی۔ لہذا ابھی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی اور آپ اپنے آبائی مسکن موضع ”بکھوئے“ میں جلوہ افروز تھے کہ مرجع الخلائق قرار پائے اور طالبان حق ہر طرف سے جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار سے اپنے سینوں کو منور کرنے لگے۔

خلعت قیومیت

صوفی محمد مواز خان کا بیان ہے کہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے کھولہ شریف میں قیام کے دوران ایک مرتبہ بالہام خداوندی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار اقدس پر بزمان عرس یکا یک تشریف لے گئے۔ چند خادم بھی آپ کے ہمراہ چل دیے۔

حضرت اقدس کے تشریف لے جانے کے بعد مولوی عبدالستار صاحب میانہ آپ کی طرف سے امامت پر مامور تھے اتفاقاً کتب خانہ میں گئے تو وہاں چند منشر کتابوں پر نظر پڑی ایک کتاب کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر حضرت اقدس سرہ نے یہ تحریر فرمایا تھا:

”سرہند شریف کے اس سفر میں جو شخص ہمارے ساتھ حضرت مجدد دہلف
ثانی قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوگا وہ اہل اللہ کے زمرہ میں شمار کیا
جائے گا۔“

حضرت اقدس قدس سرہ کے دست مبارک کی یہ تحریری بشارت دیکھ کر مولانا عبدالستار
صاحب مغلوب الحال ہو گئے اور عالم بے اختیاری میں کھولہ شریف سے سرہند کے لیے عازم
سفر ہوئے۔ ادھر ساجری سے میاں مواز خان صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری
کے قصد سے کھولہ شریف سے آ رہے تھے۔ راستہ میں دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ غلبہء حال میں
مولانا عبدالستار صاحب صوفی مواز خان سے بغلگیر ہو کر رونے لگے اور بتایا کہ حضرت اقدس
سرہند شریف تشریف لے جا چکے ہیں۔ مولانا نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تحریری بشارت
بھی سنائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس بشارت سے فیض یاب ہونے کے لیے میں سرہند شریف
جار ہا ہوں:

بشارتے سحر از پردہائے غیب رسید

کہ باب لطف و کرم بر شکستگان باز است

اس پر صوفی مواز خان نے کہا کہ پھر میں کیوں محروم رہوں۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ
میں بھی شرکت کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے گاؤں واپس گئے۔ رخت سفر باندھا اور کندیاں سے
ٹرین پر سوار ہو کر لاہور پہنچے۔ پھر یہ دونوں حضرات لاہور سے سرہند شریف کے لیے گاڑی پر
سوار ہوئے اور خیر و عافیت کے ساتھ سرہند شریف پہنچ گئے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نماز ظہر سے فارغ ہو کر وابستگان سلسلہ کے درمیان تشریف فرما
تھے۔ آپ کا قیام مسجد کے بائیں جانب ایک کمرے میں تھا۔ آپ نے جب ان دونوں کو
آتے ہوئے دیکھا تو فرط مسرت سے فرمایا:

”الحمد للہ دوسا تھی اور آ گئے۔“ تھوڑی دیر بعد اٹھے اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے
مزار اقدس کی چہار دیواری کے باہر دو مزاروں پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر چند منٹ
مراقبہ فرمایا وہاں سے اٹھ کر حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد والد بزرگوار امام ربانی قدس سرہ اسرار ہما

کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد قدس سرہ کا مزار مبارک خانقاہ مجددیہ سے ڈیڑھ دو میل دور بسی کی جانب جھڑی میں واقع ہے۔ وہاں مراقبہ فرمایا اور نماز عصر بھی وہیں ادا فرمائی۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر واپس خانقاہ مجددیہ میں نماز مغرب ادا کی۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار اقدس پر خاصی دیر تک مراقبہ فرمایا۔ بارہ تیرہ ساتھی حضرت اقدس قدس سرہ کے ہمراہ تھے جو ان مقامات پر آپ کے ساتھ شریک مراقبہ رہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار مبارک پر مراقبہ کے دوران صوفی محمد مواز خان صاحب نے یہ خصوصی واقعہ دیکھا:

”کچھ کرسیاں اور تخت لاکر لگائے گئے اور ان پر رنگارنگ ریشمی کپڑے کے تخت پوش جن کے جھالر سبز تھے بچھائے گئے۔ اس کے بعد امام ربانی قدس سرہ تشریف لائے۔ آپ ہاتھ مبارک میں ایک خوشنما اور اعلیٰ جبہ لیے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ جبہ تخت پر لا کر رکھ دیا اور حضرت اقدس قدس سرہ کو پاس بلا کر یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی کہ یہاں بلایا۔ دراصل ہمارے پاس آپ کی یہ امانت تھی جسے آپ کے سپرد کرنا ضروری تھا۔ یہ فرما کر آپ کو کرسی پر کھڑا کیا اور خود حضرت امام ربانی نے وہ خلعت خاصہ آپ کو پہنا دیا جو آپ کے جسم مبارک پر راست آیا اور بے حد حسین و زیبا دکھائی دیا۔ جبہ مبارک کے ساتھ ایک مرصع اور زنگار تاج تھا جو حضرت مجدد الف ثانی سرہ نے آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔“ علاوہ ازیں یہ دیکھا کہ تختوں پر کنجیوں کے انبار لگے ہوئے تھے وہ کنجیاں بھی سب کی سب آپ کے حوالے کر دی گئیں۔

صوفی مواز خان نے یہ واقعہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ خلعت نسبت خاصہ مجددیہ اور منصب قیومیت کا ہے جو حضرت اقدس قدس سرہ کو پہنایا گیا ہے۔ اس کے بعد مراقبہ ختم ہو گیا اور

حضرت اقدس قدس سرہ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ صوفی مواز خان کو ارشاد فرمایا کہ پانی کا ایک کوزہ ساتھ لے لو ہمیں باہر جانا ہے۔ چنانچہ مواز خان صاحب پانی کا ایک کوزہ اٹھا کر حضرت اقدس کے ساتھ ہو لیے۔ حدود خانقاہ پاک سے باہر تشریف لے گئے اور واپسی پر مواز خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”میاں مواز خان کوئی بات دیکھی ہو تو بتاؤ۔“ انہوں نے مراقبہ کے دوران جو شاہدہ کیا اسے یوں بیان کیا:

”جب ہم سب خدام حضور والا کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مزار پر مراقبہ تھے تو خادم کو یہ نظر آیا کہ نور کا ایک ستون ہے جس کا اوپر کا سرا آسمان میں پیوست ہے اور نیچے کا سرا حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس میں اتر ا ہوا ہے۔ پھر جب حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مزار مقدس پر مراقبہ ہو رہا تھا تو عطائے خلعت خاصہ کا منظر دیکھا۔“ اور پورا واقعہ تمام جزئیات کے ساتھ عرض کر دیا۔

یہ سن کر حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”میاں مواز تم نے بالکل درست دیکھا ہے۔ بالکل صحیح دیکھا ہے۔“

آپ نے یہ جملے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد چلتے چلتے تین بار دہرائے۔

”فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَوَّضَ إِلَى سَيِّدِنَا وَشَيْخِنَا الْأَعْظَمِ هَذَا الْمَقَامَ الْأَفْخَمِ وَخَلَعَ خِلْعَةَ الْقِيُومِيَّةِ وَالنِّسْبَةَ الْخَاصَّةَ الْمُجَدِّدِيَّةَ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔“

فصل چہارم

محبت علم، شوق مطالعہ اور آثار

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) کو اللہ کریم نے علم کی بہت زیادہ محبت نصیب فرمائی تھی۔ حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ستمبر ۱۹۴۷ء) نے تحفہء سعدیہ میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

”پچیس تیس ہزار روپے کا عظیم الشان کتب خانہ خاص اپنی سعی اور اپنے صرف سے فراہم کیا ہے۔“^{۳۴}

مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں لکھا ہے:

”یہ تخمینہ اس زمانہ کی ازرانی کے پیش نظر بھی کم معلوم ہوتا ہے حکیم عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ ”فراق نامہ“ منظوم میں فرماتے ہیں کہ:

”لکھ روپیہ حضرت صاحب کتب خانہ نے تے لایا“

اور زمانہ موجودہ کی گرانی کے پیش نظر تو ایسا کتب خانہ کئی لاکھ میں بھی فراہم کرنا مشکل ہے۔“^{۳۵}

مولانا عرشیؒ حضرت اقدس قدس سرہ شوق مطالعہ کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

”بعض بعض علماء کو صرف کتابیں جمع کرنے کی دھن ہوتی ہے۔ پڑھنے پڑھانے کا خیال کم ہوتا ہے۔ بعض پڑھتے ہیں تو صرف اس قدر کہ جب کوئی نئی کتاب آئی تو دو چار دن تک زیر نظر رہی۔ کچھ اول سے دیکھی اور کچھ آخر سے۔ کچھ ادھر سے، کچھ ادھر سے اور دل سیر ہو گیا۔ پھر وہ کتاب ہمیشہ کے لیے زینت صندوق ہو گئی اور بس۔ مگر ہمارے حضرت سلمہ ہرنی کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کر کے چھوڑتے

ہیں۔ ایک دن فرمایا تفسیر ابن جریر طبری جب آئی تو اس کی دسویں جلدیں چند ماہ میں پڑھ کر دم لیا۔ شرح قنبر یہ شیخ الاسلام زکریا کی چاروں جلدوں کا مطالعہ چند ہفتوں میں اول سے آخر تک کیا ہے۔ اسی طرح تفسیر حدیث، فقہ، تصوف وغیرہ کی کوئی کتاب بالاستیعاب مطالعہ کیے بغیر نہیں چھوڑی۔

اثناۓ مطالعہ میں جہاں کہیں کوئی اہم بحث نظر پڑی یا کوئی معرکہ الآراء مسئلہ سامنے آ گیا تو اس کا نمبر صفحہ پتہ نشان جلد کے سادہ ورق پر درج کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس قسم کی یادداشتوں سے ہر کتاب کے سادہ اوراق سیاہ کیے پڑے ہیں۔ حتیٰ کہ ان حوالہ جات کے ذریعہ بعض خاص مسائل پر ہر پہلو سے اس قدر کافی مسالہ مل سکتا ہے کہ ایک ایک موضوع پر مستقل رسالہ یا کتاب تصنیف ہو سکتی ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ (مئی ۱۸۹۶ء) میں فارغ التحصیل ہو کر وطن لوٹا۔ اس وقت سے برابر مطالعہء کتب جاری ہے اور آج تک اس لطف سے آنکھیں سیر نہیں ہوئیں۔

اس وسعت مطالعہ سے آپ کے علمی تبحر کی بے پایانی ظاہر ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جب کوئی مسئلہ اتفاقاً چھڑ گیا تو آپ نے اس پر اپنی معلومات کے دریا بہا دیے۔ صبح و شام کی مجلسوں میں اس قسم کے علمی مسائل پر گفتگو رہتی ہے۔“ ۳۶

تصنیف و تالیف

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہوتا ہے کہ اگر حضرت کے زیر مطالعہ کتب کے حواشی یا دواشتیں اور سادہ اوراق کے نوٹ جمع کیے جائیں تو متعدد رسائل بن سکتے ہیں۔ کاش کہ کوئی مرد مجاہد ”کتب خانہ سعدیہ“ میں پڑے ذخیرہ کتب سے یہ کام سرانجام دے دیتا۔

حواشی کنز الہدایات

کنز الہدایات حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) کے ایک خلیفہ مولانا محمد

باقرلاہوری کی تالیف ہے جس میں انہوں نے ”مکاتیب ستہ“ (یعنی امام ربانی قدس سرہ کے مکتوبات کی تین جلدوں اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات کی تین جلدوں) کا خلاصہ خاص جامعیت کے ساتھ مرتب فرمایا تھا جو سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء میں عرفانی نصاب تعلیم میں رائج ہے۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اس کے حواشی تحریر فرمائے جو مولوی نور محمد پسروی (م ۱۳۲۸ھ) کے اہتمام سے امرتسر سے طبع ہوئی۔ حضرت نے ہر فقرہ اور ہر مسئلے کا حوالہ حواشی پر دے دیا ہے کہ وہ مکتوبات کی کون سی جلد اور کس مکتوب سے اخذ کیا گیا ہے۔^{۳۷}

تخریج المہبوط

یہ حنفی فقہ پر گراں قدر کام ہے اور حنفی فقیہوں کی ترجیحات اور صراحتوں کا بھی اس میں بھرپور ذکر ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے احناف میں یہ کام امام ذیل رحمۃ اللہ علیہ نے سر انجام دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امام ذیل رحمۃ اللہ علیہ نے کام کو ہی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے آگے بڑھایا ہے۔ دراصل یہ کام حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مرشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) نے شروع فرمایا تھا اور تکمیل کے لیے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے سپرد کیا تھا مگر افسوس کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی عمر نے وفاندگی اور یہ کام ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکا۔^{۳۸}

امام ذیل کی کتاب کا نام ”تخریج الہدایہ“ تھا جبکہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی شروع کردہ کتاب کا نام ”تخریج المہبوط“ ہے۔ تخریج الہدایہ تیس جلدوں پر مشتمل تھی جبکہ ”تخریج المہبوط“ مختصر۔^{۳۹} تراجم الحروف کو اس کا مخطوطہ خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ سعدیہ میں نظر نہیں آیا۔

خط

الحمد لله و السلام علی محمد و آل محمد
و السلام علی سید عالم

بر آن سلطان اعظم و خاندان سلطنت
السلام علیهم و آله و سلم و جود و قریب عانت است

و عانت است از آن بزرگان بجهاد و شهادت

احیاء است که آن در دوا و کار و کار و کار و کار

و در کتب و کتب و کتب و کتب و کتب و کتب

نمی گشت و بجات و خردی و خردی

نعمت که قرآن و آن و آن و آن و آن

اب و امیر است که آن و آن و آن و آن

عبر بر روز جمعه ۱۵ ماه جمادی الاول ۱۰۹۱

شده به شب شنبه ۱۶ ماه جمادی الاول ۱۰۹۱

اودای خردی و خردی و خردی و خردی

همیشه دعا و دعا و دعا و دعا

الرحم بقدر الله و الله و الله و الله

۱۳ سنه ۱۰۹۱

فصل پنجم

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تاسیس

بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے چار بھائی تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) ملک غلام محمد (۲) ملک حاکم خان (۳) ملک خان محمد (۴) ملک محمد خان
آپ کے والد بزرگوار ملک مستی خان ایک خوشحال زمیندار تھے اور ان کی اراضی تین ہزار کنال چاہی باریانی اور سیلانی قطعات پر مشتمل تھی۔

آپ اہل سلوک و معرفت کی طرح زمینداری مسائل سے بے نیاز ہو کر درویشانہ زندگی بسر فرما رہے تھے اور آپ کے بھائی صاحبان ہی زمین کی کشت و ملکیت کے کا رہنما تھے۔ وہ آپ کے لیے سال بھر کی کاشت و پیداوار سے ایک بوری چنے بھجاتے تھے اور آپ نے اس سے زیادہ کا کبھی مطالبہ نہیں فرمایا جبکہ آپ اپنے اہل و عیال کے علاوہ خانقاہ شریف پر مستقل مقیم دس بارہ طالبان حق اور خدام کے نان و نفقہ کے بھی کفیل تھے۔ ہر روز آنے والے عقیدت مندوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔ آپ نے اپنی سواری کے لیے ایک گھوڑا بھی پال رکھا تھا۔ اس طرح آپ کے اخراجات کا تخمینہ مذکورہ ایک بوری چنے سے بیسیوں گنا زیادہ تھا لیکن اللہ کریم پر توکل تھا اور وہ کریم ذات اپنے فضل و کرم سے تمام اخراجات کو پورا فرما رہی تھی۔ منجھو کام اللہ کریم نے کرنے ہوتے ہیں وہ ان کے لیے حالات و اسباب از خود مہیا فرما دیتا ہے۔ لہذا خانقاہ سراجیہ کی بنا و تعمیر کا بھی یہ سبب بنا کہ آپ کا آبائی گھر موضع ”بکھڑا“ میں تھا جو دریائے سندھ کے سیلابی علاقہ میں واقع تھا۔ جب بھی دریا میں سیلاب آتا تو موضع ”بکھڑا“ دریا برد ہو جاتا اور گاؤں کے لوگ پھر سے اسے آباد کرتے۔

جب آپ موضع ”بکھڑا“ میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو ہر طرف سے طالبان حق گروہ

درگروہ آپ کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضر ہونے لگے۔

انہی دنوں ایک دفعہ سیلاب آیا جس سے موضع بکھڑا دیا برد ہو گیا جس پر آپ نے منشاء ربانی موضع بکھڑا سے نقل مکانی کر کے موضع ”کھولہ“ میں رہائش اختیار فرمائی اور اس وجہ سے آپ کی شہرت ”کھولے والے حضرت“ کے نام سے ہو گئی جبکہ قبل ازیں آپ ”مولوی صاحب“ کے لقب سے معروف تھے۔ موضع ”کھولہ“ میں رونق افروز ہوئے چند ہی سال ہوئے تھے کہ سیلابی دھارا اس موضع میں بھی آپہنچا۔ یوں آپ کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ سیلاب سے محفوظ جگہ پر ایک نئی بستی بسائی جائے۔ لہذا دوسری طرف اللہ کریم نے یہ اسباب پیدا فرمائے کہ آپ نے اپنے خاص مریدوں اور عقیدت مندوں کے مشورہ سے اپنے برادران گرامی سے اپنے والد بزرگوار کی جائیداد سے اپنا حصہ طلب کرنے کا عزم فرمایا اور دو معتبر عقیدت مندوں (میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب) کو اپنے بڑے بھائی جناب ملک غلام محمد صاحب کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے انتہائی ادب سے ملک غلام محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صاحب کے لنگر اور اہل خانہ کا خرچ کافی بڑھ گیا۔ لہذا یہ قرار پایا ہے کہ اگر حضرت اقدس کی زمین کا حصہ الگ کر دیا جائے تو خدام اسے آباد کر لیں گے۔ یہ حضرت کے لیے موجب راحت ہوگا اور اخراجات کی تنگی بھی رفع ہو جائے گی۔

یہ سن کر جناب ملک غلام محمد نے انتہائی خوشی سے اسی وقت چھ سو کنال زمین کی نشاندہی کر کے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے لیے دے دینے کا اظہار فرمایا۔ آپ کے دونوں مرید جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہوا تو انہوں نے عرض کیا ”حضور ہم نے آپ کی کرامت اور تصرف کا مشاہدہ کیا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب سے بات ہوئی اور انہوں نے بلا چون و چرا قبضہ تقسیم کر دیا ہے اور ہم حد بندی کرنے کے بعد برجیاں قائم کر کے آرہے ہیں اور اب زمین کی آباد کاری کے لیے یہ سکیم بنائی ہے کہ میاں مواز خان صاحب اپنے گاؤں سے بارہ جوڑے بل بیل کے لاکر فصل ربيع کے لیے گندم اور چنا کاشت کر دیں گے۔“ اٹھ

بس کھولہ شریف سے کوئی پانچ میل کے فاصلے پر آپ کو جو زمین حصہ میں ملی اس میں

ایک جگہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں سے مشورہ کرنے کے بعد سب سے پہلے کنویں کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ آپ نے سب سے پہلے میاں مواز خان صاحب کو فرمایا کہ کنویں کی زمین پر پہلا پھاوڑا آپ ہی ماریں گے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ شروع کریں گے۔ لہذا ایسے ہی ہوا۔ دو روز کی کھدائی کے بعد اٹھارہ فٹ کی گہرائی کے بعد نہایت میٹھا پانی نکل آیا۔ جسے تمام حاضرین نے پیا اور خوشی اور شکرانے کے طور پر گڑ بھی حاضرین میں تقسیم کیا گیا ۴۲

کنویں کی کھدائی مکمل ہونے کے بعد حویلی، مکانات اور مسجد تعمیر کرائے گئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے حویلی، گھر، مکانات وغیرہ خام مٹی سے تعمیر کرائے جبکہ مزاج عالی کی لطافت و پاکیزگی اور نفاست کے مطابق ایک انتہائی خوبصورت اور پختہ مسجد تعمیر کرائی۔ ۴۳

اس طرح خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعمیر کا آغاز کنویں کی کھدائی (۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) سے شروع ہو کر تکمیل مسجد (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) تک اختتام پذیر ہوا اور یہ بستی ”مولوی صاحب داکھو“ کے نام سے مشہور ہو گئی اور پھر اسے قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے پیرومرشد حضرات خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے نام نامی کی مناسبت سے ”خانقاہ سراجیہ“ کہا جانے لگا اور طالبان حق کے لیے رشد و ہدایت کے فیوض و برکات سے مالا مال یہ خانقاہ شریف جلد ہی برصغیر پاک و ہند کی صف اول کی نقشبندی مجددی خانقاہوں میں شمار ہونے لگی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان اور مشتاقین دور و نزدیک ملک اور بیرونی ممالک سے جوق در جوق یہاں آنے لگے اور اپنے قلب و اذہان کو اس سلسلہ پاک کے انوار سے منور کرنے لگے اور زمانے بھر کے علماء و صلحاء اس خانقاہ شریف پر آنے لگے۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ھ) حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ھ) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) اور حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) جیسے زعمائے وقت یہاں آتے رہے ہیں۔

فصل ششم

سفر آخرت

مزارِ انور و قطعاتِ تاریخ وصال مبارک

بیماری:

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کو عمر مبارک کے آخری حصہ میں کئی جسمانی تکالیف پیش آئیں۔ ان میں سب سے زیادہ تشویشناک اور تکلیف دہ ”ضیق النفس“ تھا۔ آپ کے خدام میں کئی ماہر اور حاذق حکیموں نے علاج کیا۔ بیماری میں کبھی افاتہ اور کبھی شدت پیدا ہوتی رہی۔ مولانا حکیم عبدالرسول صاحب جیسے استاد طب اور حاذق الملک کا علاج بھی کرایا گیا مگر بیماری کا خاتمہ نہ ہوا۔ ۱۳۳

حکیم عبدالوہاب دہلوی کا علاج ۱۳۵

اپریل ۱۹۴۰ء میں آپ بعض مخلصین کے اصرار پر علاج کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی اور کچھ دوسرے خدام اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ دہلی پہنچنے کے بعد حکیم عبدالوہاب صاحب نابینا سے علاج کرانے کا فیصلہ ہوا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی طبیعت مبارک میں انخفا بہت تھا۔ لہذا احباب سے فرما دیا کہ کوئی آدمی حکیم صاحب کے سامنے آپ کے بارے میں کوئی بات ظاہر نہ کرے۔ حکیم صاحب حسب معمول مطب میں آ کر مریضوں کو دیکھنے لگے۔ وہ عام طور پر نبض دیکھ کر مریض کے حالات پوچھتے جن میں ایک سوال یہ بھی ہوتا کہ کیا کام کرتے ہو؟ چنانچہ حضرت اقدس کی نبض مبارک دیکھنے کے بعد پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے اپنے منصب عالی کو پوشیدہ

رکھتے ہوئے فرمایا کہ بھیتی باڑی کا کام کرتا ہوں۔ حکیم صاحب نے کہا: ”ہاں تو ہل چلاتے وقت سانس پھول جاتا ہوگا؟“ حضرت اقدس نے فرمایا ”ہل چلانے کی نوبت مجھے تو نہیں آتی میرے پاس اور لوگ موجود ہیں جو ہل چلاتے ہیں۔“
حکیم صاحب نے دوا تجویز کر دی اور آپ دوا لے کر اپنے خدام کے ہمراہ واپس تشریف فرما ہوئے۔

حکیم صاحب کا ادراک

جب حضرت اقدس مطب سے باہر تشریف فرما ہوئے تو حکیم صاحب نے احساس کیا کہ یہ کوئی بزرگ شخصیت ہیں۔ لہذا اپنے ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ آپ کی اقامت گاہ کا کھوج لگا آئے۔ حضرت اقدس کا قیام حکیم دلبر حسین بھٹی صاحب کے ہاں تھا جن کا گھر جامع مسجد دہلی کے قریب تھا۔

حضرت اقدس دوا کے استعمال اور ختم ہو جانے پر مشورہ کی غرض سے دوبارہ حکیم عبدالوہاب صاحب کے مطب میں تشریف فرما ہوئے تو اس مرتبہ حکیم صاحب نے عرض کیا: ”میں ویسے تو اندھا ہوں مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے جس کی برکت سے دل میں کچھ روشنی ہے۔ جب آپ پہلی دفعہ آئے تو مجھے مطب میں آتے ہی انوار و برکات کا احساس ہوا تھا مگر وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔ آپ نے اپنے آپ کو ایسا چھپایا تھا کہ قطعاً ظاہر نہ ہونے دیا۔ چنانچہ جب آپ مطب سے باہر تشریف لے گئے تو وہ انوار و برکات بھی ساتھ چلے گئے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ یہ صاحب کوئی باکمال بزرگ اور مرشد طریقت تھے۔“

حکیم صاحب کا داخل طریقہ ہونا

حضرت اقدس قدس سرہ نے عجز و انکسار کی بنا پر ارشاد فرمایا کہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں۔ ضلع میانوالی میں کنڈیاں کے قریب رہائش ہے۔ بزرگانِ مجددیہ سے عقیدت ہے۔

حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی مجددی قدس سرہ کا خادم ہوں۔ انہوں نے جو کچھ بتایا ہے کوئی پوچھنے والا آجائے تو بتا دیتا ہوں۔ حکیم صاحب آپ کی اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ توجہ و دعا کی درخواست کی اور بعد میں داخل طریقہ ہوئے۔

حضرت اقدس کچھ دن دہلی میں قیام پذیر رہے اور بعد ازاں خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب کی طرف سے ایک مراسلہ آیا جس میں انہوں نے بے حد گرویدگی اور محبت کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا کہ آپ کی ایک صحبت میں جو فائدہ مجھے پہنچا ہے وہ چالیس سال کی ریاضت سے حاصل نہ ہو سکا۔ **قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَى ذَالِك۔** ۲۸

حکیم عبدالوہاب ناینہا صاحب کے علاج سے بھی مرض ختم نہ ہوا۔ کئی ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج ہوتا رہا۔ آخر کار کانپور کے احباب کی استدعا پر ۲۱ مارچ ۱۹۳۱ء کو قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کانپور تشریف لے گئے۔ کانپور میں ڈاکٹر عبدالصمد صاحب جیسے مشہور و معروف معالج آپ کے عقیدت مندوں اور محبوں میں شامل تھے۔ ان کا علاج کرایا گیا جس سے بیماری میں آرام آیا اور آپ کافی حد تک رو بصحت ہو گئے۔

وصال مبارک

اس پر آپ نے کلکتہ تشریف لے جانے کا عزم فرمایا۔ آپ کے خلیفہء مجاز حضرت سید عبدالسلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے کلکتہ میں قیام کے انتظامات مکمل کرنے کے لیے آپ سے پہلے کلکتہ تشریف لے گئے۔ روانگی سے ایک روز قبل حضرت اقدس قدس سرہ سحری کے وقت بیدار ہوئے۔ اہلیہ محترمہ وضو کے لیے پانی لینے گئیں۔ آپ نے بحالت مراقبہ تکیہ پر سر مبارک رکھا اور تھوڑی دیر بعد اسی حالت میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔** یہ ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ / ۱۳ مارچ ۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے۔ ۲۹

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کے نامزد جانشین اور خلیفہء اعظم حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ آپ کے وصال مبارک سے پہلے کانپور پہنچ چکے تھے۔ آپ کے سانحہء ارتحال کے بعد آپ کا جسد مبارک ریل گاڑی کا ایک ڈبہ ریز روکرا کے کندیاں لایا گیا۔

مزار انور

آپ کے وصال مبارک کی خبر آنا فانا و ابستگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں پھیل گئی تھی۔ لہذا راستے سے ہی متعلقین اور عقیدت مند گاڑی میں سوار ہوتے آئے اور خانقاہ سراجیہ شریف پر بھی ہر طرف سے جوق در جوق لوگ آ گئے۔ اس طرح ۱۴ صفر ۱۳۶۰ھ کو آپ کے خلیفہ اعظم نامزد جانشین اور خادم خاص صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی امامت میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور خانقاہ سراجیہ شریف کی مسجد کے شمال میں احاطہ مزارات شریف میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک مرجع الخلائق ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کے لیے ذریعہ خیر و برکت ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے مطابق ۶۳ برس عمر مبارک پائی اور یوں مشیت ایزدی نے آپ کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کا ایک اور بلند عملی نمونہ نصیب فرمادیا۔

قطعات تاریخ وصال مبارک

جو خلیفہ مجاز حکیم مولانا عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ ساکن بکھر بار ضلع سرگودھا نے حضرت اقدس قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر پنجابی اردو و فارسی اور عربی میں نظم کیے۔

قطعة تاریخ بزبان عربی ۵۰

رَاحَ مِنْ دَارِ الْبَلَايَا شَيْخُنَا
زِينَةُ الْأَسْلَافِ قِيَوْمُ الْوَرَى
سَيِّدِي بُو السَّعْدِ أَحْمَدُ أَنْوَرُ
بَحْرُ عَرْفَانٍ وَعِلْمٍ وَالتَّقَى
أَظْلَمَ لَأَفَاقِي فِي أَبْصَارِنَا
فَاتَ شَيْخٌ كَامِلٌ شَمْسُ الْهُدَى
فِي نَعِيمِ جَنَّةٍ هُوَ دَاخِلٌ

قطعهء تاریخ بربان فارسی

حضرت مابہ حکم خالق خود
چوں زدنیائے دارمخت رفت
قبلہ بو احمد اکمل
قرب حق یافته بہ مکت رفت
عبد تاریخ فوت با غم دل
گفت ہادی ہدای جنت رفت

۱۳۶۰ھ

در شانِ قیوم زماں حضرت ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم	می چکد از خامہ رمز آشنا
حضرت بوسعہ احمد خان پیر	ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب
و آنکہ زیارت بہ مزارش نمود	مدفون شد در بہ جوارش کسے
کرد ہمہ عمر ز صدق و صفا	تاج سرافرازی حق بر سرش
در توحید آمدہ عالی مقام	مرشد کامل قیوم زماں
بر ہمہ عالم ز عنایت کریم	
مدحت سرخیل ہمہ اولیاء	
جانہا در قالب از و مستنیر	
فائز گردید بہ حسن المآب	
منزل او جنت فردوس بود	
یافتہ ز آلائے بہشتی بے	
پیروی سنت خدا الوری	
خلعت فیض ابدی در برش	
عارف باللہ مجدد امام	
دین نبی یافتہ ز وعز و شان	

یارب! تا عالم امکان بود
مہر سراجیہ درخشاں بود

نتیجہ فکر: حافظ محمد افضل فقیر غنی عنہ

فصل ہفتم

ازواج و اولادِ امجاد و پس ماندگانِ کرام

جانشین معظم اور وصیت نامہ و خلفائے عظام

ازواج و اولادِ امجاد ۵۳

حضرت اقدس قدس سرہ کا پہلا نکاح اپنے چچا مکرم جناب مرزا خان کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوا جن کے بطن مبارک سے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد معصوم رحمۃ اللہ پیدا ہوئے۔ ان زوجہ محترمہ سے یہی ایک اولاد ہوئی اور یہ قضائے الہی سے وفات پا گئیں۔ رحمۃ اللہ علیہا رحمۃ واسعہ۔

پھر آپ کا دوسرا نکاح انہی چچا بزرگوار جناب مرزا خان کی دوسری صاحبزادی سے ہوا جن سے اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادے حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب اور چار صاحبزادیاں نصیب فرمائیں۔

صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ طالب علمی کے دوران وصال فرما گئے۔ صاحبزادہ محمد سعید جوان ہوئے اور علم دین حاصل کیا۔ شادیاں دو ہوئیں۔ ایک زوجہ محترمہ سے صاحبزادہ محمد عارف صاحب اور ان کی ہمیشہ صاحبہ دامِ مجدع اور دوسری بیوی صاحبہ سے صاحبزادہ محمد زاہد پیدا ہوئے اور رضائے الہی سے صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی والدین کے سامنے وفات پا گئے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنی اہلیہ محترمہ دامِ مجدہا (والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادہ محمد سعید رحمہا اللہ) کی تحریک اور رضا سے تیسرا عقد فرمایا۔ پہلی زوجہ محترمہ بڑی مائی صاحبہ اور دوسری اہلیہ محترمہ مائی صاحبہ کلاچی والی کے نام سے موسوم ہوئیں۔ بڑی مائی صاحبہ نے ۱۳۷۶ھ میں وصال فرمایا اور احاطہ مزارات شریف حضرت اقدس قدس سرہ کے ساتھ مدفون ہوئیں۔ ۵۴

قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے پس ماندگان کرام:

- ۱- دو زوجہ مطہرہ ایک بڑی مائی صاحبہ والدہ حضرت مولانا محمد صادق اور حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہما اور دوسری چھوٹی مائی صاحبہ کلاچی والی
- ۲- حضرت مولانا محمد معصوم صاحب مع اولاد-
- ۳- چار صاحبزادیاں-
- ۴- دو پوتے، حضرت صاحبزادہ محمد عارف اور حضرت صاحبزادہ محمد زاہد (جو حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں)
- ۵- ایک پوتی صاحبہ جو حضرت صاحبزادہ محمد عارف کی ہم شیرہ ہیں۔ ۵۵

جانشین معظم ۵۶

قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنی حیات مبارک کے آخری دنوں میں نائب قیوم زمان، صدیقِ دو راں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی قدس سرہ کو اپنا جانشین نامزد فرمادیا تھا اور اس ضمن میں اپنا تحریری وصیت نامہ اہل قرابت، خدام اور متوسلین کو پیش فرمادیا تھا۔ جب ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ کو آپ نے وصال فرمایا تو آپ کی تدفین کے وقت حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) امیر حزب الانصار بھیرہ۔ بھلوال ضلع سرگودھا) جو آپ کے مخلص خادم و ارادتمند تھے نے بلند آواز میں یہ وصیت نامہ سب کو پڑھ کر سنایا اور تمام برادرانِ طریقت نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جانشین قرار پائے۔ ۵۷

وصیت نامہ ۵۷

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں وصیت نامہ تحریر فرمایا اور اس کا اعلان بھی فرمادیا جو حرف بہ حرف یہاں نقل کیا جاتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلوٰۃ تمام اقارب و احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ فحوائے حدیث متفق علیہ ”مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَيْءٌ يُوصٰی فِیْهِ یَبِیْتُ لِیْلَتَیْنِ اِلَّا وَصِیَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ“۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ بنظر احتیاط اپنے تمام امور قابل وصیت کو ضبط تحریر میں رکھے۔ فقیر ابوالسعد احمد خان ایسی حالت میں جبکہ اس کے ہوش و حواس بجا اور قوائے عقلیہ و ادراکیہ سلامت ہیں اور جبکہ بحکم شرع شریف اقرار مرقع و معتبر ہے۔ چند وصایا اپنے اقارب و متعلقین اور احباب و متوسلین کی اطلاع کے لیے تحریر میں لاتا ہے تاکہ فقیر کے بعد کوئی امر موجب اختلاف اور باعث نزاع باقی نہ رہے۔

تمام اصحاب سے استدعا ہے کہ وہ ان تمام وصایا کے حق بجانب ہونے کے متعلق اپنا اطمینان تام کرتے ہوئے کسی امر کو باعث اختلاف و خصومت نہ ہونے دیں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَالِیْهِ اُنِیْبُ۔

۱۔ فقیر اپنا خلیفہ مجاز اور سجادہ نشین مولوی عبداللہ صاحب لدھیانوی کو مقرر کرتا ہے جن کو فقیر نے پوری توجہ اور دلسوزی سے نقشبندی سلوک

طے کر دیا ہے۔ وہ اس خانقاہ میں جس کا نام خانقاہ سراجیہ مجددیہ ہے۔

مقیم رہ کر ترویج سلوک اور توسیع سلسلہ میں سعی رہیں گے۔ انکی

موجودگی میں کوئی دوسرا شخص خانقاہ ہذا میں سجادہ نشینی کا مدعی نہیں ہو سکتا

اور نہ اس کا دعویٰ مسوع ہوگا۔ خانقاہ کے ملحقہ مکانات جن میں کتب خانہ، تسبیح خانہ، مہمان خانہ، غسل خانہ اور باقی پانچ کمرے درویشوں کے قیام کے لیے ہیں، سب مولوی صاحب کی تفویض و تولیت میں رہیں گے۔ وہ حسب ضرورت و مصلحت ان کو زیر استعمال رکھیں گے، کوئی دوسرا شخص ان کے تصرف و استعمال میں مزاحم ہونے کا مجاز نہ ہوگا۔

۲۔ فقیر کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین اور غسل و دفن میں سنت بنویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رعایت لازم سمجھیں۔ نماز جنازہ جماعت کثیر کے ساتھ مولوی محمد عبداللہ کی اقتداء میں ادا کی جائے۔ کوئی رسم دنیوی مثل دہم، چہلم وغیرہ اختیار نہ کی جائے۔ ماتم، رونا چلانا، نوحہ کرنا حرام ہیں۔ اس سے قطعی پرہیز رہے۔ ورنہ فقیر بری الذمہ اور اس قسم کی رسوم کے مرتکب مواخذ ہوں گے اور ایک ہفتہ تک فقیر کی قبر پر کلمہ طیبہ، درود شریف، استغفار اور ختم قرآن کے ساتھ ثواب بخشا جائے۔ اس کے علاوہ وقف و قنات خیرات و مبرات کے ساتھ بھی، جس میں نمائش و تفاخر کا شائبہ تک نہ ہو، ایصال ثواب کیا جائے۔

۳۔ خانقاہ کی فتوحات لنگر شریف کے سرمایہ میں داخل کی جائیں گی اور لنگر کا تمام سرمایہ والدہ محمد سعید مرحوم کی تفویض میں رہے گا، وہی اپنی صوابدید سے اس کو مصارف متعلقہ میں خرچ کریں گی۔

۴۔ مسجد کے امام مولوی عبداللہ سجادہ نشین ہوں گے۔ وہی خانقاہ کے متولی ہوں گے دونوں کی حفاظت و عمارت ان کی سپردگی میں ہوگی۔

۵۔ خانقاہ کا کتب خانہ بفضلہ تعالیٰ اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت اور نفاست کے لحاظ سے پنجاب کا ایک بے مثال معبد علمی بن گیا ہے۔ اس کی شان رفعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس کو اس کی تمام الماریوں اور

کمرے سمیت وقف کیا جاتا ہے۔ اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہوں گے۔ اب اس کتب خانہ اور اس کے متعلقہ سامان اور کتابوں میں تو ریٹ اور تملیک اور تقسیم جاری نہ ہوگی۔

۶۔ مولوی محمد عبداللہ خانقاہ شریف کے متعلقہ حجروں میں سے کسی حجرہ میں قیام رکھیں گے۔ اگر ان کو عیال سمیت پردہ دار مکان میں قیام کرنا منظور ہو تو خانقاہ کی سفید زمین پر جہاں چاہیں لنگر کے خرچ سے اپنے رہنے کے لیے حسب ضرورت مکان تعمیر کر سکتے ہیں۔

۷۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اپنے دیگر مشاغل مفوضہ کے علاوہ ہر دو عزیزان محمد عارف و محمد زاہد پسران محمد سعید مرحوم کی تعلیم و تربیت کی نگرانی بھی اپنا فرض سمجھیں۔ اول تو تعلیم دینے کا بار خود اٹھائیں ورنہ اگر ان کی تعلیم کا کوئی اور انتظام کیا جائے تو اس میں مولوی محمد عبداللہ صاحب کا مشورہ اور استصواب ضروری سمجھا جائے۔ عزیزان کے تمام اولیا اور مرتبین پر لازم ہے کہ وہ عزیزان کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں مولوی صاحب کے مشورہ اور استصواب کو مقدم سمجھیں۔

۸۔ مدرسہ تعلیم القرآن جو خانقاہ شریف میں قائم ہے اور اس کے مصارف بعض مخیر اصحاب کی ہمت سے چل رہے ہیں اس کے متولی اور مہتمم بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب ہوں گے۔ حتی الوسع اس مدرسہ کے قیام و بقا بلکہ توسیع و ترقی کی کوشش کی جائے۔

۹۔ تمام برادران سلسلہ سے استدعا ہے کہ وہ اشاعت سلسلہ اور ترویج سلوک میں سعی بلیغ کرنا لازمی سمجھیں۔ اتباع سنت کی شاہراہ سے سرمو انحراف نہ کریں اور بدعات سے محترز رہنا اہم واجبات سے تصور کریں۔

۱۰۔ آخر میں خاص مولوی محمد عبداللہ صاحب کے لیے یہ وصیت ہے کہ:

اول: وہ بہ حیثیت سجادہ نشین توسیع سلسلہ اور ترویج سلوک میں پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ ساعی رہیں۔

دوم: طریقت کے آداب و شرائط کا پورا لحاظ رکھیں۔

سوم: اتباع سنت اور اجتناب عن البدعہ کو اپنا فرض سمجھیں۔

چہارم: دنیا دار امراء و رؤسا کے دروازے پر جانے سے پرہیز لازم سمجھیں۔

پنجم: اپنے برادران سلسلہ کے ساتھ خلق و مروت، تواضع و انکسار اور اخوت

مساوات کا سلوک رکھیں۔ ترفع و تعلیٰ کے خیال سے مجتنب رہیں۔

ششم: اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت و خیر خواہی لازم سمجھیں۔ فقط

(الموصی) فقیر لاشے ابوالسعد احمد خان

المشتر بہ مولوی احمد خان کان اللہ

عوضا عن کل شی

خلفائے عظام

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ ۹

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے وصال الی اللہ کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ۱۴ صفر المظفر ۱۳۶۰ھ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) آپ کے نائب و جانشین قرار پائے۔ ان کے مفصل حالات اس کتاب کے باب دوم میں مذکور ہیں۔

حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ احمد پور سیال ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ شروع میں حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) سجادہ نشین خانقاہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے بیعت ہوئے۔ پھر انہوں نے آپ کو حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں تربیت کے لیے بھیج دیا۔ نہایت قوی الاستعداد اور پاکیزہ فطرت تھے۔ لہذا آپ نے حضرت اقدس سے خلافت پائی اور صاحب کمالات ہوئے۔ ۱۰

مجاز طریقت و خلافت پانے کے بعد جب آپ واپس ملتان پہنچے تو اپنے پیرو مرشد حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں تحریر فرمایا:

”علو والی انیشتن پر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد راستہ ہی میں لوگ فقیر کی طرف رجوع کرنے لگے۔ حیرت ہے کہ یہ رجوع اس قدر بڑھا کہ ملتان پہنچتے پہنچتے تقریباً آٹھ سو آدمی بندہ کے ہاتھ پر حضور کے مرید ہو گئے۔“

حضرت شاہ صاحب نے چالیس سال کی عمر میں حضرت اقدس کی مبارک زندگی میں ہی وفات پائی۔ حضرت اقدس کو ان کی وفات کا بہت غم تھا اور یہ غم اس وقت تک دور نہ ہوا جب

تک حضرت اقدس کی منشاء مبارک کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی تکمیل سلوک نہ ہو گئی۔

حضرت اقدس کو جب کبھی حضرت شاہ صاحب کا خیال آتا تو بڑے افسوس کے ساتھ فرماتے تھے:

”آہ آج عبداللہ شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مجھے اپنے مرنے کا غم نہ ہوتا۔“

آپ کے ہاتھ سے مرقومہ مخطوط ”تکمیلہ فقہات الانس“ مولانا عبدالغفور کتب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق ہری پور کے قریب موضع درویش ضلع ایبٹ آباد سے تھا۔ آپ نے شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ / نومبر ۱۹۰۲ء کو کوٹ نجیب اللہ ضلع ہزارہ صوبہ سرحد میں قاضی فیروز الدین صاحب کے گھر ولادت پائی۔ آپ کے دادا بزرگوار قاضی وحید الدین صاحب افغانستان سے ہجرت کر کے ہزارہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی پھر مولانا سکندر علی صاحب جو اپنے وقت کے جید اور مایہ ناز عالم تھے ان سے پڑھا بعد ازاں ایک برگزیدہ شخصیت مولانا حمید الدین صاحب سے عربی علوم کی تعلیم و تکمیل حاصل کی۔

علوم عقلیہ بشمول منطق، فلسفہ، ریاضی اور ہیئت وغیرہ کی تکمیل کے لیے عازم ہندوستان ہوئے اور اس زمانے کے لحاظ سے ہزار گونہ زحمات و تکالیف برداشت کرتے ہوئے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ فاقے برداشت کیے مگر خیرات مانگنے اور کھانے سے گریزاں رہے۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ میں وارد ہوئے اور اس کے پرنسپل حضرت مولانا فضل حق رام پوری جو اپنے علم و فضل کی بنا پر انتہائی محترم تھے، حضرت قاضی صاحب کی ذہانت اور قابلیت کی بدولت ان پر

نہایت شفیق و مہربان تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے بڑے ذوق و شوق اور انہماک سے تعلیم حاصل کی۔ حالت یہ تھی کہ گھر سے آنے والے خطوط کو بھی نہ کھولا کرتے بلکہ عالم وافرنگی میں حصول علم و یاد اسباق میں مستغرق رہتے۔ ایک بار سالانہ تعطیلات کے دوران خطوط کھول کر پڑھے تو ایک خط والد بزرگوار کی رحلت کی اطلاع پر مبنی تھا جسے آئے ہوئے کئی ماہ گزر چکے تھے۔ اس مدرسہ عالیہ سے سند فراغت پانے کے بعد آپ دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ لیکن بوجہ وہاں سے چل کر مدرسہ دارالعلوم سلیمانہ، بھوپال میں داخلہ لے لیا اور یہاں سے علم حدیث کی تکمیل کرنے کے بعد مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں بطور مدرس کام کرنے لگے۔

یہاں سے حج کی نیت سے عازم حرمت شریفین ہو گئے۔ اس دوران بہت سے علما و صلحا سے واسطہ رہا جو آپ کی قابلیت و ذہانت سے متاثر ہوئے۔ سید آذین کبکی جو ایک عرب عالم دین اور مصنف کتب کثیرہ اور حامل مقام اعلیٰ تھے۔ آپ کی شاگردی میں آئے۔

بالآخر آپ ہندوستان سے واپس اپنے گھر درویش آ کر درس و تدریس اور خطابت و افتاء میں مصروف ہو گئے اور ساتھ ساتھ کئی کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔ جب فتوحات مکیہ شیخ ابن عربی کا مطالعہ کیا تو علوم ظاہری سے بے زار ہو گئے۔ اسی زمانے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

صد کتاب و صد ورق درنار کن

روئے دل را جانب دلدار کن

تو اپنی تصانیف جلا ڈالیں اور کسی مرشد کامل و اکمل کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔ کئی جگہ اس جستجو و آرزو میں تشریف لے گئے مگر توفیق ایزدی سے گوہر مقصود خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ۔ کنڈیاں ضلع میانوالی سے ہاتھ لگا۔ جب یہاں تشریف لائے تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام عارف کامل اور قیوم زماں حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے دست انور پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرشد کامل و اکمل نے ایک سال سات ماہ کی قلیل مدت میں کمال شفقت و عنایت سے منازل سلوک طے کرا دیں اور جملہ سلاسل طریقت میں اجازت و

خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے جو کچھ اپنے شیخ سے ملا وہ سب کچھ آپ کو اسی طرح عطا کر رہا ہوں جس طرح میرے شیخ نے مجھے عطا کیا تھا۔“

پھر مرشد کامل و اکمل حضرت قاضی صاحب کو الوداع کہنے کے لیے تقریباً دو میل ان کے ساتھ پیدل چلے اور جب وقت وداع آیا تو حضرت قاضی صاحب کے گلے لگے اور بے اختیار واشک بار ہوئے اور فرمایا:

”قاضی صاحب آج آپ کو جدا کرتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اپنے دل کا ٹکڑا کاٹ کر جدا کر رہا ہوں۔“

خانقاہ سراجیہ سے واپس تشریف لانے کے بعد حضرت قاضی صاحب نے اپنے آبائی گھر موضع درویش میں ہی بیعت و ذکر اور سلسلہ ارشاد و تلقین کا آغاز فرمایا لیکن بعد ازاں ہری پور ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل عید گاہ سے متصل خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ قائم فرمائی اور یہاں وسیع مہمان خانہ اور ایک انتہائی نفیس و دیدہ زیب مسجد تعمیر کرائی۔ ساتھ ہی ایک عظیم الشان کتب خانہ جس میں نادر و گراں قدر قلمی مخطوطات ذخیرہ ہیں قائم فرمایا۔ علاوہ ازیں مدرسہ دارالعلوم ربانیہ کی بنیاد رکھی جو جلد ہی ضلع ہزارہ کی ایک معروف دینی درگاہ بن گیا۔ ۱۳۲۰ء

دوبار اپنے اہل خانہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سینکڑوں طلباء اور ہزاروں عقیدت مندوں کو ظاہری و باطنی علوم و معارف سے مالا مال فرمانے کے بعد بالآخر بقضائے الہی ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ/ ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء منگل اور بدھ کی درمیانی شب کو واصل الی اللہ ہوئے اور اپنی خانقاہ کی مسجد کے پہلو میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ ۱۵

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۳ جون ۱۹۹۱ء) آپ کے بڑے بھائی تھے جو صدیق دوراں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ سے مجاز طریقت قرار پائے۔

حضرت حاجی میاں جان محمد قدس سرہ

ساکن باگڑ سرگنہ ضلع ملتان۔ آپ ایک متمول زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر داخل طریقہ ہوئے اور نہایت مخلص اصحاب کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ کامل توجہ اور عالی ہمتی کے ساتھ صحبت شیخ سے استفادہ کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ بھی نہایت شفقت اور دلسوزی سے آپ کی تربیت اور نگرانی فرماتے رہے۔ مقامات ولایت طے کر لینے کے بعد اجازت طریقہ نقشبندیہ سے سرفراز ہوئے اور باگڑ اور ملتان کے علاقہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فیض رسانی کا خوب ذریعہ بنے۔ حضرت اقدس قدس سرہ ”باگڑ“ کو اپنا گھر فرمایا کرتے تھے اور آپ کی اس جگہ اکثر و بیشتر تشریف فرمائی سے فیض عام جاری ہو گیا تھا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی اور نئے سرے سے سلوک نقشبندیہ اخذ کیا حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے آپ کو چار سلاسل طریقت میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے وصال فرمایا تو حضرت حاجی میاں جان محمد صاحب نے سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بطل اللہ ظہم العالی سے تجدید بیعت فرمائی۔ جب لوگوں نے اس تجدید بیعت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑنے کی بجائے اسے پابند رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ مخدوم زمان مرشد العلماء و الصلحا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطل اللہ ظہم العالی سے مریدانہ انداز میں ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے اور حلقہ ذکر و مراقبہ میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادہ میاں خان محمد صاحب نہایت شریف اور نیک نفس ہیں۔ آپ کی اقتدا میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ ہیں۔ ۶۶

حضرت مولانا سید عبدالسلام احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ^{۶۷}

آپ کے والد ماجد سید برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۵ھ) حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی طرف سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز تھے آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان ۱۳۲۷ھ میں کلکتہ میں ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی تعلیم خانقاہ برکتیہ کالج اسکوائر کلکتہ۔ ہندوستان میں حاصل کی۔

والد بزرگوار کے وصال کے بعد متعدد جگہوں (علی گڑھ وغیرہ) پر تشریف لے گئے اور بالآخر خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ داخل طریقہ ہو کر سلوک مجددیہ کی تکمیل فرمائی۔ کچھ عرصہ دہلی میں قیام کیا۔ مدرسہ عبدالرب کشمیری گیٹ میں تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھا اور فن کثابت میں بھی مہارت تامہ پیدا کی۔ دوبارہ خانقاہ سراجیہ آ کر کئی سال قیام فرمایا۔ مجاز طریقت قرار پائے۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۵۰ء تک کلکتہ میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں مشغول رہے۔ ^{۶۸} بعد ازاں ڈھاکہ میں قیام فرمایا۔ کولہوٹولہ میں چند روز قیام کے بعد محلہ نارانندہ میں اپنی خانقاہ بنوائی۔ کلکتہ جیسوڑ ڈھاکہ اور اس کے مضافات میں آپ کے بہت زیادہ ارادتمند تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں کوئی مشکل ایسی پیش نہیں آئی جو حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی روح مبارک کو گیارہ مرتبہ سورۃ الفاتحہ کے ایصال ثواب کے بعد حل نہ ہو گئی ہو۔ خدمت شیخ میں یوں سرشار تھے کہ خانقاہ سراجیہ پر حضرت اقدس کی بھینس چرایا کرتے تھے۔ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء کو رحلت فرمائی۔ ^{۶۹}

فقیر محمد یونس صاحب کی تالیف سبل السلام میں آپ کے مفصل حالات موجود ہیں۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے مرقومہ: آداب المریدین سہروردی (فارسی) التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی) اور فتوحات غیبیہ (عربی) مکتوبات مدد الف ثانی (فارسی) کے مخطوطات کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں محفوظ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

ساکن مالیر کوئٹہ، ہند آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے خلفائے اجلہ میں شامل ہیں۔
درس نظامیہ کے فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ فقہ و حدیث میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔
مولانا خلیل احمد صاحب مفتی ریاست مالیر کوئٹہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ شروع میں مسجد
محلہ کھڈیاں میں امام و خطیب اور بعد ازاں انٹر کالج مالیر کوئٹہ میں کے عربی کے پروفیسر متعین
ہوئے۔ مفتی خلیل احمد صاحب کے انتقال کے بعد منصب افتاء بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔
حضرت اقدس قدس سرہ محلہ معماراں مالیر کوئٹہ میں تشریف لائے تو حضرت مفتی عبدالغنی
صاحب نے وہاں آپ کی زیارت کی، حلقہء ارادت میں شامل ہوئے اور پہلی ہی توجہ میں
مغلوب الحال ہو گئے۔ پھر خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی
خصوصی توجہات کی برکت سے ایک ہفتہ میں ولایت علیا تک مدارج سلوک طے فرمائے۔ مجاز
طریقت ہوئے اور مالیر کوئٹہ میں جا کر حسب ارشاد شیخ قدس سرہ وہاں درس حدیث میں مشغول
رہے۔

بعد ازاں پٹیا لہ تشریف لے گئے۔ خطابت و افتاء کے منصب پر فائز رہے۔ درس و
تدریس حدیث کے لیے مدرسہ قائم کیا۔ پھر مسجد توکلی میں ایک مدرسہ عربیہ جاری فرمایا۔
۱۹۴۱ء میں وصال فرمایا اور مالیر کوئٹہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع بن قاضی محمد امین بن شیخ حکیم محمود دریائے جہلم کے مغربی
کنارے پر موضع دوآبہ ضلع میانوالی میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد علمی حکیم
اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

حضرت مفتی محمد شفیع حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ کنڈیاں
ضلع میانوالی کے اجلہ خلفاء میں شامل ہیں اور آپ کے ارشاد پر ظاہری علوم کی تکمیل کی اور پھر

آپ سے اخذ طریقہ کیا۔

جوانی میں صرف ۳۲ دن میں قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں سنانا شروع کر دیا تھا۔
 قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ایک دفعہ آپ کے والد ماجد قاضی محمد
 امین سے فرمایا کہ اگر محمد شفیع کو مجھے دے دیتے تو بیٹا بنا کر رکھتا۔ چنانچہ وہ آپ کو اپنے ہمراہ
 خانقاہ سراجیہ شریف لے گئے اور آپ کی تربیت شروع کر دی۔ آپ انہیں پیار سے ”دوانہ“
 کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ آگے سلوک کی تعلیم علم کے بغیر نہیں چلے گی۔ آپ
 نے عرض کیا کہ اب پچیس تیس سال کی عمر میں کہاں جا کر پڑھوں گا اور کیسے پڑھوں گا؟ فرمایا:
 ”تیری پیشانی پر رب العزت نے علم باطنی کے ساتھ علم ظاہری بھی لکھا ہوا ہے۔“ چنانچہ آپ
 لاہور پہنچے اور مدرسہ رحیمیہ، نیلا گنبد میں پڑھنے لگے۔ مگر وہاں آپ کی تسلی نہ ہوئی۔ وہاں سے
 مدرسہ نعمانیہ امرتسر پہنچے اور وہاں مولانا محمد نعیم لدھیانوی اور مولانا مفتی محمد حسن محدث انکی سے
 بعض کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس دوران حضرت علامہ سید مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ
 علیہ سے امرتسر میں ملاقات ہوئی اور ان کے کہنے پر مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی
 کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی اور بخاری جیسی حدیث کی کتب کی تعلیم حاصل کی۔
 دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری
 رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ ساتھ ہی مدرسہ دیوبند کی تجدید میں نماز کی امامت بھی کرتے تھے۔ فراغت
 کے بعد ایک سال وہاں پھر اٹھ سال مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف کنڈیاں ضلع
 میانوالی میں حضرت شیخ قدس سرہ کے صاحبزادگان کو پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی سلوک کی
 تکمیل بھی کرتے رہے اور خلافت پائی۔

بعد ازاں آپ نے جامع مسجد خوشاب میں درس و تدریس اور وعظ و ارشاد شروع کیا۔
 وہاں سے ۱۹۳۴ء میں جامع مسجد بلاک نمبر اسرگودھا میں منتقل ہوئے اور مدرسہ سراج العلوم قائم
 کیا۔ اس مدرسہ کے شیخ الحدیث اور مفتی تھے۔ ساری عمر تدریس میں گزری اور آپ سے
 سینکڑوں طلبہ نے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ آپ بہت اچھے مناظر، ادیب اور عربی کے شاعر
 بھی تھے۔

آپ کے بارے میں معروف ہے کہ آپ کا حافظہ کمزور تھا۔ ایک بار قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا بنیان دھویا اور جوش عقیدت اور فرط محبت میں اس کا میل پی لیا۔ جس کی برکت سے قوتِ حافظہ تیز ہو گئی اور ذہن نے جلا پائی۔

اپنے لباس وضع قطع اور نشست و برخاست میں حضرت شیخ قدس سرہ کی پیروی باعث شرف سمجھتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے صاحبزادے محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے استفادہ کیا اور بعد میں صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

آپ کے چھ فرزند تھے:

(۱) حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند (۲) قاری عبد السمیع، فاضل دیوبند

(۳) احمد شفیع (۴) مولوی محمد رفیع (۵) قاری عبد الباقی (۶) حافظ احمد رفیع۔

آپ نے ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء کو سرگودھا میں وصال فرمایا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی^۲ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معروف خلفاء میں شامل ہیں اور حضرت مولانا علامہ عبد الکریم کلاچوی آپ کے ممتاز شاگردوں میں ہیں۔^۳

حضرت مولانا حکیم عبد الرسول ابن حکیم قمر الدین رحمہما اللہ^۴

ساکن بکھر بار، ضلع سرگودھا آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے قدیم متوسلین میں سے تھے۔ بے شمار اطبانے آپ سے استفادہ کیا جن میں حضرت حکیم عبد المجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) سرفہرست تھے۔ فن طب پر متعدد رسائل تصنیف کیے۔ پنجابی اردو فارسی اور عربی چاروں زبانوں کے شاعر تھے۔ پہلے مولانا غلام مرتضیٰ صاحب سے بیعت ہوئے اور ان کے حالات پر ایک کتاب ”انوارِ مرتضویہ“ تصنیف فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کے دامن سے وابستہ ہوئے اور خلافت پائی۔

حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بیعت سے کچھ عرصہ پیشتر میں نے مستری

ظہور الدین کی پہلی ملاقات میں ان سے پوچھا کہ حضرت (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) ابتدا میں کتنی مرتبہ روزانہ ذکر کرنے کا امر فرماتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کم از کم پچیس ہزار مرتبہ۔ حکیم عبدالرسول صاحب نے بتایا کہ اس تعداد میں حکمت یہ ہے کہ انسان رات دن میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ پس اتنی تعداد میں ذکر کرنے کا مفاد یہ ہوا کہ گویا کوئی سانس ذکر سے خالی نہیں۔ و ہذا حق العبودیۃ (تحفہ سعدیہ: ۲۶۲ حاشیہ صفحہ ہذا)۔

حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ کے وصال پر درد انگیز اشعار اور متعدد قطعات تاریخ نظم فرمائے۔ حضرت اقدس کی ضخیم سوانح حیات فارسی زبان میں مرتب فرمائی جو تا حال طبع نہیں ہو سکی۔

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم نے یہ سعادت مندی بھی نصیب فرمائی کہ آپ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت اقدس قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک جامع مسجد بکھر بار کے احاطہ میں واقع ہے۔

آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے مخطوطات آداب المریدین (فارسی) اور مکتوبات معصومیہ (دفتر سوم) کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاضل دارالعلوم دیوبند تھے اور آپ کا تعلق چاند پور ضلع بجنور (یو پی) ہندوستان سے تھا۔ آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے ممتاز خلفائے شامل ہیں۔

دورہ حدیث تک دیوبند میں زیر تعلیم رہے۔ فقہ و ادب حضرت مولانا اعجاز علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۵ء) سے، تفسیر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۴ھ) سے دورہ حدیث صدر المدرسین حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ)، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۹ء) اور حضرت مولانا اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور فنون عقلیہ فلسفہ و منطق حضرت مولانا رسول خان رحمۃ

اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔

دوران طالب علمی حضرت اقدس قدس سرہ سے بیعت فرمائی۔ فراغت کے بعد حاضر خدمت ہو کر مدارج سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کیے اور مجاز طریقت قرار پائے۔ ایران میں ملازمت اختیار فرمائی اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔

حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مستقل سکونت کر لی اور اس شہر مقدس کی حدود سے پاؤں باہر نہ رکھا کہ کہیں حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مدفون ہونے کی سعادت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ تادم آخر عصر سے مغرب تک مسجد نبوی میں تلاوت کلام پاک کیا کرتے تھے۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کے حامل تھے۔ سادہ قانع، متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ مدینہ منورہ میں خانقاہ سراجیہ سے تعلق رکھنے والا کوئی صاحب مل جاتا تو اس کی خدمت کرنا سعادت سمجھتے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب برط اللہ ظہم العالی جب حج پر تشریف لے گئے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ انہیں اپنے ہاں مدعو فرمایا اور عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی خدمت فرمائی۔

ادارہ سعدیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی سے ہمیشہ تعاون فرماتے رہے۔ کتاب ”تحمہ سعدیہ“ کی اشاعت کے لیے زکریا عطا فرمایا مگر مشیت ایزدی کے مطابق اس کتاب کی طباعت سے قبل ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ کریم آپ پر اپنی ہزاروں مغفرتیں نازل فرمائے۔

حضرت مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ ^۶

موضع جاگل، تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور علم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ درس فقہ و حدیث آپ کے خصوصی مشاغل تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کیے۔

عطائے خلافت کے بعد کھوہ ترکھان والا تحصیل بکھر ضلع میانوالی میں مقیم ہو گئے۔ رمضان شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں بسر خدمت کرتے تھے۔ سلسلہ عالیہ کی ترویج و ترقی کے لیے بھرپور کوشش فرمائی۔ صوفی محمد یار صاحب ساکن خانپور تحصیل بکھر ضلع میانوالی اور مولوی خدا بخش کلال نے اولاً آپ سے ہی بیعت کی تھی۔ مجاز طریقت ہونے کے بعد ایک بار رمضان شریف کے مہینہ میں خانقاہ شریف پر آئے۔ سخت سردی کی وجہ سے چند روز بیمار رہنے کے بعد رحلت فرمائی اور احاطہ مزارات شریف خانقاہ سراجیہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت شیخ محمد مکرانی قدس سرہ

مکران سے کسب فیض کے لیے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑے خوش الحان اور بلند آواز تھے۔ خانقاہ شریف میں قیام کے دوران آپ ہی اذان دیا کرتے تھے۔ آواز میں بلا کا سوز و گداز تھا۔ جب اذان دیتے خانقاہ شریف کی فضا وجد میں آ جاتی تھی۔

مدارج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ طے کرنے کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) کی زیر سرپرستی تمام مقامات مجددیہ طے کیے اور سلاسل اربعہ میں مجاز ہوئے۔ بعد ازاں عازم وطن ہوئے اور پھر ایران اور وہاں سے کویت چلے گئے۔ یہاں محلہ تجیل کی مسجد میں حکومت کی طرف سے خطیب مقرر ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی دھنولوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۸۴ء میں قصبہ دھنولہ ریاست ناہہ۔ ہندوستان میں مولانا عبدالکریم صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ مدرسہ نعمانیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے علوم شرقیہ میں مولوی فاضل اور فنی فاضل کی سند حاصل کیں۔ علم دین اور فن طب میں کمال حاصل کیا۔ فراغت کے بعد اپنے وطن قصبہ

دھنولہ میں قیام فرمایا۔

مطب کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شعل خاص بھی جاری رکھا اور اپنے والد گرامی کی مناسبت سے مدرسہ کریمیہ دھنولہ قائم کیا اور اس میں تدریس و تعلیم کرنے لگے۔ علاوہ ازیں خطابت میں بھی خاص مہارت تھی اور آپ کا وعظ انتہائی عالمانہ اور موثر ہوتا تھا۔^۹

آپ نہایت علم دوست اور پابند سنت تھے۔ اخلاق عالیہ اور خلوص و وفان کی سیرت و کردار کے امتیازی نشان تھے۔ رزق حلال حاصل کرنا اور اسے جائز مصارف میں لانا آپ کی زندگی کا اصول تھا۔ اہل تقویٰ کے شعائر کو ملحوظ رکھتے ہوئے لباس اور وضع قطع میں اس قدر سادگی پسند تھے کہ ان کے بعض ملاقاتی انہیں پہچاننے میں دھوکہ کھا جاتے تھے۔ اکثر احباب کسی اہل مجلس کو مولانا عرشی سمجھتے ہوئے اس سے مصافحہ کر کے بیٹھ جایا کرتے تھے یا پوچھا کرتے تھے کہ آپ میں عرشی صاحب کون سے ہیں؟ غلطی خدا سے معاملات میں آداب شرعی کا لحاظ رکھنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔

نہایت نیک نفس، خوش خلق، متواضع اور دیانت دار انسان تھے۔ شدید احتیاج کے وقت بھی قریبی احباب میں سے کسی کا دست نگر ہونا عار سمجھتے تھے اور اپنی شان استغنا ہمیشہ برقرار رکھتے تھے۔ ذکر و شغل اور مراقبہ کی پابندی ہر حال میں پیش نظر رہتی تھی۔^{۱۰}

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے دامن فیض پرور سے کیسے وابستہ ہوئے۔ تحفہ سعدیہ میں زیر عنوان ”خوش قسمتی کا پہلا دن“ تحریر فرماتے ہیں:

”یہ وہ دن تھا جب برادر طریقت مستری ظہور الدین احمد صاحب کا ایک خط بدیں مضمون مجھے ملا کہ عالی حضور (حضرت اقدس قدس سرہ) دامت برکاتہم کوئلہ تشریف فرما ہیں۔ تمہیں حاضر ہو کر ضرور بہرہ اندوز سعادت ہونا چاہیے۔“^{۱۱}

مستری صاحب کے اس خط نے آپ کے قلب مضطرب میں ایک تحریک پیدا کر دی اور آپ اگلے ہی روز مالیر کوئلہ کی طرف چل پڑے۔ حضرت اقدس سرہ کی طرف سے غائبانہ توجہ

اور فیضان کا احساس ہونے لگا۔ فرماتے ہیں:

”دھنولہ برنالہ کی وہی پامال سڑک جہاں روز آنا جانا رہتا تھا آج نہ معلوم اس کا اتصال کس جنت النعیم سے تھا کہ عطر بیز ہوائیں برابر میرے مشام روح کو معطر کر رہی تھیں۔“

نسیم کوئے تو از لطف می برد ہر دم
غمی کہ بردل ایں جاں فگاری گزرد^{۸۲}

حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”دل نے باور کر لیا کہ جس نادیدہ و ناشنیدہ منزل مقصود کے لیے میں برسوں سے سرگرم سعی تھا وہ یہی تھی۔“

یہ حاضری آپ کے لیے داخل طریقہ ہونے کا ذریعہ بن گئی اور دوسرے روز حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کا شرف نصیب ہو گیا۔ حضرت اقدس کی پہلی نگاہ التفات نے کیا کام کیا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت المرشد کی پہلی نگاہ التفات نے قلب ہائِم (سرگرداں) کو اطمینان دائم بخش دیا۔ میرے یہ دو شعر اسی ساعت کی یادگار ہیں:

بہ شہر کوئلہ مردے بدیدہ ام کہ میرس
بجان خوش کسے برگزیدہ ام کہ میرس
چند روز با بسر آمد مرا بہ تشنہ لبی
کنوں بآب حیاتے رسیدہ ام کہ میرس

اس طرح مستری ظہور الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کے پاکیزہ ثمرات سے فیض یاب ہونے کے بعد حضرت عرشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن قصبہ دھنولہ واپس تشریف لے گئے اور بعد ازاں حضرت اقدس سے خط و کتابت جاری رکھی۔ آپ اپنے قصبہ میں تعمیر مسجد کے کام میں لگے تھے جو خانقاہ شریف پر حاضری دینے میں

رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ اسی دوران مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اقدس قدس سرہ کا ایک مکتوب گرامی ملا جس میں لکھا تھا:

”اگرچہ تعمیر مسجد ایک بڑی فضیلت ہے مگر تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس جو بہ حقیقت تعمیر باطن ہے اس سے بیدار ج افضل اور مقدم تر ہے۔“

مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یہ ارشاد پا کر مجھے تاب نہ رہی اور بجلت تمام عازم خانقاہ شریف ہوا۔“

۲۳ شوال ۱۳۵۰ھ چہار شنبہ کا دن تھا کہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس غریب الوطن کو اپنے مرشد کامل کے متبرک وطن کی خاک پاک پر سجدہ شکر بجالانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا:

خطۂ مورد الطاف ز رحماں دیدم
سایہ دار از کرم غیب و گل افشاں دیدم
چوں تملیں زیب وہ خاتم گیہاں دیدم
لوحش اللہ چہ شاداب گلستاں دیدم
بازی شیشہ بینائی و سنداں دیدم
فی المثل درس گہ مالک و نعمان دیدم
گرد جلالت برخ حکمت یوناں دیدم
متحد جملہ بہم صورت اخواں دیدم
از سر صدق بہم یک دل و یکجاں دیدم
بہرہ اندوز ازیں مکتب ”احساں“ دیدم
واقف و کاشف ہر نکتہ پنہاں دیدم
در یکے شاہ نشیں مور و سلیمان دیدم
قصہ غیر خدا عرضہ نسیاں دیدم
شاد و مسرور دریں خشک بیاباں دیدم
بغتنہ منحل و آساں تر از آساں دیدم

بقعہ مہبط انور ز یزداں دیدم
چہ مقامیکہ برو سدرہ وہم طوبی را
چہ مقامیکہ ز انوار کمالات اورا
از بہار چمن شرع و ریاحین سلوک
شرع با عشق چناں یافتہ پیوند ایجا
بسکہ پیوستہ رود بحث ز قرآن و خبر
تازہ ایجا چناں مجلس ارباب حکم
فیض گیراں کہ ز اکثاف در اینجا جمع اند
ہندی و سندی و پنجابی و بنگالی را
علا را کہ نجوم اند ز افلاک علوم
عامیاں را کہ نخوانند الف با تائیز
از مساوات چہ گسترده بساط است ایجا
بسکہ ہر قلب و دماغ ست پر از ذکر خدا
ناز کا نرا کہ نسا زند بہ بستان نعیم
عقدہ ہائیکہ از و ناخن دانش کندست

تو سن نفس کہ ناورد گہے رو بسداد
زار ہچوں خر مسکین تہ پالاں دیدم
ہر دلے را کہ بود پارہ سنگ و آجر
اندریں رشتہ یکے مہرہ رقصاں دیدم
اندریں ریگ رواں رود و معارف جاری ست
الحق ایں خطہ تھل را یم عرفاں دیدم
تا کجا خوبی ایں بقعہ شمارد عرشی
زاں کہ آید بگماں نیز فراواں دیدم

کرامت شیخ:

حضرت مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دوستوں سے ذکر فرمایا کہ سلوک کے ابتدائی دور میں اک بار خانقاہ شریف جاتے ہوئے لالہ موسیٰ پر مجھے ایک نفسانی خیال آیا کہ لطف کی بات جب ہے کہ خانقاہ شریف پہنچنے پر حضرت صاحب مجھے زردہ اور پلاؤ کھلائیں۔ جس وقت (خانقاہ شریف پر) پہنچا دسترخوان بچھا ہوا تھا اور لنگر سے کھانا تقسیم ہو رہا تھا اور عام کھانا روٹی سالن میرے سامنے بھی آ گیا۔ ابھی کھانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) بجلت تمام تشریف لے آئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا کہ عرشی صاحب کے سامنے سے یہ کھانا اٹھا لو اور اندر سے زردہ پلاؤ جو تیار ہے لا کر ان کو کھلاؤ۔ آج ان کا جی زردہ پلاؤ کھانے کو چاہتا ہے۔ میں یہ سن کر شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔ چنانچہ زردہ پلاؤ آ گیا اور کھا بھی لیا۔ مگر عرصہ دراز تک شرمسار رہا۔ شیخ کے کشف و کرامت کا یہ منظر دیکھ کر ایسی ہیبت اور رعب طاری رہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ ۵۵

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا اور تقسیم ہند کے خونیں واقعات رونما ہوئے۔ نقل مکانی کے مرحلے میں جب کفار نے بے دریغ مسلمان مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا تو اس وقت مولانا عرشیؒ اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھاتے رہے۔ آپ نے برملا یہ تلقین شروع فرمائی کہ اگر دشمن تم پر ہتھیار اٹھائے تو تم بھی دلاوری اور پامردی سے اس کا مقابلہ کرو اور اسے کیفر کردار تک پہنچاؤ۔ اگر اللہ کی راہ میں گردن کٹ جائے تو اسے سرخروئی کی دلیل سمجھو اور کسی صورت اپنے آپ کو بے دین قوم کے حوالے نہ کرو غرض آپ

اپنے ساتھیوں سمیت کفار سے دست بردست لڑتے رہے تا آنکہ بمقام تلوٹڈی ہڈانوالی علاقہ ریاست ناٹھہ (ہندوستان) میں ستمبر ۱۹۴۲ء میں جام شہادت نوش فرمایا:

بنا کردند خوش رسمے بہ خون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را
آپ کی شہادت پر ایک صاحب نے کہا ہے:

نذیر عرشی عارف بہ علم و فضل و حید
بریدہ ز اہل جہاں کسوت ابد پوشید
بہ فیض صحبت پیر طریقت احمد خان
ز خاک تیرہ سر عرش کبریا برسید^{۷۶}

مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف و تالیف میں ید طولی رکھتے تھے۔ ان کی مطبوعات میں مثنوی معنوی مولانا روم کی اردو زبان میں شرح مقارح العلوم (۲۱ جلدوں میں) زندہ شاہکار ہے۔ اپنے مرشد کامل و اکمل قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے احوال و مناقب میں ”تحفہ سعدیہ“ عرفانی ادب میں ان کی یادگار کتاب ہے۔ اس میں جس عقیدت و محبت سے انہوں نے اپنے مرشد پاک کے احوال و آثار پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کی مثال اردو ادب کے زمرہ نوادرات میں آتی ہے۔ یہ پہلی بار ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی اور بعد ازاں تحفہ سعدیہ مؤلفہ مولانا محبوب الہی میں (۱۶۱-۲۲۷) بار باطبع ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں ان کی مطبوعات میں تعلیم البنات (۸ حصے) رسالہ مواظبہ عرشی، خطبات عرشی، کلید مطب، بیاض کریمی، مفردات عرشی، انمول علاج، کلید عطاری، درختہ (حاشیہ مثنوی مولانا روم) اور کنز الآثار (فن حدیث میں) شامل ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تصنیف و تالیفات کی تعداد ۲۰ تک پہنچتی ہے۔^{۷۷}

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ^{۷۸}

آپ نے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت اقدس میں خانقاہ سراجیہ میں ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی۔ مجاز طریقت ہوئے اور خانقاہ حسینیہ

کانپور (ہندوستان) کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ آپ صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) کے رفقائے سلوک میں سے ہیں۔
قیوم زمان قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زمان قدس سرہ کے حلقہء ارادت میں شامل ہوئے اور ہندوستان میں سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی میں کوشاں رہے ہیں۔

حضرت سید مختار احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ^{۹۸}

آپ اترولی ضلع علی گڑھ - ہندوستان کے رہنے والے تھے اور علی گڑھ کالج کے انڈرگریجویٹ تھے۔ تحصیل سلوک کے بعد مجاز طریقت ہوئے۔ مقامات عالیہ کے حصول میں سرگرم رہے۔ زمانہ درویشی میں نہایت متوکل اور صاحب تمکین تھے۔ کپڑوں کے ایک دو جوڑے ساتھ لاتے اور طویل مدت تک خانقاہ سراجیہ شریف میں قیام فرماتے۔ انوار و برکات طریقہ سے معمور اور صاحب حضور تھے۔ غفوان شباب میں رحلت فرما گئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ^{۹۹}

آپ فاضل دارالعلوم دیوبند اور عالی جناب میر محمد یامین صاحب وزیر اعظم ریاست مالیر کوٹلہ (ہندوستان) کے فرزند ارجمند تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور آ گئے۔ اولاً مدرسہ ثانویہ میں معلم عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ پھر مدرس عربیہ کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔ ابھی معلم عربی کی حیثیت سے کام کر رہے تھے کہ حسن اتفاق اور توفیق خداداد سے حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور چند روز ہی میں بے حد متاثر اور مغلوب الحال ہو گئے۔ اپنے اقارب اور متعارفین کی کثیر تعداد کو داخل طریقہ کرایا۔ مجاز طریقت ہوئے مگر اپنی افتاد طبع اور دید قصور کی وجہ سے سلسلہ بیعت جاری نہیں کیا۔

فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ نے مجھے

طریقہ پاک کے مبلغ کا خطاب دیا تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے فضائل و کمالات کے بیان کرنے میں نہایت شگفتہ گفتار اور خوب باغ و بہار انسان تھے۔ رسائل و مکتوبات امام ربانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) پر کامل عبور تھا۔ اکابر نقشبندیہ کے اسرار و معارف اور علمائے دیوبند کے احوال و آثار کے گویا حافظ تھے۔ محکمہ تعلیم سے پیشن پائی۔ حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وساطت سے نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ دارالعلوم دیوبند (انڈیا) میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے ہم درس تھے۔ ہم عصری اور ہم پیری کے باعث آپ سے بہت بے تکلف تھے۔ اسی بنا پر حضرت اقدس بھی حضرت مولانا سے خاص شفقت و مودت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔

جناب سید محمد ازہر شاہ قیصر نے ان کے بارے میں لکھا:

”فاضل گرامی جناب مولانا سید جمیل الدین صاحب میرٹھی انسپکٹر دینیات ریاست بہاولپور دارالعلوم (دیوبند ہندوستان) کے مخلص قدیم ہیں۔ انسانی اعضاء کا باہم جو قریبی تعلق ہو سکتا ہے وہی تعلق مولانا کا دارالعلوم سے ہے۔ وہ دارالعلوم کی کامیابی سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔ مولانا نے مدیر رسالہ کو ایک مشفقانہ خط لکھا ہے اور وسیع پیمانہ پر رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے وعدہ فرمایا ہے۔ سر دست بھی کئی خریدار مولانا کی سعی سے حاصل ہوئے ہیں اور آئندہ کے لیے اس کا یقین ہے کہ مولانا رسالہ دارالعلوم کو فراموش نہیں فرمائیں گے۔“ ۹۱

حضرت مولانا پیر سید عل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق جنڈریہ نیازی والا ضلع جھنگ سے تھا۔ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ سے مجاز طریقت ہونے کے بعد فیوضات سلسلہ سے اپنے خطہ کو سیراب کیا۔ عالم ظاہر و باطن تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ ۹۲

حضرت مولانا احمد دین کیلوی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع سرگودھا)

حضرت مولانا احمد دین بن شیخ حکیم محمود موضع دوآبہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ جامع معقول و منقول تھے۔ بہت بڑے فقیہ اور علوم متداولہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی سراج العلوم سرگودھا کے چچا تھے۔ آپ حضرت اقدس کے ممتاز خلفاء میں شامل تھے۔^{۹۳}

آپ صاحب تصنیف تھے۔ آپ کے ہاتھ سے مرقومہ دو کتابیں (۱) البراہین القاطعہ بکراہتہ جماعت الثانیہ (عربی) اور (۲) اتفاق البررة النقی (عربی) کتاب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں محفوظ ہیں۔

حضرت حکیم حافظ چن پیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق خوشاب ضلع سرگودھا سے تھا۔ ماہر فن حکیم اور صاحب مدد درویش تھے۔ نہایت وجیہ خوش گفتار و خوش کردار۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے مجاز طریقت ہوئے اور مقامات عالیہ حاصل کیے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۵۷ھ) اور مخدوم زماں سیدنا و مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالکلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظہیم العالی سے بھی روحانی رابطہ برقرار رہا۔ حکمت ظاہری و باطنی سے خلق خدا کو فیض یاب کر کے رہسپار عالم بقا ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ^{۹۴}

حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ کے قدیم ترین خدام میں سے تھے۔ ۱۸ سال حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں رہے اور دو مرتبہ کامل سلوک طے کیا۔ حضرت اقدس سے بیعت ہوتے ہی ملاء اعلیٰ، بہشت اور حور و غلمان کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد روح میں اس قدر لطافت آ گئی کہ مشتبہ کھانا کھا لیتے تو وہ شکم میں نہ ٹھہرتا تھا۔ حضرت اقدس

قدس سرہ نے جب انہیں دیکھا تو توجہ سے اس کیفیت کو قدرے کم فرمادیا۔ تحفہ سعدیہ صفحہ ۱۲۵ کے ایک حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (شاید آخری بار) ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو خانقاہ سراجیہ تشریف لائے تھے۔ عالم شباب میں چچک کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ جب تمام اطباء علاج معالجہ سے عاجز آ گئے تو آپ کی والدہ صاحبہ آپ کو حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لے آئیں اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے ان کی والدہ ماجدہ سے فرمایا:

”مت گھبراؤ! عبدالستار ابھی نہیں مرے گا۔ میرے پاس اس کی امانت

ہے جو اس کے سپرد کرنی ہے اور اسے ولایت کے مقامات طے کرانے

کے بعد مجاز طریقت بنانا ہے۔“

آپ میں ذوق و شوق، صداقت طلب اور جذبہ خدمت سب بدرجہ اتم موجود تھے۔ ایک مرتبہ کھولا شریف میں قیام کے دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے مولانا سے عشاء کی نماز کے بعد فرمایا:

”عبدالستار ذرا میانوالی جانا ہے“

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ خاموش ہو گئے۔ ارشاد کا مفہوم یہ تھا کہ کل تمہیں میانوالی کسی کام کے لیے بھیجیں گے۔ آپ موسم سرما کی شدت سے بے نیاز ہو کر رات کی تاریکی میں کھولہ شریف سے میانوالی گئے۔ وہاں ایک مسجد میں نوافل پڑھے اور واپس تشریف لے آئے۔ صبح حضرت اقدس سے فرمایا کہ میں آج رات میانوالی ہو کر آ گیا ہوں۔ حضرت اقدس قدس سرہ روئے مبارک کو رو مال سے ڈھانپ کر کافی دیر تک ہستے رہے۔ اس کے بعد فرمایا:

”بھولے فقیر! کچھ پوچھ تو لیا ہوتا کہ آخر وہاں کیا کام ہے؟“

جذبہ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے

سینہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

مجاز طریقت ہونے کے بعد موضع کچھی والا ضلع میانوالی تشریف لے گئے اور وہیں رہائش اختیار کی۔ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ان ایام کا ایک واقعہ قارئین کی ایمان افروزی کا موجب ہوگا:

آپ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ حجر اسود کا بوسہ لینے میں عالم پیری کی ناتوانی حائل تھی۔ اسی کشمکش میں آپ کا ایک خوبصورت رومال بھی گر گیا۔ یکا یک ایک دراز قد وجیہ بزرگ تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دینے میں آپ کی مدد فرمائی۔ استفسار پر جواب دیا کہ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور رخصت ہو گئے۔ اسی رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو اپنی زیارت سے مشرف کرنے کے بعد فرمایا:

”آپ کا وہ رومال جو طواف کرتے وقت گر گیا تھا اس وقت حطیم پر رکھا ہوا ہے۔“

چنانچہ آپ نے اپنے معلم کے ایک خادم کو بھیج کر حطیم سے اس رومال کو منگوا لیا۔ ۹۵

حضرت مولانا سراج الدین رانجھا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق چاودہ تحصیل بھلولال ضلع سرگودھا سے تھا۔ ظاہری اور باطنی علوم میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ اپنے شیخ و مرشد سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ خانقاہ سراجیہ کے تخلصین اور وارفتگان میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے علاقے میں بڑی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اخلاقی عظیمہ اور مراتب عالیہ کے مالک تھے۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی طرف سے مجاز طریقت قرار پائے۔ ۹۶

آپ کے صاحبزادے مولانا حکیم عبید اللہ رانجھا زاد مجتبہ بھی خانقاہ سراجیہ شریف سے اخلاص و محبت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۷

آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق معروف دینی و علمی بگوی خاندان سے تھا جو عرصہ دراز سے بھیرہ (ضلع سرگودھا) میں مقیم ہے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ حضرت قاضی احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۶ھ) نے ۱۸۳۲ء/۱۲۵۸ھ میں بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ کی بنیاد رکھی جس کو باضابطہ اور منظم صورت حضرت مولانا ظہور احمد

بگویی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۵ء) کے وقت حاصل ہوئی اور جس کی بدولت سینکڑوں اہل ایمان کو دینی علوم حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ بعد ازاں دارالعلوم عزیز یہ (بگویی) بھیرہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد بدست مبارک قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ بروز بدھ/جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق ستمبر ۱۹۳۶ء رکھا گیا۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگویی رحمۃ اللہ علیہ نہایت جید عالم تھے اور شغل درس و تدریس تھا۔ ابتدائی کتب والد ماجد حضرت مولانا عبدالعزیز بگویی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ) سے پڑھنے کے بعد سیال شریف میں کئی سال رہ کر استاذ العلماء مولانا غلام محمد سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی۔ بعد ازاں صوبہ بہار (ہند) گئے جہاں مختلف فنون کے ماہر اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ ۱۹۳۲ء میں مکہ معظمہ میں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی سند حضرت مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور مجاز تھے۔ حدیث تفسیر اور تصوف میں حضرت مولانا محمد ذاکر بگویی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۱۶ء) سے کتب پڑھیں اور حضرت اقدس قدس سرہ کی توجہ سے سلوک میں باطنی مقامات طے کیے۔ درس و تدریس میں آپ جہاں بھی رہے وہاں کے مسلمانوں میں عظیم الشان دینی حمیت اور مذہبی بیداری پیدا کی۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ مسلمانوں اور اسلام کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ ضلع فیصل آباد آپ کی تبلیغی، تعلیمی اور روحانی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ ویران مساجد آباد ہوئیں۔ ہزار ہا افراد آپ کی توجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور کئی ایک نے اپنی زندگی کی اصلاح پائی۔ آپ نہایت دل نشیں اور موثر خطیب تھے۔

۲۱ فروری ۱۹۳۳ء کو موٹر کے حادثہ میں اہلیہ محترمہ اور چھوٹے بچوں سمیت شہید ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کو آپ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا تھا۔ آپ نے پسماندگان میں مولانا حاجی افتخار احمد بگویی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲ دسمبر ۱۹۷۵ء) اور مولانا حکیم برکات احمد بگویی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲ جنوری ۱۹۹۸ء) چھوڑے۔ ۹۸

حضرت مولانا نصیر الدین بگویی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں صاحبزادوں (مولانا افتخار احمد

گہو اور مولانا برکات گہو) کو اوائل عمر میں خانقاہ سراجیہ - کنڈیاں ضلع میانوالی کے طویل دور دراز اور تھکا دینے والے سفر میں (زمانہ قدیم کے لحاظ سے) اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ کسی نے بچوں کے اس طرح سفر میں ساتھ لانے پر بات کی تو فرمایا:

”میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد میرے بچے اسی راستہ پر چلیں اس لیے میں انہیں خانقاہ لاتا ہوں۔“

آپ کے صاحبزادے مولانا افتخار احمد گہو رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ سے اپنے تعلق کو آخر تک نبھایا۔ البتہ ان کے برادر اصغر حضرت مولانا حکیم برکات احمد گہو کم تشریف لے جاتے رہے۔ جس کی وجہ شاید بعض خانگی مجبوریاں تھیں۔ اس وقت حضرت مولانا افتخار احمد گہو رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابرار احمد گہو مدظلہ دارالعلوم عزیزیہ - بھیرہ ضلع سرگودھا کے مہتمم ہیں۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ بہت نیک نفس اور صاحب کمالات روحانیہ تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تحصیل سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں سرگرم رہے۔ اجازت طریقہ سے ممتاز ہوئے۔

حضرت فقیر سلطان سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے بااخلاص متوسلین میں سے تھے۔ کسب سلوک اور ذکر و فکر میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی طرف سے اجازت طریقہ کی نسبت غیر مترقبہ نصیب ہوئی۔ عمر بھر استقامت کی راہ پر گامزن رہے۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد عمیم الاحسان البرکتی المجددی رحمۃ اللہ علیہ ^{رحمۃ اللہ علیہ}

حضرت مفتی سید محمد عمیم الاحسان محمد بن حکیم سید ابو العظیم عبدالمنان ۲۲/محرم الحرام ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں موضع بچنہ ضلع موگیر بہار ہندوستان میں سادات زیدیہ حسینیہ کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کلکتہ شہر میں منتقل ہو گئے تھے اور آپ کی تربیت بھی وہیں ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ کر ختم کیا۔ تصوف و اخلاق اور فارسی کی ابتدائی کتب حضرت مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (کلکتہ) خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی مجددی قدس سرہ (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سے پڑھیں اور اولاً انہیں سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خسر بھی تھے۔ ان کے وصال کے بعد قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے وابستہ ہوئے اور خلیفہ مجاز کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ بحمد اللہ صوری و معنوی کمالات کے جامع اور مراتب عالیہ پر فائز تھے۔

فطرت الہی نے آپ کو بلا کی ذہانت اور جودت طبع عطا کی تھی۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ (ہندوستان) میں تحصیل علم کے دوران ہر امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے تھے اور طلائی و نقرئی تمغے حاصل کیے تھے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری سے معقولات، ریاضی، ہندسہ، علم المواقیت اور ہیئت کی انتہائی کتب پڑھیں اور ہندوستان و عرب کے مشاہیر علماء سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۳۴ء میں جامع مسجد ناخدا، کلکتہ (ہندوستان) کے صدر مدرس ہوئے۔ ایک سال بعد یہاں کا دارالافتاء بھی آپ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ آپ نے ایک لاکھ سے زائد فتاویٰ لکھے۔ تقریباً چار ہزار سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ ۱۹۴۳ء میں زیارت حریم شریفین کے لیے عازم حجاز مقدس ہوئے۔ حج بیت اللہ کے بعد مراجعت فرمائے وطن ہوئے تو حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ کو اس

اسامی پر مدرسہ عالیہ کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔

دیخی افتاء کے علاوہ عربی فارسی اور اردو میں تقریباً سو سے زیادہ تصنیفات آپ کی یادگار ہیں۔ ان کتب و رسائل کے موضوعات تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اسماء الرجال، علم الکلام اور تصوف ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- (۱) اصول الامام الکرخنی
- (۲) اصول المسائل خلافیہ
- (۳) القواعد الفقہیہ
- (۵) ادب المفتی

یہ ۱۹۸۶ء میں ۵۸۴ صفحات کے ایک مجموعہ بنام ”قواعد الفقہیہ“ میں الصدف پبلشرز کراچی کی جانب سے طبع ہو چکی ہیں۔

آپ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ (بگلہ دیش) کے پرنسپل اور بیت المکرم کے خطیب بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ”رئیس الاساتذہ بالمدرسہ العالیہ“ ڈھاکہ، ”المفتی لجامعہ ناخدا“ اور ”المدرسہ مدرسہ کلکتہ“ کے نام سے بھی مشہور رہے ہیں۔ ۱۹۸۳ء

آپ کے ہاتھ کا مرقومہ مخطوطہ ”مزید الغفلہ عن سمت القبلة“ کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا مہر دین احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸۴ء

آپ کا تعلق ڈھاکہ (بگلہ دیش) سے تھا۔ آپ بھی مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچ کر مجاز طریقت ہوئے اور اپنے حلقہء اثر میں ترویج طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فرما کر فیض اکابر جاری فرمایا۔

حضرت علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق بہک بالا متصل مانسہرہ سے تھا۔ ابتدائی ایام رہزنوں کے ساتھ بسر ہوئے۔ مگر وہ جو ہر فطرت جو قاسم ازل نے انہیں ودیعت کیا تھا آخر کار چمکا اور حضرت اقدس قدس سرہ کے دست حق پرست پر سابقہ زندگی کے رذائل سے تائب ہوئے اور بیعت کی۔ قدیم ترین ارادت مندوں میں سے تھے جس کے باعث آپ ان سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ اجازت

طریقہ سے مشرف ہوئے۔

حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

”ہزارہ کے یہ پٹھان نوجوان اوائل عمر سے سرقہ و رہزنی کے عادی تھے اور کئی کئی مسلح جوان ان کے ”زیرِ کمان“ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اس شغل ”صید افغانی“ کے سلسلے میں ان کا گزر خانقاہ سراجیہ کے پاس سے ہوا۔ اس وقت اتفاق سے ان کو بخار عارض ہو گیا اور خانقاہ میں ہی آپڑے۔ خدام آستانہ نان و نمک سے تواضع کرتے رہے۔ ایک دن حضرت نے انہیں دیکھ کر نام و مقام پوچھا اور فرمایا علی بہادر خان تم تو درویش بننے کے لائق ہو۔ علی بہادر کا بیان ہے کہ میں اس وقت درویش کے معنی تک نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر خانقاہ سے جانے کو جی بھی نہیں چاہتا تھا۔ آخر بعض مبشرات منامیہ سے ان کی شرح صدر ہوئی۔ دل بیعت پر مائل ہوا اور مرشد کامل کی توجہ سے ان کا حال ماضی کا کفارہ بن گیا اور مستقبل نے دولت سعادت کے دروازے کھول دیے۔ اب چند سال سے خاص خدمت گزار متوسلین میں داخل ہیں۔“

حضرت ڈاکٹر محمد شریف قدس سرہ ۱۰۶

آپ کا تعلق ضلع بنوں سے تھا۔ آپ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ممتاز متوسلین اور خلفاء میں سے تھے۔ محکمہ صحت میں ملازم رہے۔ پھر ملازمت چھوڑ کر خاکسار تحریک میں شامل ہوئے۔ اس کے بمقابلہ بھیرہ میں علماء کی تحریک فوج محمدی شروع ہوئی تو وہاں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے پہنچے۔ مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) سے ملاقات ہوئی۔ ان کی وساطت سے داخل طریقہ ہوئے اور خلافت پائی۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال کے بعد نائب قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) سے تجدید بیعت کی اور ان کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد

صاحب - بسم اللہ ظلم العالی کے حلقہء ارادت میں شامل رہے۔ کنڈیاں میں رہائش پذیر تھے۔ مرض الموت میں خانقاہ شریف آ کر حضرت شیخ کی خدمت میں اقامت گزریں ہوئے اور یہیں رحمت الہی نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ احاطہ مزارات متبرکہ میں مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و نور مرقدہ۔ تحفہ سعدیہ کی اشاعت اول میں فراہمی چندہ کی مہم زیادہ تر انہی کی کوشش کی ممنون ہے۔

حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق مالیر کوئٹہ ہندوستان سے تھا۔ آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے مخلص اور پاکباز مریدوں میں سے تھے۔ پیشہ معماری تھا۔

تعمیر مسجد خانقاہ سراجیہ میں آپ نے بڑے ایثار اور خلوص کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے شریک کار نیاز محمد یوسف اور علم دین تھے۔ ان حضرات نے مسجد اور خانقاہ کے دیگر مکانات نہایت خوبی و عمدگی کے ساتھ تعمیر کیے۔ خصوصاً سقف مسجد اور محراب میں حضرت ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شاہکار بڑے بڑے ماہرین فن کو داد دینے پر مجبور کرتا ہے۔ خود حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ ان لوگوں نے ڈیڑھ سال اس قدر خدمت کی ہے کہ اگر یہی کام دہاڑی داروں سے کرایا جاتا تو ہمارے تخمینہ میں پورے پانچ ہزار روپے خرچ آتے۔

آپ مجاز طریقت ہوئے۔ آپ کی وساطت سے حضرت مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۱ء) اور حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) کو بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

شہر سرگودھا میں حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ تعمیر کا کام کرتے تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والا ایک معمار و ہایانہ خیالات رکھتا تھا۔ ایک روز وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بارے میں کچھ ایسے خیالات کا اظہار کرنے لگا جو آپ کی شان عالی کے لیے زیبا نہ تھے۔ مستری صاحب اس کی تردید کرتے جاتے تھے۔ اثنائے گفتگو میں باہر سے ایک گھوڑا

دوڑتا ہوا آیا اور اس مجمع میں آن گھسا اور لوگ ادھر ادھر سرک گئے مگر اس گستاخ معمار کے پاؤں کو گھوڑے نے اپنی ٹاپ سے کچل ڈالا جس سے وہ سخت زخمی ہو گیا۔

آپ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کھانا کھاتے رک گئے۔ فرمایا اس سے کچھ کدورت محسوس ہوتی ہے۔ سب متعجب تھے کہ کدورت کی وجہ کیا ہوگی۔ حالانکہ آٹا بڑی احتیاط سے پس کراتا ہے۔ دال ترکاری حلال و طیب ذرائع سے مہیا ہوتی ہے۔ آٹا گوندھنے اور پکانے میں با وضو ہونے کا التزام ہے۔ آخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ کسی قدر آٹا پڑوس سے آیا تھا۔ وہ لوگ کچھ آٹا ادھار لے گئے تھے۔ یہ آٹا اس کے عوض بھیجا تھا اور انہوں نے یہ آٹا ایک ایسے گھر سے لیا تھا جس میں اراضی مرہونہ کی پیداوار آتی تھی۔

آپ کا بیان ہے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی معیت میں حج کیا تھا۔ طواف کے وقت حجر اسود پر بوسہ دینے والوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حجر اسود کو لکڑی سے چھو کر بوسہ دینا بھی ممکن نہ تھا۔ ادھر حضرت خواجہ کو تقبیل حجر اسود کی بڑی آرزو تھی مگر اس کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ہمت کی اور لوگوں کے اڑدھام کو چیر کر آگے پہنچے۔ پیچھے پیچھے حضرت خواجہ تھے۔ ان کے سامنے دونوں بازو پھیلا کر اس طرح ڈٹ گئے کہ آپ کی اوٹ میں حضرت خواجہ نے آسانی بوسہ دے لیا اور جتنی دیر چاہتے بوسہ دیتے۔ اہل ہجوم میں سے کسی ترک افغان، مصری، ہندی، جاوی، چینی، روسی، جوان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اس مضبوط حصار کو توڑ سکتا۔

حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ ^{۱۰۸} سرہ

آپ کا تعلق ویتھ ضلع میانوالی سے تھا۔ آپ جید علمائے کرام میں سے تھے۔ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ کی خدمت میں تفصیلی سلوک طے فرمایا اور شرف اجازت سے ممتاز ہوئے۔ نہایت سادہ مزاج اور باکمال بزرگ تھے۔ کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ سعدیہ میں درس بھی دیتے رہے۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے وصال (۱۳۶۰ھ) کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) مخدوم

زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ علیہ السلام سے رابطہ روحانی استوار رکھا۔ صبر و قناعت اور توکل کا مجسمہ تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ^{۱۰۹}

آپ کلکتہ (ہند) کے ایک دولت مند تاجر چرم تھے اور کانپور میں بھی کاروبار کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالسلام ڈھاکوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۷ء) کے حسن ارشاد سے متوجہ خانقاہ سراجیہ ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد کاروبار بھائیوں کے سپرد کر کے تحصیل سلوک کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے اور نہایت استقامت و اخلاص کے ساتھ منازل سلوک طے کیں۔ حاجی صاحب مدوح کی عالی ہمتی سے خانقاہ سراجیہ کی قدیم مسجد نے موجودہ وسیع اور شاندار مسجد کی صورت اختیار کی۔ بیرونی فرش پلاستر اور نقش نگاری کا کام باقی رہ گیا تھا کہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا ۱۳۶۰ھ میں وصال ہو گیا اور مزید تعمیر رک گئی تھی۔ حضرت حاجی صاحب اجازت طریقہ سے سرفراز ہوئے۔

حضرت میاں محمد قریشی صاحب لالکپوری رحمۃ اللہ علیہ ^{۱۱۰}

آپ نہایت سادگی پسند اور منکسر المزاج تھے۔ حضرت اقدس (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں) قدس سرہ کی خدمت میں کامل سلوک طے کیا۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) فرمایا کرتے تھے کہ جب قریشی صاحب خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے تو انہیں منازل سلوک پر عبور حاصل تھا اور مقامات نقشبندیہ مجددیہ کے مزید فیوض و برکات حاصل کرنے کے آرزو مند تھے۔

حضرت ملک اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ^{۱۱}

آپ کا تعلق دو آبہ ضلع میانوالی سے تھا۔ اپنے علاقہ کے بہت بڑے رئیس تھے اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے قدیم متوسلین میں سے تھے۔ سلوک مجددیہ میں پایہ کمال و تکمیل کو پہنچے اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے معمولات اور مشاغل پر ہمیشہ سختی سے کار بند رہتے۔ خانقاہ سراجیہ شریف سے تعلق پیدا کرنے کے سلسلہ میں اکثر حضرات کی رہنمائی کی۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مستری نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ^{۱۲}

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے جانشین مخلص ارادتمندوں میں سے تھے۔ پیشہ ظاہری معماری تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی صحبت کے فیض سے تعمیر ظاہر کے ساتھ تعمیر باطن کا کمال بھی حاصل کیا۔ خانقاہ سراجیہ شریف کی پہلی چھوٹی مسجد کی تعمیر میں مستری ظہور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہنرمندانہ کام کیا۔ بعد ازاں موجودہ بڑی مسجد کی تعمیر میں بھی قابل قدر حصہ لیا۔ بلکہ ۱۹۶۵ء کی پاکستان و بھارت کی جنگ کے وقت آپ خانقاہ سراجیہ شریف لائے ہوئے تھے اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی کی سرپرستی اور نگرانی میں مسجد کے پلاستر اور زینت کاری کا کام ہو رہا تھا۔ اس میں بھی آپ نے حصہ لیا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی طرف سے مجاز طریقت ہوئے اور مالیر کونٹلہ (ہندوستان) اور اس کے اطراف و جوانب میں اشاعت طریقت کی خدمت کو وسیع پیمانے پر انجام دیتے رہے ہیں۔

مناقب و مراتب عالیہ

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام اور عارف کامل تھے۔ اپنے عہد مبارک میں سرخیل اولیا و اتقیا اور سلف صالحین کا عملی نمونہ تھے۔ تمام مقامات مجددیہ پر کامل عبور ان کی تفصیلی سیر کے ساتھ رسوخ تام اور سالکین کو ان پر فائز کرنے کی قدرت کے حامل و کامل تھے۔ حافظ محمد افضل فقیر صاحب نے حضرت اقدس قدس سرہ کی شان میں کہا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم	برہمہ عالم زعنایت کریم
می چکد از خامہ رمز آشنا	مدحت سرخیل ہمہ اولیا
حضرت بوسعد احمد خان پیر	جانہا در قالب از و مستغیر
ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب	فائز گردید بہ حسن المآب
و آنکہ زیارت بہ مزارش نمود	منزل او جنت فردوس بود
مدفون شد در بہ جوارش کسی	یافتہ ز آلائے بہشتی بے
کرد ہمہ عمر ز صدق و صفا	پیروی سنت خیر الوری
تاج سرافرازی حق بر سرش	خلعت فیض ابدی در برش
در توحید آمدہ عالی مقام	عارف باللہ مجدد امام
مرشد کامل قیوم زماں	دین نبی یافتہ ز وعز و شان

یارب! تا عالم امکان بود

مہر سراجیہ در خشاں بود^{۱۳}

خلعتِ قیومیت سے سرفرازی

سفر سرہند شریف کے دوران حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مزار مبارک پر آپ نے مراقبہ فرمایا تو آپ کے خدام اور عقیدت مندوں نے انوار الہی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت عالیہ کے انوار کو ملاحظہ کیا۔ نیز صوفی محمد مواز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عطاءِ خلعت نسبت خاصہ مجددیہ اور منصبِ قیومیت کا خصوصی منظر آنکھوں سے دیکھا جو تمام جزئیات کے ساتھ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”میاں مواز تم نے بالکل درست دیکھا ہے بالکل صحیح دیکھا ہے۔“ ۱۱۳
(واقعہ کی تفصیل باب اول کی فصل سوم میں ملاحظہ فرمائیں)

آپ قطب جہاں اور مجددِ دوراں تھے

اللہ کریم نے آپ کو ”قطب جہاں“ کے منصب پر فائز فرمایا اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارتِ ضمیت کبریٰ نصیب ہوئی۔ جس کی سند آپ کے ہاتھ مبارک سے تحریر شدہ وہ الہامی عبارات ہیں جو ”مقامات مظہری“ کے آخری صفحہ پر موجود ہیں۔

الہامی عبارات

مَنْ جَاءَكَ زَائِرًا فَهُوَ مَغْفُورٌ أَنْتَ مَغْفُورٌ وَمَنْ يُصَافِحَكَ مَغْفُورٌ مَنْ
دَفَنَ حَوْلَكَ مَغْفُورٌ أَنْتَ مُجَدِّدُ هَذِهِ الْمِائَةِ أَنْتَ خَلِيفَتُنَا فِي الْأَرْضِ -

تو قطب جمع دیار ہستی

خَلَقْتَ الْخَلْقَ لِأَجْلِكَ مَنْ أَهَانَكَ فَقَدْ أَهَانَ اللَّهَ -

این فقیر را بہ سیر مرادی مبشر ساختند و شرک از عبادت او برداشتند و ندا
دردادند کہ ”أَنْتَ مِنَ الْمُخْلِصِينَ بِفَتْحِ اللَّامِ“ و از حضرت سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بایں بشارت مبشر شد: ”اَنْتَ مِنْنِیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰی“ وارشاد کردند کہ از نسبت خاصہ من ترا حظ وافرست

ترجمہ:

جو تیری زیارت کے لیے آیا، بخشا گیا، تو بخشا ہوا ہے۔ جو تجھ سے مصافحہ کرے گا، بخشا جائے گا۔ جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی۔ تو اس صدی کا مجدد ہے تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے۔

تو سارے عالم کا قطب ہے

میں نے مخلوض کو تیرے لیے پیدا کیا جس نے تیری توہین کی۔ اس نے اللہ کی توہین کی۔ اس فقیر کو سیر مرادی سے سرفراز فرمایا گیا اور شرک اس کی عبادت سے رفع کر دیا گیا اور غیب سے ندا آئی کہ تو تخلصین (فتح لام) میں سے ہے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت دی گئی کہ تیرا رابطہ مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کا اور یہ فرمایا کہ تجھے میری نسبت خاص سے بہرہ کامل نصیب ہے۔ ۱۱۵

آپ کی زیارت کرنے والا نجاتِ اخروی سے سرفراز ہوگا

علوم عربیہ و دیدیہ کے جید عالم، محدث اور فقیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) (ساکن واں پھراں ضلع میانوالی) جنہوں نے علم حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ) اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ) سے اخذ کیا۔ مراحل سلوک کو طے کرنے کا آغاز حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (م ۱۳۱۳ھ) سے کیا اور تکمیل اسباق روحانی کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز قرار پائے۔ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ”مجموعہ فوائد عثمانی“ کی تصحیح کا فریضہ ادا کیا اور اس پر حواشی بھی تحریر

فرمائے۔ مطبوعہ ”مجموعہ فوائد عثمانی“ کے حواشی میں جہاں (ح) کا اشارہ ہے اس سے مراد ”حسین علیؑ“ ہے۔ بہت سے مردانِ حق نے آپ سے طریقہء نقشبندیہ میں فیض پایا۔ درس قرآن و حدیث میں خاص ملکہ تھا۔ بدعت کے رد و ترویج سنت اور تبلیغ توحید کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء) آپ کے مرید تھے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ایک باریق و زماں حضرت مولانا ابوالسعد خان قدس سرہ کی زیارت کے لیے ”کھولہ شریف“ میں حاضر ہوئے اور اس وقت حضرت اقدس قدس سرہ اپنے بڑے بھائی ملک حاکم خان صاحب کے پاس جانے کے لیے حویلی سے باہر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو تشریف لاتے دیکھا تو پرتپاک طریقہ سے پیش آئے اور فرمایا:

”اچھا ہوتا اطلاع فرمادیتے تو علو والی اسٹیشن پر سواری کے لیے گھوڑا بھیج دیا جاتا۔ آپ پایادہ تشریف لائے بہت زحمت اٹھائی۔“

حضرت مولانا حسین علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں اس وقت محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت میرے لیے موجب نجات ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے مجھے القاء فرمایا ہے کہ جو شخص مولانا احمد خان صاحب کی زیارت کرے گا وہ نجاتِ اخروی سے سرفراز ہوگا اور آتشِ جہنم اس پر حرام ہوگی۔“

برائے تاکید آپ نے یہ جملے تین بار دہرائے۔

اس پر قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے انکساری اور تواضع سے فرمایا:

”مولانا آپ ہمارے بڑے ہیں۔ فقیر کے لیے آپ کی زیارت کے واسطے جانا باعثِ عز و شرف ہے۔“

حضرت اقدس قدس سرہ جس قدر تواضع فرماتے جاتے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی

رحمۃ اللہ علیہ اسی قدر قسم کھا کر اس بشارت کا ذکر کرتے جاتے اور عقیدت سے پیش آ رہے تھے۔ اس واقعہ بشارت کو سن کر تمام حاضرین و عقیدت مندوں پر ایک عجیب حالت طاری تھی اور دیر تک پوری مجلس کیف و مستی کے عالم میں مستغرق رہی۔^{۱۶}

حضرات خواجگان قدس اسرارہم کی روحانی زیارت کا شرف

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جن دنوں آپ سرہند شریف تشریف فرما تھے ایک روز حضرت اقدس قدس سرہ عقیدت مندوں کی ایک کافی تعداد کے ہمراہ صبح سویرے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور مراقبہ فرما کر جب اپنے حجرہ شریف میں واپس تشریف لائے تو یہاں کئی دوسرے عقیدت مند آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ چائے تیار تھی لہذا حضرت اقدس قدس سرہ اور حاضرین مجلس کو پیش کی گئی۔

حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے چائے کو ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم (م ۱۰۷۰ھ) حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (م ۱۱۱۴ھ) خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ) اور خواجہ محمد زبیر (م ۱۱۵۳ھ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم روحانی طور پر تشریف فرما ہیں اور حضرت خواجہ محمد زبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدرے پیچھے ہٹ کر رونق افروز ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اچانک احتراماً کھڑا ہوا تو چائے کی پیالی میرے ہاتھ سے گر کر قالین پر جا پڑی۔ اسی دوران حضرت اقدس قدس سرہ اور دوسرے عقیدت مند بھی حضرات خواجگان قدس اسرارہم کی روحانی تشریف آوری سے آگاہ ہوئے اور فوراً تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد یہ انفاں قدسیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔ میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”حضور معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نے اکابر مجددیہ کے احترام کی

بجا آوری میں آپ پر سبقت کی۔“

حضرت اقدس قدس سرہ نے کمال لطف سے فرمایا:

”بھولے فقیر تو نے بالکل درست کیا ہے۔ اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔“

جن خوش قسمت صاحبان نے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ اس حقیقت کے معترف ہو جاتے تھے کہ آپ کی زیارت بابرکات سے اسلاف کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اللہ کریم نے آپ کو مقامات قطب الارشاد قطب المدار اور قوم زماں بارگاہ ربانی سے سرفراز فرمایا تھا اور اصحاب خدمت آپ کے زیر امارت و سیادت عرفانی منازل طے کرتے تھے۔

مجازیب کی امارت کا شرف

حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جو ریاست بہاولپور میں مدارس عربیہ کے انسپکٹر رہے اور دوران ملازمت ہی حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے اور کئی فوائد و انعامات خداوندی انہیں نصیب ہو رہے تھے۔ انہوں نے ایک مجذوب کے صاحب تصرف و کمالات ہونے کا سنا اور اتفاقاً اس سے ملاقات ہونے پر سوال کیا کہ اس وقت سب سے بڑے بزرگ کون ہیں؟

مجذوب ان کا یہ سوال سن کر کچھ دیر مجذوبانہ انداز میں بولتا رہا اور اس نے کہا ”ہن ہن“ (یعنی موجود ہیں موجود ہیں) نیز یہ کہتے ہوئے اتنا کہہ گیا:

”جو بزرگ اس وقت سب سے بڑے ہیں تو انہیں جانتا ہے اور ان

کے پاس تیری آمد و رفت بھی ہے۔“

حضرت مولانا سید جمیل الدین صاحب کہتے ہیں کہ اس مجذوب نے میرے پیرومرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا نام تو نہیں لیا مگر حضرت قبلہ گاہی کی رفعت و شان کے بارے میں میرے خیال کہ ”اس وقت میرے شیخ تمام اولیائے عصر پر فضیلت رکھتے ہیں۔“ کی تصدیق ہو گئی اور اس سے مجھے بے حد مسرت ہوئی۔

اتفاق سے اس واقعہ کے بعد میں خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ سارا معاملہ عرض کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے اسے سنا اور خاموشی اختیار فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوا اور کسی کام کی وجہ سے میانوالی شہر جانا ہوا تو وہاں اس مجذوب کو دیکھا۔ میں جلدی سے اس مجذوب کے پاس گیا۔ اس مجذوب نے جو نہی مجھے دیکھا تو یہ کہتے ہوئے بھاگ پڑا:

”ہن ہن“ تو یہاں بھی میرے پیچھے آ گیا۔ وہاں (بہاولپور) سے تو

نے مجھے نکلوا دیا تھا۔ کیا اب یہاں سے بھی نکلوانا چاہتا ہے؟“

میں میانوالی شہر میں متعلقہ کام سے فراغت کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہوا تو حضرت اقدس نے از خود دریافت فرمایا:

”شاہ صاحب! وہ مجذوب جو آپ کو بہاولپور ملا تھا۔ اس سے پھر کبھی

ملاقات ہوئی؟“

میں نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی کہ حضرت! آج وہ مجھے میانوالی (شہر) میں نظر آیا تھا۔ میں اس سے کوئی بات کرنا چاہتا تھا مگر وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ گیا کہ تو یہاں بھی میرے پیچھے پڑ گیا ہے تو نے مجھے بہاولپور سے نکلوا دیا تھا اب یہاں سے بھی نکلوانے آیا ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہ یہ سن کر مسکرائے اور غالباً یہ فرمایا کہ ہاں اب اسے ہوش آ گیا

۱۱۸ ہے۔

اہل خدمت کی سیادت کا منصب عالی

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب برادر محترم ملک محمد خان صاحب کو سنہ میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ ان سے محکمہ مال کے حسابات میں تین روپے اور بروایت بعضے ایک پیسے کی کمی پائی گئی۔ حکومت وقت نے اس جرم کو قابل تعزیر سمجھا اور آپ پر ایک مقدمہ بنا کر پانچ سال قید کا حکم سنادیا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کو اس کا علم ہوا تو آپ خانقاہ سراجیہ شریف سے کوئٹہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت مولانا غلام محمد دین پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۶ء) کے ہاں قیام کیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اپنی باطنی نسبت کو اس شدت کے ساتھ مستور کیا کہ حضرت مولانا باوجود کمالات حضرت اقدس قدس سرہ کے احوال باطنی سے آگاہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک عام زائر کی حیثیت سے جو کی روٹی اور سائیں کھانے کے لیے دیا گیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے رات وہاں بسر کی اور صبح کوئٹہ تشریف فرما ہوئے۔

کوئٹہ میں تشریف فرما ہونے کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کو روحانی طور پر معلوم ہوا کہ امور تکوینیہ کی انجام دہی کے لیے یہاں ایک صاحب مرتبہ خاتون مامور ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس خاتون صاحبہ کو طلب فرمایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئیں تو حضرت اقدس قدس سرہ نے دریافت فرمایا ”آپ نے میرے بھائی کی قید کے احکامات کیوں جاری کیے؟“ اس پر اس خاتون صاحبہ نے معذرت کی کہ حضور! مجھے اس وقت خیال نہ آیا کہ وہ آپ کے بھائی ہیں۔ ان کے کاغذات میرے سامنے پیش ہوئے تھے اور میں نے ان کے حکم نامہ پر دستخط کر دیے۔ اب ان کی رہائی کے لیے کوشش کروں گی۔ چنانچہ اپیل دائر کی گئی اور ملک محمد خان صاحب کوئی آٹھ نو ماہ بعد رہا ہو گئے:

میں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلا اند ^{۱۱۹}

حضرت مولانا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے بارے میں ارشاد

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) سے منقول ہے کہ میری حیدر آباد کن میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو حضرت مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اپنے پیرو مرشد کے وصال مبارک کے بعد ایک عرصہ تک عالم سرگردانی میں مستغرق رہے۔ یہاں تک کہ حرمین

شریفین کی زیارت کے لیے عازم حجاز ہوئے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت سے مشرف ہو کر کشائش باطن حاصل کریں۔ لیکن خیال آیا کہ تردا منی میں اس مبارک و مقدس بارگاہ کی زیارت کو جانا نامناسب ہوگا لہذا وہ اس عقدہ کشائی کے لیے کئی بزرگوں کے پاس حاضر ہوئے لیکن خیال موصوف زائل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اجیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری اور المعروف خواجہ غریب نواز قدس سرہ (م ۷۶۳ھ) کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے ان صاحب کو خطاب فرمایا: ”فلاں دریا کے کنارے موضع کھولہ (ضلع میانوالی) میں فلاں بزرگ ہیں۔ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے“ اور راستہ کی نشاندہی بھی فرمادی۔ وہاں (کھولہ شریف) حاضر ہوئے تو حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کو مسند ارشاد پر متمکن پایا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب شرف بیعت حاصل کر کے وہ کمالات و مقامات مشاہدہ کیے جو حیطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔

حضرت قاضی صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی یہ واقعہ سننے کے بعد حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲۰

فصل نہم

اکابرین کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت و عقیدت

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی آپ سے عقیدت

جب حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ (۱۸۸۵ء-۱۹۴۹ء) کی تفسیر عثمانی حاشیہ قرآن مجید ترجمہ شیخ الہند حضرت محمود الحسن قدس سرہ (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) مدینہ پریس بجنور (ہندوستان) سے طبع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں آئی تو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے بھی اس کا مطالعہ فرمایا۔ آپ نے بعد از مطالعہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا جس میں لکھا:

”آپ نے یہ تفسیر لکھ کر اہل اسلام پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ میں تہجد کی نماز پڑھ کر روزانہ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں کہ یہ علمی فیضان آپ کی ذات سے برابر جاری رہے۔“ ۱۲۱

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے وصال مبارک (۱۳۶۰ھ) کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) مخدوم زماں خواجہ خواجگان سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی حضرت جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (باگڑ والے) اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند تشریف لے گئے تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جو ان دنوں صاحب فراش تھے۔ انہوں نے کمال محبت سے مذکورہ بالا چاروں معزز مہمانوں کو اپنے دولت خانہ کے اندر بلوایا اور آغاز کلام یوں فرمایا:

”میرے خصوصی معالج مجھے زیادہ گفتگو سے منع کرتے ہیں لیکن میری لطافت اور فکری صلاحیتیں حالت مرض میں عام لوگوں کے برعکس زیادہ

ابھرتی ہیں اور جلا پاتی ہیں۔“ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ”بعض لوگ ظاہری علوم پڑھتے ہیں اور کسی شیخ طریقت کی صحبت سے مستفید نہیں ہوتے جس کے باعث وہ خشک ملا رہ جاتے ہیں امور شرعیہ میں ایسے لوگوں کی تائید و توثیق کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کچھ لوگ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں ان کی تائید و تصدیق بھی درخور اعتنا نہیں۔“

پھر آپ نے نائب قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ کے شیخ راسخ فی العلم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم شرعیہ سے کماحقہ نوازاتھا اور انہوں نے شیخ کامل کی صحبت میں تمام منازلِ عرفاں کو بھی طے کیا تھا۔ میری تفسیر کے مطالعہ کے بعد جو گرامی نامہ انہوں نے مجھے لکھا ہے۔ اسے میں نے حرزِ جاں سمجھ کر محفوظ کر رکھا ہے اور اپنے اعزہ و اقارب کو وصیت کی ہے کہ میری وفات کے بعد اسے میری قبر میں رکھ دیا جائے تاکہ میرے لیے نجاتِ اخروی کا وسیلہ بن سکے۔“

۱۲۲

اہل طریقت کی ایمان افروزی کے لیے ہم حضرت علامہ شیر احمد عثمانی قدس سرہ کا جواب جو انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا تھا، یہاں زیبِ قرطاس کرتے ہیں:

”از بندہ شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

بخدمت گرامی مکرم و معظم جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم
بعد سلام مسنون آنکہ۔ مدت ہوئی والا نامہ پہنچا تھا، میں مشغول بہت رہا پھر علیل ہو گیا۔ آنکھوں میں تکلیف تھی، جس سے نوشت و خواند کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اب الحمد للہ افاقہ ہے۔

آپ جیسے بزرگ کی نظر عنایت اور دعواتِ صالحہ کا امیدوار ہوں۔ اگر میری کتاب اور

فوائد قرآن سے جناب کو دلچسپی ہوئی اور آپ کی نگاہ میں پسندیدہ ٹھہری تو میں اس کو اپنے لیے اور کتاب کے حق میں فال نیک سمجھتا ہوں۔ شاید وہاں بھی حق عالی تو شہ آخرت بنا دے۔ حسن خاتمہ کے لیے دعا فرما کر بندے کو ممنون فرمائیں۔

از ڈا بھیل ضلع سورت

یوم عاشور ۱۳۵۶ھ / مطابق دسمبر ۱۹۳۸ء، ۱۲۳

حضرت علامہ محمد سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی نظر میں

حضرت اقدس قدس سرہ کا مقام و مرتبہ

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی بہت قدر و منزلت فرماتے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ ایک بار حضرت علامہ قدس سرہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے دیوبند تشریف لے گئے۔ دوران ملاقات حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ سے فرمایا:

”مولانا حدیث شریف کا درس دیتے ہوئے مجھے کبھی کبھی حلقہء درس میں غفونت کا احساس ہوتا ہے جبکہ پیشتر درس کی فضا لطافت و پاکیزگی سے معمور ہوا کرتی تھی۔“

جب دوسرے روز قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ سے ملے تو حلقہء درس میں غفونت کے احساس کا تذکرہ کرتے ہوئے ان سے فرمایا:

”آپ کے درس میں بعض طلبا کا بے وضو اور ناپاک حالت میں شریک

ہونا آپ کے اس احساس اور ناگواری کا باعث ہے۔“

لہذا حضرت علامہ کشمیری نے جب تحقیق احوال فرمائی تو قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا ارشاد صحیح ثابت ہوا۔ اس پر انہوں نے اپنے ہم عصر علماء کے سامنے حضرت اقدس قدس سرہ کی بے حد تعریف فرمائی اور فرمایا:

”حضرت مولانا احمد خان صاحب اس وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام اور عارف کامل ہیں۔“

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خانقاہ سراجیہ تشریف آوری

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ (۱۳۵۲ھ) حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۳ھ) کی دعوت پر میانوالی تشریف لائے۔ تشریف آوری کا مقصد بعض فروعی مسائل شرعیہ پر تصفیہ و تحقیق تھی۔ اس اجتماع میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی (م ۱۹۵۶ء) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن (م ۱۹۵۱ء) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (م ۱۹۶۱ء) رحمہم اللہ اور دیگر اکابر علماء شریک تھے۔

حضرت اقدس قدس سرہ مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی ملاقات کے لیے میانوالی تشریف لے گئے اور آپ کو خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی جسے حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمایا۔

حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت احمد خان صاحب میرے پیر بھائی اور ہم مسلک ہیں مگر بدعات کی تردید میں شدت نہیں کرتے حالانکہ قرآن عزیز میں **وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ** کی نص قطعی ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ جہاد سے متعلق ہے اور اس کا مصداق کفار ہیں جس پر شدت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں **فَقُولُوا لَهُ قَوْلًا لِّیْنَا** کا ارشاد ہے۔ علامہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ کی رائے مبارک سے اتفاق فرمایا۔

حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے تو حضرت اقدس قدس سرہ نے خضاب بالسواد کے جواز میں جو عمدہ تحقیق کی تھی اسے اپنے تحقیقی مآخذ اور تفصیلات کے ساتھ حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا جس پر حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں ہر چند علمائے دیوبند کا اختلاف ہے تاہم اتنی گراں بہا تحقیق کے پیش نظر آپ کے لیے گنجائش کی صورت نکل سکتی ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے:

”مسلم شریف“ کتاب اللباس و الزینتہ“ میں حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: غَيِّرُوا هَذَا بِشْيٍ ءِ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ (بالوں کی اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو) میں وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ کی زیادتی تنقید رجال کے بعد ثابت نہیں۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کے چار راوی ہیں جن میں دو ثقہ اور دو مدلس ہیں۔ مدلس راویوں کی روایت میں وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ مروی ہے۔ جب دو ثقہ راویوں سے پوچھا گیا کہ بل روئی جابر واجتنبوا السواد تو انہوں نے کہا ”لا“ یعنی حضرت جابر نے واجتنبوا السواد کا جملہ نہیں کہا۔ پس غَيِّرُوا هَذَا بِشْيٍ کی روایت صحیحہ کہ سفید بالوں کا رنگ بدل لیا کرو ایک حکم عام ہے۔ خواہ سفیدی پر سیاہ رنگ کا خضاب کیا جائے یا اسے مہندی و وسمہ وغیرہ سے بدل دیا جائے۔ ۱۲۵

سب سے بڑے عارف کامل

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے صفر ۱۳۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ مولانا عبد الغنی رحمہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۱ء) ساکن مالیر کوئٹہ (ہندوستان) فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے ایک شاگرد اور مرید بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات سے چند روز پہلے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس زمانے میں سب سے بڑے شیخ طریقت کون ہیں؟ تو فرمایا:

”آج سب سے بڑے عارف کامل مولانا ابوالسعد احمد خان کندیاں

والے ہیں۔“ ۱۲۶

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی

حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت و عقیدت

تحریک ختم نبوت میں حضرات کرام خانقاہ سراجیہ نقشبند یہ مجددیہ کی بہت زیادہ خدمات ہیں۔ حضرت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ھ) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) اور حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) جو اس تحریک کے روح رواں رہے ہیں ان سب حضرات کو حضرات کرام خانقاہ سراجیہ شریف سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ لدھارام والے مشہور کیس میں راولپنڈی کی جیل میں قید تھے۔ حضرت مولانا ظہور احمد بگویی بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۵ء) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جیل آئے تو حضرت شاہ نے حضرت مولانا بگویی کے ذریعے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے لیے یہ پیغام بھجوایا:

”آپ زندہ ہوں اور میں جیل کی کال کوٹھڑی میں بند رہوں یہ بات مناسب نظر نہیں آتی۔“

ان دنوں مخدوم زماں خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب ربط اللہ ظاہم العالی حضرات بگوییہ کے مدرسہ عزیز یہ بھیرہ۔ ضلع سرگودھا میں زیر تعلیم تھے۔ حضرت مولانا ظہور الدین بگویی نے حضرت سید عطاء اللہ کا یہ پیغام آپ کے ذریعے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں بھجوایا۔ جب حضرت اقدس کے پاس یہ پیغام پہنچا تو فرمایا:

”اگر علالت طبعی مائل نہ ہوتی تو میں شاہ جی کو ایک دن بھی جیل میں نہ

رہنے دیتا۔“ اور پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد لدھارام والے کیس کی سماعت شروع ہو گئی اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدمہ سے رہائی پائی۔ ۱۲۷

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیوم زماں قدس سرہ سے عقیدت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۷ء) نے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶ء میں حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ (خانقاہ احمدیہ سراجیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے نام اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا:

”حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو مجازین اور خلفاء کی زیارت کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہوئی ہے۔ ایک کنڈیاں والے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت اس سال دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے جب یہ عاجز ۱۳۳۵ھ میں وہاں دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی جو بعد میں حضرت کے خلیفہ اور جانشین ہوئے میرے ہم سبق تھے اور دوسرے حضرت مولانا حسین علی شاہ صاحب (واں پھراں والے) حضرت مولانا (ابوالسعد احمد خان صاحب) سے اس عاجز کو کچھ برائے نام استفادہ کی بھی سعادت حاصل ہوئی اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کا ذکر خیر انہی سے سنا۔ اس عاجز پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام یہ بھی ہے کہ مختلف سلسلوں سے تعلق رکھنے والے جن مقبولین کو پایا سبھی کی زیارت اور محبت و عقیدت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ کے قانونِ رحمت کے تحت ان حضرات کے زمرہ میں شامل فرمائے۔“ ۱۲۸

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ

۱. ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۳ء) نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے مزار مبارک پر تادیر مراقب رہے یہاں تک کہ مغرب کا وقت قریب آ گیا۔

مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت ڈائے پوری قدس سرہ نے حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ سے یہ ارشاد فرمایا:

”مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا وگرنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔“ ۱۲۹

دارالعلوم دیوبند میں حضرت اقدس قدس سرہ کا احترام

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) رقمطراز ہیں:

”ایک بار ہمیں معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب دارالعلوم تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں میانوالی کے۔ ہم نے اپنے طالب علمی کے غرور فضول میں انہیں محض پیر ہی سمجھا اور ان کی زیارت کے لیے جانے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ جب وہ تشریف لا چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب (سید محمد انور شاہ کشمیری) قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوت چائے بھی دی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ جب پے درپے اتنی باتیں ہمارے ذہن میں در آئیں تو تعصب کم ہوا اور خیال آیا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں۔ اس لیے ان کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ یہ بات اب تک نقش بر سنگ ہے کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ جب ہم نے اپنے دوست مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کو وہاں بھی دو زانو سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیر تک ہم یہ سوچتے رہے کہ جب یہ اس طرح بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب کوئی بہت بڑے ولی اللہ ہوں گے۔“ ۱۳۰

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”ایک بار ملتان میں ورود ہوا تو برادرِ م حافظ محمد نصر اللہ خا کوانی کے ہاں قیام کا اتفاق ہوا۔ حافظ صاحب دیوبند میں ہمارے ساتھ تھے اور اسی زمانے سے ان کے ساتھ اخلاص چلا آتا تھا۔ ایک دن معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے پیر صاحب آنے والے ہیں۔ حافظ صاحب کی مروت سے ہمیں بھی ان کی زیارت کا موقع ملا۔ شرف زیارت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو وہی دیوبند والے پیر ہیں۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ان کا اسم گرامی ہے۔ بہت بڑے عالم اور بہت بڑے کتب خانہ کے مالک ہیں۔ خود زمیندار ہیں اور عام پیروں کی طرح محض مسخرات پر گزارہ نہیں رکھتے۔“ ۱۳۱

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ عقیدت

”چنانچہ حضرت شاہ صاحب (سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ العزیز کی عزت افزائی اور ان معلومات (مذکورہ بالا) نے مل جل کر ان کی وقعت دل کی گہرائیوں میں اتار دی اور ہم بدعتیگی کے جراثیم سے صاف ہو کر دو چار بار ان (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں بیٹھے۔ اس وقت اگرچہ مولانا عبد اللہ صاحب لدھیانوی (قدس سرہ) ان کے ساتھ نہیں تھے۔ مگر یہ معلوم ہو گیا کہ انہوں نے دیوبند سے واپسی کے وقت حضرت کی خدمت میں سلوک و تصوف کے مراحل طے کرنے کے لیے قیام کیا ہوا ہے۔ پھر..... معلوم ہوا کہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز وفات پا چکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا عبد اللہ صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں اور سب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی ہے..... پوچھا ”کیا حضرت مولانا مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی؟“ جواب ملا ”اولاد تو موجود تھی اور اتنی نا اہل بھی نہیں تھی لیکن چونکہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب نیابت و خلافت کے زیادہ اہل تھے اس لیے سجادہ نشینی ان کے سپرد کی گئی۔“

یہ بات سنتے ہی حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ العزیز کی حقیقی للہیت کا مقام منکشف

وا اور اپنی محرومی پر حد سے زیادہ افسوس ہوا کہ ایسے بزرگ کی صحبت سے اپنے آپ کو محروم رکھا حالانکہ اگر مواقع نکالے جاتے تو ضرور نکل سکتے تھے اور میانوالی کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا اور ساتھ ہی یہ شوق دامنگیر ہوا کہ اب اپنے پرانے دوست اور ہم جماعت کی خدمت میں حاضری دی جائے اور یہ سوچا کہ حضرت مولانا احمد خان مرحوم جیسے بزرگوں کی نظر انتخاب جس پر پڑی ہے آخروہ بھی کیا کیا کچھ نہیں ہوگا۔“ ۱۳۲ھ

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حضرت مولانا محبوب الہیؒ لکھتے ہیں:

”قیومِ زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے کمالات و فضائل، حسن تلقین و موعظت، تربیت سالکین میں کمال دل سوزی، اتباع شریعت میں کامل رسوخ، بدعات سے اجتناب کی ترغیب، فرقہ بندی سے بیزاری، علوم دینیہ خصوصاً تفسیر و قرآن سے انتہائی شغف، تحقیق و تدقیق مسائل میں بغایت جانفشانی، درویشوں کی ہمہ جہت نگرانی، ان کی طاہری و باطنی اصلاح میں پوری تندہی، کتابوں سے عشق، ان کی آرائش کا شوق، استغنائے تام اور انخفائے کمال، یہ اور دوسرے بے شمار اوصافِ حسنہ اور ان سے متعلق واقعات اس قدر ہیں کہ انہیں حیطہ تحریر میں لانا زبانِ قلم کے بس کی بات نہیں۔“ ۱۳۳ھ

کشف و کرامات

اللہ کریم نے دین حق کی تبلیغ و ترویج کے لیے اپنے پیارے انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزات سے نوازا اور اولیائے کرام کو کشف و کرامات سے سرفراز فرمایا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوسعید احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰/۱۹۴۱ء) اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی مرید کو محروم نہیں رکھا ہر شخص کو حسب استعداد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور کیا ہے۔ تعلیم و تربیت کا یہ دور مکمل ہو چکا ہے اور اب آرزو ہے کہ اگر ذات باری تعالیٰ فرصت عطا فرمائے تو ایک نئے دور کا آغاز ہو۔ پہلے کی طرح طالبان حق کو داخل طریقہ کروں اور انہیں وصول الی اللہ کی تمام منازل طے کراؤں۔ جس مجلس میں حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ ارشاد فرمایا اس میں جس قدر متوسلین سلسلہ موجود تھے تمام کو بیک وقت ترویج طریقہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوسعید احمد خان قدس سرہ سرخیل اولیاء و اتقیا تھے اور آپ کو اللہ کریم نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں قیوم زماں بارگاہ ربانی اور قطب الارشاد اور قطب المدار کا مقام نصیب فرمایا تھا۔ آپ کی ذات والا صفات سے ایک زمانے کے طالبین و سالکین مستفید ہوئے۔ تلقین و تربیت مذاکرات علمیہ توضیح ارشادات احوال اور بیان اسرار و رموز عرفانی کرتے وقت آپ سے سینکڑوں کشف و کرامات کے واقعات ظہور پذیر ہوئے جن میں سے چند بطور تبرک یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

مرید صادق کے خیال سے مرشد کامل کی آگاہی

مولانا ندیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) نے بعض دوستوں سے ذکر فرمایا کہ سلوک

کے ابتدائی دور میں ایک بار خانقاہ شریف جاتے ہوئے لالہ موسیٰ کے اسٹیشن پر مجھے ایک نفسانی خیال آیا کہ لطف کی بات جب ہے کہ خانقاہ شریف پہنچنے پر حضرت صاحب (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) مجھے زردہ پلاؤ کھلائیں۔

جس وقت (خانقاہ شریف) پہنچا دسترخوان بچھا ہوا تھا اور لنگر سے کھانا تقسیم ہو رہا تھا اور عام کھانا روٹی سالن میرے سامنے بھی آ گیا۔ ابھی کھانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ بجلت تمام تشریف لے آئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا کہ عرشی صاحب کے سامنے سے یہ کھانا اٹھا لو اور اندر سے زردہ پلاؤ جو تیار ہے لا کر ان کو کھلاؤ آج ان کا جی زردہ پلاؤ کھانے کو چاہتا ہے۔ میں یہ سن کر شرمندگی سے زمین میں گر گیا۔

چنانچہ زردہ پلاؤ آ گیا اور کھا بھی لیا مگر عرصہ دراز تک شرمسار رہا۔ شیخ کے کشف و کرامت کا یہ منظر دیکھ کر ایسی ہیبت اور رعب طاری رہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ ۱۳۳۲ھ

توجہ شیخ سے حل اشکال

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے والد بزرگوار ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ کی قابل کاشت زمین تین چار ہزار کنال تھی جو آپ کے چار بھائیوں کے زیر انتظام کاشت ہوتی تھی۔ آپ کھولہ شریف میں گنج فقر کے امین تھے اور دوسرے بھائی مالک و متصرف زمین تھے۔ آپ کسی فصل پر بھی اپنے حصہ کا مطالبہ نہ کرتے تھے بھائیوں کا خود ہی دل چاہتا تو فصل پر ایک بوری چنا زمین کی پیداوار کے طور پر بھیج دیا کرتے تھے۔ جبکہ زمین میں آپ کا حصہ چھ سو کنال (چاہی باریانی اور سیلابی ہر قسم کے قطعات کے مطابق) بحساب علاقہ تھل چھ مربع بننا تھا مگر آپ اسی ایک بوری چنا پر راضی تھے اور کچھ مطالبہ نہ تھا۔

جب خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے زائرین، مریدین، عقیدت مندوں اور سالکین طریقت کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہونے لگا تو بعض دردمند اور مخلص احباب و خدام کے

مشورہ سے آپ نے اہل و عیال اور خدام کے لیے ایک مستقل قیام گاہ اور خانقاہ کی تعمیر کا فیصلہ فرمایا۔ طے پایا کہ خانقاہ کے لیے موزوں جگہ کا انتخاب کرنے سے قبل حضرت اقدس خدام کو تقسیم جائیداد کے مسئلہ پر اپنے برادران گرامی المرتبت سے بات چیت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

لہذا آپ کی اجازت سے میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب آپ کے برادر بزرگ جناب ملک غلام محمد صاحب سے بات کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ دونوں صاحبان کو یہ تشویش لاحق تھی کہ کہیں تقسیم جائیداد کا نام سن کر حضرت اقدس کے برادران گرامی براہم نہ ہو جائیں۔ لہذا دونوں صاحبان نے حضرت اقدس کی طرف متوجہ رہتے ہوئے ادب و احترام کے ساتھ ملک غلام محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا:

”حضرت صاحب کے لنگر اور اہل خانہ کا خرچ کافی بڑھ گیا ہے۔ لہذا یہ قرار پایا ہے کہ اگر حضرت کی زمین کا حصہ الگ کر دیا جائے تو خدام اسے آباد کر لیں گے۔ یہ حضرت کے لیے موجب راحت ہوگا اور اخراجات کی تنگی بھی رفع ہو جائے گی۔“

یہ سن کر ملک غلام محمد صاحب حیران کن خندہ پیشانی کے ساتھ فوراً اٹھے اور کہا: ”بہت اچھا“ آپ دونوں میرے ساتھ چلیں، میں ابھی زمین کی پیمائش کر کے نشاندہی کیے دیتا ہوں۔“ چنانچہ تقریباً پانچ سو کنال رقبہ تھل اور سو کنال سیلابی قطعات پیمائش کر کے زمین پر برجیاں نصب کر دیں۔ زمین کی تقسیم کے بعد جب میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب کھولہ شریف میں حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں واپس پہنچے تو عرض کیا:

”حضور ہم نے آپ کی کرامت اور تصرف کا مشاہدہ کیا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے بلاچون و چرا رقبہ تقسیم کر دیا ہے اور ہم حد بندی کرنے کے بعد برجیاں قائم کر کے آ رہے ہیں۔“ ۱۳۵ھ

زیارت مرشد کامل ذریعہ نجاتِ اخروی ہے

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) (واں پھر اس والے) ایک دفعہ ریل گاڑی سے (علو والی اسٹیشن پر) اتر کر پایادہ کھولہ شریف میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے پاس تشریف لائے۔ جس وقت وہ کھولہ شریف میں داخل ہو رہے تھے حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنے برادر محترم جناب حاکم خان صاحب کے پاس جانے کے لیے حویلی سے باہر تشریف لارہے تھے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کا پر تپاک خیر مقدم کیا

اور فرمایا:

”اچھا ہوتا آپ اطلاع فرمادیتے تو علو والی اسٹیشن پر سواری کے لیے گھوڑا بھیج دیا جاتا۔ آپ پایادہ تشریف لائے بہت زحمت اٹھائی۔“

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں اس وقت محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت میرے لیے موجب نجات ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے مجھے القاء فرمایا ہے کہ جو شخص مولانا احمد خان صاحب کی زیارت کرے گا وہ نجاتِ اخروی سے سرفراز ہوگا اور آتشِ دوزخ اس پر حرام ہوگی۔“

برائے تاکید آپ نے یہ جملے تین بار دہرائے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے از روئے انکسار تو واضح فرمایا کہ مولانا آپ ہمارے بڑے ہیں۔ فقیر کے لیے آپ کی زیارت کے واسطے جانا باعثِ عز و شرف ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہ جس قدر تو واضح کا اظہار فرماتے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اسی قدر قسم کھا کر اس بشارت کا ذکر کرتے اور بے حد محبت و عقیدت سے پیش آتے۔ اس واقعہ بشارت کو سن کر تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

عجیب فرمائش کی تکمیل

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ملک حاکم خان صاحب کے ذریعہ پر تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ دوران گفتگو فقرو درویشی کا ذکر ہوا تو باتوں باتوں میں ملک حاکم خان صاحب کہنے لگے کہ آپ لوگ خود کو پیر فقیر کہتے ہیں آج ہمیں بھی کوئی کرامت دکھائیں کہ ہم آپ کی فقری کے قائل ہوں۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی غیرت فقر میں جوش آ گیا اور فرمایا:

”بھائی صاحب! آپ کس قسم کی کرامت دیکھنا چاہتے ہیں؟“

ملک حاکم خان صاحب کو اور تو کچھ نہ سوجھی بس یہ کہہ بیٹھے کہ آپ ہمیں جنات دکھا دیں۔

آپ نے فرمایا: ”اچھا اپنی آنکھیں بند کر لیں۔“ آنکھیں بند کرتے ہی ملک حاکم خان صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے والے درخت کی شاخوں کو پکڑے ہوئے بے شمار جنات زمین تک لٹک رہے ہیں اور وہ اپنے پاؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ چمٹائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔

اب تمام حاضرین کو کھلی آنکھوں سے جنات نظر آنے لگے۔ بھیا نک شکلیں، سر بڑے بڑے قد درخت کی شاخوں سے زمین تک دراز۔ البتہ آنکھیں لمبی لمبی اور انسانی آنکھوں کے برعکس ان کا طول اوپر نیچے تھا۔ سب پر دہشت اور خوف طاری ہو گیا۔ فرمائش کرنے والے ملک حاکم خان صاحب اور دیگر اہل قریہ کا یہ حال ہوا کہ تمام حواس باختہ ہو گئے۔ یہ نظارہ سب نے دیکھا۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں شامل تھے۔ ۱۳۷

مژدہ بارانِ رحمت

ایک دفعہ سخت خشک سالی پیش آئی۔ بارش نہ ہونے سے خلق خدا بے حد پریشان تھی۔ لوگوں نے حضرت اقدس قدس سرہ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی۔ حضرت پیر

عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مسجد میں سو رہے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے میاں مواز خان اور ان کے دوسرے دوستوں کو جو اس وقت وہاں موجود تھے فرمایا:

”تم تینوں میں سے کوئی پانی کے گھڑے بھر بھر کر عبداللہ شاہ صاحب پر

جو مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں ڈالے۔ انہیں ٹھنڈا کرنے سے امید ہے کہ

انشاء اللہ خوب بارش ہوگی۔“

مواز خان صاحب نے عرض کیا۔ ”حضرت! میں ابھی یہ خدمت انجام دیتا ہوں۔“

حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: ”یہ خیال رکھنا کہ اگر پانی سر کی طرف ڈالو تو سر

کی طرف ہی ڈالتے رہنا اور پاؤں کی طرف ڈالو تو پاؤں کی طرف ڈالتے رہنا۔“ حسب

ہدایت مواز خان صاحب نے پانی کے بارہ گھڑے بھرے اور یکے بعد دیگرے شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کی طرف ڈالنا شروع کر دیے۔ پہلی مرتبہ جل پانی ڈالا گیا تو شاہ

صاحب نے رخ سے چادر ہٹا کر دیکھا اور پھر منہ ڈھانپ کر بڑے سکون کے ساتھ لیٹے رہے۔

نہ کروٹ بدلی اور نہ ہی کچھ استفسار کیا کہ کیا ہو رہا ہے؟ کون پانی ڈال رہا ہے اور کیوں ڈال رہا

ہے؟ غالباً اپنے کشف وجدانی سے اس امر کا مقصد سمجھ گئے اور لیٹے لیٹے بارش کی دعا کرتے

رہے۔

تھوڑی دیر بعد شمالی جانب سے ایک زوردار آندھی آئی اور آفاقاً بادلوں کی شکل اختیار

کر گئی۔ چنانچہ اس قدر بارش ہوئی کہ تقریباً سو میل کا علاقہ جل تھل ہو گیا اور بفضل خداوندی

خشک سالی کا اثر جاتا رہا اور خلق خدا کی جان میں جان آئی۔

”وما كان هذا الا من فضل الله ببركة دعاء اوليائه“ ۱۳۸

جنات کی ارادت

مولانا جمیل الدین احمد میرٹھی نے فرمایا کہ بعض واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت

سے مسلمان جن بھی آپ کے حلقہء ارادت میں شامل تھے کیونکہ بارہادیکھنے اور سننے میں آیا کہ

اگر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاتا جو حضرت اقدس قدس سرہ کے

خلاف مزاج ہوتا تو جنات حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو پریشان کرنا شروع کر دیتے تھے اور وہ اس طرح کہ مثلاً انہوں نے آلو کاٹنے کے لیے رکھے اور چھری لینے اندر تشریف لے گئیں۔ چھری لائیں تو دیکھا کہ آلو غائب ہیں۔ پھر کسی کام سے کمرے میں تشریف لے گئیں اور کوئی بکس کھولا تو دیکھا کہ وہ آلو وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جنات بار بار چیزوں کو الٹ پلٹ کرنے لگ جاتے تھے۔ پھر جب وہ بات رفع ہو جاتی تو جنات بھی اپنی حرکات سے باز آ جاتے تھے۔ ۱۳۹

تاثیر توجہ

ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ نے بہ سلسلہ مطاببات مولانا جمیل الدین احمد میرٹھی سے فرمایا کہ جب ہمارا عقد ثانی ہوا تو ایک روز ہماری خوش دامن صاحبہ نے فرمائش کی کہ آپ اپنی خصوصی توجہ میری بیٹی پر بھی مبذول فرمائیں۔ ہم نے جو توجہ کی، تو ذرا تیز پڑ گئی اور بیگم صاحبہ کی چیخ نکل گئی۔ یہ دیکھ کر خوش دامن صاحبہ ہمارے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں کہ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسے آج ہی ولیہ بنا دو۔ رفتہ رفتہ بناؤ، کچھ آج بناؤ، کچھ کل بناؤ۔ ان کی یہ بات سن کر سب گھروالے ہنسنے لگے اور ہم بھی ہنس پڑے۔ ۱۴۰

فیضانِ نظر

سردار علی خان بھٹی (ساکن کوئٹہ، ضلع گجرات) نے حضرت اقدس قدس سرہ کے ایک مرید عبدالجلیل صاحب سے یہ واقعہ سنا کہ آپ دوران سفر ایک جگہ قیام پذیر ہوئے۔ اس قصبہ میں ایک سید صاحب نے فرمایا کہ آج کل پیروں فقیروں نے دکانداری چلا رکھی ہے اور خلق خدا کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ حضرت اقدس قدس سرہ کے گوش گزار کیے گئے۔ آپ نے اگلے روز انہیں دس بجے ملاقات کی دعوت دی۔ شاہ صاحب جو نبی حضرت اقدس قدس سرہ کے کمرے میں داخل ہوئے آپ نے ان پر توجہ فرمائی اور وہ زمین پر گر کر ترپنے لگے۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو شاہ صاحب نے حضرت اقدس قدس سرہ کے قدموں

پر سر رکھ دیا اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ”ابھی تمہیں بیعت نہیں کریں گے۔ پہلے یہ دیکھو کہ کونسا سودا اس دکان میں موجود نہیں ہے۔“ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دوران سفر تمہیں بیعت نہیں کریں گے البتہ اگر خانقاہ سراجیہ آ جاؤ تو وہاں داخل طریقہ کر لیں گے۔“ چنانچہ وہ خانقاہ سراجیہ تشریف لا کر داخل طریقہ ہوئے۔ ایک ماہ قیام کیا اور ان مقامات عالیہ پر فائز ہوئے جو ساہا سال کی ریاضت کے بعد نصیب ہوتے ہیں۔^{۱۴۱}

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

حضرت سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) نے فرمایا کہ حضرت اقدس قدس سرہ نے حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر اس وقت حاضر ہوئے جب مولجہ شریف کے پاس کوئی فرد موجود نہ تھا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب مبارک اپنے کانوں سے سنا۔^{۱۴۲}

عذاب قبر سے نجات

حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ (زندہ ۱۹۷۲ء) جو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے کا بیان ہے کہ ہم حضرت غلام محمد صاحب قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ لے کر ان کی ذاتی زمین میں تدفین کے لیے پہنچے قبرستان بھی پاس ہی تھا۔ قبر ابھی کھودی جا رہی تھی لہذا جنازہ وہاں رکھ کر ہم سب بیٹھ گئے۔ میں نے ایک قبر کے پاس بیٹھ کر مراقبہ کیا اور دیکھا کہ قبر میں مدفون شخص آگ میں جل رہا ہے یہ دیکھ کر مجھے پسینہ آ گیا اور میرے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ قریب ہی تشریف فرما تھے چنانچہ کسی نے میرے اس مشاہدے کو آپ تک پہنچا دیا۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے بنفس نفیس وہاں مراقبہ کیا، خصوصی توجہ مبذول فرمائی اور

یوں لب کشا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا نصف عذاب دور کر دیا ہے اب اس کے پسماندگان سے کہو کہ وہ اسے ختم قرآن شریف کا ایصال ثواب کریں جس سے باقی عذاب بھی ٹل جائے گا۔ ۱۴۳

ختم قرآن شریف کے ایصال ثواب کی برکت

چنانچہ انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالستار صاحب دوبارہ اس شخص کی قبر پر گئے اور مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ اس سے عذاب الہی دور ہو گیا اور وہ جنت میں مقیم ہے۔ ۱۴۴

کشف بے کیف

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی قوت کشفیہ کے بارے میں آپ کے جانشین نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ ایک زمانہ میں فقیر کا کشف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ جو شخص سامنے آتا اس کا تمام حال الم نشرح ہو جاتا تھا۔ فقیر نے بارگاہ الہی میں بالبحر و زاری دعا کی کہ مجھ سے یہ حالت اٹھالی جائے۔ دعا مجھہ تعالیٰ قبول ہوئی مگر اب بھی اتنی باقی ہے کہ جس کے حال پر میں خود توجہ کرتا ہوں۔ اس کی پوری حالت منکشف ہو جاتی ہے۔ حضرت سیدنا مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو کشف بے کیف سے نوازا تھا جس کی حقیقت بفرمان خواجہ محمد معصوم قدس سرہ یہ ہے: ”اشیا ہم چنانکہ باشند بر عارف منکشف می شوند“ (دفتر اول مکتوبات) ۱۴۵

متشدد کے برگشتہ دین ہونے کا کشف

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۷ء) فرماتے ہیں:
”ایک مرتبہ آپ نے کسی متشدد مولوی کے متعلق (نام اچھی طرح میں

سن نہیں سکا) فرمایا کہ وہ عنقریب مرزائی یا چکڑالوی ہو جائے گا اور یہ بات میں قرآن کی بنا پر قیاساً نہیں کہتا بلکہ میں ایسا دیکھ رہا ہوں۔“ ۱۲۶ھ

بیماری سے شفا نصیب ہو گئی

مستری ظہور الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ مسجد خانقاہ کی چھت کے نیچے پلستر کر رہے تھے۔ ناگاہ اوپر سے بہت سا گیلہا سالہ جو چھٹا تو ان کے منہ پر آ کر گرا۔ تریتر چوننا قلعی بہت سی مقدار میں آنکھ کے اندر اتر گیا اور وہ درد کی شدت سے بے تاب ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو پکڑ کر چار پائی پر لٹا دیا۔ حضرت تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ مرغ بیل کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آنکھ تو جاتی رہی، اگر نہیں گئی تو یقیناً جاتی رہے گی مگر کسی طرح یہ درد ختم جائے تو غنیمت ہے۔ مستری صاحب کا بیان ہے کہ اس وقت میرے سر میں درد کی یہ کیفیت تھی کہ گویا کسی اوزار سے کھوپڑی کو توڑا جا رہا ہے۔ حضرت سلمہ نے فرمایا جلدی ان کو کسی ہسپتال میں لے جاؤ اور خواہ کچھ ہی خرچ ہو جائے بلاتامل علاج کراؤ مگر مستری صاحب نے عرض کیا: حضرت درد اور تکلیف سب منظور ہے، الاحضور کے قدموں سے دور جانا گوارا نہیں۔ اس کے بعد حضرت کئی بار حال پوچھنے کے لیے تشریف لائے۔ پھر ایک مرتبہ کسی خادم کے ذریعہ دریافت فرمایا۔ مستری صاحب نے عرض کیا کہ مجھے درد سے جو تکلیف ہے، سو ہے مگر اس سے زیادہ تکلیف حضور کے بار بار قدم رنجہ فرمانے کی ہے۔

اس پیغام کا پہنچنا تھا کہ جذبہ شفقت جوش میں آ گیا اور وہ وقت خوش رو نما ہو گیا جس کا وقت مقرر نہیں۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس شان کے ساتھ اٹھے کہ بلا اجابت لوٹنے والے نہ تھے۔ مولانا مغیث الدین صاحب مستری صاحب کی طرف دوڑتے گئے اور بشارت دی کہ حضرت دعا فرما رہے ہیں اور میں آپ کی انگلیوں میں سے اجابت کا نزول مشاہدہ کر رہا ہوں۔ تم کہو کیا حال ہے؟ مستری صاحب نے کہا ”الحمد للہ بالکل اچھا ہوں۔ درد کا نام و نشان نہیں رہا اور آنکھ بھی صحیح و سلامت ہے۔“ دوسرے لمحہ میں مستری جی اسی طرح پاڑ پر بیٹھے کام کرتے نظر آتے تھے۔ ۱۲۷ھ

وسعت روحانیت

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان کے خلیفہ، مجاز حضرت قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) آپ کے وجود روحانی کا مشاہدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

”مجھے اوائل سلوک میں بعض اوقات دنیا کی طرف رغبت ہوتی تھی مگر چاہتا تھا کہ یہ بھی زائل ہو جائے اور اپنے خیال ناقص میں یہ سمجھتا تھا کہ حضرت اقدس قدس سرہ کی خانقاہ شریف میں عمدہ قسم کی زیب و زینت اور نیش قیمت ساز و سامان موجود ہے۔ لہذا شیخ کو اسباب دنیوی کی طرف کسی مصلحت سے رغبت ہے اور میری یہ رغبت اسی کا عکس ہے۔ چنانچہ رغبت دنیوی کے ازالہ کی نیت سے ایک مجذوب کے پاس گیا جو پہاڑ کی ڈھلوان چوٹی پر بیٹھا رہتا تھا۔ ہر چند وہ ایک مجذوب تھا اور علم سے نا آشنا بھی مگر اس نے نہایت عارفانہ گفتگو کی۔ دریں اثنا حضرت اقدس قدس سرہ روحانی طور پر ایسے عظیم و وسیع وجود کے ساتھ جلوہ گر ہوئے کہ سر آسمان تک پہنچا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ جنوب اور دوسرا شمال کو محیط تھا جس کے آگے اس مجذوب کی ہستی لاشیٰ ہو گئی۔ میں وہاں سے واپس آیا اور اپنے خیال سے تائب ہوا۔ پھر مولا کریم نے مجھے رابطہ و محبت شیخ میں رسوخ کامل عطا کیا۔“ ۱۳۸

تمام امراض کا یک دم زائل ہو جانا

حضرت قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) نے ایک بار خانقاہ شریف میں قیام فرمایا اور بیمار ہو گئے۔ اطبانے ان کی نبض وغیرہ دیکھ کر عرض کیا کہ یہاں کی گرمی کی وجہ سے ان کے ارواح طبعی جل چکے ہیں۔ لہذا یہ ایبٹ آباد رہ کر اپنا علاج معالجہ کرائیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے انہیں ایبٹ آباد جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ

نالیہ کو یہ خیال گزرا کہ اب خانقاہ شریف میں مزید قیام ممکن نہیں۔ نیز یہاں کی حاضری اور تحصیل کمالات سے بھی محروم رہ جائیں گے۔ چنانچہ طبیعت میں سخت افسردگی پیدا ہوئی۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کے بعد ان پر ایک نگاہ التفات ڈالی جس سے تمام امراض کا ازالہ ہو گیا۔ اطبانے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ چشمِ زدن میں تمام امراض کیسے زائل ہو گئے۔ ۱۴۹ھ

مکمل صحت و توانائی کا نصیب ہونا

حضرت قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو در دوسری مسلسل تکلیف رہتی تھی جو کسی طرح دور نہ ہوتی تھی۔ اس دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے کرم فرما کر آپ کو طریقہ پاک کی اجازت ان الفاظ کے ساتھ عطا کی کہ جس طرح میرے شیخ نے مجھے اجازت دی ہے اسی طرح میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کے ساتھ کہا کہ حضور! میں مختلف عوارض جسمانی در دوسر وغیرہ میں مدتِ مدید سے مبتلا ہوں۔ لہذا اس بارِ امانت کے اٹھانے کی تاب نہ لاسکوں گا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ سن کر فرمایا: ”فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت و توانائی عطا فرمائے گا۔“ چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عوارض جسمانی در دوسر وغیرہ کا فور ہو گئے اور بحمدہ تعالیٰ طاقت و صحت بھی کمال ہو گئی۔ ۱۵۰ھ

قبر مبارک سے ندا آنا

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے سوانح حیات مرتب کرنے کے سلسلہ میں ۱۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو خانقاہ سراجیہ شریف بلایا گیا۔ آپ نے رات خانقاہ میں قیام کیا۔ سحری کے وقت اٹھے اور حضرت اقدس قدس سرہ کے مزار پر انوار کی جانب چل دیے۔ جب احاطہ مزارات شریف میں داخل ہوئے تو مدتِ مدید کے بعد حاضر ہونے کا احساس دامنگیر ہوا جس کی ندامت کے باعث وہیں

ٹھہر گئے۔ چنانچہ حضرت اقدس قدس سرہ کی قبر مبارک سے یہ ندا آئی:
اے دوست بیا کہ ماترا نکیم
بیگانہ مشو کہ آشنا نکیم
”یعنی اے دوست آ جا کہ ہم تیرے ہیں۔ بیگانگی اختیار نہ کر کہ ہم
تیرے آشنا ہیں۔“

اس ارشاد سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی ہوئی۔ انہوں نے مزار کے قریب بیٹھ کر
سوا گھنٹہ مراقبہ کیا اور بعد ازاں فرمایا کہ آج حضرت اقدس قدس سرہ کے مزار پر میں نے اللہ
تعالیٰ کے ان انوار و تجلیات کا بعینہ مشاہدہ کیا ہے جو حرمین شریفین میں قیام کے دوران دیکھے
تھے۔ ۱۵۱

عقیدت شیخ اور مرید نوازی کا انمول واقعہ

کھولہ شریف میں قیام کے دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے مولانا عبد الستار رحمۃ اللہ
علیہ (زندہ ۱۹۷۲ء) کو ”گل میری“ اور ”ناگنگی“ سے مرغیاں لانے کے لیے بھیجا۔ ان ہر دو
مقامات کا فاصلہ کھولہ شریف سے بارہ تیرہ میل تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا کمر بستہ ہو گئے اور
منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ اس ریگ زار کو آپ دوڑتے ہوئے طے کر رہے تھے۔
اثناے سفر ایک نورانی چہرہ والے سفید ریش بزرگ ملے۔ انہوں نے سلام مسنون کے بعد
حضرت مولانا سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ کچھ دیر میرے پاس ٹھہر
جاؤ حضرت مولانا نے جواب دیا:

”میرا خضر کھولہ شریف میں پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے مجھے ”گل میری“ اور
”ناگنگی“ سے مرغیاں لانے کا حکم دیا ہے۔ لہذا اجازت دیجیے میں ٹھہر نہیں سکتا“

اس پر سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا: ”مبارک ہو، مبارک ہو۔“

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو قصبوں سے مرغیاں لے کر ایک ٹوکڑے میں ڈالیں
جسے وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور تیز رفتاری سے واپسی کا سفر شروع کیا۔ نماز مغرب موضع

ٹہی کی مسجد میں ادا کی۔ مگر مرغیوں کا ٹوکرا ذہن سے اتر گیا۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”عبدالستار! تم آگئے، ہماری مرغیاں کہاں ہیں؟“ اس پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو یاد آیا کہ مرغیوں کا ٹوکرا مسجد میں چھوڑ آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے۔ ٹوکرے کو اٹھایا اور حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ اپنے سفر کی کیفیت بیان کرو۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ من و عن بیان کر دیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ”تمہیں خضر علیہ السلام کو اس انداز سے جواب دینے کا طریقہ کس نے سکھایا؟“ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت“ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے آپ کو گلے لگا لیا اور فرمایا: ”مرحبا! ۱۵۲“

کشف صدور اور انوار الہیہ کی بارش کا واقعہ عجیب

حضرت مولانا ظہور الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۵ء) اپنے بھائی حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۴ء) کو لے کر حضرت اقدس قدس سرہ مولانا ابوالسعد احمد خان کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ اس وقت تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دست مبارک میں ایک تسبیح تھی۔ حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ بزرگ ہیں تو انہیں تسبیح کی کیا حاجت ہے؟ آپ نے اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”مولانا! یہ تو یاری لگانے کی نشانی ہے۔“ پھر مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ اگر یاری لگانا مقصود ہے تو پھر تعداد کی کیا ضرورت؟ حضرت اقدس قدس سرہ نے ایک دانہ پکڑا اور اسے نیچے گرا کر فرمایا:

”حضرت! چوبیس ہزار ہو گیا۔ یہاں تھکاوٹ اور گنتی نہیں ہے۔“

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے انوار الہیہ کی اس بارش کو جو حضرت اقدس قدس سرہ پر ہو رہی تھی مشاہدہ کیا اور طریقہ پاک میں داخل ہو گئے۔ “ ۱۵۳

مہاجن کے قرض سے غریب کی خلاصی

میاں نامدار خان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ میرے پھوپھی زاد بھائی محمد بخش کی دعوت پر ”گل میری“ تشریف لے گئے۔ محمد بخش ایک ساہوکار بھانوکا مقروض تھا جو اسے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں بار بار تنگ کیا کرتا تھا۔ وہ یہاں حضرت اقدس قدس سرہ کی موجودگی میں بھی آدھکا اور حساب بے باق کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت اقدس نے اسے اپنے ہی کھاتے لانے کے لیے کہا۔ جونہی وہ گھر پہنچا تو دردا عصاب میں مبتلا ہو گیا اور جب بھی کھاتے لایا تو ان میں محمد بخش کا حساب کتاب سرے سے مفقود تھا۔ وہ تمام حسابات جن کا اندراج اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا صفحات سے یکسر محو ہو چکے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک اونٹ لے لو اور اس کا حساب بے باق کر دو۔ مگر وہ برابر یہی کہتا چلا جا رہا تھا کہ حضور! میری جان بخشی فرمائی جائے۔ میں اس سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرتا۔ آخر الامر محمد بخش نے حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا و برکت سے مہاجن کے اس طویل سلسلہ حسابات سے نجات پائی۔ ۱۵۴

جامع کمالات ہستی

میاں نامدار کا بیان ہے کہ ہم حضرت اقدس قدس سرہ کی زمین میں ہل چلا رہے تھے سخت گرمی کا موسم تھا۔ اتنے میں آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہوئے کہ احمد لانگری کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے۔ اگر مولا کریم تمہیں بھی کوئی فرزند عطا فرمائے تو کس قدر مقام مسرت ہو۔ میاں صاحب موصوف نے جواب دیا کہ یہ حضور کی دعا اور کرم نوازی ہوگی۔ درس اثنا حضرت اقدس کا ایک مرید لنگر کے لیے سر پر اچار کا ایک بڑا برتن رکھے کنڈیاں کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ”ہمارے ساتھیوں کو سفر میں سخت تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔“ اس کے بعد آپ نے مغرب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”درویشو اور دوستو! دعا کرو یہاں کوئی ریلوے اسٹیشن بن جائے جس سے آمد و رفت میں سہولت ہو۔“

میاں نامدار صاحب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تین کرامتوں کا بہ چشم خود مشاہدہ کیا:

ریلوے اسٹیشن بن گیا

جس سمت آپ نے اشارہ کیا تھا، خانقاہ سراجیہ ریلوے اسٹیشن وہیں بنا۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا

اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا کیا۔

بیمار بیٹے نے صحت کاملہ پائی

فرزند مسعود ولادت کے چند روز بعد سخت بیمار ہوا اور اس نے آپ کی دعا سے صحت کاملہ پائی۔ بھگت لہ حیات ہے اور صاحب اہل و عیال ہے۔

میاں نامدار صاحب کا کہنا ہے کہ ہم سالہا سال حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔ آپ نے کسی معاملے میں کبھی تعلیٰ یا تمکنت کا اظہار نہیں فرمایا۔ ہمیشہ تواضع و انکسار ہی کو شعار بنایا۔ البتہ جب کسی کام کے بارے میں حضرت اقدس قدس سرہ یہ فرمادیتے تھے کہ اگر اس طرح ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ اس وقت ہمارا دل گواہی دیتا تھا کہ آپ کا یہ ارشاد اب تقدیر الہی کی صورت وارد ہونے والا ہے اور کائنات کی کوئی چیز اسے رد نہ کر سکے گی۔ ۱۵۵

صفائے باطن

حضرت اقدس قدس سرہ کی فراست، حدس اور صفائے باطن کا ایک واقعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ مستری ظہور الدین احمد مسجد خانقاہ سراجیہ کی تعمیر کیا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت اقدس قدس سرہ مسجد کے صحن میں اس طرح بیٹھے ہوتے

تھے کہ مستری صاحب کی طرف آپ کی پشت مبارک ہوتی تھی۔ اسی حالت میں اگر مستری صاحب کوئی اینٹ ذرا بھی ترچھی یا آگے پیچھے لگا دیتے تو حضرت اقدس قدس سرہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے بغیر رخ پھیرے فرما دیا کرتے تھے کہ مستری صاحب یہ اینٹ ذرا ترچھی لگ گئی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ہم حیران ہوتے تھے۔ نہ رہا گیا، دریافت کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ غلط اینٹ کے لگتے ہی میری طبیعت میں خلجان سا ہونے لگتا ہے (تحفہ سعدیہ: ۲۰۶، حاشیہ ۳)۔

ترکیہ و تصرف

مولانا عرشیٰ اپنے رسالہ تحفہ سعدیہ (ص ۲۳۳) میں لکھتے ہیں:

ناچیز نے بیعت کے بعد تنہائی کا موقع پا کر حضرت (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات کچھ ایسے وسوسے دل میں اٹھتے ہیں جن سے میں لرز جاتا ہوں۔ آج تک مطالعہ کتب سے، غور و فکر سے، اعتبار و استبصار سے دل کو مطمئن کرنے کی بہتری کوشش کرتا رہا ہوں لیکن شکوک و شبہات کا جو مرض عارض ہو چکا ہے، وہ دور نہیں ہوتا۔ اس کا کیا علاج؟ آپ نے فرمایا۔ یہ مرض مطالعہ کتب وغیرہ سے نہیں جایا کرتا۔ اس کا واحد علاج صحبت شیخ ہے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ سید عبدالسلام صاحب نے مجھ سے کہا کہ شیخ کے حضور میں صرف بیٹھ جانا بھی اصلاح باطن اور ترکیہ، خیالات کا اثر رکھتا ہے۔ خواہ اس صحبت میں کچھ گفت و شنید نہ ہو۔ انہام و تفہیم نہ ہو، پسند و وعظ نہ ہو۔ آفتاب پھلوں اور میووں پر صرف اپنی روشنی ڈال دیتا ہے اور کچھ نہیں کرتا بس اتنی سی بات سے وہ پک کر رسیلے بن جاتے ہیں اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ چاند کا نورانی مکھڑا پھولوں کے صرف سامنے آ جاتا ہے تو اس کا دیدار ہی ان میں گونا گوں رنگ پیدا کر دیتا ہے اور ان کو خوشبودار بنا دیتا ہے۔ اسی طرح شیخ کی صرف صحبت کے انوار اور اس کے دیدار کی برکت مرید کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے:

در صحبت ما قطرہ شود گوہر شہوار

از دل صدف پاک دہانم جہاں را

سید صاحب کی اس تقریر کی صداقت مجھے واقعات سے معلوم ہوئی۔ حضرت کے بیعت ہونے والوں میں ڈاڑھی منڈے بے نماز، مبتدع، مرتکب منہیات وغیرہ ہر قسم کے لوگ دیکھے مگر جہاں تک میرا مشاہدہ ہے۔ آپ نے نہ کبھی کسی کو اس کے غیر مستحسن طور و طریق پر ٹوکا اور نہ احکام شرع کی پابندی کا سختی سے حکم دیا۔ بلکہ صرف توجہ باطن سے کام لیا اور وہ بشرطیکہ پوری عقیدت کے ساتھ کچھ صحبت سے مستفید رہا ہو آخر کسی غیر محسوس تصرف سے پابند شریعت اور متقی و پارسا بن گیا:

نگاہ مست تو آ نرا کہ مستفید کند
ہزار پیر خرابات را مرید کند

فصل یازدہم

فرمودات و معمولات

رعب و وقار اور تواضع و انکساری

آپ لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تو عام انداز رعب و وقار کا مظہر ہوتا۔ آپ خاموش ہوتے تو تمام مجلس سکوت اختیار کرتی اور مجالس حضرات نقشبندیہ کے مطابق آپ کی یہ خاموشی بھی اہل مجلس کے لیے روحانی فیض کا ذریعہ ہوتی۔ جب حاضرین سے خطاب فرماتے تو مریدو عقیدت مند آپ کے ارشادات مبارک کے متوالے بن جاتے اور جب سنجیدہ تقریر فرماتے تو سامعین پیکر ادب ہوتے تھے اور جب کبھی کبھار کوئی لطیفہ سناتے تو مجلس کشت زعفران بن جاتی۔ ۱۵۶

ایک روز آپ تسبیح خانے میں کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ اور چند دیگر اشخاص حلقہ بستہ پاس بیٹھے تھے۔ ابر چھایا ہوا تھا۔ ناگہاں بارش ہونے لگی تو آپ باہر سے اپنی جوتی اٹھالانے کے لیے خود ہی اٹھے اور اس عجلت کے ساتھ اٹھ کر باہر نکلے کہ کسی خادم کو اس کام کے لیے مسابقت کا موقع نہ مل سکے۔ ۱۵۷

نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) اور مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ سعدیہ کی فہرست مرتب کرنے میں مشغول تھے کہ حضرت اقدس قدس سرہ ادھر تشریف فرما ہوئے۔ قبل اس کے دونوں صاحبان چٹائی پر آپ کے تشریف فرما ہونے کے لیے جگہ خالی کرتے حضرت اقدس قدس سرہ چٹائی سے نیچے ہی جلوہ افروز ہو گئے۔ ۱۵۸

روحانی عظمت و وجاہت کے باوجود اپنی تعظیم اور بزرگانہ نمائش کا خیال مطلق نہیں فرماتے تھے بلکہ اس سے نفرت تھی اور آپ کے کمالات کی سر بلندی کی ایک شان یہ بھی تھی کہ

تواضع و انکسار کا سرخدا م کے سامنے بھی بلندی نہ چاہتا تھا۔ ۱۵۹ھ

آپ کی خاص نشست گاہ کا خوشنما کمرہ تسبیح خانہ کہلاتا تھا۔ جس میں قالین کا فرش بچھا تھا۔ اس کے اگلے پہلو میں درویش خانہ کا وسیع کمرہ تھا جو اس وقت کچی عمارت تھی۔ اس میں ایک چٹائی بچھی تھی اور دیواروں سے لگی ہوئی چار پائیاں پڑی رہتی تھیں۔ آپ خدام و ذاکرین کی خاطر نوازی و دل افزائی کے لیے کبھی کبھی اس کمرے میں تشریف لاتے تھے اور اسی شکتہ و گرد آلود چٹائی پر بلا تکلف بیٹھ کر حاضرین کو اپنے ارشادات سے مستفیض فرماتے تھے۔ ۱۶۰ھ

اتباع کتاب و سنت

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ کا ہر فعل و عمل سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ لباس و پوشش، خورد و نوش، نشست و برخاست، سلام و کلام وغیرہ ہر امر میں شرعی آداب اس طرح ملحوظ رہتے ہیں جو ایک فقیہ و محدث کی شان کے لائق ہیں اور متوسلین و معتقدین کو بھی اتباع سنت کی تاکید رہتی ہے۔

چنیوٹ میں عزیزی مرزا محمد شریف شرتی کے نو متولد بچے کے لیے تعویذ آپ نے لکھ کر عطا فرمایا تو ارشاد کیا کہ چڑے میں منڈھوا کر پہنانا چاہیے۔ چاندی کا تعویذ لڑکوں کے لیے جائز نہیں۔ ۱۶۱ھ

نفاست پسندی

لباس و پوشاک میں صفائی میں نفاست مرغوب ہے۔ کوئی ناگوار بو فوراً طبیعت کو مکدر کر دیتی ہے اور نزلہ و زکام یا متلی کی شکایت ہونے لگتی ہے۔

قصبہ سمندری میں ایک مرتبہ حقے کے متعلق ارشاد فرمایا: ”اس کو شرعاً مکروہ قرار دینا محض تکلف ہے۔ بلکہ اس میں کراہت طبعی ہے۔“ پھر فرمایا: ”علاقہ عسوات کے علماء اس کو حرام کہتے ہیں اور اس کی حرمت کے حکم میں ان کو یہاں تک غلو ہے کہ جس کھیت میں تمباکو بویا جائے تا وقتیکہ متواتر دو چار فصلیں کسی اور جنس کی اس زمین میں کاشت نہ کی جائیں وہ پاک نہیں ہوتی۔“

اتفاق سے اگلے روز ایک سوداگر تمباکو کے ہاں دعوت ہو گئی۔ میزبان نے تمباکو کے گودام ہی میں دسترخوان بچھایا۔ حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے تو تمباکو کی دھانس سے سب کا دم گھٹنے لگا۔ آپ نے رومال ناک پر رکھ لیا۔ دوسرے لوگ بھی چھینک پر چھینک لینے لگے۔ بعض لوگ سرگوشیاں کرنے لگے کہ جگہ بدلوائی جائے۔ مگر آپ نے اشارہ فرمایا کہ میزبان کو یہ تکلیف ہرگز نہ دی جائے۔ پھر آپ نے طبیعت کو ضبط کرنے کی بہت کوشش کی۔ آخر مجبور ہو کر اٹھے اور دوسرے اصحاب سے فرمایا: ”سب بیٹھے رہیں میں اکیلا واپس چلا جاتا ہوں۔“ اس ارشاد کے موافق سب بیٹھے رہے۔ صرف نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نعلین مبارک لے کر ساتھ اٹھے۔ قیام گاہ پر پہنچے تو طبیعت اس قدر خراب تھی کہ پھر اگلے وقت تک کھانا تناول نہیں فرما سکے اور ہنس کر فرمایا کہ علمائے سوات کے فتوے کی حقیقت آج معلوم ہوئی۔ ۱۶۲

تلاوت و تدبر قرآن مجید

ایک روز فرمایا: ”میں روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل پڑھتا ہوں جس پر تقریباً چالیس منٹ صرف ہوتے ہیں۔ پہلی منزل ذرا بڑی ہے اس پر پانچ چھ منٹ زیادہ لگتے ہوں گے۔ یا ہر منزل تقریباً چالیس منٹ میں ختم ہو جاتی ہے۔ تلاوت کے کسی سلسلے میں قرآن کے معانی و مطالب پر غور و تدبر کرنے کا موقع بھی پیش آتا رہتا ہے اور بعض اوقات کسی مشکل مقام کے متعلق کوئی ایسی تاویل سوجھ جاتی ہے جو کسی متداول تفسیر میں نظر سے نہیں گزری۔“

تصور شیخ سے خواطر بند ہو سکتے ہیں

مولانا ندیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۷ء) فرماتے ہیں:
بیعت کے بعد پہلی مرتبہ (جب حضرت اقدس قدس سرہ نے) جو مجھے ذکر خفی کا طریقہ بتایا تو میں نے عرض کیا، اس وقت کوئی تصور بھی چاہیے۔ تو معاً آپ نے فرمایا: ”نہیں نہیں تصور کوئی نہیں۔“ کئی روز کے بعد میں نے عرض کیا کہ ذکر میں خطور خواطر سے پناہ نہیں ملتی تو آہستہ

سے فرمایا: ”اگر اس وقت یہ خیال کر لیا جائے کہ گویا شیخ کے سامنے بیٹھا ہوں تو خواطر بند ہو سکتے ہیں۔“ پھر خاکسار کی حاضری خانقاہ کے ایام میں صاف فرما دیا کہ شیخ کا تصور ہی حصول کمال کے لیے سب سے زیادہ موثر ذریعہ ہے۔

ناظرین بے خبر نہیں کہ تصور شیخ کا معاملہ ہر چند ایک اصح و احسن امر ہے مگر مورد اعتراضات ضرور ہے۔ پس اوپر کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایک نو مرید کو اس نازک تعلیم کے ساتھ مانوس کرنے کے لیے جو درجہ عمل اختیار فرمائی گئی وہ کس قدر حکیمانہ اور پراحتیاط تھی۔

رابطہ شیخ حصول قرب کے لیے مفید تر و اسلم تر ہے

موضع سمندری کی ایک مسجد میں ایک شخص کو بیعت کرنے کے بعد (حضرت اقدس قدس سرہ نے) حاضرین سے فرمایا:

حصول مراتب کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ذکر اسم ذات (۲) ذکر نفی و

اثبات (۳) رابطہ شیخ

رابطہ صحبت اور تصور سے حاصل ہوتا ہے مگر ہمارے مشائخ اس کا حکم کم فرماتے ہیں۔ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ”کیا یہ خطرناک ہے؟“ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ”نہیں بلکہ معترضین و متشککین کے فتنے سے بچنے کے لیے ورنہ یہ طریقہ حصول قرب کے لیے مفید تر اور اسلم تر ہے۔“

اتباع شریعت اور رابطہ شیخ پر خاتمہ بالخیر نصیب ہونے کی امید ہے

ہمارے مشائخ نے اس (کی اہمیت) پر بڑا زور دیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اتباع شریعت اور رابطہ شیخ حاصل ہے تو انشاء اللہ خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے۔

رابطہ شیخ کے مشروع و مستحسن ہونے کی اقویٰ دلیل

رابطہ شیخ کے مشروع و مستحسن ہونے کی اس سے اقویٰ دلیل اور کیا ہوگی کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کے تمام لوگ اس کے قائل ہیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب انہیوی مرحوم نے شرح ابی داؤد (جلد پنجم صفحہ ۵۸) میں باب: ”ما جاء فی خاتم المحدث“ کے حاشیہ پر بذیل حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ تصور شیخ کے مشروع ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں۔ یہ مثال ان علماء کی ہے جو اپنی غایت احتیاط کی وجہ سے اہل نمو کے نزدیک بدنام اور وہابیت سے منسوب ہیں۔ ورنہ صوفیاء کے دفاتر اس کی تائید سے لبریز ہیں۔

محبت شیخ تمام کمالات کی اصل ہے

پھر فرمایا: شیخ کی محبت تمام کمالات کی اصل ہے۔ اگر یہ ہے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس سے خود شیخ کے کمالات کا عکس مرید پر پڑ جاتا ہے۔ پھر توجہ کی بھی ضرورت نہیں لیکن اگر ہو فہما ورنہ بلا توجہ بھی کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔

رسالہ فقیریہ کے مؤلف (امام ابو القاسم عبدالکریم القشیریؒ، م ۴۶۵ھ) پر اپنے پیر کی عظمت کا اس قدر غلبہ تھا کہ ان کی مجلس میں جاتے وقت سوء ادب کے خیال سے خائف ہوتے غسل کرتے، روزہ رکھتے، پھر ڈرتے ڈرتے جاتے اور فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے جسم میں سوئی چھوئی جائے تو مجھے خبر نہ ہوتی۔

حضرت مرزا جانناں مظہر الشہید علیہ الرحمۃ (م ۱۱۹۵ھ) کے ایک مرید پر اپنے پیر کی اطاعت کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ ہر کام پوچھ کر کرتے۔ حتیٰ کہ اگر قے آنے لگتی تو بھی اپنا گلا پکڑے ہوئے مرزا صاحب کے حضور میں آتے اور پوچھتے: حضرت قے کروں یا نہ کروں؟ حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا بھی یہی حال تھا کہ کوئی کام پیر سے پوچھے بغیر نہ کرتے۔ تنور میں روٹی لگانے کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ ایک دن حسب عادت پوچھنے آئے۔ حضرت تنور میں روٹی لگاؤں؟ ابو حفص اس وقت کسی کے ساتھ گفتگو میں مشغول

تھے ملتفت نہ ہوئے۔ انہوں نے پھر وہی سوال کیا مگر جواب نہ پایا۔ تیسری مرتبہ پھر وہی سوال دہرایا۔ ابو حفصؒ نے دق ہو کر کہا: ”تم خود کیوں نہیں تنور میں جا پڑے۔“ یہاں تعمیل میں کیا دیر تھی، گئے اور فوراً تنور میں کود پڑے:

عاشقانرا گر در آتش سے پسند و لطف دوست

بچک چشمم گر نظر بر چشمہ کوثر کنم

(حافظ)

آں گرم رو بعشق سزد کمال شوق

پروانہ و ش بآتش سوزاں دروں رود

(جامی)

تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابو حفص کو خیال آیا کہ وہ حکم تعمیل سے ملنے والا نہیں۔ مبادا تنور میں کود پڑے۔ فوراً مریدوں کو لنگر خانہ کی طرف دوڑایا۔ مرید وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تنور میں پڑے ہیں اور بال بیکا نہیں ہوا:

کسے کہ سوخت بدایغ خلیل می داند
کہ آتش دگراں است عشق دباغ من است ۱۶۳

وہابیت کی رو، اعتقاد، محبت اور ادب کا اٹھ جانا

پھر فرمایا: آج کل ایسی وہابیت کی رو چل گئی ہے کہ اعتقاد، محبت اور ادب یکسر اٹھ گیا۔ بیعت بھی ہے، انتساب سلسلہ بھی، درود و وظائف بھی، مگر محبت و اعتقاد نہیں اور مراسم ادب کی پابندی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فیوض بھی کم پہنچتے ہیں۔ حضرت حاجی دوست محمد صاحب مرحوم اپنے مرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ کی خدمت میں تھے تو ان کے بیت الخلاء کا قدمچہ خود اپنے ہاتھ سے صاف کرتے:

تا ابد رنگ کمالات نگیرد ہرگز

ہر کہ خاک دیر سے خانہ بر خسار زلفت

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے۔ شیخ کی محبت سے پایا ہے اور حضرت شاہ سعید صاحبؒ حاجی صاحب سے معاف کر کے ان کے حق میں فرماتے:

”انہوں نے جو کچھ پایا ہے ہماری محبت سے پایا ہے اور ہم کو بھی ان کے ساتھ جو محبت ہے وہ رفقاء میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ وہ ان میں سے خاص درجہ رکھتے ہیں۔“ ۱۶۵

دشمن کے ساتھ مناسب سلوک

ایک مرتبہ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ (م ۱۹۴۷ء) نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا: ”اگر کوئی شخص علماء کی توہین و تضحیک کا عادی ہو، امور دین مثل تعمیر مسجد و اصلاح میں حارج اور رسوم جاہلیت اور بدعات کا حامی اور مروج ہو۔ کیا اس کے حق میں بددعا کرنا اور اس کی تخریب و تباہی کے لیے کوئی عمل کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ پھر کسی قدر وقفہ کے ساتھ فرمایا: اگر ایسی ہی قبولیت دعا کی امید ہے تو کیوں نہ یہ دعا کی جائے کہ وہ نیک بن جائے۔ علماء کی تعظیم کرے اور امور دین کا حامی ہو:

گزرے جو مرے تو زہر کیوں دو ۱۶۶

فرقہ بندی سے کوسوں دوری

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دیوبندی اور بریلوی علماء کے اختلافات مشہور ہیں۔ علاقہ تھل میں خود ایک خانوادے کی دو صوفی جماعتوں میں وہ شدید اختلاف برپا ہے کہ مذکورہ اختلافات بھی اس کے آگے بچھ ہیں۔ ایک روز حضرت اقدس (قدس سرہ) کے نام ایک فریق کے کسی مولوی صاحب کا خط آیا۔ اصل عبارت تو مجھے یاد نہیں، مگر خلاصہ مطلب یہ تھا کہ فلاں مولوی صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور بالاستقلال حاجت روا و مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ آپ ان کے اس عقیدے کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب؟ حضرت نے خط پڑھ کر فرمایا:

”دیکھو یہ لوگ خواہ مخواہ ہم کو بھی اپنے فتنہ و فساد میں حصہ دار بنانا چاہتے

ہیں۔ اگر ہم اس خط کا جواب دیں تو لامحالہ ہم کو ایک فریق کا ساتھ دینا

پڑے گا اور فرقہ بندی سے ہم کو سوں دور بھاگتے ہیں۔“

میں نے عرض کیا: ”حضرت! اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ خط کا جواب ہی نہ دیا جائے۔“

فرمایا: ”ہاں بے شک یہی بہتر علاج ہے۔“ ۱۶۷

سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا

مولانا غلام محمد الدین ساکن مجوکہ مضافات سرگودھا میں مشہور اہل حدیث عالم تھے۔ ان کا ایک کتب خانہ بھی تھا۔ ہمیشہ تقویٰ اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے اور چار پانچ روز قیام کے دوران اپنا تعارف تک نہ کرایا۔ رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ میں نے تو یہ دیکھا کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجددی حیثیت رکھتی ہے۔ البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فوراً بیہوشی شریف منگوا کر متعلقہ حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے۔

ترجمہ حدیث شریف

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔ حالانکہ آپ پاس ہی لیٹے ہوئے تھے۔ پس میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف تھا۔ پس میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے تھے: اے اللہ میں تیری ناراضی سے

تیری رضا کی تیرے عذاب سے تیری عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتا (تا آخر حدیث) (السنن الکبریٰ مع الجوهر النقی، امام بیہقی، طبع: حیدرآباد دکن، کتاب الصلوٰۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۱۶)۔

فروعی مسائل میں تشدد کرنے والے پر عذاب قبر

مولانا ندیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف میں ایک رسالہ نظر سے گزرا۔ جس میں ہندوستان کے اندر نماز جمعہ کی فرضیت ثابت کی گئی تھی۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”اس مسئلے پر علماء میں بہت اختلاف ہے اور افسوس ہے کہ وہ باہم

نہایت تعصب و تشدد سے کام لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جمعہ کی

فرضیت قطعی ہے اور اس کے شرائط ظنی ہیں۔ پس مجوزین اور مانعین

دونوں اپنی اپنی جگہ دلائل سے تمسک رکھتے ہیں۔ کسی فریق کو تشدد نہیں

کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے

ہیں اور خوب لکھتے ہیں کہ ”دریں مسئلہ دست بگریاں نباید شد۔“

پھر فرمایا: ”ایک مرتبہ میں حضرت مرحوم (یعنی حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ) کی

معیت میں تھا۔ ایبٹ آباد سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر ایک مولوی

صاحب نے حضرت مرحوم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں قریب ہی میرے استاد صاحب

مرحوم کی قبر ہے۔ اگر حضور فاتحہ پڑھتے جائیں تو بڑی خادم پروری ہو۔ حضرت مع خدام وہاں

تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھی۔ ہمارے حضرت سلمہ (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس

سرہ) فرماتے ہیں کہ اس وقت صاحب قبر کی حالت منکشف ہو گئی اور معلوم ہوا کہ مسئلہ جمعہ کے

بارے میں تشدد کرنا ان کا شیوہ تھا اور اس بنا پر انہیں عذاب ہو رہا تھا۔ ۱۶۹

طلبِ شہرت موجبِ فتنہ ہے

ایک مرتبہ خوشاب کے قیام میں حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ نے فرمایا:

”اس تحصیل کے ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحبِ فرعون کے بہت معتقد تھے اور اس کو حضرت فرعون علیہ الرحمۃ کہا کرتے اور فتوحاتِ مکیہ سے اس کے ایمان پر مرنے کی دلیل پیش کیا کرتے تھے۔ حالانکہ قرآن مجید اس کے کفر پر ناطق ہے اور قرآن وحدیث کے فیصلے قطعی ہیں۔ فتوحاتِ مکیہ وغیرہ کتابوں کی بہت سی باتیں مکاشفات کی قبیل ہیں اور کشف میں غلطی کا امکان ہے۔ لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف سے تو مناسبت پیدا کرتے نہیں۔ تصوف میں منہمک رہتے ہیں اور صوفیہ کے اقوال سے متمسک ہو کر قرآن کی تاویل کرنے لگتے ہیں اور فتنہ برپا کر دیتے ہیں۔“

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ ”اس فتنہ پرداز سے شہرت تو ہو جاتی ہے۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ”ہاں بے شک شہرت ہو جاتی ہے۔“ پھر فرمایا: ”ہمارے نواح میں ایک مولوی صاحبِ علم کی تحصیل کر کے آئے اور آتے ہی یہ فتویٰ دے دیا کہ خانگی گدھا حلال ہے۔ اس فتوے پر لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔ ایک مولوی صاحبِ بحث کے لیے آئے۔ قرب و جوار کے دیہات سے بہت سی مخلوق جمع ہو گئی۔ گدھے کو حلال کرنے والے مولوی صاحب بولے۔ بھلا میرے فتوے سے کوئی گدھے کا گوشت کھانے لگا تھا۔ میں تو صرف اپنی شہرت چاہتا تھا۔ سو دیکھیے اللہ کے فضل سے یہ تدبیر کارگر ہوئی۔ بیس بیس کوں تک نام ہو گیا۔ ایک مخلوق میرے دیکھنے کو چلی آئی اور گدھا وہی حرام کا حرام رہا ورنہ مجھے کوئی نہیں پوچھتا تھا۔“

کتمانِ حال و اخفائے کمال

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

کسمانِ حلال و اخفائے کمال حضرت اقدس قدس سرہ کا خاصہ ہے ظاہر بین آپ کو صرف ایک سفید پوش بزرگ سمجھے گا اور اگر کسی کو ذرا علمی ادراک ہوا تو وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ ایک عالم دین اور واقف مسائل سمجھ لے گا اور بس۔ باقی نہ ہوا حق کے نعرے ہیں نہ سکرو محویت کی باتیں نہ لباس تقویٰ کی آرائش ہے نہ سجادہ و تسبیح کی نمائش۔ بظاہر جو کچھ ہے وہ شرعی آداب کے موافق عام مسلمانوں کے سے حالات ہیں۔ اچھی پوشاک بھی ہے۔ مناسب خور و نوش بھی ہے۔ دنیاوی مہمات میں غور و فکر بھی ہے اور عام معاملات میں گفت و شنید بھی۔ خرید و فروخت میں جرح و اصرار بھی ہے اور اختلافات میں (عالمانہ و عادلانہ) بحث و تکرار بھی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے صوفیانہ ظاہر آرائی سے شرم آتی ہے۔ حتیٰ کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر بازار میں چلنا بھی گوارا نہیں اور فرمایا ہمارے اکابر مشائخ کا شیوہ بھی یہ ہے کہ وہ عوام سے کم ممتاز ہوتے ہیں۔ اگلے

غنائے قلب اور سیر چشمی

عالم اسباب میں تمام دینی و دنیوی امور اسباب و علل کے سلسلے میں مربوط ہیں۔ جن بزرگ ہستیوں کو فی الواقع ”خاک را بنظر کیما کنند“ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ انہیں بھی جب مہمات معیشت میں مال کی ضرورت ہوتی تو اس طاقت خارق عادت سے کام نہیں لیتے۔ حضرت اقدس قدس سرہ بھی اگر سنت قدیمہ کے مطابق اپنے معتقدین و متوسلین کے بطیب خاطر پیش کیے ہوئے ہدایا قبول فرماتے تھے تو یہ بات چنداں قابل ذکر نہ تھی۔ البتہ قابل ذکر آپ کی وہ قناعت اور سیر چشمی تھی جو اس باب میں آپ کا دستور العمل تھی۔ کوئی معتقد تھوڑا بہت جو کچھ بھی ہدیہ پیش کرتا، قبول فرما لیتے تھے۔ کمی و بیشی کا مطلق خیال نہ فرماتے تھے۔ اگر کچھ بھی پیش نہ کرتا، تو بھی کسی قسم کا ملال نہ فرماتے۔ غرض نہ کسی سے کچھ توقع ہوتی، نہ کسی کے بازوئے ہمت کا انتظار ہوتا۔ ۲۷۱

ناموسِ اسلام کی پاسداری

عربی میں ایک بہت بڑی کتاب کئی جلدوں میں چھپ رہی تھی۔ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد) قدس سرہ نے ان جلدوں کی خرید کے لیے مطلوبہ رقم ارسال کر دی۔ ہر جلد چھپنے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچ جاتی تو آپ اس کا مطالعہ فرما لیتے۔ ایک ایسی جلد موصول ہوئی کہ اس میں اسلام کے کچھ خلاف تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے تمام جلدیں واپسی کر دیں اور تحریر کیا کہ آپ ساری جلدیں واپس لے لیں اور میں رقم کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔ ۱۷۳

ایک تفسیری نکتہ اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

ماسٹر خوشی محمد زار صاحب کا بیان ہے کہ خانقاہ میں مجلس منعقد تھی اور مختلف مسائل پر بحث ہو رہی تھی کہ حضرت اقدس قدس سرہ نے ”يُعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ“ (سورہ بقرہ: ۱۳۶) کی آیت مبارکہ پڑھی اور فرمایا کہ اس جگہ ”ہو“ کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی اثناء میں یہ بھی فرمایا کہ یہ توجہ اور عدم توجہ کا مسئلہ ہے۔ ۱۷۴

شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کی ترغیب

حضرت اقدس قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں قاضی عیاض کی کتاب ”شفاء“ کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ کتاب حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ اس کتاب کو اکثر زیر مطالعہ رکھیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جیسے پاکیزہ موضوع پر تقریر کرتے وقت مستند جامع اور صحیح آثار و روایات کو افراد امت کے سامنے پیش کر سکیں۔ ۱۷۵

فتنہ مرزائیت کی نشاندہی

اکابرین امت میں سے جنہوں نے بھی فتنہ مرزائیت کو اپنی دور بین نگاہوں سے بھانپ لیا انہوں نے فوراً امت کے سرگرم و فعال حضرات کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے متوجہ کیا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۶ء) حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۶۱ء) اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

جن ایام میں مسجد شہید گنج کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد ولولہ و جوش کا مرقع تھا حضرت اقدس قدس سرہ نے مجلس احرار کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا:

”مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جا رہی ہے تو اس کا غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی۔ ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجود اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی۔ لہذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش و ہمت کو مبذول کرنا چاہیے۔“ ۶۷

الحمد للہ حضرت اقدس قدس سرہ کے مبارک زمانے سے لے کر آج تک خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے حضرات کرام برکاتہم العالیہ فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لیے سرگرم عمل ہیں اور یہ عمل و سرگرمی اس خانقاہ شریف کا ایک اور امتیازی نشان ہے۔

تر بیت سالکان کا نرالا انداز

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سالکانِ حق کی تربیت اس انداز میں فرماتے تھے کہ وہ آناً فاناً کامل طریقت بن جاتے تھے اور بعض اوقات یوں توجہء خاص فرماتے کہ سالکان طریقت فیوض و برکات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے مالا مال ہو جاتے۔

حضرت پیر عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید جلال الدین بخاری اچھی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد میں سے تھے اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے (۱۳۳۳ھ) کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے پہلے حضرت شاہ صاحب کو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے سپرد فرمایا تا کہ ”کھولہ شریف“ میں آپ کے پاس رہ کر باقی منازل سلوک طے فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب استعدادِ عالی کے حامل تھے اور منازل سلوک تیز رفتاری سے اخذ کرنے کا خاصہ رکھتے تھے۔ بفضلِ ربی جلد ہی حضرت اقدس قدس سرہ کی زیر نگرانی خلافت مطلقہ کے حامل قرار پائے اور آپ کی اجازت سے اپنے وطن مالوف (احمد پور سیال ملتان) جا کر طالبانِ حق کی تربیت پر مامور ہوئے۔ وہاں سے انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کو عریضہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

”علو والی“ انٹیشن پر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد راستہ ہی میں لوگ فقیر کی طرف رجوع کرنے لگے۔ حیرت ہے کہ یہ رجوع اس قدر بڑھا کہ ملتان پہنچتے پہنچتے تقریباً آٹھ سو آدمی بندہ کے ہاتھ پر حضور کے مرید ہو گئے۔“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فیوض و برکات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت اقدس قدس سرہ کی شفقتِ خاصہ اور توجہء عالی کی بدولت نصیب ہوئی تھیں۔ حضرت اقدس انہیں اپنی جانشینی کا اہل تصور فرماتے تھے۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت و عقیدت

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و عقیدت ایمان کا خاصہ ہے اور الحمد للہ ہمارے اسلاف کو اللہ کریم نے اس محبت و عقیدت سے بہت ہی زیادہ نوازا ہے۔ ایک جمعۃ المبارک کو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ بمقام باگڑ سرگاندہ (ضلع ملتان) قیام فرماتے تھے۔ کسی مصلحت یا ضرورت وقتی کے تحت آپ نے جامع مسجد باگڑ کے خطیب مولانا نور الحق صاحب سے خطبہ جمعۃ المبارک کو مختصر کرنے کا فرمایا۔ مولانا نور الحق صاحب نے خطبہ کا اختصار کرتے ہوئے خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کو بھی حذف کر دیا۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ کے مزاج مبارک میں جلال آ گیا۔ آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”خلفائے راشدین کا ذکر شعائر اہل سنت و جماعت میں سے ہے اسے خطبہ جمعہ کے دوران کسی صورت میں بھی چھوڑنا نہیں چاہیے۔“ ۸

خوش مزاجی

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کے خدائے میں فرماتے ہیں:

”خوش اخلاقی اور شگفتہ مزاجی طبع مبارک کا جو ہر خاص ہے۔ سنجیدہ باتوں اور علمی تقریروں کو چھوڑ کر باقی ہر قسم کی گفتگو ہمیشہ تبسم کے ساتھ فرماتے ہیں جس میں کوئی نہ کوئی لطف و لطائف کا پہلو ملحوظ ہوتا ہے۔“ ۹

حلم و تحمل

پہاڑ کا وقار اور اس کی استقامت ضرب المثل ہے لیکن جب وہ انسان کے دست تصرف کے آگے پاش پاش اور ریزہ ریزہ ہونے سے بچ نہیں سکتا تو ہمارے حضرت کی خودداری و عالی وقاری کی کیا ریس کر سکتا ہے جو نہ کسی انسان کی نادانی و بے تمیزی سے برہم ہوں اور نہ کسی کا

جہل و سوءادب ان کے مزاج کو آشفتہ کرے:

زبردباری ماخوار و زار شد عالم
ز کوہ طاقت ما سنگسار شد عالم^{۱۸۰}

میں نے اپنے مقصد و قانع نگاری کو ملحوظ رکھ کر کئی دیرینہ خادموں سے الگ الگ پوچھا کہ حضرت نے کبھی کسی پر علانیہ اظہار ناراضگی بھی کیا ہے؟ تو اس کا جواب مجھے نفی میں ملا۔ صرف آپ کے ایک رشتہ دار کے متعلق سب کا جواب متفق علیہ تھا کہ بس اسی پر ایک مرتبہ ناراض ہوتے دیکھا ہے کیونکہ اس نے ہتک شریعت کی تھی۔^{۱۸۱}

مہمان نوازی و خادم پروری

حضرت اقدس قدس سرہ کو اپنے مہمانوں کے آرام و راحت کا بڑا خیال رہتا ہے۔ ان کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کا انتظام بڑا باقاعدہ ہوتا ہے۔ سب کے لیے تہیہ مایحتاج اور تفقد احوال مد نظر رہتا ہے۔

آپ کے معتقدین خاص اور مریدان مجاز بھی استفادہء صحبت کے لیے شرف حاضری حاصل کرتے رہتے ہیں۔ آپ سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ ملتے اور کمال شفقت سے پرسش احوال فرماتے ہیں۔ رخصت کے وقت علیٰ قدر مراتب کسی کو کھڑے ہو کر مصافحہ و معاللقہ کے ساتھ کسی کو بیرون خانقاہ تک اور کسی کو آگے دور تک مشایعت کے ساتھ وداع فرماتے ہیں۔^{۱۸۲}

خوشاب میں ایک شب قیام رہا۔ چائے کا وقت آیا تو نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ جو اس قسم کی خدمات کے متولی تھے موجود نہ تھے۔ حضرت اقدس نے خود اپنے دست مبارک سے چائے پکائی۔ پہلے خدام اور دیگر حاضرین کو پلائی پھر خود نوش فرمائی۔ خدام و حاضرین نے اس کام میں ہاتھ بٹانے کی بہتری التجا کی مگر سارا کام خود ہی انجام دیا اور فرمایا مجھے چائے پکانے کی بڑی مہارت ہے۔ حضرت صاحب (خواجہ سراج الدین قدس سرہ) کے لیے میں ہی چائے پکاتا تھا۔^{۱۸۳}

صبر و رضا کی تلقین

حضرت اقدس قدس سرہ سرہند شریف تشریف فرما ہوئے اور آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے صاحبزادے محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ واپس گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے پھر گھر جا کر غم میں مبتلا خواتین کو آہ و بکا سے منع فرمایا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ کے سب عقیدت مند و متعلقین مولانا احمد دین صاحب کیلے والے کے ساتھ الٹی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر مولانا احمد دین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت! آپ نے عالم فاضل ہو کر اظہار غم کا یہ کون سا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ ”حضور ان لوگوں کے رسم و رواج ہیں۔“ آپ نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور احکام دینیہ کی پیروی ہر حال میں مقدم ہونے چاہئیں اور اس قسم کے رسم و رواج سے کامل اجتناب کرنا چاہیے۔“ پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ”ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے، لقائے دوام اسی ذات برتر و اعلیٰ کو زیبا ہے۔ اسی کی رضا کا اختیار کرنا عین عبادت ہے اور اس کی عظمت کے سامنے دم مارنے کی کسی کو جرات نہیں۔“

کسے زچون و چرا دم نمی تواند زد
کہ نقشبند حوادث و رائے چون و چراست ۱۸۴

ذوق سخن

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ اپنے مکتوبات گرامی میں اردو فارسی اشعار تحریر فرماتے تھے اور گاہ بگاہ محفل میں بھی شعر پڑھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ جالندھر تشریف لے گئے وہاں قیام کے دوران ایک ادبی محفل میں اعلیٰ پایہ کے علمی موضوعات پر بحث ہونے لگی۔ اسی دوران حضرت اقدس حالت استغراق میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد یہ حالت ختم ہوئی تو فرمایا:

”صاحب! وحدت الوجود کا تعلق دل سے ہے، کتنا ہی بڑا مولوی کیوں

نہ ہو، مسئلے کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ آئندہ دین تمام اہل کشف تھے۔ اپنی قوت مکاشفہ سے دریافت مسئلہ کر لیتے تھے۔“

مذکورہ ادبی محفل کے اختتام پر جب احباب چلے گئے تو ماسٹر خوشی محمد زار صاحب نے دیکھا کہ حضرت اقدس چارپائی پر لیٹے ہوئے دلاویز انداز میں فرما رہے ہیں:

سرمد غم عشق بو الہوس را ندھند

سوز دل پروانہ لکس را ندھند

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار

این دولت سرمد ہمہ کس را ندھند^{۱۸۵}

ایک دفعہ حضرت اقدس قدس سرہ کسی سفر میں ریلوے وزینگ روم میں تشریف فرما ہوئے۔ عقیدت مند اور متعلقین آپ کے ہمراہ تھے۔ اسی دوران ایک عورت جس کا ظاہر ناپسندیدہ تھا آپ کی زیارت کو آئی۔ خدام نے اس کی حالت دیکھ کر آگے جانے سے روکا۔ مگر حضرت اقدس نے اسے آگے آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس عورت نے آپ کے قریب پہنچ کر درد انگیز لہجے میں یہ شعر پڑھا:

ما و تو از یک گلستانیم از ما رو متاب

آنکہ از قدرت ترا گل کرد ما را خار ساخت

یہ شعر سن کر حضرت اقدس پر رقت طاری ہو گئی اور آپ رونے لگے۔ گاڑی میں سوار ہونے کے بعد بھی آپ کی مبارک آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری رہا۔^{۱۸۶}

آپ پنجابی کے صوفی شاعر علی حیدر کا کلام اکثر سنایا کرتے تھے اور اس شاعر کا یہ بند تو اکثر و بیشتر سامعین و حاضرین آپ کی مبارک زبان سے سنا کرتے تھے:

اس پردیس نوں اساں کروٹن بنایا، تیں دلبر دے سانگے

و سن مینہ تے اچھلن ندیاں، تار ہوئے سارے لانگے

تارے سارے تر تر و ہندے، پئے غافل غوطے کھاندے

آ علی حیدر اساں گل لگ ملیے، متاں مرو نجاں تر ساندے^{۱۸۷}

حضرت اقدس قدس سرہ کو اپنے صاحبزادے حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے خاص قلبی لگاؤ تھا۔ ان کے وصال مبارک کا آپ کو سخت صدمہ ہوا جس کے بعد اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبب پھر ہم کو کیا
آسمان سے بادہ گلگلوں اگر برساکرے ۱۸۸

شباروزی معمولات اور تقسیم اوقات ۱۸۹

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت بالا التزام روزانہ نماز تہجد کے وقت بیدار ہو کر گھر ہی میں نوافل ادا کرتے ہیں اور پھر باتجائع سنت قدرے آرام فرماتے ہیں۔ (حضرت اقدس کا سونا بہت ہی کم برائے نام ہوتا ہے۔ نماز عشاء سے فراغت عموماً قریب بارہ بجے شب ہوتی ہے پھر تھوڑا ہی آرام فرما کر بیدار ہو جاتے ہیں نماز تہجد میں کئی دفعہ آپ کی پچاس بار سورہ یسین پڑھنے تک نوبت پہنچ گئی ہے رمضان شریف میں تمام شب مع خدام مشغول قیام اللیل رہتے ہیں۔ آپ اس وقت زمرہ ”کَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ“ اور ”تَسْجَا فِي جُنُوبِهِم عَنِ الْمَصَاجِعِ“ کے برگزیدہ فرد اور مضمون آیات مذکورہ کے کامل مصداق ہیں۔ ۱۹۰ پوچھے مسجد میں فجر کی اذان ہوتی ہے۔ ذاکرین و متوسلین نماز فجر کے لیے مسجد میں جمع ہو کر ذکر و شغل میں لگ جاتے ہیں۔ ادھر آپ تجدید و ضوفا کر سنتوں کے بعد ٹھیک ایسے وقت مسجد میں تشریف لاتے ہیں کہ حنفی مسلک کے موافق ہر دو رکعت میں سورہ طہ یا سورہ الطہ کے برابر کوئی سورت طلوع آفتاب سے پیشتر تک پڑھی جاسکے۔

نماز فجر کے بعد مصلائے نماز پر بیٹھے بیٹھے آپ ختم خواجگان خاص متوسلین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد حلقہ ہوتا ہے جس میں آپ اہل حلقہ کو توجہ دیتے ہیں۔ یہ روحانی صحبت کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہتی ہے اور سورج اچھا خاصا بلند ہو جاتا ہے۔ پھر آپ چائے نوش فرمانے کے لیے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔

مسجد سے متصل جانب شمال کتب خانہ ہے۔ اس کے متصل ایک خوبصورت کمرہ خاص حضرت کی نشست گاہ ہے جس کا نام تسبیح خانہ ہے۔ نو ساڑھے نو بجے آپ تسبیح خانہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت اکثر متوسلین خصوصاً جو روحانی تربیت پا رہے ہوں۔ آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں کیونکہ صحبت شیخ ان کے وظائف خصوصاً میں داخل ہے ان کا فرض ہوتا ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو جمع ہمت متوجہ ہر شذر کھیں۔ اس وقت ذکر و شغل یا از خود مطالعہ کتاب یا کسی نووارد کی طرف توجہ اور اس سے مصافحہ و معائنہ بھی آداب صحبت کے خلاف ہے:

بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم

تا دیدہ من بر رخ زیبائے تو باز ست

اس صحبت میں آپ مختلف علمی مباحث اور دینی مسائل کا ذکر فرمایا کرتے ہیں۔ علمی ذوق رکھنے والے اس گفتگو میں حصہ لیتے ہیں اور دوسرے اصحاب خاموش سنتے ہیں۔ بعض صرف استفادہ حضوری پر اکتفا رکھتے ہیں اور ان پر بعض مرتبہ ایک سکرو استغراق کی حالت طاری ہو جاتی ہے:

شد ز بیداری من صبح قیامت نومید

بر داز بسکہ تماشا ئے تو از ہوش مرا

گیارہ بجے کے قریب گھر میں تشریف لے جاتے ہیں اور کھانا تناول فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے قیلولہ کا وقت ہے۔ گرمی کی شدت میں ظہر کی اذان قریباً دو بجے ہوتی ہے اور جماعت تین بجنے سے پہلے ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ (یعنی موسم سرما میں) بھر ذوال اذان ہوتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد جماعت قائم ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد آپ رو قبلہ اور دو زانو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں جس کی مقدار ایک منزل (مطابق فی بشوق کے) ہوتی ہے۔ پھر بعض وظائف مقررہ پڑھتے ہیں۔ بعض خاص متوسلین زیر تربیت اس وقت بھی حصول فیوض کے لیے آپ کے ارد گرد بیٹھے رہتے ہیں:

ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم

گر از مقابلہ ینم کہ تیر مے آید

اس کے بعد آپ گھر میں چائے نوش فرما کر تسبیح خانہ میں یا اس کے برآمدہ میں (حسب تقاضائے موسم) تشریف رکھتے ہیں اور متوسلین بھی حاضر ہوتے ہیں۔ یہ صحبت بھی علمی گفتگو اور روحانی افاضہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ چار بجے یا پانچ بجے کے بعد حسب اختلاف موسم نماز عصر سے فارغ ہو کر اسی مجلس میں ختم خواجگان پڑھتے ہیں۔ جس کے بعد اسی جگہ یا تسبیح خانہ میں یا اور جگہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور علمی صحبت کا وہی رنگ جم جاتا ہے۔ عموماً بعد عصر ختم شریف سے فارغ ہونے کے بعد مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ یا رسائل حضرات مجددیہ رحمہم اللہ کا درس ہوتا تھا اور یہی سلسلہ حضرت سیدنا مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور اب ان کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلمہم العالی بھی بیشتر اس پر عمل فرماتے ہیں۔^{۱۹۱}

مغرب کی نماز کے بعد سب اصحاب کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں تو آپ کسی قدر توقف کے ساتھ تسبیح خانہ میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ متوسلین بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہوتے اور حلقہ بستہ بیٹھتے جاتے ہیں۔ اس وقت حضور بعض کتب کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ متوسلین دو زانو دست بر ناف بستہ بصورت حلقہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ بعض اہل حال پر اس وقت سکروبے خودی طاری ہو جاتی ہے۔ کبھی آپ بعض خاص علمی مباحث اور اختلافی مسائل پر گفتگو فرماتے ہیں اور اس سلسلہ میں تفسیر حدیث، اسماء الرجال، لغت کی کتابوں کی دیکھ بھال (یعنی ورق گردانی) بڑی سرگرمی اور توجہ سے جاری رہتی ہے۔ یہ صحبت خصوصیت کے ساتھ زیادہ گرم گرم ہوتی ہے۔ جس میں عموماً رات کے گیارہ بج جاتے ہیں۔ اس لیے نمازِ عشاء کی قرأت میں آپ سورۃ التین اور سورۃ القدر یا انہی کے برابر چھوٹی سورتوں پر اکتفا فرماتے ہیں۔

”فَضْلٌ فِیْ عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِیْ عِبَادَةٍ“ یعنی علم میں افضل ہونا،

عبادت میں افضل ہونے سے بہتر ہے۔ (مکتوٰۃ باب العلم عن عائشہؓ مرفوعاً)^{۱۹۲}

حواشی باب اول

- ۱- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۱
- ۲- ایضاً، ص ۸۳
- ۳- ایضاً، ص ۸۱، ۸۳
- ۴- ایضاً، ص ۸۳
- ۵- ایضاً
- ۶- ایضاً، ص ۸۴
- ۷- ایضاً
- ۸- ایضاً
- ۹- مکتوب گرامی راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف
- ۱۰- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۴
- ۱۱- ایضاً، ص ۸۵
- ۱۲- ایضاً، ص ۸۴
- ۱۳- ایضاً، ص ۸۵
- ۱۴- ایضاً، ص ۸۵-۸۶
- ۱۵- ایضاً، ص ۱۷۷
- ۱۶- حضرت مولانا خواجہ سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دندہ شاہ بلاول تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب مشہور مبلغ اسلام و روحانی بزرگ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ) سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے سے حضرت سید بلاول ہمدانی ہجرت کر کے تلہ گنگ کے اس علاقہ میں آباد ہوئے اور ان ہی کے نام سے یہ موضع آباد ہے۔ ان کی قبر یہی زیارت گاہ عوام ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی بعد ازاں معقولات و منقولات کی تعلیم حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ موسیٰ زئی شریف کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا احمد دین انگوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس سال رہ کر حاصل کی۔ فراغت کے بعد حضرت مولانا احمد دین انگوی نے اپنے تمام طلباء آپ کے حوالے کر دیے۔ چنانچہ آپ پندرہ سال تک اپنے استاد کی جگہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کرتے رہے۔ جب آپ کے استاد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے تو آپ اپنے استاد کے شیخ و استاد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان حاضر ہو کر ان سے بیعت ہو گئے۔ ان کے وصال ۱۲۸۴ھ کے بعد ان کے خلیفہ و جانشین حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ مصنف فوائد عثمانی نے آپ کا ذکر ان القابات سے کیا ہے۔ ”عالم فاضل، صالح متقی، دائم الذکر و الفکر، صاحب استغراق و صاحب حلم و خلق و صاحب سخاوت و صاحب توکل۔“ ۱۳۰۸ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارات مقدسہ کے لیے حجاز مقدس گئے اور حج بیت اللہ اور روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ تیس برس تک دندہ شاہ بلاول میں مسند فیض و ارشاد پر متمکن رہے۔ ۷ شعبان ۱۳۱۳ھ بمطابق ۲۳ جون ۱۸۹۶ء کو آپ نے اپنے آبائی گاؤں دندہ شاہ بلاول میں رحلت فرمائی اور یہیں مدفون ہوئے۔ (ان کے حالات کے لیے دیکھیے: (۱) تاریخ چکوال، ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، چکوال، انجمن توقیر ادب ۱۹۹۲ء، ص ۳۷۷ (۲) حیات صدریہ قاضی عبداللہ، ہری پوری ہزارہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ۱۹۹۹ء، ص ۹۸-۹۹ (۳) تذکرہ علمائے پنجاب، اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء۔

۱۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ
شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۶

۱۸- ایضاً، ص ۵۸

۱۹- ایضاً، ص ۵۸-۵۹

۲۰- ایضاً، ص ۸۶

۲۱- ایضاً، ص ۸۸

۲۲- ایضاً، ص ۸۹

۲۳- ایضاً

۲۴- ایضاً، ص ۸۹-۹۰

۲۵- ایضاً، ص ۸۸

۲۶- ایضاً

۲۷- ایضاً

۲۸- ایضاً، ص ۱۸۰-۱۸۱

۲۹- ایضاً، ص ۹۱

۳۰- ایضاً، ص ۹۲

۳۱- ایضاً، ص ۹۳

۳۲- ایضاً، ص ۹۲ (حاشیہ)

۳۳- ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۴، ۲۰۲ (حاشیہ)

۳۴- ایضاً، ص ۱۷۳

۳۵- ایضاً (حاشیہ ۳)

۳۶- ایضاً، ص ۱۷۷

۳۷- ایضاً، ص ۱۸۱

۳۸- قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم کتب خانہ، فکر و نظر، اسلام آباد:

جلد ۹، ش ۶، ۱۹۷۷ء، ص ۲۶۶-۲۶۷

۳۹- اہل علم کی جنت، خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب لاہور:

ستمبر ۱۹۷۵ء ص ۳۰۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ خان، ایک عظیم دینی کتب خانہ، فکر و نظر (ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد): اپریل ۱۹۷۰ء

۴۰۔ مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۹۴۔

۴۱۔ ایضاً ص ۹۶ / Muhammad umar Kirmani (Lt.Col.R) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P 1996-97, P.880.

۴۲۔ ایضاً ص ۹۸

۴۳۔ ایضاً ص ۹۹

۴۴۔ ایضاً ص ۱۳۵

۴۵۔ حضرت مولانا حکیم عبدالوہاب المعروف حکیم نابینا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حکیم عبدالوہاب بن جان محمد المعروف عبدالرحمن انصاری مشرقی یوپی کے ضلع غازی پور میں قصبہ یوسف پور میں رہتے تھے۔ متحدہ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے آپ بڑے بھائی تھے۔ بچپن میں بینائی جاتی رہی۔ دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی صرف و نحو کی تعلیم وطن میں پائی۔ اعلیٰ تعلیم دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ۱۳۰ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور دہلی چلے گئے۔ دہلی میں تدریس کے ساتھ علم طب کی تعلیم حکیم اجمل خان دہلوی کے والد حکیم محمود خان بن حکیم صادق الشریفی سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد حیدرآباد دکن، بمبئی، شولہ پور اور دہلی میں مطب کرتے رہے۔ معقول و منقول کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ اکثر ذکر و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ نابینائی کی حالت میں تحصیل علم کی اور مہارت تامہ پیدا کی۔ انہی کی طالب علمی کے زمانہ میں یورپ کا ایک سیاح دارالعلوم دیوبند دیکھنے آیا تو اس نے واپس جا کر یورپ کے اخبارات میں دارالعلوم دیوبند کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ دارالعلوم میں

پہنچ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ایک نابینا طالب علم اپنے ساتھیوں کو اقلیدس کا تکرار کروا رہا تھا اور اقلیدس کی مشکل مشکل شکلیں سامنے کے طالب علم کی کمر پر انگلی سے کھینچ کھینچ کر اسے سمجھا رہا تھا۔ یہ طالب علم یہی حکیم عبدالوہاب المعروف حکیم نابینا تھے۔ زمانہ طالب علمی سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مرید عاشق تھے۔ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ میں فوت ہوئے اور قصبہ گنگوہ میں حضرت رشید احمد گنگوہی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کے حالات کے لیے دیکھیے: (۱) نزہۃ الخواطر (عربی) مولانا عبدالحی لکھنوی کراچی قدیمی کتب خانہ ۱۳۹۶ھ جلد ۸، ص ۳۱۸ (۲) تاریخ دارالعلوم دیوبند مولانا قاری محمد طیب کراچی دارالاشاعت ۱۹۷۳ء، ص ۶۲ (۳) ماہنامہ الرشید، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، سہ ماہیال ۱۹۸۰ء، ص ۱۹۵ (۴) تحریک شیخ الہند، مولانا محمد میاں لاہور، مکتبہ رشیدیہ ۱۹۷۵ء، ص ۲۱۳

۴۶۔ مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۵

- ۴۷۔ ایضاً، ص ۱۳۶
- ۴۸۔ ایضاً،
- ۴۹۔ ایضاً، ص ۱۳۷
- ۵۰۔ ایضاً، ص ۱۳۹
- ۵۱۔ ایضاً
- ۵۲۔ ایضاً، ص ۸۰
- ۵۳۔ ایضاً، ص ۷۸۔ ملاحظہ فرمائیں شجرہ اولاد و اخفاء و کرام
- ۵۴۔ ایضاً، ص ۱۰۰-۱۰۱
- ۵۵۔ ایضاً، ص ۱۴۸
- ۵۶۔ ایضاً، ص ۱۴۵-۱۴۸
- ۵۷۔ ایضاً، ص ۲۹۲-۲۹۳
- ۵۸۔ ایضاً، ص ۱۴۵-۱۴۸
- ۵۹۔ ایضاً، ص ۱۴۸

- ۶۰- ایضاً
- ۶۱- ایضاً، ص ۱۰۳ (حاشیہ)
- ۶۲- ایضاً، ص ۱۴۹
- ۶۳- مولانا محمد اسرائیل، صدر الکلام، پشاور: ۱۳۹۵ھ، ص ۹ (تعارف) / محمد خواص خان، تذکرہ علمائے ہزارہ، ۱۹۸۹ء، ص ۲۵۹ / محمد شفیع صابر، شخصیات سرحد، پشاور: ۱۹۷۸ء، ص ۱۳۷ / قاضی عبدالدائم، حیات صدریہ، ہری پور ہزارہ: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، ۱۹۹۹ء
- ۶۴- پروفیسر ڈاکٹر محمد طارق مسعود، صدر الاولیاء، حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی: ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء
- ۶۵- ایضاً، ص روزنامہ جنگ، راولپنڈی: ۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء
- ۶۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۹-۱۵۰
- ۶۷- ایضاً، ص ۱۵۰، ۱۹۵ (حاشیہ)، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۶۰، ۲۶۹-۲۷۰
- ۶۸- خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، مطبوعہ لاہور، س-ن-ص ۵-۶
- ۶۹- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۰ خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، مطبوعہ لاہور، س-ن-ص ۵-۶
- ۷۰- ایضاً، ص ۱۵۰-۱۵۱
- ۷۱- ایضاً، ص ۱۵۱-۱۵۲، ۲۳۷-۲۳۸
- ۷۲- ڈاکٹر فیوض الرحمن، مشاہیر علماء لاہور: طیب اکیڈمی، جلد دوم، ص ۵۷-۵۹ / اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۱ء، جلد دوم، ص ۲۸۸
- ۷۳- مولانا عبدالکریم کلاچوی، مکمل نہفتہ در تہہ خاک، ماہنامہ الرشید، ساہیوال: جلد ۱۳، ستمبر ۱۹۸۵ء، ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ، ش ۱۲، ص ۵، ۱۱

- ۷۴- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ
شعبان ۱۳۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۲
- ۷۵- ایضاً، ص ۱۵۲-۱۵۳ (حاشیہ ۲)
- ۷۶- ایضاً، ص ۱۵۳-۱۵۴
- ۷۷- ایضاً، ص ۱۵۴
- ۷۸- ایضاً
- ۷۹- ایضاً، ص ۲۸
- ۸۰- ایضاً، ص ۳۰
- ۸۱- ایضاً، ص ۱۶۳
- ۸۲- ایضاً، ص ۱۶۴
- ۸۳- ایضاً
- ۸۴- ایضاً، ص ۱۶۵
- ۸۵- ایضاً، ص ۳۳-۳۴
- ۸۶- ایضاً، ص ۳۵
- ۸۷- ایضاً، ص ۲۸-۲۹
- ۸۸- ایضاً، ص ۱۵۴
- ۸۹- ایضاً، ص ۱۵۴، ۲۴۰
- ۹۰- ایضاً، ص ۱۵۵، ۲۹۵ (حاشیہ)
- ۹۱- سید محمد اظہر شاہ قیصر ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ) ماہنامہ دارالعلوم
دیوبند (ہندوستان): جنوری ۱۹۵۲ء، ص ۳
- ۹۲- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ
شعبان ۱۳۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۵
- ۹۳- ایضاً، ص ۱۵۵
- ۹۴- ایضاً، ص ۱۵۵
- ۹۵- ایضاً، ص ۱۵۵-۱۵۷

- ۹۶- ایضاً، ص ۱۵۷
- ۹۷- ایضاً، ص ۱۰ / صاحبزادہ ابرار احمد بگویی، نصیر الدین احمد بگویی ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ: امیر محترم نمبر، جلد ۵، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۷۶ء، ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ، ص ۷۰
- ۹۸- صاحبزادہ ابرار احمد بگویی، علماء و مشائخ بگویی، بھیرہ: مجلس مرکزیہ حزب الانصار (س-ن) ص ۱۶-۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۵ / اختر رائی، تذکرہ علماء پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۱ء، جلد دوم، ص ۷۷۷ / علامہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۵-۱۳۸ / محمد رمضان علوی، مولانا ابوسعید، تعلیم و تربیت: مولانا الحاج افتخار احمد بگویی، ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ: امیر محترم نمبر، اپریل ۱۹۷۲ء، ص ۳۶-۳۹
- ۹۹- مکتوب گرامی حضرت مولانا صاحبزادہ ابرار احمد بگویی، بنام مؤلف، بھیرہ: مؤرخہ ۲۶ جون ۲۰۰۰ء
- ۱۰۰- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۷
- ۱۰۱- ایضاً، ص ۱۵۷
- ۱۰۲- ایضاً، ص ۱۵۷
- ۱۰۳- مفتی سید محمد عظیم الاحسان المجد دی البرکتی، قواعد الفقہیہ، کراچی: الصدق پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ص ۱-ب (کلمتہ) / خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، مطبوعہ لاہور، س-ن، ص ۵-۶
- ۱۰۴- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۷
- ۱۰۵- ایضاً، ص ۱۵۷-۱۵۸، ۲۳۲
- ۱۰۶- ایضاً، ص ۱۵۸، ۲۳۹ (حاشیہ)
- ۱۰۷- ایضاً، ص ۱۵۸، ۲۳۱، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۵۳، ۲۶۲، ۲۶۸

- ۱۰۸- ایضاً
- ۱۰۹- ایضاً، ص ۱۵۸-۱۵۹
- ۱۱۰- ایضاً، ص ۱۵۹
- ۱۱۱- ایضاً
- ۱۱۲- ایضاً
- ۱۱۳- ایضاً، ص ۸۰
- ۱۱۴- ایضاً، ص ۱۰۷
- ۱۱۵- ایضاً، ص ۱۹۸-۱۹۹ (حاشیہ)
- ۱۱۶- ایضاً، ص ۱۰۱-۱۰۲
- ۱۱۷- ایضاً، ص ۱۲۳-۱۲۴
- ۱۱۸- ایضاً، ص ۱۱۰-۱۱۲
- ۱۱۹- ایضاً، ص ۱۱۲
- ۱۲۰- ایضاً، ص ۱۲۹-۱۳۰
- ۱۲۱- ایضاً، ص ۱۱۴
- ۱۲۲- ایضاً، ص ۱۱۴-۱۱۵ / پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانی) کراچی: مکتبہ اسلامیہ س-ن
- ۱۲۳- ایضاً، ص ۱۱۵/۰ ایضاً
- ۱۲۴- ایضاً، ص ۱۱۷
- ۱۲۵- ایضاً، ص ۱۱۵-۱۱۶
- ۱۲۶- ایضاً، ص ۱۷۵ (حاشیہ)
- ۱۲۷- ایضاً، ص ۱۱۷
- ۱۲۸- عکس مکتوب مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔
- ۱۲۹- ایضاً، ص ۳۱۴
- ۱۳۰- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ، ص ۲۸

۱۳۱- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ
شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸-۲۹

۱۳۲- ایضاً، ص ۲۹

۱۳۳- ایضاً، ص ۱۳۴

۱۳۴- ایضاً، ص ۳۳-۳۴

۱۳۵- ایضاً، ص ۹۵-۹۶

۱۳۶- ایضاً، ص ۱۰۱-۱۰۲

۱۳۷- ایضاً، ص ۱۰۲-۱۰۳

۱۳۸- ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۴

۱۳۹- ایضاً، ص ۱۱۳

۱۴۰- ایضاً، ص ۱۱۴

۱۴۱- ایضاً، ص ۱۲۱

۱۴۲- ایضاً، ص ۱۲۱

۱۴۳- ایضاً، ص ۱۲۴

۱۴۴- ایضاً

۱۴۵- ایضاً، ص ۲۳۵ (حاشیہ)

۱۴۶- ایضاً، ص ۱۴۵-۱۴۶

۱۴۷- ایضاً، ص ۱۹۰-۱۹۱

۱۴۸- ایضاً، ص ۱۳۰

۱۴۹- ایضاً، ص ۱۳۱

۱۵۰- ایضاً، ص ۱۳۱

۱۵۱- ایضاً، ص ۱۲۵

۱۵۲- ایضاً، ص ۱۲۴-۱۲۵

۱۵۳- ایضاً، ص ۱۳۲-۱۳۳

۱۵۴- ایضاً، ص ۱۲۰-۱۲۱

- ۱۵۵- ایضاً، ص ۱۲۲-۱۲۳
 ۱۵۶- ایضاً، ص ۱۶۷
 ۱۵۷- ایضاً، ص ۱۶۸-۱۶۹
 ۱۵۸- ایضاً، ص ۱۶۸
 ۱۵۹- ایضاً، ص ۱۶۷
 ۱۶۰- ایضاً، ص ۱۶۸
 ۱۶۱- ایضاً، ص ۱۷۰
 ۱۶۲- ایضاً، ص ۱۷۲-۱۷۳
 ۱۶۳- ایضاً، ص ۲۱۲
 ۱۶۴- ایضاً، ص ۲۵۷-۲۵۹
 ۱۶۵- ایضاً، ص ۲۵۹
 ۱۶۶- ایضاً، ص ۲۶۷
 ۱۶۷- ایضاً، ص ۱۹۶
 ۱۶۸- ایضاً، ص ۱۳۳
 ۱۶۹- ایضاً، ص ۲۳۱-۲۳۲
 ۱۷۰- ایضاً، ص ۲۳۳
 ۱۷۱- ایضاً، ص ۱۹۶-۱۹۷
 ۱۷۲- ایضاً، ص ۲۰۴-۲۰۵
 ۱۷۳- ایضاً، ص ۱۳۲
 ۱۷۴- ایضاً
 ۱۷۵- ایضاً، ص ۱۲۹-۱۳۰
 ۱۷۶- ایضاً، ص ۱۱۸
 ۱۷۷- ایضاً، ص ۱۰۳
 ۱۷۸- ایضاً، ص ۱۳۴
 ۱۷۹- ایضاً، ص ۱۸۲

- ۱۸۰- ایضاً، ص ۱۸۳
- ۱۸۱- ایضاً، ص ۱۸۴
- ۱۸۲- ایضاً، ص ۱۸۹
- ۱۸۳- ایضاً، ص ۱۹۱-۱۹۲
- ۱۸۴- ایضاً، ص ۱۲۰
- ۱۸۵- ایضاً، ص ۱۲۷
- ۱۸۶- ایضاً، ص ۱۲۸
- ۱۸۷- ایضاً، ص ۱۲۹
- ۱۸۸- ایضاً، ص ۱۲۸
- ۱۸۹- ایضاً، ص ۲۰۸-۲۱۰
- ۱۹۰- ایضاً، ص ۲۰۸ (حاشیه)
- ۱۹۱- ایضاً، ص ۲۱۰ (حاشیه)
- ۱۹۲- ایضاً، ص ۲۱۰ (حاشیه ۲)

باب دوم

احوال و مناقب نائب قیومِ زماں صدیقِ دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ

(۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ - ۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ / ۵ - اکتوبر ۱۹۰۴ء - ۷ جون ۱۹۵۶ء)

چند خوانی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں راہم بخواں

باز گوازنجد و از یاران نجد
تا در و دیوار را آری بوجد

مرے بابل جدوں دی جائیاں میں
خدا جانے ترے لڑ لائیاں میں

عالم روحانیت کے تمام بانیوں کا مقصود و حاصل وصول الی اللہ ہے۔ ان میں ناجی طبقہ ایسے نفوس قدسیہ اور پاک باز ہستیوں پر مشتمل ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر پوری طرح عمل پیرا ہے اور کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھام کر احکام الہی کی بجا آوری کرنا ان کا اور ہنر ہے۔ کیونکہ مہر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فائز المرام گروہ کی نشانی ”ہُمْ عَلٰی مَا اَنَّا وَاَصْحَابِی“ بتلائی ہے۔ یہ قدسی صفات ہستیاں جبہ و دستار کی زیبائش و نمائش سے بیزار ہوتی ہیں وہ خلوت گزریں ہوں یا جلوت نشیں، بوریا و خاک پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن ملاء اعلیٰ کے ہم نشیں و مقرب درگاہ حق ہوتے ہیں اور ہمہ تن اپنے رب سے مصروف کار رہتے ہیں۔ شب و روز کمانا، کھانا اور خوب کھانا، سونا اور غافل ہونا ان کا شغل نہیں ہوتا بلکہ انہیں بود و باش کے لیے تنگوں کی کنیا پہننے کے لیے چیتھڑوں کی گدڑی، کھانے کے لیے نان جوئیں کا لقمہ، خشک اور پینے کے لیے جرعد، آب کافی ہوتا ہے اور وہ رات بھر جاگ کر الحاح و زاری کے ساتھ اپنے اور مخلوق خدا کے لیے خیر اور بھلائی کے طالب ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کے تمام لحاظ رشد و ہدایت کے لیے وقف ہوتے ہیں اور وہ ایسے افراد بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں جو صورت و سیرت اور ظاہر و باطن کے لحاظ سے کامل ایماندار اور متقی ہوں۔

وہ دنیا میں مسافر بن کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ یہاں سونے اور چاندی کے ڈھیر لگانا ان کا شیوہ نہیں ہوتا بلکہ وہ آخرت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی انہیں محبوب ہوتی ہے۔ غریبوں، مسکینوں کا بلوا و ماویٰ بننا، بھوکوں کو کھلانا، پیاسوں کو پلانا، تنگوں کو پہنانا، سوالیوں کو دینا، اپنوں اور غیروں کے کام آنا اور دشمن نوازی انہیں مرغوب ہوتی ہے۔

اپنے پاس آنے والوں کے ظاہر و باطن شریعت مطہرہ کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرنا، انہیں اخلاقِ رذیلہ سے ہٹا کر صفاتِ حمیدہ کا خوگر بنانا انہیں عزیز ہوتا ہے۔ وہ خود سراپا ہدایت ہوتے ہیں اور سب کو ہدایت یافتہ دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ ان کی جملہ ریاضتوں اور عبادتوں کا منشا و مقصود ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔ لہذا ان کی مخلوقِ خدا سے محبت و دشمنی بھی اللہ ہی ہوتی ہے۔ وہ خود حیاتِ ابدی کے مشتاق و والہ ہوتے ہیں۔ لہذا وہ اپنے متوسلین و وابستگان کو بھی طالبِ دنیا کی بجائے طالبِ آخرت دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ وہ لقائے الہی کے مستحق بن جائیں۔ وہ خود حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار اور محب و متوالے ہوتے ہیں لہذا سب کو آپ کا حقیقی شیفتہ و والہ اور غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اور سب سے سوا یہ کہ وہ طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود یعنی بارگاہِ رب العالمین میں پہنچا دیتے ہیں:

مرشد مہربان چنیں باید

تادر فیض زود بکشايد

آپ اس باب میں نائبِ قیومِ زماں صدیقِ دوراں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۳-۱۹۵۶ء) کے احوال و مناقب پڑھ کر انہیں مذکورہ بالا صفاتِ ستودہ و خصائلِ عالیہ کا مظہر پائیں گے:

آن امامِ ہمام عبداللہ

از مقاماتِ معرفت آگاہ

دلش آئینہ دارِ جلوۂ ذات

پیروِ راہِ فخر موجودات

نفتاد از کمال استغنا

نگہش بر زخارفِ دنیا

فصل اول

ابتدائی حالات اور تعلیم و تربیت

خاندانی حالات

ضلع لدھیانہ، مشرقی پنجاب (ہندوستان) کی تحصیل جگراؤں کے گاؤں سلیم پور میں متوسط درجے کا راکمیں خاندان آباد تھا جو اپنی دینداری، نیکی اور اخلاقی خوبیوں کی بنا پر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس خاندان کے لوگ سیدھے سادے کاشتکار تھے جو اپنے بازوؤں کی حلال کمائی سے اپنا پیٹ بھرتے اور تن ڈھانپتے تھے اور وہ اپنی خالص عن الریاء نیکی کی بدولت خاص و عام میں محترم و ہر دل عزیز تھے۔

اس خاندان میں ایک بزرگ میاں نور محمد صاحب ولد میاں قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے جو انتہائی دیندار، پاک طینت، سادہ مزاج اور صاحب دل آدمی تھے۔ جو خود صوم و صلوة کے پابند تھے اور اہل بستی کو شرعی احکام کی بجا آوری کے لیے آمادہ کرتے تھے۔ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ انہیں بعض امراض کے موثر دم بھی یاد تھے۔ جس کی بنا پر علاقہ کے لوگ دن رات ان کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی مریض یا ضرورت مند پچھلی رات بھی دم کرانے کی غرض سے آئے تو مجھے جگایا جائے اور آنے والے ضرورت مند کی یوں دیر سے آمد کو بھی اپنے لیے بار محسوس نہ فرماتے تھے۔ کسی ضرورت کے لیے جب کسی دوسرے گاؤں یا قصبہ میں جاتے، جہاں ان کے گاؤں یا علاقے کی کوئی لڑکی بیاہی ہوتی تو اسے اپنی بیٹی تصور کرتے ہوئے اس کی خیر و عافیت ضرور پوچھا کرتے تھے۔ ان عمدہ خصائل و فضائل کی بنا پر ہر آدمی ان کا احترام کرتا تھا۔^۱

ولادت باسعادت:

اس نیک سیرت خاندان کی پاک طینت شخصیت جناب نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۵- اکتوبر ۱۹۰۴ء/ ۲۲ جب ۱۳۲۲ھ کو نائب قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ پیدا ہوئے۔ بوقت پیدائش آپ کی بیعت سے دکھائی دیا کہ جیسے آپ اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہیں۔^۳

ابتدائی تعلیم:

جب آپ کی عمر مبارک چھ برس ہوئی والد ماجد نے آپ کو قریبی مسجد میں تعلیم قرآن کے حصول کے لیے بھیج دیا۔ بفضلِ ربی آپ نے جلد ہی قاعدہ پارہ عم کی ناظرہ تعلیم چھ کلمے نماز کی تراکیب نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور دعائیں حفظ فرمائیں۔ اس کے ساتھ ۱۹۱۱ء میں سلیم پور کے پرائمری سکول میں پہلی جماعت میں داخل کر دیے گئے۔ ۱۹۱۶ء تک اسی سکول میں پڑھتے رہے۔^۴

بچپن کی سادہ لوحی اور سلیم الفطرتی

جب سکول میں داخل ہوئے تو استاد صاحب نے نام درج کرنے کے بعد آپ کو کلاس میں بیٹھنے کے لیے یوں کہا کہ تشریف کا ٹوکرا رکھیے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ”میں سکول کے صحن میں ادھر ادھر ٹوکرا تلاش کرنے لگا مگر وہاں ٹوکرا مجھے کہاں ملتا۔ بعد میں اس محاورہ کے معنی معلوم ہوئے تو اپنی لاعلمی پر بڑی ہنسی آئی۔“

آپ فطرت سلیم کے حامل تھے۔ مشیت ایزدی جو کام آپ سے لینا چاہتی تھی اس کے سارے سامان از خود پیدا ہوتے گئے۔ بزرگوں کا ادب و احترام کرنا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا آپ کو اس چھوٹی عمر میں ہی نصیب ہو گیا۔ علمی ذوق و شوق اور ذہانت و فطانت کا ذخیرہ وافرہ ایام طفولیت میں نصیب ہو گیا۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ قادرِ مطلق نے بچپن ہی سے آپ کو بلا کا حافظہ و دیعت فرمادیا۔ سلیم پور کا کوئی بڑا یا بزرگ سر راہ مل جاتا تو اس سلیم

الطبع، بھولے بھالے اور ہونہار بچے سے کتنی سنانے کی فرمائش کرتا اور آپ اچھا جی کہہ کر رکھتے اور پھر گنتی سنانا شروع فرما دیتے۔

مڈل اسکول میں داخلہ:

آپ نے پرائمری سکول سے وظیفہ حاصل کر کے فراغت پائی اور ہر سال امتیازی نمبروں سے امتحان پاس کیا۔ اپنے والد ماجد اور تایا گرامی کی خواہش پر ڈی بی مڈل اسکول سودی تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ میں ۱۴/ اپریل ۱۹۱۶ء کو داخل ہوئے اور ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء تک اسی سکول میں زیر تعلیم رہ کر مڈل کی سند امتیازی نمبروں کے ساتھ حاصل کی۔ محکمہ تعلیم نے اس دوران آپ کو سکول کی ملازمت کی پیشکش بھی کی لیکن آپ نے دینی تعلیم کے ذوق و طلب کی خاطر اسے قبول نہ فرمایا۔

آہ سرد کی تاثیر

آپ مڈل پاس کرنے کے بعد دھرم کوٹ، ضلع فیروز پور میں مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری کے پاس تشریف لے گئے اور دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ یہاں تک پہنچنے میں نصرت الہی نے غیبی معاونت فرمائی۔ اس بارے میں دو واقعات کتب تذکرہ میں آتے ہیں جن کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت اقدس قدس سرہ خود بیان فرماتے ہیں:

ہمارے گاؤں میں ایک بزرگ صورت عالم دین (مولانا قمر الدین صاحب) کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ جن دنوں میں پرائمری سکول سے وظیفہ یاب ہو کر فارغ ہوا، وہ تشریف لائے۔ مسجد گیا تو انہوں نے مجھے محبت اور پیار سے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے مسائل نماز پوچھنے لگے۔ میں اپنی یادداشت سے جواب دیتا اور صحیح بتاتا رہا۔ ایک مسئلہ انہوں نے ایسا پوچھا جو مجھے نہ آتا تھا مگر تھوڑا سا تامل کر کے اس کا جواب دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جواب گو صحیح تھا مگر اپنے اندازہ اور قیاس سے دیا تھا۔ مولانا نے یہ بات بھانپ لی اور فرمایا کہ تم نے جواب صحیح دیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ جواب معلوم تھا یا اپنے اندازے سے بتایا ہے۔ میں نے کہا کہ اندازے ہی سے جواب دیا ہے۔ اس پر مولانا نے مجھے آفرین کہا اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کر دی

کہ دیکھو دین کا مسئلہ جب اچھی طرح معلوم نہ ہو بتانا نہیں چاہیے۔ اگر اندازے سے جواب صحیح بھی دیا جائے تو آدمی پھر بھی گنہگار ہو جاتا ہے۔ آئندہ اس کا خیال رکھنا۔ پھر انہوں نے مجھے علم دین حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد کسی عربی مدرسہ میں داخل ہو کر علم دین پڑھنا۔ ان سے گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں میرے والد ماجد آگئے۔ مولانا موصوف نے والد محترم سے فرمایا: ”ماشاء اللہ آپ کا بچہ بڑا ہونہار اور ذہین ہے۔“ یہ سن کر والد صاحب بول اٹھے کہ جی ہاں! ماشاء اللہ اسکول میں نمایاں کامیابی پر اس کا وظیفہ بھی مقرر ہو گیا ہے۔“ یہ سنتے ہی مولانا کی حالت متغیر ہو گئی اور آہ سرد بھر کر فرمایا:

”میاں صاحب! آپ نے یہ بہت بری خبر سنائی۔ اے ابھی سے اگر فرنگی کا پیسہ کھانے کا چسکہ پڑ گیا تو پھر یہ دین کہاں پڑھے گا؟ بس یہ تو کسی اسکول کا ماسٹر بن جائے گا۔“

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا موصوف کی سرد آہ اور اس جملے نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ دینی تعلیم کی اہمیت اور دنیوی تعلیم سے نفرت میری طبیعت میں راسخ ہو گئی جس کی بدولت اسکول کے ماحول سے نکل کر عربی مدرسہ میں آنا نصیب ہوا۔^۵

مزید نصرتِ الہی نصیب ہونا

دوسرا واقعہ حضرت مولانا عبدالعزیز میلیسٹا نوی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) کے حالات میں مولانا عبدالرشید نے لکھا ہے:

آپ کی بات کی سحر انگیزی اور اثر پذیری میں ایک واقعہ عجیب و غریب ہے جو میں نے خود ان کی زبان مبارک سے سنا۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ نے بیشمار وعظ فرمائے اور لاکھوں لوگ اس سے مستفید ہوئے یہ بہت بڑا کام ہے۔ اس سلسلے میں کوئی خاص واقعہ سنائیے۔ فرمانے لگے کہ میں کیا اور میرا وعظ کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں تو ان کی کرم نوازی ہے۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں جو کچھ بن پڑتا ہے کہتا رہتا ہوں۔ لیکن ایک واقعہ ایسا ہے کہ جس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بنیاد پر میری نجات فرمادیں گے۔ میں نے سراپا اشتیاق بن کر پوچھا وہ کیسا واقعہ ہے؟ فرمانے لگے:

تم جانتے ہو کہ تمہارے گاؤں ہری پور کے نزدیک ایک قصبہ کوٹ بادل خان تھا۔ میں ایک بار ارات کے ساتھ وہاں گیا ہوا تھا۔

مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تو ایک نو عمر لڑکا جس کے چہرے سے شرافت و نجابت کے آثار ہویدا تھے۔ وہ بھی باقاعدہ جماعت سے نماز پڑھنے آتا۔ مجھے اس کے ذوقِ عبادت کو دیکھ کر خیال ہوا کہ اس سے گفتگو کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ برخوردار تمہارا نام کیا ہے؟ جواب دیا کہ عبد اللہ۔ میں نے پوچھا کہ یہیں کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ سلیم پور تحصیل جگہ گاؤں سے اس شادی میں شرکت کے لیے آیا ہوں۔ مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ یہ میرے استاذ محترم مولانا محمد ابراہیم کے گاؤں کا تھا۔ میں نے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ عبد اللہ نے جواب دیا کہ مڈل کررہا ہوں۔ میں نے کہا کہ پڑھ کر کیا کرو گے؟ تو نہایت بھولپن سے کہنے لگا کہ میرے والد صاحب کا خیال ہے کہ مجھے پنواری بنایا جائے۔ میں نے کہا کہ عبد اللہ تم تو بہت نیک آدمی اور ذہین ہو، تمہیں دین کا علم پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں گے۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا اور پوچھا کہ کہاں پڑھوں۔ میں نے کہا کہ تمہارے گاؤں کے ایک بزرگ حضرت مولانا ابراہیم ہیں ان سے پڑھو۔

اس کے بعد اس لڑکے نے بضد ہو کر اپنے والد صاحب سے کہا کہ میں دین کا علم پڑھوں گا اور حضرت مولانا ابراہیم کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہ دیوبند چلا گیا اور اسی دوران میں اس کے باپ (صاحب) نے شادی کر دی اور مولوی عبد اللہ صاحب نے اسی عرصہ میں حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ شریف) کندیاں شریف (ضلع میانوالی) والوں سے بیعت کر لی اور اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے شیخ کے پاس گزارنے لگا۔

مولانا (مزید) فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سلیم پور کے کھیتوں میں سے گزر کر کہیں آگے جا رہا تھا کہ ایک کنویں سے بیلوں کو ہانکتے ہوئے میاں نور محمد صاحب (مولانا محمد عبد اللہ صاحب کے والد بزرگوار) میری طرف غصے سے آئے اور ہاتھ میں ”پرین“ (بیلوں کو ہانکنے والی چھڑی) تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے میری مرمت کریں گے۔ خیر ایسا تو نہ کیا لیکن بڑے غصے کے عالم میں کہا: ”مولوی تم نے میرے لڑکے کو خراب کر دیا ہے۔ میں اسے پنواری بنانا

چاہتا تھا تو نے اسے ملاں بنا دیا۔ اب کسی مسجد کا امام بن جائے گا اور سارے خاندان کی عزت خاک میں ملا دے گا۔“ میں نے کہا کہ میاں صاحب نہیں ایسا نہ کہو۔ اس نے اللہ کے دین کو حاصل کیا ہے۔ وہ تمہارے خاندان کے نام کو بلند کرے گا۔ اس پر میاں صاحب مجھے برا بھلا کہتے ہوئے واپس ہو گئے۔

اس کے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے شیخ کے پاس رہ کر ان کی وہ خدمت کی اور ایسا فیض حاصل کیا کہ اپنے شیخ کے وصال کے بعد ان کے جانشین بنے اور خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف میں متمکن ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے والد صاحب ایک دفعہ کنڈیاں گئے اور اپنے بیٹے کا اقبال دیکھا اور واپس آئے اور ایک دفعہ مجھ سے ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور مجھے کہنے لگے:

”مجھے معاف کر دو تم نے میرے بیٹے کو بہت اچھا راستہ دکھایا۔ میں کنڈیاں میں اس کو دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میرے بیٹے کا رتبہ تو بادشاہوں سے سوا ہے۔“

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات جب ختم کی تو ان کی آنکھیں آبدیدہ تھیں اور وہ فرما رہے تھے کہ میرا خیال ہے کہ میری عبداللہ کو دین کی طرف راغب کرنے کی تحریک میری نجات کا باعث ہوگی۔^۹

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مدل پاس کرنے کے بعد اس خیال کے تحت کہ کہیں اہل خانہ کسی ملازمت کے لیے مجبور نہ کر دیں۔ چپکے سے مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری کے پاس دھرم کوٹ ضلع فیروز پور چلے آئے۔ ان کی خدمت میں جانے کا مقصد یہ تھا کہ دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ مزید برآں حضرت اقدس کے والد ماجد کے ساتھ ان کے دیرینہ مراسم بھی تھے جن کے باعث وہ دینی تعلیم کے سلسلہ میں معاونت کر سکتے تھے اور آپ کے والد ماجد کو بھی مطمئن کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ مولانا محمد ابراہیم کے زیر تربیت رہے۔“^{۱۰}

بعد ازاں دو برس تک مدرسہ عزیز یہ لدھیانہ میں اور پھر کچھ مدت مدرسہ عربیہ امرتسر

میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فارغ التحصیلی

پھر ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور درس نظامی کے متوسطات سے دورہ حدیث تک کے جملہ علوم (۱۳۳۵ھ تک) چار سال میں حاصل کیے۔ یہاں کے عظیم الشان دینی ماحول، یگانہ روزگار اساتذہ کی تربیت عالی اور اخلاق حمیدہ و محاسن پسندیدہ سے بھرپور استفادہ کیا^{۱۱}

دارالعلوم دیوبند کے ایک ہم جماعت علامہ طالوت صاحب آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

حضرت اقدس قدس سرہ کی جوانی

بہر حال یہ اجنبیت اس وقت جا کر کم ہوئی جب لدھیانہ کا ایک نو عمر پتلا دبلا سبزہ آغا ز نو جوان ہماری جماعت میں آ کر داخل ہوا جس کا نام عبداللہ لدھیانوی تھا۔
یہ نو جوان اتنا کم گو تھا کہ بڑے بڑے باتونی بھی اس کے سامنے آ کر باتیں بنانا بھول جاتے اور اس قدر متین تھا کہ بڑے بڑے ہزل گو اس کے سامنے سنجیدہ بن جانے پر مجبور ہو جاتے۔“

تہجد گزاری اور خشوع نماز

مشہور تھا کہ کم عمری کے باوجود تہجد کے وقت اٹھنے کا عادی ہے اور نماز اور دوسرے فرائض و نوافل اس کی طبیعت ثانیہ بن چکے ہیں۔ خود اگر چہ آج تک نماز پڑھنے کا طریقہ ہمیں نہیں آیا مگر اچھے لوگوں کو خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے دیکھا ضرور ہے۔ اس نو جوان کی نمازوں کا خشوع اچھے لوگوں کی نمازوں جیسا ہی ہمیں نظر آتا ہے۔

نیکی و تقویٰ میں بلند مقام

مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی گوہارے ہم جماعت تھے۔ مگر ان کی نیکی اور تقویٰ کی بنا پر ان کا ادب ہم لوگ ہر طرح ملحوظ رکھتے۔ بہت سے لوگوں سے وہ عمر میں چھوٹے تھے۔ مگر میں نے بڑی عمر والوں کو ان کی نیکی کے سامنے اس طرح جھکتے دیکھا ہے کہ تعجب ہوتا تھا۔ بلکہ بہت سے وہ لوگ بھی جو ہر طرح اور ہر جگہ اپنی اقتدا پسندی اور خود نمائی کا مظاہرہ کرتے رہتے جب ان کے سامنے آتے تو اپنا آپ وہ بھول جاتے۔

ہمارے ساتھیوں میں اکثریت نیک لوگوں کی تھی کیونکہ وہ ماحول ہی ایسا تھا کہ ہمارے جیسے لوگوں کو بھی وہاں بظاہر نیک منش بن کر رہنا ضروری تھا اور بہت سے نیک لوگ تو واقعی نیک اور نیک منش ہی تھے۔ مگر اب جب اس سارے ماحول پر نظر کرتا ہوں اور اپنے آپ کو مکرر ماضی کے تخیلات میں لے جاتا ہوں تو مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ العزیز سب نیک لوگوں میں نمایاں اور الگ ایک خصوصی شخصیت محسوس ہوتے ہیں۔ پھر ان کی نیکی کچھ ایسی نیکی جس میں نہ ریا و سمعت کا گمان تھا اور نہ خود نمائی و خود نگری کا شائبہ۔ گرد و پیش للہیت ہی للہیت برستی معلوم ہوتی تھی،^{۱۲}

فصل دوم

تحصیل و تکمیل سلوک

شروع سے میلان طبع تصوف کی طرف تھا

دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ میں اس وقت ایسے نادرہ روزگار حضرات جمع تھے جو اپنے وقت کے امام کہلائے جانے کے مستحق تھے۔ جو لوگ تصوف سے شغف رکھتے وہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن قدس سرہ العزیز (م ۱۳۴۴ھ) کی خدمت میں جاتے جو تصوف کے ساتھ ساتھ عملیات کا بھی شوق رکھتے وہ حضرت میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے۔ درس و تکرار سے جو وقت بچتا حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ العزیز صرف حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن قدس سرہ العزیز کی خدمت میں گزارتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے ہی حصول علم کے ساتھ بے ریا اور مخلصانہ تصوف کی طرف آپ کا رجحان تھا۔^{۱۳}

پہلی بیعت

دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی تھی اس ضمن میں فرمایا:

”میں رفتہ رفتہ ان بزرگوں (اساتذہ دارالعلوم دیوبند) کی صحبت میں عصر کے بعد حاضر ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی کشش پیدا ہوئی اور ان سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت مفتی صاحب نے پہلے تو میرے طالب علم ہونے کی بنا پر بیعت کرنے میں تامل کیا مگر کئی بار عرض کرنے کے بعد بالآخر طریقہ نقشبندیہ

مجددیہ میں داخل کر لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی ایک نماز اس چھوٹی مسجد میں پڑھ لیا کرو۔ حضرت فرماتے تھے کہ بیعت کے بعد پانچوں وقت اسی مسجد میں نماز پڑھنا میرا معمول بن گیا تھا اور حضرت مفتی صاحب نے نسبت مجددیہ کی جس لذت سے قلب و روح کو آشنا کیا تھا وہی بالآخر مجھے قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ کشاں کشاں لے آئی۔“ ۱۴

بزرگوں کی خدمت کا جذبہ

حضرت اقدس قدس سرہ کو اللہ کریم نے بزرگوں کی خدمت کا جذبہ شروع سے ہی عنایت فرمایا تھا۔ آپ اپنے مرشد اول حضرت مفتی عزیز الرحمن قدس سرہ (م ۱۳۳۴ھ) سے کس طرح اخذ نسبت فرماتے رہے اور ان کا کس قدر احترام کرتے رہے۔ آپ کے ہم سبق علامہ طالوتؒ فرماتے ہیں:

”مجھے مفتی صاحب (حضرت عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں متواتر حاضر ہونے کی ضرورت ہوتی اور جب بھی جاتا، والد صاحب مرحوم مغفور کی وجہ سے خصوصی توجہ اور احترام کا مستحق گردانا جاتا اور جب بھی جاتا حضرت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ العزیز کو ایک کونے میں گھٹنے بچھائے سر جھکائے بیٹھے دیکھتا اور جب مفتی صاحب مرحوم کہیں جاتے تو وہی ان کا جوتا اٹھا کر ان کے سامنے جوڑتے اور پھر سر جھکائے ساتھ ساتھ ہو لیتے۔ میں تو اپنا مطلب پورا کر کے واپس آ جاتا مگر مولانا سارا فالتو وقت انہیں کی خدمت میں رہتے، فقہ کے مسائل حل کرنے والا محروم رہا اور سر جھکا کر چپ چپ بیٹھنے والا کامیاب و فائز ہوا۔“ ۱۵

حضرت مفتی عزیز الرحمن نقشبندی مجددی قدس سرہ چاروں سلاسل (نقشبندیہ، قادریہ

سہروردیہ چشتیہ) میں مجاز طریقت تھے مگر ان کا رجحان طبع نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھا لہذا انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تربیت بھی نقشبندی سلسلہ میں شروع فرمائی۔ گویا اللہ کریم نے آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کا کام لینا تھا لہذا شروع سے ہی اسی سلسلہ پاک کی تربیت کا انتظام و انصرام فرمادیا تھا۔

شادی

جب شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ فروری ۱۹۲۶ء میں حضرت اقدس قدس سرہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے گھر واپس تشریف لائے تو والد محترم نے آپ کی شادی کردی۔^{۱۶}

زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ سے عقیدت

حضرت اقدس قدس سرہ کو دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں ہی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) سے بھی عقیدت ہو گئی تھی۔ حضرت مولانا طاہر (عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ، م ۱۹۶۳ء) تحریر فرماتے ہیں:

ایک بار معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) دارالعلوم تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں میانوالی کے۔ ہم نے اپنے طالب علمی کے غرور فضول میں انہیں محض پیر ہی سمجھا اور ان کی زیارت کے لیے جانے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ جب وہ تشریف لا چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوت چائے بھی دی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ جب پے در پے اتنی باتیں ہمارے ذہن میں در آئیں تو تعصب کم ہوا اور خیال ہوا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں اس لیے ان کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ چنانچہ ان کی خدمت میں گویا بادل نخواستہ جانا ہوا۔ پیر صاحب کی غیر معمولی شخصیت کا کوئی خاص اثر اس وقت یاد نہیں۔ البتہ یہ بات اب تک نقش بر سنگ ہے کہ

ہمیں بڑا تعجب ہوا جب ہم نے اپنے دوست مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کو وہاں بھی دوزانو سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیر تک ہم یہ سوچتے رہے کہ جب یہ اس طرح بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب کوئی بہت بڑے ولی اللہ ہوں گے۔ گویا ان کی اس وقت کی نیکی محض ذاتی نیکی نہیں تھی بلکہ نیک نما بھی تھی۔ ۱۷

حکمت و طبابت سیکھنے کا عزم

حضرت اقدس قدس سرہ کو رشتہء ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد اہل و عیال اور والدین کے لیے کسبِ معاش کی فکر لگی دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہونے کے دوران آپ کو اپنے ہم سبق حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ سرگودھا میں مولانا حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ معروف و حاذق طبیب ہیں جو اس فن کی درس و تدریس بھی کرتے ہیں لہذا حضرت اقدس قدس سرہ نے طبابت کو ذریعہء معاش بنانے کا خیال فرمایا اور حکمت سیکھنے کی غرض سے عازم سرگودھا ہوئے۔ حکیم صاحب کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کی طلب و اشتیاق کے پیش نظر حلقہء درس میں شامل کر لیا۔

دوسری بیعت اور خانقاہ سراجیہ پر تشریف آوری

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ کے ارادتمندوں میں سے تھے اور حضرت اقدس حکیم صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ حسب معمول ایک بار تشریف فرما ہوئے اور مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو پہلی بار دیکھا تو حکیم صاحب سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ ان کا نام مولوی محمد عبداللہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور طب سیکھنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”یہ طبیب بننے تو نظر نہیں آتے البتہ آپ انہیں پڑھاتے رہیں تاکہ

ان کا شوق پورا ہو جائے۔“

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے ہمراہ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں) خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اقدسؒ نے حکیم صاحب سے فرمایا:

”آپ مولانا محمد عبداللہ صاحب کو اپنی حکمت جلد پڑھادیں کیونکہ اس کے بعد مجھے ان کو اپنی حکمت بھی پڑھانی ہے۔“

بعد ازاں حضرت اقدسؒ نے فرمایا:

چند خوانی حکمت یونیاں

حکمت ایمانیاں راہم بخواں

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے جب حضرت اقدس قدس سرہ کی زبان مبارک سے یہ شعر سنا تو ذوقِ طبّ آموزی سرد پڑ گیا۔ واپس سرگودھا پہنچ کر حضرت اقدس کو اپنے حالِ دل سے بذریعہ خط آگاہ فرمایا۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے حکیم صاحب کو لکھا کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب کی طبی تعلیم جہاں تک ہو گئی ہے کافی ہے۔ انہیں خانقاہ پر بھیج دیجیے۔

پھر آپ خانقاہ سراجیہ شریف پر آ گئے اور آئے بھی یوں کہ پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو گئے۔ پندرہ برس تک اپنے پیرومرشد سے روحانی فیض حاصل کیا اور اس عرصہ میں سفرو حضر میں آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ جملہ باطنی کمالات کو حاصل کرنے کے بعد مجازِ طریقت ہو گئے:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عطاءِ خلافت

قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) نے اپنی حیات مبارک میں ہی حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس کو اپنا جانشین نامزد فرمایا تھا اور اپنے جامعِ وصیت نامہ میں (جو حضرت اقدس کے حالات میں پہلے باب میں شامل ہے) آپ کو خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی اجازت مرحمت فرمانے کے علاوہ خانقاہ شریف کی

جملہ املاک کے حقوق وراثت بھی آپ کو عطا فرما دیے تھے۔ علامہ طالوت تحریر فرماتے ہیں:

”چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں کام لینا تھا اس لیے اول ہی سے سلسلہ نقشبندیہ میں تربیت کا انتظام ہو گیا۔ تحصیل علم ہی کے زمانہ سے وہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے بھی معتقد ہو گئے تھے اور ۱۹۲۶ء میں تحصیل علم سے فراغت کے بعد ہی حضرت کی خدمت میں حاضری دے دی۔ اگرچہ اس اثنا میں ان کی شادی وغیرہ بھی ہو گئی اور والدین کے علاقہ بھی تھے۔ مگر یہ سب باتیں اور تعلقات آپ کو سلوک طے کرنے سے روک نہ سکے اور پہلے تو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خانقاہ شریف حاضر ہوتے رہے مگر پھر مستقل طور پر حضرت کی خدمت میں مقیم ہو گئے اور سفر و حضر میں حضرت کی خدمت و ملازمت میں رہے۔ مسلسل چودہ سال کی محنت شاقہ کے بعد اگرچہ وہ ہر طرح مکمل تھے اور لوگوں کے رشد کی خاطر انہیں اجازت دی جاسکتی تھی مگر حضرت مولانا مرحوم کی نظر اقدس میں ان کا مقام محض ارشاد و ہدایت کی اجازت سے بہت ارفع تھا۔ چنانچہ آپ کو پھر بھی خانقاہ کے قیام چھوڑنے کی اجازت نہ ملی۔ حضرت مولانا کے دو فرزند ارجمند تھے۔ ایک صاحبزادہ محمد معصوم صاحب اور دوسرے صاحبزادہ محمد سعید صاحب، صاحبزادہ محمد سعید صاحب جوانی ہی میں دو چھوٹے بچے (صاحبزادہ محمد عارف اور صاحبزادہ محمد زاہد) نشانی چھوڑ کر والدین کو داغ مفارقت دے گئے اور بڑے صاحبزادے محمد معصوم صاحب اگرچہ نیک، صالح اور ذی علم تھے مگر سلوک میں ان کا درجہ اتنا بلند نہیں تھا جتنا مولانا محمد عبداللہ صاحب کا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ نے جو ہر قابل کو نسل فاخر پر ترجیح دی اور خانقاہ شریف کی تولیت آخر وقت میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب (قدس سرہ) کے سپرد فرمائی اور کتب خانہ اور چھوٹے پوتوں کی تربیت کا بھی انہیں ولی مقرر فرمایا۔“^{۱۹}

فرض منصبی کی ادائیگی

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) نے آپ کو اپنانا باب اور خلیفہ اعظم مقرر فرمایا۔ اس مسند ارشاد اور منصب عالیہ کی آپ نے ہمیشہ پاسداری فرمائی۔

آپ نے ضمیمت شیخ کے مقتضا اور نیابت قیوم زماں کے منشا کو ایک اہم فریضہ سمجھ کر پورا فرمایا۔ حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے تردد و انتشار سے محفوظ رکھا اور بفضل ربی طالبان حق کی رہنمائی فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو توجہ و عنایت کی بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی ایک معمولی سی نظر طالب حق کے قلب و روح کو کیف و سرور سے معمور فرما دیتی تھی۔

آپ کے شیخ و مربی نے منصب شیخی کی امانت الہیہ وراثت کی بجائے اہلیت کی بنیاد پر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ لہذا آپ نے بھی بفضل ربی اس مسند عالیہ کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی آسائشوں کے لیے استعمال نہ فرمایا۔ اپنے پیرومرشد کے آستانہ مبارک کی عزت و حرمت کو مقدم سمجھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا۔^{۲۰}

حرمت شیخ کی پاسداری

حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کنڈیاں میں ایک مولوی صاحب تھے جو حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) سے عنادر کھتے تھے اور نامناسب تنقید سے بھی نہ چوکتے تھے۔ ایک دفعہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے سلسلہ میں کتب خانہ خانقاہ سراجیہ میں کتابیں دیکھنے آئے۔ فقیر نے حضرت اقدس (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کو اطلاع دی۔ کہ فلاں صاحب کتابیں دیکھنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کتب خانہ ان کے لیے کھول دو۔ چنانچہ کتب خانہ کھول دیا گیا۔ انہوں نے مطلوبہ کتب دیکھیں۔ اس کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں آ بیٹھے اور ادھر ادھر کی زمانہ سازی کی سی باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتیں سننے کے بعد حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ) کے چہرے پر غیرت و جلال کے آثار نمایاں ہو گئے۔ فرمایا:

”بس مولوی صاحب زیادہ باتیں نہ کریں۔ آپ ہمارے شیخ حضرت

قبلہ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان درازی کرتے

رہے ہیں اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا فرمان ہے ”ہر کہ با پیرو توبد باشد

و تو باوے بدنباشی 'سگ از تو بہتر۔'

یہ فرماتے ہوئے حضرت اقدس قدس سرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ وہ مولوی صاحب چپکے سے اٹھے اور اپنا سامنہ لے کر چلے گئے۔ ”نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ“

رشد و ہدایت کے چشمے جاری فرمائے

حضرت علامہ طالوت نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروزی کے بارے میں رقمطراز ہیں:

”اور اس طرح آپ کا قیام مستقل طور پر خانقاہ سراجیہ، نزد کنڈیاں ضلع میانوالی میں ہو گیا اور آپ نے وہاں بیٹھ کر رشد و ہدایت اور علم و عرفان کے ان چشموں کو جاری رکھا جن میں آقائے دو جہاں (بابائنا ہو امہاتنا) نے جاری فرمایا تھا اور جنہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایک ہزار سال کے بعد دوبارہ کفر و الحاد کی گندگیوں سے صاف فرما کر قرونِ اولیٰ کی طرح مجلّا اور مصفا فرمایا تھا۔ آپ کا کام اس قدر اہمیت کے باوجود اتنا بے معلوم تھا کہ اگر کوئی صاحب بصیرت نہ ہو تو اسے کچھ نظر ہی نہیں آ سکتا تھا کیونکہ اس میں نہ کسی قسم کی تشبیہ تھی اور نہ کسی قسم کا ریا، نہ مخلوق کی جواب دہی کا اس میں کچھ سلسلہ تھا اور نہ مخلوق کے لیے کوئی نمائش کا اس میں سامان۔ وہ ایک چھوٹا سا مدرسہ فکر تھا جو آبادی کے ہنگاموں سے دور کنڈیاں سٹیشن سے تین میل بعید تھل کی سرزمین میں یوں موجود تھا جیسے ”وَادِی غَیْر ذِی زَرْع“ میں وہ عمارت نظر آتی تھی جسے ابراہیم و اسماعیل (علی نبینا و علیہما السلام) نے بنایا تھا۔“ ۲۲

محبت شیخ و مربی

حضرت اقدس قدس سرہ نے چودہ برس کا طویل عرصہ اپنے شیخ و مرشد کے پاس گزارا۔ حلقہ ارادت میں آ جانے کے بعد مستقل طور پر حضرت کی خدمت میں مقیم ہو گئے۔ سفر و حضر میں ساتھ رہا۔ یوں فنا فی الشیخ ہوئے کہ اتنے طویل عرصہ میں صرف چند بار اپنے وطن مالوف (سلیم پور۔ لدھیانہ) والدین اور اہل و عیال سے ملنے تشریف لے گئے۔ جب آپ کے شیخ و مربی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان نے وصال فرمایا تو آپ پر ایک کوہ گراں آگرا۔ جب کبھی ہجر شیخ میں مستغرق ہوتے تو اپنے مخصوص پروردگار متزنم اور پرتاثر اسلوب میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے آپ کی مبارک آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں:

باز گو از نجد و از یاران نجد
تا در و دیوار را آری بوجد
مرے بابل جدوں دی جائیاں میں
خدا جانے ترے لڑلائیں میں
وَ كَيْفَ تَرَى لَيْلَى بَعِينَ تَرَى بِهَا
سِوَاهَا وَمَا طَهَّرَتْهَا بِالْمَدَامِ
وَتَسْمَعُ بِالْأَذْنِ الْكَلَامَ وَقَدْ جَرَى
حَلِيَّتُ سِوَاهَا فِي خُرُوقِ الْمَسَامِعِ

ترجمہ: (۱) اپنے محبوب کو تو اس آنکھ سے کیسے دیکھ سکتا ہے جس سے تو دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔ اس حال میں کہ تو نے اسے آنسوؤں سے دھو کر پاک بھی نہیں کیا۔ (۲) اور اپنے کاتوں سے محبوب کا کلام تو کیسے سن سکتا ہے جبکہ تیرے کان کے سوراخ غیروں کے قصوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

سامعین و حاضرین پر آپ کی زبان مبارک سے یہ اشعار سن کر حزن و غم کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ کیوں نہیں دردِ دل کو اہل دل ہی سمجھتے ہیں۔^{۲۳}

فصل سوم

سفر آخرت

پس ماندگانِ کرام اور خلفائے عظام

سفر آخرت

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوقدس سرہ کے وصال مبارک کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے:

”حضرت اقدس نے دوبار حج بیت اللہ شریف فرمایا۔ دوسرے حج کے بعد عالم فانی سے روگردانی کے آثار کچھ زیادہ نمودار ہونے لگے تھے۔ حافظ سید عبدالحمید بہاولپوری راوی ہیں کہ دوسرے حج سے واپسی کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) نے جو باتیں بتائی تھیں وہ سب کی سب اس حج کے موقع پر حل ہو گئیں۔ بس ایک عقدہ باقی رہ گیا ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی عنقریب حل ہو جائے گا۔ یہ اشارہ اس طرف تھا کہ مقامات عالیہ مجددیہ کے تمام اسرار و معارف اور سلسلہ ارشاد کے تمام مقاصد پورے ہو چکے ہیں۔ اب رفیق اعلیٰ سے ملنے کا معاملہ باقی ہے۔ آپ کی گفتگو اظہار و احوال سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا دل عالم آب و گل سے سیر ہو چکا ہے، مزاج مبارک میں طبعی حرارت کے علاوہ محبت الہی کے سوز دروں نے بھی ایک آگ سی لگا رکھی تھی، سرد آہیں کثرت سے بھرا کرتے تھے۔“

اسی دوران دردِ دل و دلچ کی شکایت ہو گئی جس سے اضطحال بہت بڑھ گیا۔ مقامی علاج سے جب کچھ افادہ ہوا تو حکیم عبد المجید صاحب سیفی نے اپنے ہاں مستقل علاج کے لیے لاہور تشریف لانے کی دعوت دی۔ آخر ماہِ رجب ۱۳۵۵ھ (مارچ ۱۹۵۶ء) راقم الحروف (مولانا محبوب الہی) کی دختر کی شادی لاہور میں تھی۔ اس پر حضرت اقدس مدعو تھے چنانچہ شادی کی تاریخ سے پہلے ہی لاہور تشریف لے آئے۔ سیفی صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص معمولات کے مطابق علاج کیا۔ الحمد للہ طبیعت بحال ہو گئی۔ تقریباً بیس یوم قیام فرمایا۔“ ۲۳

وصال مبارک

آپ نے شعبان ۱۳۵۵ھ مارچ ۱۹۵۶ء میں سرہند شریف کا آخری سفر فرمایا اور ایک ہفتہ بھر وہاں قیام فرما رہے۔ بعد ازاں لاہور کے راستے خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لائے۔ آپ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک مانسہرہ میں بسر فرمایا کرتے تھے۔ اس سال رمضان المبارک اپریل مئی میں پڑ رہا تھا اور موسم بھی قدرے معتدل تھا۔ لہذا خانقاہ سراجیہ شریف ہی بسر فرمایا۔ حسب معمول اس مبارک ماہ کی راتیں سحر تک تراویح و مراقبات میں بسر فرمائیں۔ بفضلِ ربی طبیعت بہت ہشاش بشاش رہی۔ وسط شوال میں موسم زیادہ گرم ہو گیا۔ مانسہرہ تشریف لے جانے کا عزم فرمایا کہ بوجہ غلبہ صغرا علیہ ہو گئے۔ ماہرین و حاذق اطبا مولانا حکیم چن پیر اور حکیم محمد زبیر خانقاہ شریف پر حاضر خدمت ہوئے۔ علاج و معالجہ جاری رہا مگر افادہ نہ ہوا۔

عقیدت مند اور متوسلین غم و اندوہ میں ڈوئے ہوئے تھے لیکن آپ سب کو ہمت و حوصلہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ روز وصال دریافت فرمایا کہ آج کون سادہ ہے؟ عرض کیا گیا جمعرات کی رات ہے۔ اطمینان کا سانس لیا۔ حکیم عبد المجید احمد سیفی نے نبض دیکھی۔ حضرت اقدس نے پوچھا کہ نبض کا کیا حال ہے؟ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے نبض بہت کمزور ہے۔ یہ سن کر فرمایا ”ماشاء اللہ“ اور پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ اتفاق سے حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ اپنے بھائی کے ہاں ”بوتے والا“ تشریف لے گئی ہوئی تھیں اور گھر میں صرف آپ کی

صاحبزادی صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ جو اپنے واجب الاحترام اور پیارے والد گرامی کی اس بیماری و حالت سے بے حد آزرده خاطر تھیں۔ حضرت اقدس باہر تشریف فرما تھے اور صاحبزادی صاحبہ اندر تشریف فرما تھیں۔ حضرت اقدس انہیں حوصلہ دیتے رہے۔ بالآخر رضائے الہی کا وقت مقرر آ پہنچا۔ اب آپ نے اپنا رخ انور اور توجہ سب سے موڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ کی جانب کر لیا اور یوں چار روز علیل رہنے کے بعد بروز جمعرات رات ساڑھے بارہ بجے ۲۷ شوال المکرم ۱۳۷۵ھ بمطابق ۷/ جون ۱۹۵۶ء رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۲۵

جمعرات کی صبح نو بجے اطراف و اکناف سے آئے ہوئے مجمع کثیر نے مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ ظلہ العالی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی اور آپ کو قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی قبر مبارک سے مغربی جانب ذرا جنوب کی طرف لحد مبارک میں آسودہ خاک کیا گیا۔ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا خان محمد بطن اللہ ظہم العالی نے تین احباب کی مدد سے حضرت اقدس کو لحد مبارک میں اتارا اور کئی بار پردہ چہرہ مبارک سے ہٹا کر با چشم پر نعم یہ شعر پڑھتے ہوئے الوداع کیا:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیرندیدیم و بہار آخر شد ۲۶

قطعہ تاریخ وصال و مدحت نائب قیوم زماں صدیق دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ

عصر خود را مجد و ذیشان	پیشوائے طریقت احمد خاں
قلب او سلسبیل فیض ابد	بود قیوم امت احمد
بود اندر زمانہ لاٹانی	ٹائیش ہر کراہی خوانی
از مقامات معرفت آگاہ	آں امام ہمام عبداللہ
پیرو رو فخر موجودات	دلش آئینہ دار جلوۂ ذات
جاں زسوز و گداز طوفاں خیز	قدمش در طریق عرفاں تیز
نگہش بر زخارف دنیا	نفتاد از کمال استغنا
محکم از شرع مصطفیٰ عملش	بہ جبین سر بلندی از لش
آمینا یوم قیل من راق	فانی از خویش و با خدا باقی
بہ حرم گاہ قدس آسودہ	نظرش کیمیا اثر بودہ

فصل سبحانہ تعالیٰ شد
صاحب فضل ہادیٰ ماشد

نتیجہ فکر: حافظ محمد اقبال فکر

۱۳۷۷ھ

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی عقیدت و محبت میں نکلنے والے آنسو

جناب پروفیسر محمد انور الحسن انور شیر کوٹی لکھتے ہیں:

”مولانا ابوالسعد صاحب خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی (پاکستان) کے بہت عظیم المرتبہ شیخ طریقت اور اہل اللہ حضرات میں سے تھے ان کے بہت سے خلفا اور مریدین کا حلقہ ہے جو اپنی اپنی جگہ شیعہ ہدایت روشن کر رہا ہے۔ ان کے بعد ان کے خلیفہ مولانا عبداللہ صاحب فاضل دیوبند خانقاہ میں جانشین ہوئے جو میرے ہمدرس رہے ہیں۔ میں نے بھی مولانا محبوب الہی صاحب منگلوری کی معیت میں ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۶۵ء کو پیر کے دن صبح سات بجے یہ خانقاہ دیکھی۔ اس وقت خانقاہ کے سجادہ نشین اور خلیفہ مولانا ابوالسعد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند ہیں جو نہایت خوش اخلاق اور صحیح جانشین ہیں۔ دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھایا اور بعد ازاں آموں سے لطف اندوزی کا موقع ملا لیکن وہ چیز جس نے میری روح کو تازہ کر دیا وہ یہاں کا کتب خانہ ہے جس میں تفسیر و حدیث کا بالخصوص اور دیگر علوم و فنون کی کتابوں کا بالعموم نایاب ذخیرہ یہاں موجود ہے۔

خانقاہ میں آکر مولانا ابوالسعد صاحب اور مولانا عبداللہ صاحب رحمہما اللہ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔ مولانا عبداللہ صاحب کی یاد میں دل بھر آیا۔ وہ لاہور آئے تھے تو غریب خانے پر بھی انہوں نے چائے تناول فرمائی تھی۔ ہم سبق ہونے کے باعث جہاں لاہور میں ان کے مریدین دور دور حلقہ بنائے بیٹھتے وہاں مولانا مجھے اپنے برابر میں بٹھاتے اور فرماتے یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے سیدنا و مولانا محمد انور شاہ صاحب سے بخاری پڑھی ہے۔ غرضیکہ مولانا عبداللہ صاحب کی یاد میں آنکھوں میں آنسو آ گئے اور حسب ذیل فی البدیہہ اشعار ان کی یاد میں بے ساختہ قلم سے نکل گئے:

مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

ان ہی کے جلووں کا ہے سب نظارا ان ہی کی الفت نے ہے مجھ کو مارا

ہائے وہ خورشید انور کہاں ہے ہائے کہاں ہے وہ چاند پیارا
آنکھوں سے اپنی اوجھل ہوا ہے تھا جو ہماری آنکھوں کا تارا
جاتی رہی ہے تسکین دل کی جاتا رہا ہے دل کا سہارا
مدت ہوئی جب دیکھا تھا میں نے لاہور میں اپنا وہ چاند تارا
آیا تھا میں خانقہ میں تمہاری جلوہ نہ آیا نظر پر تمہارا
روئے پہ حاضر ہوا ہوں تمہارے مرقد پہ آیا ہے انور تمہارا
روئے سے اٹھیے انور سے ملیے مہماں سے اچھا نہیں ہے کنارا
بے صبر ہے دل بے تاب ہے دل اب تو دکھا دو صورت خدا را
روئے منور کا جلوہ دکھا دو اٹھ کر کرا دو اپنا نظارا
اٹھ کر کرا دو اپنا نظارا چل کر بہا دو رحمت کا دھارا
محبوب بھی تو ہے ساتھ آج آیا وہ بھی تو عاشق ہے آخر تمہارا

انور کے دل پر جو ہے آج گزری

اس کو نہ پوچھیں مجھ سے خدا را

(انوار عثمانی: مکتوبات شبیر احمد عثمانی، مکتبہ اسلامیہ، کراچی، س-ن، ص ۲۸۷)

ازواج و اولادِ امجد و پس ماندگانِ کرام

اولاد میں ایک صاحبزادی صاحبہ دامِ مجد ہا اور ایک صاحبزادہ مولانا حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۹ء) ان کی والدہ ماجدہ دامِ مجد ہا، دو چھوٹے بھائی جناب ماسٹر بدر الدین اور جناب میاں محمد ابراہیم اور علاوہ ازیں ہزاروں وابستگانِ سلسلہ پاک آپ کے پس ماندگان میں شامل تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے برادرانِ گرامی اور دیگر اعزہ کرام سلیم پور لدھیانہ سے منتقل ہو کر بستی سراجیہ متصل خانیوال میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں مقیم ہیں۔^{۷۲}

خط

سید

بسم الله الرحمن الرحيم و اما مال التبت فی غیر محلیه غیر محلیه کثیر من زین العبد
معظم فرایند که گران نام رسیده خوشوقت شد که اندک تشریف آوردنی ظاهر فرمودند
فقر سب در انظار است اسب از توت تشریف آوردنی خواهی فرمود و رحمت و کثرت
که قهر فرموده اند بسیار خوب اند و آنست که از تزیینات معنی کنند و دوست حقیقی
رساند و در باره تبدیل سیات که نوشته اند آن مع و در نه داند این ظاهر کنند و علم
در حکم فرموده اند به سعیه اندک و لا و انستاد غیر من کلامه اندک و او کتبار
نیز در حدیث تشریف است که علم نه بر ابا و التبت بقوم یه نبون لیختر لهم اوجه الی الله
غیب چون سبب ندانست که در حق خود نیز یک معنی تبدیل حفظ نام و بان نه اندک
در مکتب دو صد شصت از مبلد دل نموده فرموده که آنرا نیز مکتب فرمایند
و صاحب کتبه بودن اراض که نوشته آن نیز اصل است و التبت بران کتف
روزی کشاد برن معتمد و در انعطاف و در لوی خان کتف معتمد فرمایند
بسیار از انکسار التبت و کلمات برسد

بدل معتمد
نشان
۱۹ ذی القعدة

کتاب کرامت ثانی مولانا محمد ابراهیم صاحب قدس سره
بنام مولانا محبوب الاهی صاحب

خلفائے عظام

مخدوم زماں خواجہ خواجگان مرشد الصلحی والعلما سیدنا و مرشدنا

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہیم العالی

آپ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ العزیز کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت قدس سرہ کی تدفین کے بعد خانقاہ شریف کے متوسلین اور پہلے دونوں شیخین قدس اللہ اسرار ہما کے خلفائے عظام نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور آپ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے خلیفہ اعظم اور جانشین قرار پائے۔ خانقاہ شریف سے وابستہ جملہ مریدین و عقیدت مند بزرگوں اور اکابرین نے متفقہ طور پر آپ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر لی۔ آپ تاحال فیضانِ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابداری بن کر اس سلسلہ پاک کے فیوض برکات سے تمام طالبان حق کو مشرف فرما رہے ہیں۔ آپ کے مفصل حالات باب سوم میں مذکور ہیں۔

۲۔ حضرت حاجی میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے مجاز تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے سلاسل اربعہ میں مجاز قرار پائے۔ آپ کے حالات باب اول میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلفاء میں بیان ہو چکے ہیں۔^{۲۹}

۳- حضرت مولانا سید پیر عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

ساکن احمد پور سیال، ضلع جھنگ

حضرت اقدس نے اپنے عہد جانشینی میں سب سے پہلے آپ کو خلافت عطا کی۔ آپ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہان گشت الرحمۃ اللہ علیہ (۷۰۷-۷۸۵ھ) - اوج شریف کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب آپ کے چچا تھے جو حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے جلیل القدر خلیفہ مجاز اور بہت باکمال بزرگ تھے۔

آپ نے عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور تکمیل حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں کی۔ سلوک نقشبندیہ مجددیہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں طے کرنا شروع کیا اور تکمیل آپ کے جانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے کی۔ اولاً طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز ہوئے پھر دیگر سلاسل کی نسبتوں سے فیض یاب ہو کر تمام سلاسل میں اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے۔ بحمدہ تعالیٰ عرصہ تک سلسلہ پاک کی اشاعت میں مشغول و منہمک رہے۔ دید قصور کا غلبہ آپ پر بہت زیادہ تھا۔ مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بط اللہ ظلم العالی کی خدمت میں ایک مرید باخلاص کی حیثیت سے حاضر ہوتے تھے۔ خاص طور پر رمضان المبارک کا پورا مہینہ خانقاہ شریف میں ارادتمندوں کے ساتھ گزارتے تھے۔ زہد و اتقا اور فقر و قناعت کا ایک مثالی نمونہ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعہ^{۳۰}

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین بن مولانا قاضی فیروز الدین بن قاضی عمر الدین بن قاضی عالم الدین بن قاضی وحید الدین ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا قاضی محمد صدر الدین ہزاروی

سے پائی اور پھر بھوئی گاڑ ضلع انک میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی (جو مہر محمد کے بہنوئی تھے) سے ۲ سال پڑھتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ فتحیہ، اچھرہ لاہور میں مولانا حافظ محمد موضع شاہ محمد نواح ہری پور میں مولانا سکندر علی موضع انہی ضلع گجرات میں حضرت استاذ العلماء مولانا غلام رسول سے پڑھتے رہے، دورہ حدیث حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی سے مدرسہ امینیہ دہلی میں کیا۔ ۱۹۳۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ دوران تعلیم بھوئی گاڑ، مارچ ۱۹۳۱ء میں مولانا محبت النبی قریشی کی معیت میں گولڑہ شریف حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے۔ ان کے وصال ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۷ء کے بعد ۱۳۶۰ھ میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی ساکن بھوئی گاڑ کی معیت میں خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد چار سال تک تدریسی خدمات اپنے آبائی گاؤں موضع درویش میں انجام دیں۔ بعد میں تصنیف و تالیف میں لگ گئے۔ آپ کی چند تصانیف حسب ذیل ہیں:

- (۱) تاریخ مزار شریف (قلمی) (۲) ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت (مطبوعہ) (۳) سیرۃ خلفائے راشدین (مطبوعہ) (۴) حضرت مولانا خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (حالات زندگی) (قلمی) (۵) بے باک محاسبہ (مطبوعہ) (۶) مسئلہ رویت ہلال (مطبوعہ) (۷) مصنوعی آواز کی کہانی (مطبوعہ) (۸) عیسائی تبلیغ کے خفیہ گوشے (مطبوعہ) علاوہ ازیں چند رسائل بھی مطبوعہ ہیں۔

آپ نے مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کندیاں ضلع میانوالی) کے ارشاد عالی پر ”رسالہ تحفہ سعدیہ“ مصنفہ حضرت نذیر احمد عرشی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں ایک ”مقدمہ“ (جس میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ، حضرت

خواجہ سراج الدین قدس سرہ اور بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ابتدائی احوال و معارف شامل ہیں) اور اس کے آخر میں بطور ”تتمہ“ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے حوالہ میں مختصر مسودات تیار کر کے حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کو دیے جن پر نظر ثانی، اضافہ اور ضروری ترمیمات کرنے کے بعد آن محترم نے ”تحفہ سعدیہ“ کی موجودہ مطبوعہ صورت میں انہیں مرتب کیا (تحفہ سعدیہ: ۱۲)۔

راقم الحروف ناکارہ روزگار (محمد نذیر رانجھا) کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا اور وہ یوں کہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء کو اپنے انتہائی شفیق و مہربان حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد گلشن آباد راولپنڈی) کی معیت میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر موضع درویش ہری پور جانا نصیب ہوا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر پہنچے تو آپ کے صاحبزادے تشریف لائے۔ ہمیں لے کر بیٹھک میں داخل ہوئے۔ کمرے کے درمیان میں ایک دری بچھی تھی، مشرق کی جانب تھری پیس صوفہ اور شمال مغرب میں ایک پلنگ رکھا تھا۔ قاضی صاحب کے صاحبزادے نے ہمیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ لیکن مشفق جناب مولانا محمد رمضان کھڑے رہے اور کہا کہ قاضی صاحب کو تشریف لانے دیں۔ یہ پاس ادب ہی تھا کہ کسی بزرگ اور ولی اللہ کی آمد سے قبل ان کے گھر میں مدعو ہونے کی صورت میں اور ان کی اجازت کے باوجود بھی ان کی آمد سے قبل بیٹھا نہ جائے۔ بندہ نے جوتا نکالا تھا کہ دری پر بیٹھ جائے لیکن حضرت مولانا محمد رمضان مرحوم و مغفور کی مؤدبانہ کیفیت کو دیکھ کر فوراً جوتا پہن لیا اور مؤدب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسی دوران حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے۔ سفید ریش، نورانی چہرہ اور ہلکا پھلکا بدن مسکراتے ہوئے حضرت قاضی صاحب، مولانا محمد رمضان صاحب سے بغلگیر ہوئے اور بعد ازاں احقر کو گلے لگا لیا۔

حضرت مولانا محمد رمضان علوی، حضرت قاضی صاحب کے پیر بھائی اور پرانے احباب میں سے تھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ارشاد

ہے کہ مہمان سے سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ قضائے حاجت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ عرض کیا کہ حضرت ابھی تو ضرورت نہیں ہمیں بیٹھنے کے لیے فرمایا۔ عرض کیا کہ حضرت اول آپ تشریف فرما ہوں۔ تھوڑی دیر بعد چائے اور سکٹ آگئے اور ساتھ ساتھ دینی، علمی اور عرفانی باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر کے واقعات سناتے رہے جو بہت ہی موثر اور قابل شنید تھے۔ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں کے بزرگوں میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ اور مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے احوال و محاسن بیان فرماتے رہے اور مولانا محمد رمضان علوی صاحب کے ساتھ بعض پرانی یادیں بھی تازہ فرماتے رہے۔

بعد ازاں اپنی چند تالیفات احقر راقم الحروف کو عنایت فرمائیں۔ احقر نے حضرت مولانا محمد رمضان علوی کے اشارے پر اپنی کتب (تصحیحات و تحقیقات و تراجم) ابدالیہ حضرت مولانا یعقوب چرنی قدس سرہ (فارسی) ابدالیہ (اردو) انیسہ حضرت مولانا یعقوب حرف قدس سرہ (فارسی اردو) اور شرح مثنوی معنوی شاہ داعی الی اللہ شیرازی (دو جلدیں) حضرت قاضی صاحب کو عاجزانہ انداز میں پیش کیں۔ بڑے خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

کھانے سے قبل احقر نے اپنا مدعا عرض کیا (جو قبل ازیں مولانا محمد رمضان علوی صاحب نے بذریعہ خط حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تھا اور اسی سلسلے میں حضرت قاضی صاحب نے ہمیں اپنے ہاں دعوت دی تھی) کہ حضرت وہ چاہتا ہے کہ خانقاہ سراجیہ سے فیض یافتہ صوفیاء، علما اور دوسرے معروف حضرات کا ایک تذکرہ اردو فارسی میں مرتب کرے اور پھر عربی اور انگریزی ترجمہ بھی کسی نہ کسی طرح شائع کرائے۔ آپ کی نیک آرا اور اس سلسلے میں مواد کی فراہمی میں مدد و یاری اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے کمال شفقت سے وعدہ فرمایا کہ ان شاء اللہ ہر حال میں تعاون کیا جائے گا اور پھر دعائیں دیں۔

ایک بات کے ضمن میں معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحبؒ کی چار صاحبزادیاں ہیں بڑے داماد جو قریبی مدرسہ کے مہتمم تھے۔ ہمارے ساتھ شریک تناول و طعام ہوئے۔ (کھانے بڑے پر تکلف تھے جن کے بارے میں حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ محمد رمضان صاحب کے گرامی نامہ کے مطابق ”لحم و فواکھات“ کا اہتمام کیا گیا ہے) نیز حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ دوسری صاحبزادی حضرت مفتی زین العابدین (جو تبلیغی جماعت کے مرکز رائے ونڈ میں ہوتے ہیں) کے صاحبزادے کے گھر ہیں اور ان کا ایک (چار سالہ) صاحبزادہ وہیں موجود تھا جس کی طرف اشارہ فرما کر بتلایا۔ (ملخص از ڈائری ۱۰-۱۱ فروری ۱۹۸۹ء مرقومہ مؤلف)۔

آپ نے بروز پیر ۹ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۳ جون ۱۹۹۱ء انتقال فرمایا۔ عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند حضرت مولانا قاضی سیف الدین نے کرائی اور موضع درویش میں مدفون ہوئے۔

آپ عظیم عالم دین، فقیہ، مدرس، محقق، جامع الصفات و الکمالات، صاحب علم و تصوف، نفیس مزاج، شاندار قد، عمدہ طرز بیان، حیران کن طرز استدلال، سینکڑوں ارادتمندوں کے مرشد تھے۔ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً۔

آپ کا ایک گرامی نامہ تاجیز راقم الحروف کے نام ملاحظہ فرمائیں:

بعد الحمد لله والصلوة و ارسال التسلیمات

از فقیر محمد شمس الدین عفی عنہ محبت مکرم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب دام لطفہ مطالعہ فرمائیں۔ والا نامہ ملا۔ خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ بھگدہ فقیر بھی بخیریت ہے۔

فقیر کی جتنی مطبوعات بھی چھپی ہیں کسی کا معاوضہ کبھی نہیں لیا۔ صرف دس فیصدی نسخ اپنے ذوق کے مطابق احباب میں مفت تقسیم کرنے کے لیے ناشرین دے دیتے ہیں۔

یہاں ہری پور سے مشرق میں ایک گاؤں شاہ محمد ہے۔ اس میں ایک کاتب الہی بخش مطبع جو نفیس صاحب لاہوری کے شاگرد ہیں رہتے ہیں۔ وہ اگر آمادہ ہو گئے تو ان سے غلطیاں لگوا کر مسودہ آپ کو پہنچا دیا جائے گا ورنہ پھر پنڈی میں کوئی کاتب تلاش کرنا پڑے گا۔ واللہ سبحانہ

هُوَ آسِرُ لِكُلِّ عَسِيرٍ آپ بھی خیال رکھیں۔

حسن ابدال میں ایک مولوی صاحب قاضی شمس الدین کے نام سے مشہور تھے جو چند دن قبل فوت ہو گئے۔ قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی سفر رحیم یار خان سے واپس خانقاہ شریف پہنچے تو کسی نے بتایا کہ درویش والا قاضی شمس الدین فوت ہو گیا ہے۔ قبلہ حضرت صاحب علی الصباح اپنی جماعت سے نماز پڑھ کر دوسرے صاحبزادگان سمیت دس بجے صبح ہری پور آ پہنچے۔ یہاں آ کر صحیح صورت حال کا علم ہوا تو خوش ہو گئے۔ ان سے آپ کی فرمائش (یعنی تالیف تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ) کا ذکر کیا تو انہوں نے بخوشی اجازت فرمادی کہ تحفہ سعدیہ میں سب اکابر کے حالات موجود ہیں۔ اپنی صوابدید کے مطابق جس طرح مناسب سمجھیں، اجازت ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ نظر کمزور ہے اور نقطے شوشے اکثر رہ جاتے ہیں۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام

از درویش ڈاک خانہ ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد

۱۲-۳-۱۹۸۹ء

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم کبیر والا، ضلع ملتان^{۳۳}

حضرت مولانا عبدالحق بن مولانا احمد بن مولانا امین بن محمد اسلام ۵/مئی ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ کو پستی والی محمد جھنڈیر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بھی علمائے دین تھے۔ آپ کے دادا مولانا محمد امین موضع منکیرہ ضلع میانوالی سے ترک سکونت کر کے موضع ولی جھنڈیر آ گئے تھے۔

آپ نے درس نظامی کی اکثر کتب کی تعلیم اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی مولانا نور الحق سے موضع باگڑسرگانہ ضلع ملتان میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند ہندوستان چلے گئے۔ ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۳۳ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ اساتذہ میں حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، مولانا محمد حسن، مولانا احمد شیر ہزاروی اور حضرت مولانا محمد رسول خان ہزاروی رحمہم اللہ خاص طور پر قابل

ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں عربی کے مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں وطن واپس تشریف لے آئے اور مختلف مدارس دینیہ سے وابستہ رہے جن میں کنہال عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا ضلع ملتان سے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد تین سال جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث رہے، پھر پانچ برس مدرسہ نعمانیہ ملتان، بارہ سال مدرسہ محمدیہ، نرہال، چھ سال مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں بھی شیخ الحدیث رہے۔ ۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم کبیر والا کی بنیاد رکھی جس نے چند سالوں میں ملک بھر میں مرکزی مقام حاصل کر لیا۔

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ طالب علمی میں بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی۔ ابھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد و اشغال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ ان کے جانشین نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی اور ان کے خلیفہء مجاز ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالحق اچھے منتظم، خوش پوش اور ہنس مکھ انسان تھے۔ پوری زندگی تجرد میں گزاری۔ ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء بمطابق یکم شعبان ۱۳۸۶ھ بروز منگل نماز فجر کے بعد مراقبہ کی حالت میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی نے پڑھائی اور احاطہ دارالعلوم کبیر والا۔ ضلع خانیوال میں آخری آرام گاہ پائی۔

قطعہء تاریخ وصال یہ ہے:

بجھی شمع محفل جہاں دم بخود ہے

ہے تاریخ دیں کے نگین فخر دین کی

ہوا آہ رخصت وہ نور النجوم

نوید خدا، شیخ دارالعلوم

حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ باگز سرگاندہ ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم پنجاب کے دینی مدارس میں حاصل کی اور دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) سے کیا۔ آپ کا شمار حضرت اقدس قدس سرہ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت اقدس کے مبارک زمانے میں عرصہ دراز تک مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی میں درس قرآن مجید اور تعلیم کتب عربی کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ محمد زاہد نے آپ سے ہی قرآن مجید حفظ کیا اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عابد بھی آپ کے شاگرد تھے۔

آپ موضع جھلار مدینہ، متصل باگز سرگاندہ ضلع ملتان میں درس، مطب اور امامت و خطابت مسجد کے ساتھ ساتھ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔^{۳۵}

حضرت مولانا مفتی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا عطاء محمد بن میاں غلام محمد بن مولوی صالح محمد بن مولوی فتح محمد ۱۳۲۸ھ میں موضع چودھواں، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک مشہور علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اپنے چچا حافظ حبیب اللہ سے پڑھا۔ ابتدائی کتب مولانا اللہ داد موضع کوٹ موسیٰ اور مولانا فضل حق کڑی شموڑی، ضلع ڈیرہ اسماعیل سے پڑھیں۔ اعلیٰ کتب کی تعلیم ملتان میں مولانا فیض محمد شاہجہانی سے حاصل کی۔

۱۳۳۹ھ میں فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی۔ فنون میں خصوصاً میراث، فقہ اور غزیر شغل رہے۔

۱۳۶۳ھ کے اواخر میں استخارہ کے بعد خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اقدس کے ارشاد مبارک پر مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خاص کر بنیرگان قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ: صاحبزادہ محمد

عارف رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے اکتساب فیض کرتے رہے اور اجازت طریقہ مرحمت ہوئی اور آپ کا شمار حضرت اقدس کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے مکتوبات شریف اور رسائل نقشبندیہ سبقاً پڑھے۔ طریقت کی بجائے فقہ طریقت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت کامیابی ہوئی اور دوران حج و زیارت مدینہ طیبہ ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۹ھ) سے خراج تحسین حاصل کیا۔

آپ نے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے غسل اور تکفین کی خدمات سرانجام دیں^{۳۶}۔ ”تحفہ سعدیہ“ (از مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ) پر نظر ثانی فرمائی اور اس پر مفید حواشی تحریر فرمائے۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے مرقومہ دو مخطوطات: (۱) سواء السبیل (عربی) اور (۲) لمعات عراقی (فارسی) (تاریخ کتابت ۱۳۶۲ھ) کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں میں محفوظ ہیں۔

آپ نے حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری محدث دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میراث انوار الفرائض کی شرح لکھی۔ اسکے علاوہ بھی اور بہت سے رسائل لکھے۔^{۳۷} اکتیس مکتوبات (فارسی) حضرت حاجی دوست محمد قندھار رحمۃ اللہ علیہ (جس میں تلقین و ذکر اور تعلیم طریقہ کے مضامین شامل ہیں اور جو آپ نے اپنے شیخ دیگر اعزہ و اقارب اور مریدین و مخلصین کی طرف تحریر فرمائے) کا ایک مجموعہ حضرت مفتی صاحب کو کہیں سے دستیاب ہوا جسے آپ نے حافظ نصر اللہ خان خاکوانی کی اعانت سے طبع کرا دیا۔ (تحفہ سعدیہ: ۳۶-۴۷)

جامع مسجد چودھواں میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ خطیب بھی تھے۔ یہاں دینی مدرسہ قائم کیا اور اپنے صاحبزادے حضرت مولانا قطب الدین کے ساتھ خدمات انجام دیتے رہے۔ اپنے علاقہ میں مفتی اور فقیہ کے نام سے معروف تھے۔

آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ ”لمعات“ (فارسی) کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا محمد کمرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے (م ۱۳۶۰ھ) سے مجاز طریقت قرار پائے اور آپ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں انتہائی مقامات کی تکمیل فرمانے کے بعد دوسرے سلاسل میں بھی مجاز طریقت ہوئے۔ آپ کا ذکر قبل قیوم زماں قدس سرہ کے خلفا میں آچکا ہے۔

حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان خاکوانی - دامت برکاتہم العالیہ ۳۹

آغاز سلوک قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں کیا۔ آپ کی بیعت اول قیوم زماں قدس سرہ سے ہے۔ مگر آپ کو تلقین ذکر اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے عنایت فرمائی۔ آپ دارالعلوم دیوبند سے کتب حدیث کے فارغ التحصیل ہیں۔ ملتان کے علاقہ کے بڑے زمینداروں میں شامل ہیں۔ آپ کا سارا خاندان خانقاہ سراجیہ شریف سے وابستہ ہو کر حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات حاصل کر رہا ہے۔

وَمَا أَحَبَّنَ الدِّينَ وَالْدُّنْيَا إِذَا جُتِمَا

حضرت حکیم عبدالجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ * گسٹا کن بیڈن روڈ لاہور

آپ صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے آخری خلیفہ ہیں۔ حضرت اقدس نے دوسری بار حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد خانقاہ شریف میں ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ کو انہیں مجاز طریقت قرار دیا۔ آپ کا تعلق موضع ”سداکبہ“ ضلع سرگودھا ہے۔ یہ قصبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے گاؤں ”ڈھڈیاں“ ضلع

سرگودھا سے متصل ہے۔ پہلے نکلسن روڈ لاہور اور پھر بیڈن روڈ لاہور قیام پذیر رہے اور یہیں ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء میں رحلت فرمائی۔ علی گڑھ سے ایف اے تک تعلیم حاصل کی تھی اور تحریک آزادی میں مولانا محمد علی جوہر کے ہمراہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے کچھ عرصہ قومی خدمات سرانجام دیں۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد جائیداد بیچ ڈالی۔ سالہا سال قیوم زماں قدس سرہ کی خدمت اقدس میں رہ کر اخذ فیض کیا۔ حضرت اقدس آپ کی دلجوئی کا خیال رکھتے تھے چونکہ اخبار بینی کے عادی تھے لہذا حضرت اقدس انہیں اخبار منگوا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد حکیم صاحب نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے رابطہء باطن استوار رکھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ جب لاہور تشریف لاتے تو حکیم صاحب کے مکان ہی پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپ دل و جان سے حضرت اقدس کی خدمت بجالاتے اور ہر طرح آلام و آسائش کا خیال رکھتے تھے۔ حکیم صاحب کے مکان پر ہمہ وقت ارادتمندوں کا اجتماع رہتا تھا۔ مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ۔ محترم حبیب اللہ صاحب، ٹیلر ماسٹر اور دیگر وابستگان سلسلہ ختم خواجگان اور مجالس ذکر میں ان کے ہاں شریک ہوا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں وسعت رزق عطا فرمائی تھی۔ کسب معاش کی غرض سے حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے طبابت سیکھی۔ فن ادویہ سازی میں نام پیدا کیا۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی خدمت بجالانے میں فخر محسوس فرماتے تھے۔ انتہائی متوکل، فیاض اور نفیس مزاج کے حامل تھے اور حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ ان کی استقامت کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

سلوک نقشبندیہ کی خدمات میں سرگرم عمل رہے۔ مکاتیب شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (۱۲۴۰ھ) رسالہ ایضاح الطریقہ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (۱۰۳۴ھ) کے رسائل مبداء و معاد، معارف لدنیہ، قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۲۵ھ) کی ارشاد الطالین، کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری طبع کرائیں۔ وصال سے پہلے رسالہ فضائل اذکار معصومیہ

مکتوبات معصومیہ، مکتوبات سعیدیہ کی عمدہ کتابت ہلاک بنوائی لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔
حضرت حکیم عبد المجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ مولانا افتخار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۵ء) کے ہم زلف اور مجلس مرکزیہ حزب الانصار، بھیرہ (ضلع سرگودھا) کے موجودہ امیر حضرت صاحبزادہ ابرار احمد بگوی صاحب کے خالوتھے۔

ان کے متعلق ماہنامہ ”شمس الاسلام“ نے لکھا کہ مرحوم کی پوری زندگی شاہد ہے کہ ان کے دل میں بے پناہ دینی جذبہ اور ملت کا درد موجود تھا۔ آپ علی گڑھ یونیورسٹی میں بی ایس سی کے طالب علم تھے کہ تحریک خلافت شروع ہو گئی۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے تعلیمی سلسلہ منقطع کر دیا اور تحریک میں شامل ہو گئے۔ آپ ضلع سرگودھا میں تحریک خلافت کے روح رواں تھے۔ آپ نے کبھی تحریک کے لیے جان و مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ہر قسم کی قربانیوں کے لیے آمادہ رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے یہ عظیم رہنما تحریک خلافت کے اختتام پر فن طبابت کی تحصیل کے لیے مسیح الملک حافظ حکیم اجمل خان دہلوی کے شاگرد بنے اور کچھ عرصہ حکیم عبدالرسول بکھروئی سے بھی مستفید ہوئے۔

لاہور کے زمانہ قیام میں کتب تصوف کی اشاعت کے علاوہ انہوں نے اپنے استاد مولانا عبدالرسول بکھروئی کی خلاصہ الطب شائع کی اور اپنے تجربات کا نچوڑ ”کلیات سیفی“ کے نام سے جمع کیا۔ وفات سے قبل مکتوبات مجددیہ و مکتوبات معصومیہ کی اشاعت کے لیے چوٹی کے کاتبوں سے کتابت کرائی۔ اس کام کی تکمیل کے لیے جرمنی جانے کا عزم تھا کہ راہی ملک عدم ہو گئے:

آہ شد گلزار ز ما انکوں بیاہ رفت از ما عابد عالی نژاد
ثانی بقرط آں عبد المجید آن گرامی قدر مانیکو نہاد

تحفہ سعدیہ (حاشیہ صفحہ نمبر ۳۲۳-۳۲۴) کے مطابق نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے حکیم عبد المجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے رسالہ ایضاح الطریقہ تعلیم فرمایا۔ پھر اجازت طریقہ قبول کرنے پر آپ کو آمادہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ

تمہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن طریقہ پاک کو تمہاری ضرورت ہے۔ حکیم صاحب نے خانقاہ سراجیہ سے واپسی پر اس بات کا ذکر حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو ان کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور اس میں کوئی راز ہے۔ اس وقت تو ان کی سمجھ میں نہ آیا مگر یہ راز حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد ۲۷ شوال ۱۳۶۲ھ کو منکشف ہو گیا۔ گویا کہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ کا یہ ارشاد اپنے قرب ارتحال کی طرف اشارہ تھا کہ خانقاہ سراجیہ شریف میں طریقہ عالیہ کی شان خاص کے بقا میں آپ سے کام لیا جائے گا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے حضرت اقدس کے وصال کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کی سجادہ نشینی کے انتخاب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حکیم جن پیر صاحب، حکیم محمد زبیر صاحب اور دیگر متوسلین آپ کے ہم خیال اور موید تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مولانا ذریعہ احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میاں سیفی صاحب علی گڑھ کے تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اور مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی پارٹی کے خاص افراد سے ہیں۔ جن دنوں میں بیعت ہوئے، انگریزی اخبار پڑھنے کے بہت عادی تھے۔ حضرت (مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) نے فرمایا: ”اس فضول کام کو چھوڑ کر اوقات کو ذکر و شغل میں صرف کرنا چاہئے۔“ سیفی صاحب نے عرض کیا: ”حضرت مطالعہ اخبار تو چھوٹ نہیں سکتا۔“ آپ نے مسکرا کر فرمایا: ”خیر دیکھا جائے گا“ اور اس پر طرہ یہ کہ جب سیفی صاحب حضرت کے ہمراہ سفر میں ہوتے تو حضرت خود ان کے لیے بڑے بڑے شیٹنوں کے بک اسٹال سے انگریزی اخبار مول منگوا دیتے۔ مگر سیفی صاحب کو خود بخود چند روز کے بعد اخبار کی صورت تک سے نفرت ہو گئی۔“

(تحفہ سعدیہ: ۲۳۳)

فصل چہارم

اکابر کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت و عقیدت

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ (کنڈیاں ضلع میانوالی) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۴ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کے پیردبانے لگے جس طرح ایک خادم یا مرید اپنے مخدوم اور شیخ کی خدمت کرتا ہے، حضرت نے منع کیا اور فرمایا:

”آپ تو خود مخدوم اور شیخ طریقت ہیں۔ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔“

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

”حضرت! میں آپ کا خادم اور شاگرد ہوں، میں نے آپ سے قرآن کریم کی تفسیر پڑھی ہے، آپ مجھے اس سعادت سے محروم نہ فرمائیں۔“^{۳۲}

علما و صلحا کی محترم شخصیت

حضرت علامہ طالوت (عبدالرشید نسیم رحمۃ اللہ علیہ، م ۳۰ مارچ ۱۹۶۳ء) فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ علما و صلحا میں نہایت وقعت و عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے گوعز یزوں میں سے تھے اور آپ ان کا اساتذہ کی طرح ادب فرماتے تھے مگر مولانا ہمیشہ ان کو مرتبہ کے لحاظ سے اپنے مدرسہ کا سرپرست اور نگران شمار فرماتے۔ شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت العلام مفتی عطاء محمد

صاحب، حضرت مولانا غلام محمد صاحب چچہ وطنی، حضرت مولانا قاضی ثمن الدین صاحب اور بہت سے دوسرے علماء آپ کے حلقہ بگوش تھے۔

امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ساتھ ملاقات میں بار بار اہم الحروف موجود تھا، شاہ صاحب نے ہمیشہ ادب و احترام ملحوظ رکھا اور ہمیشہ ایسے الفاظ میں یاد فرمایا جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کو بقیۃ السلف سمجھتے ہیں۔ (حضرت) مولانا (محمد عبد اللہ قدس سرہ) جب دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے تھے تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب معین المدرسین تھے۔ گویا ان کا شمار اساتذہ میں تھا۔ مگر انہوں نے حضرت کے ساتھ آپ کی وفات کے بعد جس عقیدت کا اظہار فرمایا۔ اس سے آپ کے صحیح مقام کا اندازہ ہوگا۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی صدر مدرس مدرسہ عربیہ نجد واللہ یا خان کو مولانا جمیل صاحب انسپکٹر مدارس عربیہ بہاولپور کی روایت کے مطابق حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ سے اس قدر عقیدت تھی کہ وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ خانقاہ معلیٰ (خانقاہ سراجیہ شریف) میں کسی وقت حاضر ہو کر ملاقات فرمائیں۔“ ۳۳

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) نے اپنے گرامی نامہ مورخہ ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ بنام مولانا جمیل الدین احمد صاحب میں تحریر فرمایا:

حضرت محترم زید محمد کم السامی، سلام مسنون نیاز مقرون ”مادر چہ خیالیم، فلک در چہ خیال است۔ آج مولانا محبوب الہی صاحب کا بیڈن روڈ لاہور سے خط موصول ہوا۔ جس میں حضرت الشیخ الاجل الاکبر مولانا محمد عبد اللہ صاحب کے وصال کی خبر درج تھی۔ اس خبر سے دل پر ایک بجلی سی گری اور دلی اضطراب و قلق رونما ہو گیا۔ حضرت ممدوح جنہیں کل مدظلہ کہا کرتے تھے۔ افسوس کہ آج رحمۃ اللہ کی دعا سے یاد کر رہے ہیں۔ وہ تو فی الحقیقت اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور اس ترقیات و عروج کا لامحدود میدان ہاتھ لگ گیا جس کے لیے انہوں نے عمر بھر جدوجہد فرمائی۔ وہ مبارک نتیجہ ان کے سامنے بھجمد آ گیا لیکن رونا پس ماندگان کا ہے کہ ایک

عظیم دوست سے وہ محروم ہو گئے۔ اول تو زمانہ قحط الرجال کا ہے پھر ایسی مبارک ہستیاں اٹھ جائیں تو عالم میں سوائے اندھیرے کے اور کیا باقی رہ جائے گا۔ میں اس عزم میں تھا کہ اس بار مستقل وقت نکال کر کنڈیاں حاضر ہوں اور مولانا سے شرف بیعت حاصل کر کے اکتساب سعادت کروں مگر افسوس کہ خبر وحشت اثر نے ساری آرزوئیں خاک میں ملا دیں۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“

دارالعلوم میں کل ان شاء اللہ ختم قرآن و کلمہ طیبہ کر لیا جائے گا اور ایصالِ ثواب کا فریضہ ادا کیا جائے گا۔ مجھے مولانا قدس سرہ کے ورثہ و اولاد امجاد کا پتہ یا اسمائے گرامی کا علم نہیں۔ اس لیے یہ تعزیت نامہ آپ کے سامنے پیش کر کے آپ ہی کے توسط سے حضرت مولانا کے ورثہ تک اپنی شکستہ دلی کے جذبات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ حضرت کے متوسلین، اولاد امجاد کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور خانقاہ سراجیہ کی گدی اسی طرح باروق رہ کر اصلاح خلق اللہ کا کام کرتی رہے۔ مکرر پھر تعزیت کرتا ہوں۔ آپ حضرت کے حاضرانہ عشاق میں سے ہیں اور میں غائبانہ معتقدوں میں سے ہوں:

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں

تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو اعلیٰ مراتب عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور ہم محروموں کو مولانا کی مثال مہیا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَالْيَهُ تَوَجُّعُونَ - والسلام، محمد طیب غفرلہ۔

۴۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اظہار خیال

”امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) نے حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال پر ایک گرامی نامہ مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۷۵ھ کو مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بطن اللہ ظہم العالی کی خدمت میں تحریر

فرمایا جس میں لکھا:

”حضرت محترم المقام۔ السلام علیکم

عزیزی مولوی یسین نے واپسی پر مولانا علیہ الرحمہ کی علالت کی خبر سنائی۔ دوسرے روز مومن کی والدہ نے غالباً ظہر کے وقت خواب دیکھا جو حضرت ہی کے متعلق تھا۔ اس سے اور طبیعت پریشان ہوئی۔ دل تڑپ گیا۔ جی چاہا کہ پہنچوں، مگر پائے اسیری! جمعہ کے روز حکیم حنیف اللہ سلمہ کے ہاں سے واپس ہونے لگا تو مولوی منظور الحق سلمہ یکا یک مل گئے اور انہوں نے ماجرا سنایا۔ میرا گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔ پہلے ہی بہت کمزور ہوں۔ اس پر یہ صدمہ میرے لیے دین کا ایک کرہ اجڑ گیا اور خود ہم سبھوں پر کیا گزرا اور کیا گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں:

فلک نے گرائی اس پر ہے بجلی جو اک شاخ تھی آشیانے کے قابل
”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ ہم لوگ آپ حضرات کے غم والم کو بانٹ تو نہیں سکتے
لیکن شریک غم ضرور ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

میرے حافظ جی سلمہ نے توکل ہی دو ختم قرآن کریم، مسجد مائی سیدہ عائشہ مرحومہ میں کرا دیے اور آج قاسم العلوم میں مفتی محمود صاحب کی خدمت میں، میں خود حاضر ہوا۔ وہ میرے پہنچنے سے پہلے آمادہ ہو ہی رہے تھے۔ چنانچہ دس گیارہ بجے مدرسہ میں چھٹی کرا کر انہوں نے بھی ختم کرایا اور غالباً ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریفہ بھی پڑھوایا۔ امید ہے خیر المدارس میں بھی اور نعمانیہ میں بھی آج یہ کام ہو گیا ہوگا۔ میری طرف سے اور میرے بچوں کی طرف سے حضرت کے گھر میں تعزیت اور بچے اور بچی کو دعائیں اور تسلیاں اور دیدہ بوسیاں۔

ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شفا خانہء روحانی کو آباد رکھے اور اس کا فیض جاری و ساری رہے اور میں کیا لکھوں، میرے لیے تو اب لکھنا بھی ایک مشکل کام ہے۔ بڑی محنت سے یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ ہاتھ اچھی طرح کام نہیں کرتا۔ آپ سب جو آج وہاں جمع ہیں دعا گوئے آستانہ کے لیے صحت کی دعا فرمائیں۔ میں آپ حضرات کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ مومن سلمہ آپ کا ہے اور آپ کے حوالے۔ اس پر بڑی کڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ تمام خلفاء اور اہل سلسلہ کی خدمت میں السلام علیکم۔ والسلام مع التعظیم والا کرام۔

دعا گو سید عطاء اللہ بخاری۔ ملتان شہر

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب

بسط اللہ ظہیم العالی کے مبارک الفاظ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے گرامی نامہ کا جو جواب مخدوم جہاں - بسط اللہ ظہیم العالی نے تحریر فرمایا وہ فارسی زبان میں ہے - یہاں ترجمہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے - اردو ترجمہ حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے :

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحیات از فقیر خان محمد عفی عنہ، مکرمی محترمی حضرت شاہ صاحب - مد اللہ تعالیٰ مد ظلہ العالی معلوم خاطر عاطر باد - گرامی نامہ تعزیت موجب تسکین غم زدگان گردیدہ - فجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء -

مخدوم از ورود اطباق غنوم و نزول انواع ہوموم کہ از فراق آں محسن اتم جامع الکملات العلمیہ والعملیہ محی السنۃ قاصع البدعۃ صاحب البصیرۃ النافذۃ فی تسلیک الطریق الموصلة الی اللہ تعالیٰ مجمع البحرین، حازر النسب العالیہ مرکز النسبۃ المجددیہ احسن اللہ تعالیٰ جزاء و اکرم شواہ رودادہ - چہ انما ید و چہ گونہ تواند کہ نہ دل را تشکیبائی و نہ زباں را توانائی - نہ قلم را طاقت جولانی و نہ کاغذ را وسعت گنجائی، تا از کمی از انچہ درین سانحہ ہوشربا رودادہ با حباب دور افتادہ رسانیدہ آید الا آنکہ :

بگزار تا بگرمیم چون ابر نو بہاراں

کز سنگ نالہ خیزد وقت و داع یاراں

را ایمائے بخاضرة الوقت گردانیدہ شود - قالی اللہ الممشکی ثم الی اللہ الرجعی - فان اللہ وانا الیہ راجعون - فاه، ثم آہ، کجا آن مجلس علیا و آں محط اصفیاء کہ در اں حضرات صوفیہ بکھائلق احسان فائز و جہابذہ علماء بتدقیقات و تحقیقات انواع علوم از اں حائز - کجا آں جامعیت کبری کہ ہر ذی استعداد را حسب استعداد خود از ویافتی و ہر سرفتنہ را کہ ادنی ضررش باسلام و مسلمانان عائد بودہ از دست ہمتش کوفتی -

پس لا جرم از ایں واہیہ کبری ہر فرد مسلمان لائق تعزیت است و از ایں وجہ تعزیت نامہ شمارا

در مجمع احباب شنوائیدہ اما اولاً کار نمک بر جراحت نمود و ہمہ مجلس و اہل مجلس را در نوحہ و اضطراب مستغرق گردانیدہ بعد از لمحہ غیر یسرے ثانیاً ہمہ اہل مجلس دست بدعا شدہ کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ آن ذات گرامی را از شفا کائملہ و عاجلہ سرفراز فرمودہ سایہ عاطفت بر کافہ اہل اسلام محدود دارد بمنہ و کرمہ۔ ایں فقیر استدعائے دعوات و توجہات خصوصیدہ دارد از انجہت کہ احباب در زیر بار عہدہ ہائے کثیرہ ساختہ اند کہ بحسن توجہات محسان خود امید عہدہ برائی و ابستہ می دانم۔ قدرے تفصیل واقعات در خدمت می گزارم تا کہ موجب حسن توجہات و جالب دعوات گردد و باللہ التوفیق:

محترم! وصال حضرت اقدس نور اللہ مضجیہ بعد از علالت چہار یوم در شب خمس ۲۷ شوال (۱۳۷۵ھ) بوقت دوازده و نیم ساعت وقوع یافتہ صبح فقیر با چند احباب مخصوصہ بفریضہ غسل و تکفین قیام نمودہ بوقت نہ ساعت جنازہ حضرت با جمع کثیرہ کہ از اطراف و اکناف جمع آمدہ بودند ادا نمودہ شد۔ امامت جنازہ احباب بفقیر تفویض کردہ بودند۔ قبر مبارک متصل قبر اعلیٰ حضرت بجانب غرب خارج بکنوب بالحد ساختہ شدہ است حضرت اقدس را فقیر با سہ احباب در لحد مبارک داشتہ بکرات مرات پردہ از رخ مبارک برداشتہ با عبرات مترنم:

حیف در چشم زدن صحبت یار آ خر شد

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آ خر شد

الوداع نمودہ بدر آ دیدم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

متصل فن در مجمع عام کہ در روئے از خلفائے حضرت اعلیٰ حکیم چن پیر احمد صاحب خوشاب والا و ڈاکٹر محمد شریف صاحب بودند و از خلفائے حضرت خود حکیم عبدالجید سیفی صاحب و مفتی عطاء محمد صاحب موجود بودند و از احباب و مخلصین حضرات جمع کثیر بودند اولاً جناب حکیم سیفی صاحب برخاستہ ضرورت تعین خلیفہ ظاہر فرمودند و نام فقیر را متعین برائے این ذمہ داری ظاہر ساختند۔ بعدہ مفتی صاحب برخاستہ طریقہ شرعیہ انتخاب و اہمیت آن و بلا مہلت و فرصت نمودن مدلل ساختہ تأکید جناب سیفی صاحب در تعین فقیر نمودند و ظاہر کردند کہ دریں تعین حضرت ما بانواع دلائل احباب مخصوصہ را در حین حیات خود تفہیم نمودہ بودند۔ تفویض امامت و ختمات و

انتظام جملہ معاملات خانقاہ از عرصہ دراز خود مشاہدہ خاص و عام بودہ است۔ ملازمین صحبت مقدسہ را دریں تعین بیچ اشتباہے نبود و نیست۔ بعدہ حکیم چن پیر احمد صاحب ہمدریں مجمع تائید فرمودند۔ پس ہر سہ احباب مذکورہ و ڈاکٹر صاحب و دیگر احباب ملازمین مجلس عالیہ باخذ بیعت فقیر را برآوردند۔ دو طرفہ دستار را فراخ کردہ علی العموم مجمع موافقت احباب نمودہ بیعت بوقوع یافت و تقریر تام شد۔ اما چون متصل ایں بیعت غوغائے از اہل خانہ حضرت اعلیٰ (یعنی مولانا ابو السعد) و مدعیین ارث ایشان برخاست۔ فقیر مصلحتہ در اں روز در اجرائے بیعت معہودہ توقف نمودہ بر عہدہائے لسانی اکتفاء کرد تا آنکہ دوم روز جمعہ جمع کثیر از علماء و خلفائے اعلیٰ حضرت و خلفائے حضرت مرحوم مثلاً حضرت میاں حاجی جان محمد صاحب۔ مدظلہ العالی و فقیر محمد سلطان صاحب از باگڑ سرگانہ و مولانا قاضی شمس الدین صاحب۔ درویش (والا) و مولانا امان اللہ صاحب باگڑ والا از خلفائے حضرت مرحوم و حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی از مخصوصین حضرت مرحوم و مولانا عبدالحی صاحب و بردارش مولانا ضیاء الدین صاحب از بھوئی و مولانا عبدالحکیم صاحب و مولانا محمد عمر صاحب و مولانا عبدالغفار صاحب و مولانا اصغر علی صاحب از علمائے راولپنڈی و مولانا غلام محمد صاحب خطیب جامع مسجد چیچہ وطنی و مولانا شمس الدین صاحب از سمیجہ بہاولپور و مولانا محبوب الہی صاحب بنگلہ روی مالک مدرسہ السنہ شریعہ۔ لاہور و حکیم عبدالسلام ہری پور و دیگر احباب و مخلصین تشریف آوردند۔ ہمہ بر انعقاد دیروزہ اطمینان نمودند بلکہ میاں جان محمد صاحب در اول تشریف آوری اظہار فرمودند کہ در سفر سرہند تشریف کہ قبیل رمضان با حضرت مرحوم رفاقت میسر شدہ بود من دریں باب مبر و یقین از حضرت خود حاصل نمودہ بودم و عدم اظہار خود را وجہ خود ارشاد فرمودہ بودند از ایں اعلان حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی براہباب قاطعیۃ انوار یقین واضح گشتند و بعد از ظہر بیعت عامہ از خلفا و علما روادہ۔ بعدہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سلمہ ربہ خطبہ دادند و افہام و تفہیم و اظہار درد و حسرت بروفات حضرت اقدس نمودہ وقوع اتفاق بریں تقرر ارشاد کردند۔

بعد از ایں بحمدہ تعالیٰ مواقع اشتباہ بالکلیہ مرتفع گشتند و احباب بلا تذبذب در کار خود مصروف ماندند حتی کہ در آخر حضرت مولانا عبداللطیف شاہ صاحب کہ از حضرت خود اجازت ہر

چهار طرق دارند و سعد اللہ خان و دیگر رفقاء حاضر شدند بلا تامل اقدام بر تجدید بیعت فرمودند تا آن احباب حسب معمول می آیند بفضلہ کار و بار طریقہ عالیہ برنج استقامت قرار یافته است۔ قلہ الحمد والمنة علی ذلک۔

فقیر را دریں معاملہ عمدہ دستاویزے بجز قبول خواطر شریفہ امثال آل حضرات چیزے دیگر نیست و بریں نعمت عظمیٰ چشم داشته توکل علی اللہ تعالیٰ کار و بار خود شروع کرده است و شغل چیز ہا از قسم بشارتہا و خوابہا بریں اقدام و بر مرضی عند اللہ دیدن این تقرر مسموع می شوند کہ از ضبط و تحریر خارج اند و مع ذلک شاہد حق دیگر آنکہ صورت ابتلائے عظیم قائم است۔ تفصیلش آنکہ معدودے چند کہ خود را اہل علم و اہل کاری گیرند بچنانکہ بر تقرر حضرت مرحوم (یعنی مولانا محمد عبد اللہ صاحب) کہ خود حضرت اعلیٰ فرمودہ بود، معترض بودند با شیخ نور اللہ مرقدہ مدت العمر مزاحم بر ہمین تقرر فقیر ہم معترض و مزاحم بوجود آمدند و مخالفین مزاحمین را بذریعہ تارہا برائے موقع حاضر گردانیدند ازیں اتحاد مخالفین را بحسب ظاہر قوتے دست داد و تفریع خانقاہ و مکانات در خواستند فی الفور اہل خانہ حضرت مرحوم را باہر چہ بود روانہ بکنندیاں کردہ بخانیوال رسانیدیم و خود بہ احباب و طلبہ و اساتذہ در قصبہ آبائی موضع ڈنگ کہ بقاصلہ دومیل بجانب غرب از خانقاہ شریف بر کنار دریائے سندھ واقع است اقامت گزین شدہ اما مزاحمین ہم چند گاہے حروفہا نواختہ بمقاصد رفتہ اند و صورت حال اینست:

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب

کس ز بلبل نشود نا لہائے دل کباب

فلاحول ولاقوۃ الا باللہ والخیر فیما صنع اللہ ولعل اللہ یسجد ث بعد ذلک امر ا۔ فلہذا اما مول از کرم فرمایان خود آنکہ بدعوات مستجابہ مدد و معاون باشند تا حق سبحانہ و تعالیٰ درین ابتلا ہا ثابت قدمی عنایت فرمودہ توفیق ادائے حقوق اہل حقوق ارزانی فرماید۔ واللہ علی مایشاء قدیر و ہوا لوفیق والمعین جناب حافظ جی سلمہ را تسلیمات می رسانند علی الخصوص مفتی عطا محمد صاحب تحائف تسلیمات عرض می دارد و السلام خیر الختام۔

”حمد و صلوٰۃ اور سلام و تحیات کے بعد فقیر خان محمد غنی عنہ کمری محترمی حضرت شاہ مدظلہ العالی کی خدمت میں عارض ہے کہ گرامی نامہ تعزیت غمزدوں کی تسکین کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔
مخدوم مکرم! محسن کامل جامع کمالات علمیہ و عملیہ، محی السنۃ قاصح المبدعۃ اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلانے میں جن کی بصیرت نافذ تھی جو دین و دنیا کے مجمع بحرین اور جن کی نسبتیں بہت عالی تھیں۔ خصوصاً نسبت مجددیہ کے جو مرکز تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے اور ان کا بہترین ٹھکانا بنائے۔
ان کی جدائی سے غموں کے جو طبقات وارد ہوئے اور رنج و الم کے انواع و اقسام نازل ہوئے ان کو کیا بیان کیا جائے اور بیان کب کیا جا سکتا ہے؟ جب نہ دل کو صبر نصیب ہے اور نہ زبان میں طاقت گویائی۔ نہ قلم میں قوت جولانی اور نہ کاغذ میں وسعت کی کچھ گنجائش۔ پھر کیسے احباب دور افتادہ کو اس سانحہ ہوشربا کی تھوڑی سی خبر پہنچائی جائے؟ سوائے اس کے کہ حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھ کر صرف اشارہ کیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے:

بگوار تا بگریم چون ابر نو بہاراں

کز سنگ گریہ خیزد وقت و دایاں

افسوس وہ مجالس اب نہیں رہیں، جن میں علماء کا مجمع اور نیک لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا اور قسم قسم کی تحقیقات سے بڑے بڑے علماء فائدہ اٹھاتے۔ مولانا مرحوم ایک جامع شخصیت تھے جن سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتا اور ہر فتنہ کے وہ سرکوب تھے۔ سوائے مصیبت عظمیٰ میں ہر مسلمان لائق تعزیت ہے اور اسی وجہ سے جناب کا تعزیت نامہ مجمع احباب میں پڑھ کر سنا دیا گیا۔

پہلے تو اس نے زخموں پر نمک کا کام کیا اور ساری مجلس رونے لگ گئی کہ اللہ

تعالیٰ آپ کی ذات گرامی کو شفاۓ کاملہ و عاجلہ سے سرفراز فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت جملہ اہل اسلام کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین یہ فقیر بھی جناب سے توجہات خصوصی اور دعاؤں کی استدعا رکھتا ہے۔ کیونکہ احباب نے بہت سے ایسے عہدوں کے زیر بار کر دیا ہے کہ جن سے اپنے محسنوں کی حسن توجہ کے بغیر عہدہ برا ہونا مشکل ہے۔ اب قدرے واقعات کی تفصیل عرض کرتا ہوں تاکہ وہ حسن توجہ کا موجب اور دعاؤں کے کھینچنے کا سبب بن جائے۔

جناب محترم! حضرت اقدس کا وصال چار دن کی علالت کے بعد نمیس کی رات ۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ ساڑھے بارہ بجے ہوا۔ صبح کو فقیر نے غسل و تکفین کے فرائض چند احباب کی معیت میں ادا کیے اور نو بجے اطراف و اکناف سے آئے ہوئے مجمع کثیر کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ احباب نے نماز جنازہ کی امامت فقیر کے سپرد فرمائی اور آپ کی قبر حضرت اعلیٰ کی قبر سے مغربی جانب ذرا جنوب کی طرف حضرت اعلیٰ کی قبر مبارک سے نیچے کر کے لحد کے ساتھ بنائی گئی اور فقیر نے تین احباب کی مدد سے حضرت کو لحد مبارک میں اتارا۔ کئی بار پردہ چہرہ مبارک سے ہٹا کر باچشم پریم یہ شعر پڑھتے ہوئے الوداع کی:

حیف در چشم زدن صحبت یار آ خر شد

روئے گل سیر ندیم و بہار آ خر شد

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

دفن کے بعد مجمع عام میں جس میں کہ حضرت اعلیٰ کے خلفاء میں سے جن پیر صاحب خوشابی اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب بھی موجود تھے اور اپنے حضرت کے خلفاء میں سے حکیم عبدالحمید صاحب سیفی اور مفتی عطا محمد صاحب بھی تھے۔ پہلے جناب حکیم سیفی صاحب نے کھڑے ہو کر تعین

خلیفہ کی ضرورت کو ظاہر کیا اور فقیر کا نام اس سلسلہ میں پیش کیا۔ مفتی صاحب نے اٹھ کر اس کی تائید فرمائی اور طریق انتخاب کا شرعی طریقہ بتلانے اور ساتھ ہی بلا مہلت انتخاب کرنے کی تاکید کر کے جناب سیفی صاحب کی تائید فرمائی اور ظاہر کیا کہ اس تقرر کا حضرت مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنے مخصوص احباب میں بدلائل اظہار فرمایا تھا۔ امامت مسجد ختم خواجگان اور خانقاہ کے سب انتظامات کی سپردگی تو مدت سے عام و خاص سب دیکھ رہے تھے۔ حضرت کے صحبت یافتہ حضرات کو اس تعین میں کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا اور نہ ہے۔ پھر حکیم جن پیر احمد صاحب نے بھی تائید فرمائی۔ اس کے بعد تینوں مذکورہ احباب اور ڈاکٹر صاحب اور دوسرے دوست فقیر کو بیعت لینے کے لیے باہر لے آئے اور دو طرفہ پٹری کو پھیلا کر جمع کی موافقت سے بیعت کی گئی۔

چونکہ اس بیعت کے ساتھ ہی حضرت اعلیٰ (مولانا ابوالسعد) کے گھر سے اور وراثت کے مدعیوں کی جانب سے ایک شور مچا ہو گیا۔ اس لیے فقیر نے اس روز مزید بیعت کے اجرا سے توقف کیا اور زبانی معاہدوں پر اکتفا کیا۔ دوسرے روز جو جمعہ کا دن تھا۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت مرحوم کے بہت سے خلفاء اور علماء کا مجمع کثیر جمع ہو گیا۔ حضرت میاں جان محمد صاحب مدظلہ اور فقیر محمد سلطان باگڑ سرگانہ سے۔ مولانا نور احمد دتہ تھل سے۔ حضرت اعلیٰ کے خلفاء آ گئے۔ حضرت مرحوم کے خلفاء میں سے قاضی شمس الدین درویش سے، مولانا امان اللہ صاحب باگڑ سے پہنچ گئے۔ حضرت کے مخصوص احباب میں مولانا غلام غوث صاحب تشریف لے آ گئے۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالحی صاحب اور ان کے بھائی مولانا ضیاء الدین صاحب، بھوئی سے، مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا محمد عمر صاحب، مولانا عبدالغفار صاحب، مولانا اصغر علی صاحب، علماء

راولپنڈی، مولانا غلام محمد صاحب جامع مسجد چیچہ وطنی، مولانا شمس الدین صاحب بہاولپوری، مولانا محبوب الہی صاحب بنگلوری، حکیم عبدالسلام صاحب ہری پوری اور دوسرے احباب مخلصین تشریف لے آئے۔

اور سب نے کل کے تقرر پر اظہار اطمینان فرمایا۔ بلکہ میاں جان محمد صاحب نے تو آتے ہی فرمایا کہ میں نے سرہند شریف کی معیت میں جو رمضان سے قبل حاصل ہوئی تھی، اس معاملہ میں حضرت مرحوم سے پورا اطمینان کر لیا تھا مگر بوجہ پہلے اس کا اظہار نہیں کیا گیا۔ میاں صاحب کے اس اظہار سے جملہ احباب پر انوار یقین کی روشنی ظاہر ہو گئی اور ظہر کے بعد خلفاء و علما نے عام طور پر بیعت کر لی اور اس کے بعد مولانا غلام غوث صاحب نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں حضرت مرحوم کی وفات پر درد و حسرت کا اظہار کر کے اس تقرر کے اتفاق پر خوشی ظاہر فرمائی۔

اس کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ شکوک بالکل رفع ہو گئے اور احباب بغیر ہچکچاہٹ کے اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ حتیٰ کہ آخر میں حضرت مولانا عبداللطیف شاہ صاحب جو اپنے حضرت سے چاروں سلسلوں میں مجاز ہیں اور سعد اللہ خان صاحب اور دوسرے رفقاء حاضر ہوئے اور بلا تامل تجدید بیعت کر لی۔ اس وقت تک احباب حسب معمول آ رہے ہیں اور طریقہ عالیہ کا کاروبار نہج مستقیم پر چل رہا ہے۔ الحمد للہ فقیر کو اس معاملہ میں اس سے بڑی کوئی دستاویز نہیں ملی کہ آپ ایسے حضرات کے دلوں کو یہ بات پسند ہے اور اسی نعمت عظمیٰ کی امید پر کام شروع کر دیا ہے۔ باقی رہیں بشارتیں اور خواب تو اس سلسلے میں وہ اس قدر سنے جا رہے ہیں کہ ضبط تحریر میں نہیں آ سکتے۔ اس سلسلے میں ایک شاہد حق ابتلائے عظیم بھی تو ہے۔ چند وہ آدمی جنہوں نے حضرت

اعلیٰ کے وقت میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کی نیابت پر اعتراض کیا تھا اور حضرت شیخ سے مزاحم رہے تھے۔ وہ فقیر کے تقرر پر بھی معترض ہیں اور اپنے معاونین کو بھی تارکے ذریعہ سے بلا کر موقع پر حاضر ہو گئے اور خانقاہ و مکانات کے فارغ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ فوراً حضرت مرحوم کے اہل خانہ کو کندیاں پہنچا کر خانیوال روانہ کر دیا اور خود احباب و اساتذہ و طلبہ کے ساتھ اپنے آبائی گاؤں موضع ڈنگ میں چلا آیا۔ جو خانقاہ شریف سے مغرب کی جانب دو میل کے فاصلہ پر۔ دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ معترضین مزاحمین بھی چند دن لاف و گزاف مار کر اپنے اپنے مقاصد کے پیچھے بھاگ گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ:

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
کس ز بلبل نشو و نا لہائے دل کباب

لہذا اپنے کرم فرماؤں سے امید یہ رکھتا ہوں کہ اپنی مستجاب دعاؤں کے ساتھ امداد و اعانت فرمائیں گے۔ تاکہ اللہ جل شانہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدمی عنایت فرما کر اہل حقوق کے حق ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ وہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور وہی موفق و معین ہے۔

جناب حافظ جی سلمہ کو تسلیات اور عزیزوں کو دعائیں پہنچیں۔ خانقاہ کے جملہ احباب سلام رساں ہیں، خصوصاً مفتی عطا محمد صاحب تسلیات کے تحفے پیش کرتے ہیں۔

والسلام خیر ختام۔ ۷ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ

حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۵ء) نے حضرت اقدس

مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد ایک گرامی نامہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء دہلی (ہندوستان) سے مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب کی خدمت میں تحریر فرمایا جس میں لکھا:

”محترم مولانا خان محمد صاحب! السلام علیکم۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی کے انتقال کی خبر معلوم ہو کر بے اندازہ صدمہ ہوا۔ ایک متقی اور باخدا انسان کی جدائی بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ لدھیانہ کے تھے اور ہماری برادری کے تھے اور انہوں نے ہمارے مدرسہ میں تعلیم بھی پائی تھی۔ ان کی بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اس سال سفر حج میں مکہ معظمہ میرے پاس اچانک تشریف لے آئے۔ وہ مجھ سے اس طرح ملے جس طرح کہ ایک طالب علم کسی استاد اور بزرگ سے ملتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اس لیے میرے پاس بیٹھ کر میرے لیے دعا کرتے رہے۔ مجھے اس وقت بڑی خوشی ہوئی کہ ان کے دل میں ”انا“ موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد مدینہ شریف میں تھے اور جاتے ہی بیمار ہو گئے۔ مجھے افسوس ہوا کہ ان کی بیماری کی اطلاع مجھے اس وقت ملی جب میرا سامان ہوائی جہاز پر چار ہا تھا۔ اس لیے میں اس وقت ان کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ ان کے بچوں کے سر پر میری طرف سے ہاتھ رکھیں اور ان کی بیوہ کو میری طرف سے ہمدردی کا پیغام پہنچا دیں۔ ان کے کتنے بچے ہیں؟ کیا نام ہیں؟ اور کیا عمریں ہیں؟ تمام خانقاہ کے دوستوں کی خدمت میں سلام۔ میری صحت بہت زیادہ خراب ہے۔ میں بہت زیادہ دعا کا محتاج ہوں۔ میری صحت اور سلامتی ایمان و خاتمہ بالخیر کے لیے دعا فرمائیے اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی آزمائشوں سے محفوظ رکھیں۔

صاحبزادہ محمد جان صاحب موسیٰ زئی والے میرے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ ان کو کبھی یہیں پر مولانا صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ ان کو اس خبر سے بے پناہ صدمہ پہنچا۔ بہت بہت سلام فرماتے ہیں اور آج یا کل وہ لاہور روانہ ہو جائیں گے۔ وہ عنقریب خود خانقاہ شریف میں پہنچیں گے۔ والسلام۔
حبیب الرحمن لدھیانوی

۱۵ جون ۱۹۵۶ء

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری مدظلہ کا انظہار عقیدت

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مدظلہ فرزند ارجمند حضرت علامہ العصر سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ (۱۳۵۲ھ) نے نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال (۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ) کے بعد محذور زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کی خدمت میں ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ کو ہندوستان سے ایک گرامی نامہ لکھا جس میں تحریر فرمایا:

حضرت المحترم! ادام اللہ ظہم العالی۔ سلام مسنون

سب سے پہلے آن محترم کے مکتوب گرامی اور اس کے بعد الاستاذ المحترم مولانا محبوب الہی صاحب کے گرامی نامہ سے حضرت رئیس الاقطاب، زبدۃ الاصفیاء، قدوة الاولیاء شیخ مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پہنچی۔ پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ ایک سناٹا پیدا ہو گیا۔ اللہ اکبر جس مجسمہ زہد و تقویٰ کے دیدار سے سر ہند شریف کے ”عالم قدس“ میں آنکھیں منور کی گئی تھیں آج اسی کے سانحہ ارتحال کو سن رہے ہیں:

خوش در شید و لے دوستے مستعجل بود

”سرہند“ میں ایک مختصر سی زیارت میں حضرت کو جس طرح پایا۔ زبان و قلم سے اس کی ادائیگی بھی ممکن نہیں۔ احسان و سلوک کے جس اعلیٰ مقام اور قرب بارگاہ ایزدی کے جس ارفع منصب پر حضرت فائز تھے اس کا فیصلہ تو ارباب نظر اور اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔ مجھ فاسق و فاجر

نے تو جو تواضع، انکسار، زہد و استغناء، اتباع سنت، سراپا اخلاق نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی نظیر بھی نظر نہ آ سکے گی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس زیارت کو اور ان کے چند مکاتیب کو اپنے لیے سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ یہی چند سعادتیں نجات کا سبب بن جائیں گی۔ کاشکہ ان نفوس قدسیہ سے اہل دل کو استفادہ کا اور موقع ملتا اور یالیت اس سراپا زہد و اتقاء کو افادہ کی اور مہلت دی جاتی لیکن مرضی موٹی از ہمہ اولیٰ۔

وفات کے چند روز بعد خواب میں زیارت ہوئی۔ پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ چہرہ انور پر کچھ سرخی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مزاج عالی کیسے ہیں؟ ارشاد فرمایا ”الحمد للہ بہت آرام اور مسرت سے ہوں۔ ہاں سفر کی وجہ سے کچھ تکان ہے۔“ اس کے بعد فرمایا کہ ”حضرت شاہ صاحب تم سے بے حد خوش ہیں اور دودھ کے گلاس تمہارے لیے بھر کے رکھیں ہیں۔“ خواب ختم ہو گیا۔ صبح کو اس دیوانہ نے ”دیوان حافظ“ سے تقاول کہا کہ حضرت کا انجام کیا ہوا۔ شعر نکلا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس نے تمام عمر ہماری ملاقات کے لیے جدوجہد میں گزاری کیا اب بھی ہم اس کو اپنے وصال سے محروم رکھیں گے۔ سبحان اللہ واللہ علی کل شیء قدیر۔

خدا کرے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد انوار الہی سے لبریز ہو اور آرام گاہ ابدی سردی مسرتوں کا مظہر بنے اور ان کی جوتیوں کے طفیل میں سب ہی خدام و متوسلین اور سب کے کفش بردار و نالائق نظر کو استقامت علی الایمان والاستقلال علی دین العجایز نصیب ہو۔ آمین۔

اس خبر سے اطمینان ہوا کہ حضرت والا کی جانشینی آں محترم کو تفویض ہوئی۔ حق بھدار رسید۔ علی وجہ البصیرۃ عرض کرتا ہوں کہ آپ اس منصب کے انشاء اللہ ہر حیث سے اہل و مستحق ہیں۔ حضرت کے تمام متوسلین و خدام کو آن محترم کے وجود کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور آپ کے نفوس قدسیہ سے دامن مراد بھرنا چاہیے۔

آپ سے ملاقات کو بے اختیار دل چاہتا ہے۔ سرہند شریف تشریف لائیں تو غریبکہہ پر قدم رنجہ فرمائیں ورنہ ذلیل و ناکارہ کو اطلاع تشریف آوری دی جائے۔ جواب کا منتظر رہوں گا۔ والسلام۔
(انظر شاہ۔ دارالعلوم دیوبند)

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک (۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ) کے بعد حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ الصدیق ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء کے شمارے میں اپنے تاثرات یوں تحریر فرمائے:

موت العالم موت العالم

عربی مراثنیٰ میں دو شعرا ایسے ہیں جن کا جواب کسی دوسری زبان کے مرثیوں میں نہیں ملا۔
پہلا شعر ملاحظہ ہو:

وَمَا كَانَ قَيْسٌ هَلْكُهُ هَلْكُ وَاحِدٍ
وَلَكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهْدَمُ

ترجمہ: قیس کی وفات ایک آدمی کی وفات نہیں بلکہ اس کے مرنے سے گویا ایک قوم کی بنیادیں ہل گئیں۔
دوسرا شعریوں ہے:

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَادِرْ

ترجمہ: تیرے بعد جو بھی فوت ہوتا ہے۔ مجھے تو صرف تیری موت کا خطرہ تھا (سو جب وہ واقع ہو گئی تو اب کسی کے مرنے کا غم مجھے ستا نہیں سکتا۔ کیونکہ مجھے اسی غم سے فرصت نہیں ملے گی۔
حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی کی وفات حسرت آیات کی خبر ہمیں جب ملی تو رنج و غم کی کیفیت طاری ہونے کے بعد یہ دونوں شعر بار بار ہمیں یاد آئے اور بار بار انہیں پڑھ کر حزن و الم کی کیفیات مخصوصہ کا لطف اٹھایا۔ مولانا مرحوم بہت بڑے عالم، بہت بڑے ولی اللہ اور بہت بڑے مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ علم کی بلندی مرتبہ اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مغربی پاکستان کے سب سے بڑے مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان کے سرپرستوں میں سے تھے۔ اکابر علماء ان کی علمی فضیلت کے قائل و معترف تھے۔ بزرگی و

ولایت کے علوم مرتبہ سے اگرچہ ہم جیسے نااہل اور مقام ناشناس لوگ واقف نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی اتنا جانتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہء بزرگ مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب کردہ خلیفہ اور جانشین تھے اور مولانا مرحوم کے بیسیوں اور سینکڑوں خلفائے مجازین ان کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر چکے تھے۔ طریقہ مجددیہ کی آبرو انہیں کے دم سے قائم تھی اور سلوک نقشبندیہ کی راہ انہیں کی منزل پر جا کر ختم ہوتی تھی۔ جہاد فی سبیل اللہ مشائخ نقشبندیہ اور اکابر مجددیہ کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے اور مولانا مرحوم کو اس سلسلہ میں اس قدر شغف تھا کہ جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ اپنے سینکڑوں مریدوں کے ساتھ حج کے لیے تشریف لے جانے والے تھے۔ فریضہ حج چونکہ وہ قبل ازیں ادا فرما چکے تھے۔ اس لیے محض تحریک کی امداد کی خاطر آپ نے اس سال حج کا ارادہ ملتوی فرمایا اور یہیں رہ کر تحریک کی رہنمائی کرتے رہے۔ یہ آپ ہی کی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مریدین جہاد فی سبیل اللہ کو ہر نیکی اور مجاہدہ سے برتر سمجھتے ہیں۔ ہمیں آپ کی وفات کا جس قدر رنج ہے وہ محض اس بنا پر نہیں کہ وہ روز اول سے ”الصدیق“ کے سرپرست و معاون تھے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ آپ کی وفات سے آپ کا مقام اس طرح خالی ہو گیا کہ قوم میں کوئی بھی ان کی جگہ کو پر کرنے والا نظر نہیں آتا۔ ان کی وفات کا غم ساری قوم کا غم ہے اور ہم ان کی وفات پر جملہ مسلمانوں تک تعزیت رساں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس عموم کے بعد ہم خصوصی طور پر مولانا مرحوم کے بھائی مولوی بدرالدین صاحب آپ کے فرزند ارجمند محمد عابد طال عمرہ آپ کے بھتیجے مولوی حکیم محمد یوسف آپ کے جانشین حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ آپ کے محبت مخلص اور خلیفہء مجاز سیف اللسان و القلم حضرت مولانا حکیم عبدالجید صاحب سیفی مدظلہ آپ کے خلیفہ و معاون خصوصی حضرت مولانا عطاء محمد صاحب مدظلہ اور آپ کے والد و شیدا و خلیفہء مجاز حضرت میاں جان محمد صاحب۔ مدظلہ کی خدمت میں بھی تعزیت رساں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو صبر جمیل خصوصی سے نوازیں اور حضرت مرحوم کے مدارج عالیہ میں سے ان سب کو بھی حصہ وافر عطا فرمائیں۔

رَحِمَہُمُ اللّٰہُ عِبْدًا قَالِ آمِینَا

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ

کا اظہار عقیدت و محبت

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم مدرسہ عربیہ - کبیر والا دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے اور قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) سے منازل سلوک طے کرنے میں مصروف تھے کہ رحلت شیخ کا سانحہ پیش آ گیا جب حضرت شیخ قدس سرہ کے جانشین نائب قیوم زمان صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ قرار پائے تو مولانا عبدالحق صاحب نے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ (۱۸۸۵ء - ۱۹۴۹ء) (جو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے استاد حدیث تھے) سے سفارشی گرامی نامہ لکھا کرتجدید بیعت کی درخواست کی۔ حضرت علامہ عثمانی قدس سرہ کا یہ گرامی نامہ مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ ملاحظہ فرمائیں:

”کرم فرمائے محترم جناب مولانا عبداللہ صاحب دامت معالیہم بعد سلام مسنون آنکہ مجھے اب بہت کچھ صحت ہے۔ کچھ خفیف سابقہ مرض ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی زائل ہو جائے گا۔ بہر حال دعا کا طالب ہوں۔ عریضہ ہذا لکھنے کی ضرورت یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فضل و رحمت سے آپ کو اپنے مقام قرب سے نوازا اور اپنے شیخ علیہ الرحمہ کے اختصاص فیوض سے بہرہ یاب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے بعد ان کے متوسلین کے قلوب آپ پر جمع ہو گئے۔ حق تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکر ادا کیجیے۔ آپ بھی تا حد امکان دوسروں کو سیراب کرنے کی سعی سے دریغ نہ فرمائیں۔ حامل عریضہ مولانا عبدالحق صاحب مدرس دارالعلوم محمد اللہ حضرت شیخ سے

مستفیض ہو چکے ہیں۔ لیکن باطنی تشنگی دور ہونے سے پہلے شیخ کی وفات نے تشنگی پیدا کر دی۔ اب جو امیدیں ہیں آپ سے وابستہ ہیں۔ گو اس معاملہ میں سفارش کی ضرورت نہیں۔ مولانا کو آپ سے خاص عقیدت اور تعلق ہے مگر ان کے احوال پر نظر کرتے ہوئے۔ اپنے دیرینہ تعلقات نے مجبور کیا کہ میں بھی شفاعت کر کے مستوجب اجر بنوں۔ مجھے امید ہے کہ میرے معروضہ پر خیال فرما کر موصوف کی طرف خصوص توجہ اور ہمت مبذول فرمائیں گے۔ اس صورت میں بندہ بھی دال علی الخیر اور ساعی فی الحسنہ کے ثواب حاصل کرنے کا امیدوار ہے۔ والسلام۔
شیر احمد۔ ازدیو بندہ ۵۰

زبدۃ السالکین حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا رابطہ جانی

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ء) سے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا رابطہ جانی اس قدر مستحکم تھا کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف سے قریب کسی جگہ قیام فرماتے تو آپ ان سے ملنے کے لیے وہاں ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس قسم کی ایک ملاقات کے دوران حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام کو کمرہ سے باہر چلے جانے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ دونوں حضرات کو درمیان خلوت میں فقرو درویشی کے بعض اسرار و رموز پر گفتگو ہوتی رہی جن میں ایک یہ بات یہ بھی تھی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا: مولانا! کمال کسے کہتے ہیں؟ ہمیں اس راہ میں تگ و دو کرتے ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے مگر کمال کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت! بس یہی کمال ہے۔“

دل عارف زہر اندیشہ خالی است
کمال عشق اندر بے کمالی است ۵۱

حضرت رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ بر مزار قیوم زماں قدس سرہ

ایک بار حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف فرما ہوئے اور عصر کی نماز کے بعد مزارات مقدسہ خانقاہ شریف کے احاطہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مزار پر انوار پر مراقبہ فرمایا جو مغرب سے کچھ دیر پہلے تک جاری رہا۔ مراقبہ سے فراغت پر حضرت رائے پوریؒ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے فرمایا:

”مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا وگرنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔“^{۵۲}

حضرت رائے پوری قدس سرہ کی تحسین بر کمال تربیت مریداں

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ خانقاہ سراجیہ پر تشریف تھے۔ نماز مغرب کے بعد تسبیح خانہ میں مجلس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے حضرت رائے پوری سے مسند پر تشریف فرما ہونے کے لیے فرمایا۔ مگر حضرت رائے پوریؒ حضرت اقدس قدس سرہ کے اصرار کے باوجود مسند کے ایک کونہ پر تشریف فرما ہوئے اور دوسرے کونے پر حضرت اقدس قدس سرہ جلوہ افروز ہوئے۔

سلسلہ کلام کا آغاز ہوا اور حضرت رائے پوریؒ نے حضرت اقدس قدس سرہ سے سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تفصیلات دریافت فرمائیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے ولایات ثلاثہ کمالات ثلاثہ اور دوسرے حقائق و مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تشریح بیان فرمائی۔

اسی دوران حکیم محمد مظہر صاحب پر کیفیات جذب طاری ہو گئیں اور وہ بے اختیار ہو کر بلند آواز میں ”اللہ اللہ“ کہنے لگے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے خادم سے فرمایا کہ حکیم صاحب کو باہر لے جائیں۔ اس پر حضرت رائے پوری قدس سرہ نے فرمایا: ”مولانا! کوئی بات نہیں ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے۔“

اس کے بعد حضرت مولانا رائے پوری قدس سرہ نے اپنے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”دیکھو تربیت اسے کہتے ہیں کہ شیخ کی ہیبت تمام مریدوں پر چھائی ہوئی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے کام میں مشغول ہے۔“ ۵۳

حضرت رائے پوری قدس سرہ کی مخدوم زماں بسط اللہ ظلم العالی کو نصیحت

ایک بار نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ احباب کے ہمراہ سرہند شریف تشریف فرما ہوئے اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلم العالی بھی آپ کے شریک سفر تھے۔ سرہند شریف سے دہلی کے سفر میں راستہ میں جناب محمد صادق کاشمیری صاحب کی دعوت پر حضرت اقدس قدس سرہ نے ایک دن کے لیے قیام فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ بھی اس روز انبالہ میں قیام فرماتے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت رائے پوری قدس سرہ سے ملاقات فرمائی اور مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلم العالی کا حضرت رائے پوری قدس سرہ سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ حضرت انہیں کوئی نصیحت فرما دیجیے۔ اس پر حضرت مولانا رائے پوری قدس سرہ نے مخدوم زماں حضرت خان محمد بسط اللہ ظلم العالی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”فقیر آپ کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ جی کرے یا نہ کرے، مولانا عبداللہ صاحب سے چمٹے رہنا۔“ ۵۴

حضرت شیخ قدس سرہ کی باکمال نظر انتخاب

حضرت مولانا طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد قدس سرہ کی علمی و روحانی شہرت کا آوازہ سنا اور آپ کی شانِ عظمت آنکھوں سے ملاحظہ فرمائی تھی اور پہلے عرض کیا گیا ہے کہ وہاں انہوں نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو بھی حضرت اقدس قدس سرہ کے حضور روزانہ سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور اس طرح انہیں یقین تھا کہ: ”جب یہ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) اس طرح (مؤذّب و مراقب) بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کوئی بہت

بڑے ولی اللہ ہوں گے۔“ ۵۵

مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں:

”معلوم ہو گیا کہ انہوں (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے دیوبند سے واپسی (فراغت تحصیل علم کے بعد) کے وقت حضرت (اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں سلوک و تصوف کے مراحل طے کرنے کے لیے قیام کیا ہوا ہے۔ دل میں ایک پرانے ساتھی سے ملنے کا شوق ضرور پیدا ہوا مگر دنیاوی کمزوریاں اور ملازمت کی جکڑ بندیوں نے اس خیال کو عملی جامہ نہ پہنچنے دیا۔ مدتوں بعد پھر حافظ صاحب (جناب حافظ محمد نصر اللہ خان خاگوانی) سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ ایک بار پھر ملاقات ہوئی تو حافظ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز وفات پا چکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں اور ہم سب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی ہے۔ راقم الحروف نے تعجب سے پوچھا ”کیا حضرت مولانا مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی؟“ جواب ملا ”اولاد تو موجود تھی اور اتنی نااہل بھی نہیں تھی۔ لیکن چونکہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نیابت و خلافت کے زیادہ اہل تھے۔ اس لیے سجادہ نشینی ان کے سپرد کی گئی۔“ یہ بات سنتے ہی حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ العزیز کی حقیقی للہیت کا مقام منکشف ہوا اور اپنی محرومی پر حد سے زیادہ افسوس ہوا کہ ایسے بزرگوں کی صحبت سے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ حالانکہ اگر مواقع نکالے جاتے تو ضرور نکل سکتے تھے اور میانوالی کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا اور ساتھ ہی یہ شوق دامگیر ہوا کہ اب اپنے پرانے دوست اور ہم جماعت کی خدمت میں حاضری دی جائے اور یہ سوچا کہ حضرت مولانا احمد خان مرحوم جیسے بزرگوں کی نظر انتخاب جس پر پڑی ہے آخر وہ بھی کیا کیا کچھ نہیں ہوگا۔“ ۵۶

فصل پنجم

مناقب و درجاتِ روحانی و کرامات

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس (نائبِ قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے متوسلین میں سے ہر شخص کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ہر حال یہاں تک کہ حرکت و سکون اور اپنے سانس کو حضرت اقدس کی کرامت تصور کرتا تھا اور یہ بلاشبہ حقیقت تھی۔“ ۵۷

”اگرچہ حضرت اقدس (نائبِ قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) سے کرامات کا ظہور بکثرت ہوا کرتا تھا اور کراماتِ اولیائے حق کے پیش نظر اس کے ذکر و بیان میں بظاہر کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا لیکن آپ کشف و کرامات کو کوئی خاص اہمیت نہ دیا کرتے تھے اور اس کے اظہار کو بھی ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ اس بنا پر راقم الحروف (حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ) نے بے شمار واقعات کا علم ہونے کے باوجود اس باب سے صرف نظر کیا ہے صرف بطور مشتمل نمونہ از خردوارے چند ایک کا ذکر بر سبیل تذکرہ آگیا ہے۔“ ۵۸

بچپن کی کرامت

”سات آٹھ سال کی عمر ہوگی کہ ایک روز آپ کو ٹھٹھے پر چڑھے ہوئے تھے۔ پانی کا کنورا ہاتھ میں تھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً بادل بہت زور سے گر جا اور ایک مہیب آواز پیدا ہوئی مگر آپ بالکل نہ ڈرے بلکہ غصہ سے بادل کو مخاطب کر کے کہا: ”اے بادل! تو

کیا گرجتا ہے۔ دیکھ اگر پھر گرجا تو یہ پیالہ پھینک کر ماروں گا۔ خدا کی قدرت کہ گرج چمک فوراً بند ہو گئی۔“ ۹۵

اخفائے احوال

تمام مقامات و مناسب عالیہ مجددیہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) خود کو بیچ در بیچ سمجھتے تھے اخفائے احوال کا یہ عالم تھا کہ کسی طور بھی اپنے کمالات کا اظہار نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک خادم اپنے مکتوبات میں حضرت اقدس قدس سرہ کے فیوض و برکات اور مادی و روحانی فوائد کا ذکر متشکرانہ انداز میں بار بار کیا کرتا تھا۔ جناب حکیم ذوالفقار احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت اقدس مجھے ساتھ لے کر احاطہ خانقاہ شریف سے باہر ٹہلنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اثنائے گفتگو اس شخص کا نام لے کر مجھ سے فرمانے لگے کہ فلاں صاحب اپنے خطوط میں بہت سے مادی و روحانی فوائد حاصل ہونے کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ خدا جانے انہیں کیسے فائدہ ہو جاتا ہے، ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا:

بزرگان مکر دند در خود نگاہ

خدا بینی از خویشستن بین مخواه ۹۶

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے روحانی ملاقات

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ لاہور قیام فرماتے تھے کہ آپ کے ایک صاحب کشف مرید صوفی محمد اسلم صاحب زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت اقدس کے قیام لاہور کے دوران صوفی صاحب شیخ ابوالحسن علی بن عثمان جویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ (م ۷۶۵ھ) کے مزار پر انوار پر مراقب ہوئے تھے اور دوران مراقبہ انہیں حضرت علی جویری قدس سرہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا تھا اور حضرت داتا صاحب نے انہیں فرمایا تھا کہ آپ کے شیخ لاہور آیا کرتے ہیں۔ ان سے کہنا کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر صوفی محمد اسلم صاحب نے مزار پر انوار داتا گنج بخش کی زیارت اور وہاں حاصل ہونے والے مشاہدات و عنایات کا ذکر کیا لیکن حضرت علی ہجویریؒ نے جو انہیں خصوصی پیغام حضرت اقدس کے لیے دیا تھا اس کا ذکر صوفی صاحب بھول گئے۔

دوسرے روز حضرت اقدس نے صوفی صاحب سے فرمایا کہ آپ حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر گئے تھے مگر کوئی خاص بات بیان کرنا بھول گئے۔ اس پر صوفی صاحب نے عرض کیا: ”افسوس مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت علی ہجویریؒ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اپنے شیخ سے کہنا کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں۔“

اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ”اب آپ حضرت حضرت علی ہجویریؒ کے مزار مبارک پر جا کر اپنی فروگزاشت کی معذرت کریں۔ باقی میں ان سے مل آیا ہوں۔“

امام ربانی قدس سرہ سے تحریر نصیب ہونا

ایک روز حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے مزار پر انوار حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) پر مراقبہ فرمایا۔ دوران مراقبہ آپ کے ایک ارادتمند صوفی عبدالجلیل صاحب نے دیکھا کہ حضرت امام ربانیؒ نے ایک تحریر حضرت اقدس کو عنایت فرمائی جس میں یہ درج تھا کہ اگر سید گل حسن شاہ ملازمت کے لیے دوبارہ ایران گئے تو اس میں انہیں بہت سے مصائب و آلام پیش آئیں گے۔ حتیٰ کہ ان کی جان کا بھی خطرہ ہے۔

مراقبہ کے اختتام پر حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر ارادتمندوں سے فرمایا کہ دوران مراقبہ اگر کسی نے کوئی بات دیکھی ہو تو وہ اسے بیان کرے۔ اس پر صوفی عبدالجلیل صاحب نے مذکورہ بالا واقعہ عرض کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے انہیں فرمایا کہ اپنے مشاہدہ سے شاہ صاحب (سید گل حسن صاحب) کو بھی آگاہ کر دیں۔

چنانچہ شاہ صاحب تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا: ”حضور! اب مجھے (ایران کی) ملازمت نہیں چاہیے۔ بس آپ یہ دعا فرمائیں کہ

میری عاقبت بالخیر ہو جائے۔“ ۲۲

جبکہ قبل ازیں سید گل حسن صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کرتے تھے کہ مجھے ایرانی پٹرو لیم کمپنی والی ملازمت دوبارہ مل جائے۔

مرید نوازی اور دلداری کی بہترین مثال

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کے ایک مخلص خادم صوفی محمد صادق صاحب جو محبت و رابطہ شیخ کے جذبہ سے سرشار تھے نے خیال کیا کہ حضرت اقدس کی صاحبزادی کی شادی کے وقت نہ معلوم میرے پاس کوئی چیز موجود ہو یا نہ ہو کیوں نہ ابھی گھر میں موجود سونے کی دو بالیاں حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کروں۔ لہذا وہ دونوں بالیاں لے کر عازم خانقاہ سراجیہ شریف ہوئے اور آ کر بطور ہدیہ یہ بالیاں حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیں۔

حضرت اقدس نے مخلص ارادتمند کی دلداری فرماتے ہوئے بالیاں قبول فرمالیں۔ مگر جب گھر تشریف فرما ہوئے تو یہ بالیاں زوجہ محترمہ دام محمد ہاکو دیتے ہوئے فرمایا: ”یہ بالیاں ہمارے مسکین ساتھی محمد صادق کی امانت ہیں۔ انہیں محفوظ رکھیں کسی موزوں وقت پر لوٹانا ہے۔“

قربان ہو جائیں ان صادق و امین ہستیوں کے جنہیں اللہ کریم نے ایسے پاکیزہ اخلاق نصیب فرمائے۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ نے وصال فرمایا تو اس وقت حضرت مائی صاحبہ دام محمد ہانے اس امانت کو صوفی صاحب کے حوالہ کر دیا۔ ۲۳

جس پر مخلص مرید کو علم ہوا کہ سبحان اللہ! مرشد پاکباز و متوکل الی اللہ نے محض میری دلداری کے لیے یہ ہدیہ قبول فرمایا تھا ورنہ آپ کی سیر چشمی کو یہ چیز ہرگز گوارا نہ تھی۔

روحانی عظمت

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے وصال مبارک کے وقت آپ کے بڑے بڑے خلفاء موجود تھے۔ ان صاحبان ذی مرتبت کا بیان ہے کہ جب

ہم نے قیوم زماں قدس سرہ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی تو ہمیں ان فیوض میں جو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے حاصل ہوئے اور حضرت قیوم زماں قدس سرہ کے فیوض میں قطعاً فرق محسوس نہ ہوا۔ آپ نے طالبان حق اور سالکان طریقت کو اپنی عظیم روحانی قوت اور قلبی استعداد سے مقامات نقشبندیہ مجددیہ کی منازل عبور کرائیں۔

وصیت شیخ قدس سرہ پر عمل

آپ کے شیخ و مربی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت و خیر خواہی لازمی سمجھیں،^{۱۴} لہذا آپ نے روحانی طور نیابت قیوم زماں کے ادب و احترام اور مراتب و درجات کی ہمیشہ پاسداری فرمائی اور خانقاہ شریف کے متوسلین اور وابستگان کی روحانی تربیت و اصلاح میں ہمہ تن مصروف کار رہے۔ اپنے مرشد عالی مقام کے حکم کا احترام کرتے ہوئے عمر بھر طریقتہ پاک کی ترویج و اشاعت میں تن من دھن سب قربان کر دیا۔ وہاں مذکورہ بالا اہم ذمہ داری کو بھی احسن طریقے سے نبھایا۔ حضرت شیخ قدس سرہ کی اولاد امجاد اور اہل خانہ کے ساتھ ہمیشہ خیر خواہی اور بھلائی کا سلوک فرمایا۔ حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) رحمۃ اللہ علیہ صبر و استقامت کے کوہ گراں تھے۔ جس سے حادثات روزگار نکل کر خود بخود پاش پاش ہو جاتے تھے۔ ہر چند کہ اس راہ میں دشواریاں پیش آئیں مگر آپ نے پورے حلم و وقار اور صبر و استقامت کا ثبوت دیتے ہوئے شان نیابت کو برقرار رکھا اور پائے ثبات میں ادنیٰ سے لغزش بھی پیدا نہ ہونے دی۔ وصیت شیخ علیہ الرحمہ کے ایک ایک حرف کو صبر آرزو حالات میں کمال ہمت کے ساتھ پورا کیا۔“^{۱۵}

بعد وصال اولاد شیخ پر نگاہ شفقت

”صاحبزادہ محمد عارف صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے وصال کے بعد ایک روز احساس تنہائی کی وجہ سے میری طبیعت سخت پریشان تھی اور

یاس انگیز خیالات کا ہجوم تھا۔ اسی عالم میں بغرض تحصیل سکون حضرت اقدس نائب قیوم زماں مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد آپ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔

اسی اثناء میں نیند آ گئی۔ خواب دیکھا کہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ نمازِ عشاء مسجد میں ادا فرما کر حسب معمول سنتیں اور وتر پڑھنے کے لیے حجرہ شریف کی جانب تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب مسجد کے دالان سے صحن میں پہنچے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے مسجد کے صحن میں آ گیا تو دیکھا کہ مسجد کے باہر کا میدان سپاہیوں اور فوجیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک سپاہی آگے بڑھ کر مسجد میں داخل ہوا اور حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ عارف کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟“ سپاہی نے جواب دیا کہ ہم اسے ختم کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر مجھے اشارہ فرمایا کہ مسجد میں جا کر باقی نماز پڑھ لو اور مولوی محمد عثمان صاحب سے فرمایا کہ اس سپاہی کو مسجد سے نکال دو۔ چنانچہ مولوی محمد عثمان صاحب سپاہی کو دھکیلتے ہوئے پیچھے لے گئے اور اسے مسجد کے شرقی حاشیہ سے نیچے گرا دیا۔ میں حضرت اقدس کے حسب الحکم مسجد میں باقی نماز ادا کرنے کے بعد آیا تو دیکھا کہ تمام سپاہی اور فوجی غائب ہو چکے ہیں اور حضرت اقدس اپنے حجرہ شریف کے سامنے مہمان خانہ اور تسبیح خانہ کے دالان میں بندوق حائل کیے ٹہل رہے ہیں۔ میں نے قریب آ کر عرض کیا کہ حضرت! میں بھی اپنی بندوق لے آؤں۔ فرمایا: ”نہیں! تم گھر جا کر آرام کرو میں حفاظت کے لیے کافی ہوں۔“

جب آنکھ کھلی تو دل سکون و اطمینان سے لبریز تھا، اللہ کا شکر ہے۔ اس کے بعد کبھی کسی قسم کا خوف و ہراس مجھ پر اثر انداز نہیں ہوا۔ سبحان اللہ! حضرت اقدس کی شفقت اور حمایت پر وہ فرمانے کے بعد بھی اپنے شیخ کے عیال و اطفال پر کس قدر مبذول ہے۔ برد اللہ مضجعہ و نور مرقدہ۔“ ۶۶

تصرفِ حضرت اقدس قدس سرہ

حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) قدس سرہ کے ایک مخلص خادم صوفی محمد صادق جنگ عظیم کے زمانہ میں ریاست نامہ (ہندوستان) کے ٹرانسپورٹر تھے۔ پولیس کے ہندو اور سکھ متعصب اہل کاروں نے ان پر پٹرول کے سلسلہ میں ڈیفنس روڑز کے تحت ناحق مقدمہ قائم کر دیا اور لدھیانہ میں ایک سخت مزاج سکھ مجسٹریٹ کی عدالت میں ان کی پیشی مقرر ہو گئی۔ صوفی صاحب نے پریشانی کے باوجود مقدمہ کو دنیوی معاملہ سمجھتے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں زبانی یا تحریری طور اس کا کوئی تذکرہ نہ کیا۔

اتفاق سے انہی دنوں حضرت اقدس قدس سرہ خانقاہ سراجیہ شریف سے اپنے وطن سلیم پور سدھواں (ہندوستان) تشریف لے آئے۔ صوفی صاحب موصوف اور ماسٹر محمد شادی خان صاحب بھی آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر حاضر خدمت ہو گئے۔ اسی اثنا میں صوفی صاحب کے مقدمہ کی تاریخ آ گئی اور ماسٹر صاحب موصوف کی وساطت سے صوفی صاحب کے مقدمہ کی خبر حضرت اقدس کو ہو گئی۔ آپ نے صوفی صاحب سے فرمایا: ”تم بھی عجیب آدمی ہو۔ اس معاملہ کا ذکر اب تک ہم سے کیوں نہیں کیا؟“

صوفی صاحب نے آبدیدہ ہو کر التماس کی کہ حضور سے خادم کا تعلق محض اللہ کے لیے ہے اس لیے دنیوی معاملہ کا تذکرہ کچھ مستحسن نظر نہ آیا۔

اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے قدرے سکوت اختیار فرمایا اور پھر صوفی صاحب سے فرمایا: ”جاؤ بے فکر ہو، کچھ نہیں ہوگا۔“

صوفی صاحب عدالت پہنچے۔ چند مقدمات کے بعد مجسٹریٹ کے سامنے ان کے مقدمہ کے کاغذ پیش ہوئے۔ مجسٹریٹ نے سرسری نظر ڈالنے کے بعد کہا کہ ”صوفی محمد صادق کو بری کیا جاتا ہے۔“ ضبط شدہ پٹرول واپس مل گیا اور زیر ضمانت ڈرائیور کو بھی رہائی مل گئی اور یوں صوفی صاحب خوش و خرم واپس لدھیانہ آ گئے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ۶۷

حل اشکال کا مرتبہ بلند

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کو اللہ کریم نے بے پناہ روحانی خوبیوں سے نوازا تھا۔ جب زیب مسند ارشاد خانقاہ سراجیہ شریف ہوئے تو جوق در جوق آنے والے طالبان حق اور راہروان وادی سلوک و عرفان نے اپنی بساط و ظرف کے مطابق روحانی فیوض و برکات سے اپنے دامن بھر لیے اور کہنے والے تو یوں کہہ اٹھے:

”تکمیل سلوک کے بعد خود اپنی آنکھوں سے راقم الحروف (علامہ طالوت) نے ان بڑے بڑے ذہین لوگوں کو آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے سامنے دوزانوں ہو کے بیٹھے دیکھا۔ جس کی ذہانتوں کے طالب علمی کے زمانے میں چرچے تھے اور جن کے متعلق طالب علمی ہی کے زمانے سے لوگوں کو خیال تھا کہ انہیں معقولات کی کتابیں یاد ہیں وہ بولوگوں کی عقلی گتھلیاں سلجھایا کرتے تھے۔ آخر میں کچھ ایسی عقلی الجھنوں میں مبتلا ہوئے کہ حضرت مولانا (محمد عبداللہ قدس سرہ) کی مجلس اقدس میں پہنچنے سے پہلے ان کی یہ الجھنیں سلجھ نہ سکیں۔ وہ جو تدریس کے میدان میں سابق الغایات تھے اور بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرتے نہیں تھکتے تھے جب حضرت کی مجلس میں پہنچے تو اس طرح خاموش ہو گئے گویا خاموشی ہی ان کی سب مشکلات کا حل ہے۔ سنا کرتے تھے کہ پرانے زمانے میں کچھ لوگ فلسفے کے مسائل کا حل علماء کی خدمت میں پہنچ کر کیا کرتے تھے اور مشائی کہلاتے تھے اور کچھ لوگ دل کی تختی کو آئینہ بنا کر نور اشراق سے مسائل کا حل علماء کی خدمت میں پہنچ کر کیا کرتے تھے، ایسے لوگ اشراقی کہلاتے تھے۔ مگر اس شنیدہ کو دیدہ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ جب ہم نے بڑے بڑے علمائے وقت کے مسائل کو حضرت مولانا (محمد عبداللہ) قدس سرہ کی مجلس میں حل ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی عمریں درس و تدریس میں گزاری تھیں وہ بڑے بڑے لائیکل علمی مسائل جب حضرت کی خدمت میں پیش کرتے اور اپنی مشکلات کا بیان کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ واقعی یہ مسئلہ لائیکل ہے اور شاید ہی اس اشکال کا کوئی حل نکل سکے مگر جب حضرت اقدس جواب میں ایک مختصر سی تقریر فرماتے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مشکل کو مشکل سمجھنا ہی ہماری غلطی تھی۔“ ۱۸

اندازِ تربیت و فیض عام

اس قسم کے (روحانی) دروس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) اپنے مریدین و متوسلین کی تربیت بھی فرماتے تھے، اگرچہ تربیت میں بھی خاموشی و سکون کا عمل غالب تھا، مگر پھر بھی اس میں امر و نہی کا سلسلہ جاری رہتا اور اس میں حکمت عملی کے ساتھ ساتھ چونکہ امر و نہی بھی مفید ثابت ہوتے تھے۔ اس لیے متعلقین میں یہ سلسلہ بھی جاری رہتا۔ لیکن خود عملی نمونہ بن کے دکھانا چونکہ سنت انبیاء تھی اس لیے کبھی کوئی ایسا کام نہ کرتے جس کے نتائج دوسروں کے لیے برے ثابت ہوں۔ اہل سلسلہ کی تربیت، مراقبات و توجہات کے ذریعہ بھی ہوتی مگر اس میں بھی ایسی خصوصیت نہیں تھی کہ غیر سلسلہ والوں کو کوئی رکاوٹ ہو یا ان کے لیے استغاضہ کا یہ دروازہ بند ہو جو بھی مراقبہ میں شامل ہوتا، فیض سے محروم نہ جاتا۔ حتیٰ کہ میرے جیسے نااہل سے نااہل لوگ بھی ظاہر و باہر فوائد محسوس کرتے اور بار بار مراقبوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے۔^{۶۹}

حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے مطلع صاف ہو گیا

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی تحریر فرماتے ہیں:

صوفی احمد یار صاحب (ڈیرہ پرانا بھلول ضلع سرگودھا) کے بیٹے کی شادی پر حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ تشریف فرما تھے اور اس سفر میں حکیم حاجی ذوالفقار احمد صاحب (باگڑ سرگانہ ضلع ملتان) اور حاجی گل محمد صاحب (باگڑ سرگانہ) آپ کے ہمراہ تھے۔ آسمان پر گھنگھور گھٹائیں چھائی تھیں اور موسلا دھار بارش کا سماں تھا۔ صاحب خانہ اور تمام شرکائے شادی پریشان و سرگرداں تھے۔ حکیم صاحب موصوف نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا:

حضرت تصرف خاص اور خصوصی دعا فرمائیں کہ یہ شادی احسن طریقے سے سرانجام پائے ورنہ حاسد لوگ صوفی احمد یار صاحب سے کہیں گے کہ ان کے پیر صاحب آئے اور خوب

شادی ہوئی۔

عرض کرتے ہی حضرت اقدس کے تصرف خاص اور خصوصی دعا کے صدقے اللہ رب العزت نے موسم صاف فرما دیا۔ آناً فاناً بادل ہٹ گئے اور بارش تھم گئی اور شادی کے جملہ مراحل بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچے۔^{۱۷}

حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مصیبت سے رہائی بخشی

حکیم حاجی ذوالفقار احمد صاحب کے بیٹوں اور بھانجوں کے خلاف عداوت کی بنیاد پر ناحق پرچہ ہو گیا جس میں شامل تعزیرات نہایت شدید اور ناقابل ضمانت تھیں۔ وہ خانقاہ شریف پر حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے طالب دعا ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”فکر نہ کریں کوئی بات نہیں آپ میرے پاس رہیں۔“

حکیم صاحب حضرت اقدس قدس سرہ کے فرمان کے مطابق بادلِ نخواستہ خانقاہ شریف پر رک گئے اور ذہن بچوں کی طرف رہا۔ دوسرے روز حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”جانا چاہو تو (گھر چلے) جاؤ۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔“

لہذا حکیم صاحب گھر چلے گئے۔ وہاں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور حضرت اقدس کے تصرف سے ایسے اسباب ظاہر ہوئے کہ پرچہ خارج ہو گیا۔^{۱۸}

سیلاب کے نقصان سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا

حاجی گل محمد صاحب (باگڑ سرگانہ) حضرت اقدس قدس سرہ کے ہمراہ مانسہرہ میں مقیم تھے۔ گھر سے ان کے والد گرامی کی طرف سے خط آیا کہ دریائے راوی میں طوفانی سیلاب آ رہا ہے اور پانی کا رخ ہماری زمین کی جانب ہے۔ لہذا گھر آ جائیں تاکہ بچاؤ کی کوئی صورت نکل سکے۔ حاجی صاحب نے یہ خط حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت مبارک میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

”جانا ہے یا پانی پیس رکوانا ہے؟“ ساتھ ہی فرمایا ”فکر نہ کرو تمہارا کوئی نقصان اللہ کے فضل سے نہ ہوگا۔“

حاجی صاحب حضرت اقدس قدس سرہ کی منشا کے مطابق آپ کے پاس ہی رہے اور گھر نہ آئے۔ بعد میں جب گھر گئے تو معلوم ہوا کہ سیلاب آیا اور اس کا پانی حاجی صاحب کی فصلوں کو سیراب کرتا ہوا فوراً آگے نکل گیا اور یوں حضرت اقدس کی توجہ اور دعا کے صدقے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیلابی زحمت کو حاجی صاحب کے گھر والوں کے لیے رحمت بنا دیا۔^{۷۲}

مصیبتوں کے کوہِ گراں اللہ نے ٹال دیے

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ جب پاکستان بنا تو ان کی عمر بارہ برس تھی اور ڈیڑھ سال بعد ان کے والد گرامی رحلت فرما گئے۔ ۱۹۵۲ء میں وہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے۔ ان کی کاروباری حالت اچھی نہ تھی ان حالات میں کوئی رشتہ دار بھی کام نہ آیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ سے جو روحانی تعلق تھا اس سے بہت سہارا مل گیا۔ آپ ان پر بے حساب شفقت فرماتے تھے ہر معاملہ میں حضرت اقدس قدس سرہ سے انہیں راہنمائی نصیب ہوئی۔ اس زمانے میں ان پر بارہا گراں مشکلات آئیں اور انہوں نے ایک پوسٹ کارڈ لے کر حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لکھا ”لیئر بکس میں ڈالا“ ادر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے پریشانی کا پہاڑ بادلوں کی طرح اڑا دیا۔ بارہا ایسا ہوا۔^{۷۳}

صیقلِ قلوب ہستی

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”دل کی کیفیات بیان کرنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ لیکن جب ان کیفیات کے ورود کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا ہو تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ کیفیات گزشتہ کا ذکر کر کے بار بار لطف اندوز ہوا جائے۔ حضرت مرحوم (حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ) کی خدمت میں

بیٹھنے سے قلبی کیفیت کچھ اس قسم کی ہو جاتی تھی کہ اس میں سوائے للہیت، خلوص اور نیکی کے اور کوئی جذبہ باقی ہی نہ رہتا تھا۔ اپنے گناہوں کی یاد سے ہمیشہ ندامت ہوتی اور استغفار کرنے کی طرف سے مائل ہوتا۔ بڑی بڑی عداوت بھی یاد آتی تو ان کی خدمت میں بیٹھے ہوئے بجائے عداوت پر غصہ کے النادل میں شفقت پیدا ہوتی اور خلوص پیدا ہوتا اور دل سے دعا نکلتی کہ اللہ تعالیٰ صاحب عداوت کو ہدایت فرمائے۔ ایسا شخص جس کی صحبت میں یہ تاثرات پیدا ہوتے ہوں اور میرے جیسے قسی القلب کے دل میں پیدا ہوتے ہوں دوسرے لین القلوب اور صاف دل لوگوں کے دلوں میں جو فیض ان کی صحبت میں پہنچتے ہوں گے ان کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے۔“ ۴۷

آپ وقت کے قطب الارشاد تھے

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بیعت ہونے سے چند روز بعد خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع کمرہ ہے جس میں فرش بچھا ہوا ہے اور چاروں طرف دیواروں کے ساتھ اولیائے عصر حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ درمیان میں ایک بڑا تخت ہے۔ اس پر ایک مرصع و مزین نہایت خوش نما چوکی ہے جس پر حضرت اقدس جلوہ افروز ہیں۔ احقر دروازے سے داخل ہوا۔ گرد و پیش بیٹھے ہوئے اولیائے کرام کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور سیدھا جا کر حضرت اقدس کی پشت کی جانب کھڑا ہو گیا۔

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ سبحان اللہ اخفائے حال کی کیا شان تھی کہ صرف اتنے حصہ کی تعبیر دی جو نیاز مند سے متعلق تھا۔ تحریر فرمایا کہ خواب نیک ہے جو قوت رابطہ پر دلالت کرتا ہے کہ آپ دوسروں کی طرف توجہ دیے بغیر سیدھے اپنے شیخ کے پیچھے آ گئے۔ حضرت اقدس نے ادنیٰ سا اشارہ بھی اپنے رتبہ اور مقام کی طرف نہ فرمایا۔ اب دل میں خواب کے بقیہ حصہ کی تعبیر خود بخود آ گئی کہ حضرت اقدس ماشاء اللہ اپنے عہد کے قطب الارشاد تھے اور تمام اولیائے زمانہ آپ کے گرد مثل ہالہ قمر جمع ہو کر انوار فیض سے مستنیر ہوتے رہے۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ۔“ ۴۸

خصائل و فضائل

جناب مولانا طاووس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) لکھتے ہیں:

”میں نے ان کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ شریعت کی پابندی اور پائیداری ہی کا سبق سیکھا اور سلسلہء مجددیہ یا دوسرے بزرگوں کا جو بھی ذکر سنا صرف یہی سنا کہ وہ کس قدر پابند سنت، کس قدر بدعت سے پرہیز کرنے والے اور کس قدر پابند شریعت تھے۔ وہ (حضرت مولانا محمد عبداللہ) کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو شریعت و طریقت کو دو بناتی ہو، وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو سر مو بھی سنت سے منحرف ہو۔ گھر میں نوافل و سنن پڑھتے دیکھا ہے، تو اثنائے سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مذہب کے مطابق سنتیں چھوڑ دیتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ حالانکہ دوسرے لوگ طبعاً گھر سے باہر سنن و نوافل کی زیادہ پابندی کرتے ہیں تاکہ مریدوں پر ان کی نیکی کا اثر اور سکے بیٹھ جائے۔“ ۱۷

سنن و مستحبات کا اہتمام خاص

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرائض کے علاوہ مسنون اور مستحب امور کا اہتمام فرمانے میں بھی حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) پوری جدوجہد فرماتے تھے۔ اذان نماز کے مستحب اوقات از روئے فقہ حنفی معلوم کرنے کے لیے بڑے اہتمام سے دھوپ گھڑی بنوا کر مسجد کے حاشیہ پر لگا رکھی تھی۔ ہر روز بلا ناغہ بوقت زوال اپنی جیبی گھڑی کو درست کیا کرتے تھے۔ ۱۸

لباس میں سنت کا اہتمام

لباس میں سنت کا اہتمام اس قدر تھا کہ اسے حضرت والا (مولانا محمد عبداللہ صاحب) کی کرامت ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ آپ کا جسم مبارک ذرا بھاری بھر کم تھا اور قوی الجیش آدمی کا تہبند عموماً سرک کر ٹخنوں سے نیچے ہو جایا کرتا ہے مگر کسی وقت بھی آپ کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تو درکنار ان کے متصل بھی دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ ہمیشہ چار یا پانچ انگشت اونچا ہی رہتا تھا۔^۸

اتباع شریعت و پیروی سنت کا اہتمام

اتباع شریعت و پیروی سنت کے اہتمام میں (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب) اس قدر سرگرم تھے کہ مسجد میں آنے یا نکلنے والے کا قدم اگر بے خیالی میں سنت کے خلاف پڑ جاتا تو بلا کر اسے نرمی سے سمجھاتے کہ داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت باایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے۔^۹

مسلک فقہی میں اعتدال

رفع یدین اور آمین بالجہر کے بارے میں بھی (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب) اعتدال پر گامزن تھے خود نہ کرتے تھے مگر کرنے والوں کو منع بھی نہ فرماتے تھے بلکہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں بھی مولانا محمد عمر صاحب بستوی، مقیم راولپنڈی نے بیعت کے بعد جب اپنے مسلک اہلحدیث کے تحت عرض کیا کہ میں نے مدارس احناف میں فقہ حنفی پڑھی ہے۔ مجھے فریقین کے دلائل بھی معلوم ہیں لیکن میری طبیعت امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے بغیر نہیں مانتی۔ اس پر حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ نے انہیں اجازت دے دی کہ آپ پڑھ لیا کریں۔ اس لیے کہ بعض آئمہ کا مسلک قرأت الامام ہے۔ چنانچہ انہوں نے دوسری نماز میں حضرت اقدس قدس سرہ کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کیا مگر مولانا موصوف کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہزار کوشش کے باوجود بھی نہ پڑھ سکے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے زبان پر قفل لگ گیا

ہو۔ حضرت اقدس نے اس انداز سے مولانا موصوف کے ذہن کو لاشعوری طور تقلید پر آمادہ کر دیا اور وہ اس تصرف و کرامت کو دیکھ کر مسلک حنفی کی حقانیت پر مطمئن ہو گئے۔ چنانچہ پھر پڑھنے کا کبھی ارادہ نہ کیا۔ سبحان اللہ کیا انداز تعلیم و تربیت تھا جس سے فکر و عمل میں انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔^{۵۰}

طریقہ ایصالِ ثواب

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) کے وصال مبارک کے ایک سال بعد بعض بااثر اصحاب نے سالانہ ختم کرانے کا اصرار کیا۔ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے اس خوف سے کہ آئندہ یہ سالانہ عرس کی شکل اختیار کر جائے گا انکار فرمایا لیکن جب اصرار حد سے بڑھا تو ان تین شرائط کے ساتھ اس کی اجازت عنایت فرمائی:

- ۱- کسی اخبار یا اشتہار سے اعلان نہ کیا جائے۔
- ۲- صرف مرد شریک ہوں، عورتیں اور بچے ہرگز نہ آئیں۔
- ۳- ختم قرآن، دعا اور فاتحہ پراکتفا کیا جائے۔

مذکورہ بالا شرائط کے ماننے پر سالانہ ختم کی اجازت عنایت فرمائی گئی تھی لیکن عملاً پہلی اور تیسری شرط کا لحاظ رکھا گیا اور دوسری شرط پر عمل نہ ہو سکا۔ لہذا عورتیں اور بچے بھی آئے جس سے لشکر شریف کے نظام میں بے انتظامی ہونے کے علاوہ کھیتوں میں فصل کا بھی نقصان ہوا۔ اس پر اسی اجتماع میں حضرت اقدس قدس سرہ نے اعلان فرمادیا:

”اس سال لوگوں کے اصرار پر مشروط اجازت دی گئی تھی مگر دوسری شرط پوری نہیں کی گئی۔ عورتیں اور بچے بھی آ گئے ہیں اور انہوں نے کھیتوں کو اجاڑ ڈالا ہے۔ حقوق العباد کا یہ اطلاق کون اپنے سر لینے کے لیے تیار ہے؟ لہذا فقیر ابھی اعلان کرتا ہے کہ آئندہ سال کسی قسم کا اجتماع نہ ہوگا۔“^{۵۱}

اس طرح اس کے بعد کبھی سالانہ ختم کا کوئی اجتماع نہیں ہوتا۔ ہر مرید اور سالک جب چاہے چلا آتا ہے اور اپنے طور پر فاتحہ خوانی کر کے چلا جاتا ہے۔ آج تک دائمی ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے اور نائب قیوم زماں و صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے جانشین مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی اپنے شیخ و مربی کے فرمان پر پوری طرح کاربند ہیں۔

اہل دنیا سے بے نیازی

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ ماسہرہ میں قیام فرماتے تھے کہ والی ریاست کا خادم حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ نواب صاحب حاضری کے لیے وقت چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ اس وقت گنجائش نہیں نماز عصر ہوگی پھر ختم خواجگان اور اس کے بعد افطار کی تیاری۔ کل ظہر کے بعد وہ آکر مل سکتے ہیں۔

دوسرے روز نواب صاحب مذکورہ حاضر خدمت ہوئے اور جاتے وقت پانچ سو روپے بطور نذرانہ پیش کیے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے مناسب انداز میں قبول کرنے سے معذرت فرمائی اور نواب صاحب چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے فرمایا:

”اپنے حضرات کا معمول یہ ہے کہ غیر متعلق شخص کا ہدیہ اور نذرانہ قبول نہیں کرتے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ دنیوی غرض بھی شامل ہوتی ہے۔ یہ نواب صاحب آج کل کسی مشکل میں مبتلا ہیں۔ جہاں کسی پیر فقیر کا نام سنتے ہیں اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ نذرانہ دیتے ہیں اور دعا کرواتے ہیں۔ فقیر کو ان کا کام ہوتا نظر نہیں آتا۔ جب کام نہ ہوگا تو نذر قبول کرنے والوں کو نہ جانے کیا کچھ کہیں گے۔ الحمد للہ کہ اس فہرست میں فقیر کا نام تو شمار نہیں کریں گے۔“ ۸۲

حضرت شیخ کا ذکر خیر

پھر آپ نے قیومِ زمانِ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی سیرِ چشتی اور اہل دنیا سے بے رغبتی کا ایک واقعہ سنایا:

”جن دنوں حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ العزیز دہلی میں حکیم عبدالوہاب صاحبؒ نابینا کے زیرِ علاج تھے۔ ایک سیٹھ صاحب معقول رقم لے کر حاضر خدمت ہوئے کہ اسے قبول فرمائیں۔ حسب معمول حضرت اقدس قدس سرہ نے انکار فرمادیا۔ سیٹھ صاحب نے ہر چند کوشش کی لیکن آپ نے رقم قبول نہ فرمائی۔ آخر کار سیٹھ صاحب نے عرض کی کہ حضرت آپ اس رقم کو مستحقین میں تقسیم فرمادیں مگر قبول ضرور فرمائیں۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ”صاحب! یہ آپ کی محنت کی کمائی ہے۔ آپ کو اس کا درد ہوگا اور تلاش کر کے آپ صحیح مستحق لوگوں کو دیں گے۔ ہم سے اتنا تر دہ نہ ہو سکے گا۔ لہذا آپ خود ہی مستحقین کو تلاش کر کے تقسیم کر دیں“ اور یوں سیٹھ صاحب شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔“ ۵۳

زکوٰۃ کی رقم اپنے درویشوں کو نہ کھلانا

قیامِ ماسمرہ کے دوران آپ کی خدمت میں ایک صاحب ثروت آدمی حاضر ہوا اور زکوٰۃ کی رقم پیش کی کہ حضرت اسے آپ اپنے درویشوں میں تقسیم فرمادیں۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”یہاں کوئی شخص مستحق زکوٰۃ نہیں۔ یہ سب لوگ اغنیا ہیں۔ آپ اپنی رقم واپس لے جائیں اور خود مستحقین کو تلاش کر کے انہیں دے دیں۔“ ۵۴

عمر بھر صاحبِ نصاب نہ ہونا

حضرت حافظِ امان اللہ صاحبؒ جو آپ کے مجازِ طریقت ہیں نے فرمایا کہ حضرت اقدس

قدس سرہ عمر بھر صاحب نصاب نہیں ہوئے کہ آپ پر زکوٰۃ فرض ہوتی۔ عقیدت مند متوسلین کے جو نذرانے و ہدایا قبول فرماتے۔ وہ حضرت مائی صاحبہ دام مجد با (اہلیہ محترمہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کے لیے بھیجا دیتے تھے۔^{۵۵}

اصلاح و تربیت کا خوبصورت انداز

آپ جب کسی کو نامناسب عمل کرتے دیکھتے تو قرآنی آیت اور احادیث پاک کی طرف متوجہ کرتے۔ مثلاً آپ وضو کر لینے کے بعد کھڑے ہوتے اور آپ کے احترام میں دوسرے تمام ساتھی بھی کھڑے ہو جاتے۔ تو آپ ان میں سے کسی کو مخاطب فرماتے کہ اس حدیث کا کیا مفہوم ہے:

”وَلَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى“

ترجمہ: تم اس طرح نہ اٹھا کرو جیسے یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے لیے تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں۔

اگر عشاء کے بعد بعض حضرات جو گفتگو ہو جاتے ان میں سے کسی ایک کو خطاب فرماتے کہ اس حدیث کا کیا معنی ہے:

”لَا مَسَامَرَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ“

نماز عشاء کے بعد باتیں نہ کیا کرو

اس طرح مخاطبین کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اپنی غلطی سے آگاہ ہو جاتے اور فوراً اپنی اصلاح کر لیتے تھے۔

ایک بار حافظ امان اللہ صاحبؒ نے پانی کا ایک پیالہ حضرت اقدس قدس سرہ کو پیش کیا اور بسم اللہ پڑھنا چھوٹ گیا۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”کیا آپ مجھے برکت سے خالی پانی پلانا چاہتے ہیں“

بعد ازاں حافظ صاحب کا معمول بن گیا ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور

ظاہری نمود و نمائش سے پرہیز

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ ظاہری نمود و نمائش کے سخت خلاف تھے اور تواضع و انکساری آپ کا شیوہ تھا۔ دورانِ سفر خدام اور متوسلین سے فرما دیتے کہ سب ساتھی الگ الگ ہو کر چلیں تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ کوئی بزرگ ہیں جن کے پیچھے پیچھے مرید چلے آ رہے ہیں۔ اگر دو آدمی شریک سفر ہوتے تو ایک کو اپنے برابر اور دوسرے کو اپنے آگے چلنے کا حکم فرماتے تھے۔ ۷۷

تحفظ ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو عقیدہ ختم نبوت کی اساس خیال فرماتے تھے اور اس عقیدہ کو ایمان کا موقوف علیہ تصور فرماتے تھے اور اس کے تحفظ کو ہر شے پر مقدم گردانتے تھے۔ ختم نبوت کے منکرین اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلیں کرنے والوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے تھے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی بھرپور تائید فرمائی اور اپنے عقیدت مندوں اور متوسلین کو اس تحریک میں بھرپور حصہ لینے کا حکم فرمایا۔ مخدوم جہاں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب کو اعلان حق کے لیے دوسرے قائدین کے ساتھ شامل فرمایا اور آپ نے تحریک ختم نبوت کی اس پر آشوب تحریک میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) حضرت اقدس کے مرید تھے۔ انہیں اس تحریک میں مثالی قربانیاں دینی پڑیں۔ ان کے بارے میں حکومت وقت نے حکم دیا تھا کہ جہاں ملیں انہیں گولی مار دی جائے۔ اسی طرح حضرت اقدس کے فیض یافتہ دیگر تمام افراد نے اپنی بساط سے بڑھ کر تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور آج تک الحمد للہ یہ قافلہ جاری و ساری ہے۔ ۷۸

علامہ طاہر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”ترہیت کے علاوہ تعلیم جہاد مولانا (محمد عبد اللہ قدس سرہ العزیز) کے خصوصی مشاغل میں داخل تھی۔ آپ ہمیشہ دوسرے پیران عظام کے علی الرغم انگریز دوستی کے مخالفین کی صف میں رہے۔ جہاد آزادی میں جس قدر کام میں معاونت کرتے آپ ان سب میں پیش ہوتے اور آپ کے مریدین و متعلقین آپ کی تقلید کرتے۔ غلام احمد قادیانی اور ان کا خود ساختہ مذہب ہمیشہ آپ کی تنقید کا ہدف رہا۔ حتیٰ کہ جب آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع کثیر متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ ختم نبوت میں شرکت ہے۔“ ۵۹

مجموعہ اخلاق حسنہ اور فضائل کریمانہ

مومن کے اخلاق ہمیشہ اچھے ہوتے ہیں اور مومن کامل کے اخلاق تو جتنے اچھے ہوں کم ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم (حضرت اقدس مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ) چونکہ مومن کامل تھے۔ اس لیے مجموعہ اخلاق حسنہ اور مجمع فضائل کریمہ تھے۔ تعلیم کے زمانہ میں ہم لوگ ان کے چہرہ پر زہد و خشوع کی عبوست و بیس کو کم محسوس کرتے تھے اور آپ سے ملاقات سے قبل یہ خیال بھی تھا کہ اب وہ پورے ”حضرت عباس“ ہوں گے۔ مگر جب زیارت ہوئی تو ایسی طاقت چہرے پر پائی کہ مطلق یہ خیال بھی نہیں گزرتا تھا کہ کبھی چہرے پر عبوست بھی آئی ہوگی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو بعض لوگوں نے ان کی سخت گیری کی شکایت کی۔ جس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ذمہ داری کے بوجھ سے ان کی سخت گیری یقیناً نرمی اور اعتدال کی راہ اختیار کرے گی۔ چنانچہ تجربہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات کو صحیح ثابت کیا۔ معلوم نہیں حضرت مولانا احمد خان (قدس سرہ العزیز) کی

وصیت کے وقت بھی لوگوں کو ایسا خیال آیا یا نہیں، مگر ہم نے تجربہ سے یہ ضرور دیکھا کہ تعلیم کے زمانے میں جو ایک قسم کی متقشفانہ خشونت آپ کے ماتھے اور چہرے پر ظاہر ہوتی تھی، وہ مسند نشین ارشاد ہونے کے بعد یکسر طلاقت و بناشت میں تبدیل ہو گئی تھی اور جس طرح سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھتا تھا کہ حضور دوسروں سے زیادہ مجھ پر شفقت فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ مجھ پر رؤف و رحیم ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا (محمد عبد اللہ قدس سرہ) کے اخلاق کا انداز بھی اتباع سنت میں یہی تھا کہ ہر شخص اپنی جگہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے خصوصی محبت فرماتے ہیں۔ یہ انداز اس زمانہ میں اتنا کم ہے کہ گئے چنے چند آدمی ہی اس معیار پر پورے اتریں تو اتریں۔ ہم نے جن مشائخ کو دیکھا ہے ان میں یا تو حضرت الاستاذ مولانا فیض محمد صاحب شاہجہانی قدس سرہ کو اس معیار پر پورا پایا یا پھر حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب کو۔ باوجود اتنی بلند پایگی کے تواضع اور تحشع کی یہ حالت تھی کہ ہر کہ و مہ سے نہایت تواضع سے ملتے اور ہر معذور و مجبور کی دستگیری فرماتے۔ قرابت و دوستی کا حق ادا کرتے اور کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے ارفع سمجھ کر غیر متوجہ نہ ہوتے۔ اول سے آخر تک ہمیشہ طالب علمانہ زندگی بسر کی اور کبھی یہ نہ خیال فرمایا کہ میں ایک بہت بڑے گروہ کا رہنما ہوں اور میرے لیے یہ یہ عوائد رسمہ ہیں جن کا پاس و لحاظ ضروری ہے۔ بڑا پھوٹا جو بھی دروازے پر آیا کبھی خالی نہیں گیا۔“ ۹۰

شہرت و تکلف سے دوری

”ریا و سمعت اور شہرہ و تکلف سے دور تھے۔ اس لیے کبھی پس منظر سے نکل کر پیش منظر میں آنے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ حتی الامکان اپنے متعلقین کے متعلق بھی یہ اہتمام فرماتے کہ وہ تشہیر و ریا سے دور رہیں تاکہ ثواب حبط نہ ہو۔“ ۹۱

سراپا عقیدت و نیاز مندی

مدتوں کے شوق نے جب خانقاہ سراجیہ میں قدم رکھا تو اس کی پذیرائی کچھ اس انوکھے

طریق پر ہوئی کہ وہ جو سراپا شوق تھا۔ سراپا محبت و نیاز بن گیا اور وہ جو صرف زیارت کی غرض سے گیا تھا عقیدت کے پھول دامن میں چن کر واپس آیا۔ وہ جو پیروں فقیروں کے سلسلہ میں بدعقیدہ مشہور تھا ایک ایسا تاثر لے کر واپس آیا جس میں اللہ والوں کے لیے اخلاص ہی اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ حضرت کی شخصیت، محبت، عمل و فضل، رشد و ہدایت اور پھر بہت بڑے کتب خانے کی موجودگی یہ کششیں ایسی نہیں تھیں کہ میں بار بار نہ جاتا، چنانچہ بار بار جانا ہوا۔ مکروہات کی موجودگی کے باوجود بار بار جانا ہوا۔ حضرت کے ملتان اور گردونواح کے آنے پر یہاں بھی بار بار کسب فیض کے مواقع میسر آئے لیکن کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ طبیعت نے یہ محسوس کیا ہو کہ اس بار اتنا ہی کافی ہے اور پھر سہی۔ ہمیشہ ملاقات کو قلیل تصور کیا، فیوض برکات سے سیری نہ ہوئی، رحمتوں اور راحتوں کی بے پایاں بارش کو بے پایاں سمجھتے ہوئے حرص و مزید کی بنا پر تھوڑا تصور کیا۔ حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کا تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے:

قَلِيلٌ مِنْكَ يَكْفِينِي وَلَكِنْ

قَلِيلُكَ لَا يُقَالُ لَهُ قَلِيلٌ

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی

غرض ان کے اندر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ریا اور دکھلاوے کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہر کام میں للہیت، ہر کام میں خلوص، ہر کام میں نیک نیتی کا فرما تھی، اٹھنا تھا تو اللہ کی خاطر اور بیٹھنا تھا تو اللہ کی خاطر، دشمنی تھی تو اللہ کے لیے، اور محبت تھی تو اللہ کے لیے، تعلق تھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور بے تعلقی تھی تو بھی اسی کے حکم کے مطابق۔ ایسے لوگ آج کہاں ہیں جن کا ہر کام محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو اور خواہش نفس کا جہاں شائبہ تک نہ ہو۔ فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ۹۳

لطافت مزاج

آپ کی لطافت طبع کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قابل نفرت چیز کا ذکر رو برو آ جاتا تو دیر تک طبیعت مکدر رہتی تھی۔ ایک دفعہ باگڑ میں دسترخوان پر مچھلی کا سالن تھا۔ اہل ضیافت میں سے

کسی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! یہ مچھلی دریا کی ہے، دریا کی مچھلی بہت لذیذ ہوتی ہے اور سمندر یا تالاب کی مچھلی بد مزہ ہوتی ہے کہ مچھلی کیا کھائی گویا کھالیا۔

یہ سنتے ہی حضرت اقدس نے اس شخص کو تنبیہ فرمائی کہ کھاتے وقت ناپسندیدہ چیز کا ذکر نہیں کرنا چاہیے اور خود دسترخوان چھوڑ کر اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ دیر تک طبیعت مکرر رہی۔ بالآخر استفراغ کے بعد کچھ سکون ہوا۔^{۹۴}

دلربا انداز مخاطب

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) بہت بلند اخلاق اور بے حد شفیق تھے۔ کسی سے کوئی خدمت لینا ہوتی تو بڑے دلربا انداز میں خطاب فرماتے۔ پوری مدت قیام میں ایک بار بھی ایسا نہ ہوا کہ فقیر کو تو کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ پینے کے لیے پانی کی خواہش ہوتی تو یوں ارشاد فرماتے ”قاضی صاحب جی! تھوڑا سا پانی عنایت فرما سکو گے“^{۹۵}

ارادتمندوں کی خدمت گزاری

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف کے قیام میں ایک بار بیمار ہو گئے۔ دل چاہا کہ چائے پی جائے۔ اپنے حجرے کے دروازے کے قریب صوفی عبداللہ صاحب کو آہستہ سے پکارا لیکن انہوں نے ان کی آواز نہ سنی اور آگے نکل گئے۔

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مولانا محبوب الہی صاحب کی آواز کو سن لیا فوراً تشریف لائے اور قاضی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے؟ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نہیں۔ فرمایا: پھر صوفی عبداللہ کو کیوں آواز دی؟ قاضی صاحب نے پاس ادب کی خاطر بات ٹالنی چاہی لیکن حضرت اقدس قدس سرہ بات کو پوچھنے پر مصر رہے۔ بالآخر قاضی صاحب نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت بیماری کی حالت میں چائے کی طلب ہوئی لہذا صوفی عبداللہ صاحب سے بنوا کے پینا چاہتا تھا۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ”منہ ڈھانپ لو کہیں ہوا نہ لگ جائے میں صوفی عبد اللہ کو بھیجتا ہوں وہ چائے بنا دیں گے۔“

ادھر قاضی صاحب نے منہ ڈھانپ لیا اور حضرت اقدس قدس سرہ اپنے دست انور سے چائے تیار فرما کر لائے اور قاضی صاحب کے پاس رکھ کر فرمایا ”قاضی صاحب جی! عبد اللہ نے چائے بنا دی ہے۔ اٹھ کر پی لو۔“ ۹۶

سبحان اللہ ذرہ نوازی کا کتنا بلند مقام ہے۔

انتہائے شفقت

ایک دفعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ بخار میں مبتلا تھے اور منہ ڈھانپ کر لیٹے تھے، کیا محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ان کا بدن دوبارہ ہا ہے۔ انہوں نے منہ کھول کر دیکھا تو حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) قدس سرہ اپنے مرید و سالک صادق کو دوبارہ ہیں۔ قاضی صاحب نے گھبرا کر اٹھنے کی سعی کی لیکن حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ”نہیں نہیں لیٹے رہو“ لیٹے رہو کچھ بات نہیں“ یہ فرماتے رہے اور قاضی صاحب کا بدن دباتے رہے۔ ۹۷

اللہ اکبر کیا انتہائے شفقت و عنایت ہے۔

محبت کتب اور کتب خانہ سعدیہ کی نگہبانی و ترقی

حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) قدس سرہ نے اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی سنت کو جاری و ساری رکھتے ہوئے خانقاہ شریف کے کتب خانے کی ترقی و توسیع کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ خانقاہ شریف سے وابستگی کے آغاز سے ہی کتب خانے کی خدمت سرانجام دیتے رہے اور کتابوں کی فہرست و حفاظت پر مامور رہے۔ اپنے زمانہء جانشینی میں بھی ان جواہر پاروں اور ذخیرہ فاخرہ کی نگہبانی فرماتے رہے۔ زیارت حرمین شریفین کی سعادت نصیب ہوئی تو واپسی پر ایک نایاب قلمی مخطوطہ تحقیقات کی نقل ۷۰۰ ریال میں حاصل کر کے ہمراہ لائے۔ کراچی ایئر پورٹ پر کسٹم والوں نے سامان چیک کیا تو

کسٹم آفیسر نے پوچھا ”آپ کے ساتھ سونا تو نہیں ہے“ آپ نے جواب میں فرمایا ”ہمارے لیے سونا یہ کتابیں ہیں۔ اگر ہمارے پاس رقم کی گنجائش ہوتی تو ہم یہ سونا اور خرید کر لے آتے۔“

بہ نزدیکے دانائے صاحب ہنر
کتا بے بود بہ ز انبار زر^{۹۸}

آپ نے حفاظت کتب، نقل نویسی اور صحافت کے لیے کتب خانہ سعدیہ میں مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم (سہارنپور) کو متعین فرمایا جو احسن طریقے سے یہ خدمات سر انجام دیتے رہے۔

خلاف سنت امور سے منع فرمانا

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے بھتیجے اور داماد جناب ملک حاکم خان صاحب خانقاہ سراجیہ شریف میں انتقال کر گئے۔ جس کی خبر پر چند روز بعد اس علاقے کے دستور کے مطابق کچھ عورتیں نو حہ خوانی کرنے کے لیے آ گئیں۔ اچانک بلند رونے کا شور ہوا۔ جب حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) قدس سرہ نے سنا تو ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے حویلی کے دروازے پر تشریف فرما ہو کر بآواز بلند فرمایا: ”بلند آواز سے رونا بند کریں یہ شرعاً منع ہے جسے رونا آئے وہ چپکے چپکے رو لے۔“

آپ کا یہ فرمان سنت ہی تمام عورتیں بلند رونے سے رک گئیں۔^{۹۹}

فرض نمازوں کے بعد مسنون دعا

ہر فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد آپ دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر پیچھے کی طرف پھیرا کرتے تھے۔ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ادب سے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا ”کتب خانہ سے حصین لاؤ۔“ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب لائے تو آپ نے درج ذیل حدیث پاک نکال کر دکھائی جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد اسی طرح سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَذْهَبْ
عَنْیَ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ۝

مستحسن امور کی رعایت

جن امور کے مسنون ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اگر مسلک فقہی میں اس کی صریح ممانعت نہیں ہے تو آپ (حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ) ان کی رعایت مستحسن سمجھتے تھے۔ چنانچہ فجر کی سنتوں کے بعد چند منٹ کے لیے لیٹ جایا کرتے تھے لیکن اس کو لازمی خیال نہ فرماتے تھے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں ”اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ“ پڑھنا مستحسن سمجھتے تھے۔ گو فرائض کی جماعت میں اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ وَارْحَمْنِیْ پر اکتفا فرماتے۔ سنن و نوافل میں پوری دعا پڑھتے تھے کیونکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز وتر کے بعد ۳ بار ”سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ“ دو بار آہستہ اور تیسری بار قدرے بلند آواز سے قدوس کی واؤ کو لمبا کر کے پڑھتے کہ یہ مسنون ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں متولی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نگران تقسیم طعام کو اس سنت پر عمل کرتے دیکھا ہے۔ ۱۰۱

”سورۃ الم السجدہ“ کی تلاوت کا معمول

حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) کو ایک سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا جس کی وجہ معلوم نہ تھی ایک روز اس کی وجہ پوچھی کہ آپ ہر روز ایک سجدہ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

”سب ساتھیوں کو بتا دو کہ ”سورۃ الم السجدہ“ پڑھتا ہوں، تاکہ یونہی میری اقتدا میں کہیں دیکھنے والے محض اپنی قیاس آرائی سے سجدہ شکر سمجھ کر اس کا اہتمام نہ کر لیں۔“

رمضان المبارک میں آخر شب و تروں کے بعد اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس کا وقت تبدیل فرما دیا تاکہ لوگوں کو سجدہ شکر کا گمان نہ ہو۔ ۱۰۲

دنیا میں عالی شان مکان مسجد ہے

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ایک مخلص ارادتمند راؤ جمشید صاحب نے ایک وسیع و عریض اور اہل دنیا کے لحاظ سے عالی شان مکان اپنے لیے الاٹ کرایا جو محل وقوع اور تعمیری لحاظ سے واقعی قابل تعریف تھا۔ حضرت اقدس کے ایک دوسرے مخلص ارادتمند شیخ محمد صدیق صاحب مرحوم نے ایک بار مذکورہ مکان کا ذکر حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں یوں کیا کہ ”راؤ جمشید صاحب کو بڑا عالی شان مکان مل گیا ہے۔“

حضرت اقدس قدس سرہ کی نظر مبارک میں دنیاوی شان و شوکت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ آپ دنیاوی آسائشوں اور ساز و سامان دنیا کا ذکر بھی اچھے الفاظ میں سننا ناپسند کرتے تھے۔ لہذا آپ کو ناپائیدار دنیا کی چند روزہ اقامت گاہ کا ذکر ”عالی شان“ الفاظ کی صورت میں ناموزوں نظر آیا تو شیخ محمد صدیق صاحب مرحوم سے فرمایا:

”مسجد کی طرف دیکھو عالی شان مکان تو یہ ہے کیا وہ مکان اس کے برابر ہے“

اس پر شیخ صاحب مرحوم شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور بعد ازاں انہوں نے اس واقعہ کا ذکر راؤ جمشید صاحب سے کر دیا۔ راؤ صاحب حضرت اقدس قدس سرہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے۔ لہذا جب آپ کی اس ناپسندیدگی کے اظہار کا علم ہوا تو فوراً یہ مکان چھوڑ دیا۔

اس کے بعد راؤ صاحب خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اچھا مکان مل گیا ہے؟ راؤ صاحب نے عرض کیا کہ ملا تو تھا لیکن چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ”کیوں چھوڑ دیا ہے؟“ عرض کیا ”اس لیے کہ اس کا ذکر حضرت والا کے مزاج مبارک پر گراں گزرا تھا۔“ آپ نے مسکرا کر فرمایا ”وہ تو شیخ محمد صدیق صاحب کو متنبہ کیا تھا“ خیر جو ہوا بہتر ہوا۔“ پھر آپ نے راؤ صاحب کے لیے آرام دہ مکان میسر آنے کی دعا فرمائی۔ چنانچہ موصوف کو اللہ کریم نے میانوالی میں ایک عمدہ مکان عطا فرمادیا۔

ماہنامہ ”دارالعلوم“ دیوبند (ہند) کی خدمات

جناب سید محمد ازہر قیصر لکھتے ہیں:

خانقاہ سراجیہ، کندیاں (ضلع میانوالی) نے رسالہ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ہماری توقع سے بہت زائد جدوجہد کی ہے، حضرت مولانا عبداللہ صاحب اس خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں اور مولانا خان محمد صاحب وہاں کے ایک ذمہ دار رکن ہیں اور دونوں حضرات کو ظاہری اور باطنی علوم میں درجہ کمال حاصل ہے، محض دینی تبلیغ اور دارالعلوم کی امداد کے خیال سے ہر دو بزرگوں نے اپنے کثیر مشاغل کے باوجود رسالہ کے لیے خریداروں کی ایک بڑی تعداد مہیا فرمائی ہے۔ حال میں خانقاہ سے سات نئے خریدار ہمیں ملے ہیں۔ ہم حضرت مولانا عبداللہ صاحب اور مولانا خان محمد صاحب کی عنایت بے غایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔“ ۱۰۴

آپ کی بعض اداؤں میں شیخ الحدیث

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی اداؤں کی جھلک تھی

حضرت علامہ طالوت تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بات عرض کر دینا بھی نامناسب نہیں کہ دوسرے صاحب جن کے عادات و افعال حضرت الاستاذ (علامہ زماں حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ) کے بعض افعال کی جھلک راقم الحروف کو دکھائی دی، ان کا اسم گرامی بھی حسن اتفاق سے محمد عبداللہ ہے اور یہ تھے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی جو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کندیاں شریف والوں کے خلیفہ اور جانشین تھے اور نہایت ہی بلند کردار شخصیت کے مالک تھے۔ راقم الحروف کا سب سے زیادہ قلبی تعلق ان کے ساتھ بھی اس بنا پر تھا کہ ان کی بعض اداؤں میں حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کی اداؤں کی جھلک تھی۔ اس وجہ سے دل بے اختیار ان کی طرف کھینچے لگا اور ایسے حضرات کی طرف ذرا سا میلان بھی اتنے زیادہ منافع اخروی کا باعث ہوتا ہے جس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ دل ہی ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔“ ۱۰۵

چند ارشادات و فرمودات

بیعت کی غرض و غایت

ایک بار حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مقبول الہی صاحب (لکھنؤ سے) آئے اور حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) سے پوچھا کہ بیعت کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بھائی (مولانا محبوب الہی) سے کیوں نہیں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے آپ سے عرض گزار ہونے کے لیے کہا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

”آپ دیکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ اور امور دینیہ کا علم ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر کاربند رہنا مشکل ہوتا ہے۔ بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ نماز روزہ کے تو عادی ہوتے ہیں مگر جھوٹ، فریب اور غیبت جیسی برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ بیعت کا مقصد وحید یہ ہے کہ انسان سے رذائل چھوٹ جاتے ہیں اور ان کی بجائے اخلاق عالیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سہولت اور معاصی سے نفرت ہو جاتی ہے۔“ ۶۱

مقبول الہی صاحب یوں مطمئن ہوئے کہ اسی وقت بیعت کی درخواست کی اور آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے۔

مرید کوشخ کے ہاتھ میں مثل مردہ رہنا چاہیے

ایک روز حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت اقدس (مولانا ابو

السعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں رہتے ہوئے کسی حال کا ادراک نہ ہوتا تھا۔ البتہ یوں محسوس ہوا کرتا تھا کہ آپ ہمیں کشاں کشاں لیے جا رہے ہیں۔

کبھی کبھی بطور نصیحت سا کان طریقت کو فرمایا کرتے تھے کہ مرید کو شیخ کے ہاتھ میں ”کَالْمَيْتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ“ (یعنی جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) اور ”مِثْلُ نَائِبِنَا بَدَسْتِ قَائِدُ“ (یعنی جیسے اندھا رستہ طے کرانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) ہونا چاہیے۔^{۱۰۷}

چندوں سے دور رہنا

ایک بار کندیاں ریلوے اسٹیشن کے اسٹاف نے یہ پیش کش کی کہ ہم خانقاہ شریف کی زیر تعمیر مسجد کے باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لیے ماہوار رقم جمع کر کے پیش کرتے رہیں گے تاکہ گنبدوں، میناروں اور مسجد کے اندر پلاستر کرایا جائے۔ اس پر حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”ہمارے لیے چندوں کا حساب کتاب رکھنا مشکل ہے۔ اس بنا پر ہم آپ کی پیشکش قبول کرنے سے معذور ہیں۔“^{۱۰۸}

شیخ کا اپنی کرامات اور حال سالک سے آگاہ ہونا

مولانا محبوب الہی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) سے دریافت کیا کہ کیا شیخ کو اپنی کرامات اور سالک کی ہر حالت و کیفیت کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا:

”کوئی ضروری نہیں ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔“

بعد ازاں مولانا صاحب کو کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ شاید حضرت اقدس قدس سرہ ان کی بعض واردات اور ان سے رونما ہونے والے فوائد سے آگاہ نہیں۔ تا آنکہ ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

”بسا اوقات سالک کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید شیخ اس کے بعض احوال

سے آشنا نہیں یہ خیال درست نہیں، ۱۰۹

حضرت اقدس قدس سرہ کا یہ ارشاد مبارک سن کر مولانا محبوب الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اشکال حل ہو گیا۔

بیٹے کی ولادت پر ملول اور دعائے سعادت مندی

حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ کے گھر (سلیم پور ضلع لدھیانہ ہندوستان) میں جب ۱۹۲۵ء میں صاحبزادہ محمد عابد صاحب کی ولادت ہوئی تو گھر والوں نے بذریعہ تار آپ کو مطلع کیا۔ جب بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری والا یہ تار حضرت اقدس قدس سرہ کو موصول ہوا تو آپ پر خوف و خشیت کا ایسا جذبہ غالب آیا کہ تادیر گریہ زاری فرماتے رہے۔ خدام اور متوسلین جو حاضر خدمت تھے بھی غمزدہ ہو گئے۔ پھر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

”گھر سے لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع آئی ہے بے شک اولاد خدائے

تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے مگر بعض اوقات ابتلائے سخت کا

موجب بن جاتی ہے بلکہ والدین کی عاقبت بھی برباد کر دیتی ہے۔ سب

ساتھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نو مولود کو سعادت مند بنائے، کسی امتحان و

ابتلا کا موجب نہ ہو۔“ ۱۱۰

الحمد للہ صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن اور علم دین کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی دعاؤں کے صدقے بلند مراتب پائے۔ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے۔ والد بزرگوار قدس سرہ کے وصال کے بعد مخدوم زماں بسط اللہ ظہم العالی کی شفقتوں اور محبتوں سے سرفراز ہوئے اور بقضائے الہی ۲ فروری ۱۹۹۹ء کو رحلت فرمائی اور مزارات مقدسہ خانقاہ سراجیہ شریف میں اپنے والد گرامی قدس سرہ کے مبارک قدموں میں آسودہ خاک ہوئے۔ (اللہ کریم آپ پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے)۔ مزید حالات فصل ہشتم میں درج ہیں۔

سب کو سجدے میں ڈال دیا

صاحبزادہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب قرآن مجید حفظ کر رہے تھے ایک روز والد گرامی (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ) نے بلایا اور بھری مجلس میں فرمایا: ”عابد بیٹا رکوع سناؤ“ صاحبزادہ صاحب نے رکوع تلاوت فرما دیا جس میں سجدہ تلاوت تھا۔ جب تلاوت ہو چکی تو حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

”عابد بیٹا نے رکوع تو سنایا مگر سب کو سجدہ میں ڈال گیا۔“ ^{۱۱۱}

ایک بار حضرت اقدس نے فرمایا:

”میں نے سیم و زر محمد عابد کے لیے کوئی نہیں چھوڑا۔ اس میں اگر صلاحیت ہوئی تو دین و دنیا دولت و عزت کی اسے کمی نہیں ہوگی۔“ ^{۱۱۲}

وعدے کی پاسداری

جانشینی کے بعد حضرت اقدس کو بڑے مبر آزما حالات سے گزرنا پڑا اور وصیت شیخ قدس سرہ کے ایک ایک حرف کو ان مبر آزما حالات میں بھی آپ نے کمال ہمت سے پورا فرمایا۔ شوال ۱۲۳۷ھ میں مانسہرہ کے قیام میں مولانا محبوب الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

”بعض اوقات جی تو یہ چاہتا ہے کہ کہیں نکل چلیں لیکن پھر خیال آتا ہے کہ ”ہاں“ کہہ بیٹھے ہیں۔“ ^{۱۱۳}

غافل دل نماز لوٹائے

فرمایا کسی عالم ظاہر نے کسی درویش کو چھیڑنے کی غرض سے سوال کیا کہ اگر نماز میں رکعتوں کا شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو نمازی کیا کرے۔ صاحب دل درویش نے جواب دیا کہ ایسے نمازی کا دل غافل ہے اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ ^{۱۱۴}

نماز میں خیالات کا ورود

کسی نے شکایت کی کہ نماز میں خیالات غیر آتے رہتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ نماز کی کیا خصوصیت ہے۔ کیا نماز کے باہر خیالات نہیں آتے۔ خیالات دوسوں غیر ہر وقت آتے رہتے ہیں جب تک علاج نہ ہو بند نہیں ہوتے۔^{۱۱۵}

مراقبہ کسے کہتے ہیں؟

ایک شخص نے دریافت کیا مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ”انتظار فیض کیا جاتا ہے“^{۱۱۶}

مسلم و غیر مسلم کو ذکر کلمہ طیبہ کرانا

آپ تقریباً گیارہ برس کی عمر میں ڈی بی ٹیڈل سکول سودی ضلع لدھیانہ میں جماعت ششم میں داخل ہوئے۔ چھ کوس کا فاصلہ تھا۔ رہائش بورڈنگ ہاؤس میں تھی۔ ہفتہ کے بعد گاؤں تشریف لاتے تھے۔ گاؤں سے سکول جاتے وقت بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے تھے۔ سب مسلم اور غیر مسلم (ہندو) طلباء بھی (آپ کے) ساتھ ہی ذکر کرتے تھے۔ اور آپ یوں ذکر کرایا کرتے تھے:

”دل کلمے دے ول جوڑ میاں ہن غیر محسبیاں چھوڑ میاں
منہ نیکی دے ول موڑ میاں کہو لا الہ الا اللہ
پڑھ لا الہ الا اللہ

غیر مسلم طلباء میں کندن لال اور جمناداس کے نام شامل ہیں۔ سکول کے دوران میں نماز کی پابندی تھی۔ دینی کتابوں کا شغف تھا۔ چنانچہ دیگر طلباء کے اشتراک کے ساتھ اسلام کی پہلی کتاب سے لے کر اسلام کی نویں تک سب کتابیں منگوائی گئیں اور مطالعہ کیا گیا۔ طبیعت میں خاموشی اور قناعت تھی۔^{۱۱۷}

انقلاب کی ابتدا

غالباً ۱۹۲۰ء کا ذکر ہے۔ چند اشخاص سلیم پور کی مسجد میں آئے اور کہا کہ ان کے دیہات واقع کشمیر میں ہوائی اڈہ بنایا گیا ہے (یہ وہ وقت تھا جب کہ ہٹلر کی فوجیں کاکیشیا اور جاپان کی فوجیں آسام میں پہنچ چکی تھیں) اور وہ بے گھر اور بے خانمان ہو گئے ہیں اور اجڑے ہوئے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ان کو ایک اٹھنی عطا فرمائی اور ایک خادم کو جو پاس ہی بیٹھا تھا فرمایا ”یہ انقلاب کی ابتدا ہے“ ۱۱۸

محبت شیخ ذکر میں شامل ہے

فرمایا ”محبت (شیخ) بھی ذکر میں ہی شامل ہے۔“ ۱۱۹

حضرت رائے پوری کے دھوون کو محفوظ کرانا

حضرت (مولانا عبدالقادر) رائے پوری قدس سرہ سلیم پور تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے کھانے کے وقت ہاتھ دھوئے۔ آپ نے صاحب خانہ کو فرمایا کہ اس پانی کو محفوظ کر لو۔ ۱۲۰

محبت شیخ کا عکس

غالباً ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں آپ کا ایک خادم تان لیا نوالہ میں حضرت مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا) کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اس خادم نے دیکھا کہ اچانک حضرت مولانا مولوی محمد شفیع صاحب حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کے بالکل مشابہ بن گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولانا مولوی محمد شفیع صاحب کی شکل بالکل حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ قدس سرہ جیسی بن گئی۔ بعد میں اس خادم نے اس واقعہ کا ذکر حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا:

”یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف تمہاری محبت تھی۔“ ۱۲۱

یقین صاحب یقین کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ یقین کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یقین صاحب یقین لوگوں کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے۔^{۱۲۲}

مکتوبات مجددیہ و معصومیہ کی عبادات و عوامض کا فرق

فرمایا: ”مکتوبات مجددیہ کی عبارت مکتوبات معصومیہ سے سہل ہے لیکن اسرار و عوامض و دقائق مکتوبات مجددیہ میں زیادہ ہیں۔“^{۱۲۳}

دونوں وقت کھائیں لیکن بھوک رکھ کر

ایک صاحب (خانقاہ سراجیہ شریف) کنڈیاں میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک وقت کھانا کھایا کروں۔ جواب میں فرمایا:

”یہ کچھ مشکل نہیں۔ نفس کو اس کی عادت ہو جائے گی اور کچھ دیر کے بعد نفس کو شاق بھی نہیں گزرے گا۔ آپ ایسا نہ کریں۔ آپ دونوں وقت کھانا کھایا کریں لیکن تھوڑا کھایا کریں۔ کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیا کریں۔“^{۱۲۴}

سلسلہ نقشبندیہ میں عظمت و وقار کے لحاظ سے تین بے مثال ہستیاں

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو عظمت و وقار اور شان و شوکت میں بے مثال تھیں۔ ان میں سب سے پہلے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ کا نام آتا ہے کہ امراء وقت اور وزرائے عہد سب کے سب آپ کے نیاز مند تھے اور اہل ثروت آپ کے جاہ و جلال سے لرزہ بر اندام تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ایک ملفوظ یوں نقل کیا ہے:

”اگر من شیخی کنم، ہیچ شیخے در عالم مرید نیابد! اما مرا کار دیگر فرمودہ اند و آن ترویج شریعت و تائید ملت است“ (یعنی اگر میں پیری مریدی کروں تو دنیا میں کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملے لیکن میرے سپرد جو کام ہے وہ جداگانہ نوعیت کا ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید ہے)۔

دوسرے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے جو قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے نام آپ کے متعدد مکاتیب موجود ہیں۔ آپ کی کرم گستری اور فیض رسانی زبان زد خلایق تھی۔ آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

تیسری عظیم الشان ہستی حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ مجاہد نشین (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ) موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) تھے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر تین سو سے چار سو تک متوسلین و ارادتمند اکثر موجود رہتے تھے۔ شاہانہ طور پر لنگر، داد و بخش اور عطا و نوال کا بازار گرم رہتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خورد و نوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدت مندوں کی یہ تعداد سفر و حضر دونوں صورتوں میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے جس میں اکثر و بیشتر شتر سوار بھی ہوتے تھے۔ کسی اہل دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دوران سفر سارے کا سارا انتظام حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی ہوتا تھا:

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

یعنی اور جو اللہ تعالیٰ پر متوکل ہو جائے پس وہ اس کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ آپ کے زمانہ میں ہر خاص و عام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد میں مسند آرائی نہ کر سکے گا۔ ۱۲۵

حالات زندگی

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۶۴ھ - ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ / ۱۹۴۵ء - ۲ فروری ۱۹۹۹ء)

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکى یا عنبرى
کہ از بوئے دلا ویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
وليکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگر نہ من همان خاکم کہ ہستم

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

آپ ۱۹۴۵ء/۱۳۶۴ھ میں سلیم پور ضلع لدھیانہ (انڈیا) میں نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔

والد بزرگوار قدس سرہ کی دعائے سعادت مندی

آپ کی ولادت باسعادت کی اطلاع بذریعہ تار نائب قیوم زمان قدس سرہ کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف کنڈیاں ضلع میانوالی پہنچائی گئی۔ جوان دنوں خانقاہ پاک کی مسند ارشاد و تربیت پر متمکن تھے۔ اس خوشخبری کی اطلاع پا کر حضرت اقدس پر خوف و خشوع کی ایسی حالت طاری ہوئی کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور تادیر اشک بار رہے۔ آپ کی گریہ زاری سے تمام اہل مجلس بھی متاثر ہوئے۔

بعد ازاں ایک لمبی سانس لے کر فرمایا: ”مگر سے لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ بے شک اولاد خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے مگر بعض اوقات ابتلائے سخت کا موجب بن جاتی ہے۔ بلکہ والدین کی عاقبت بھی برباد کر دیتی ہے۔ سب ساتھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو سعادت مند بنائے۔ کسی امتحان و ابتلا کا موجب نہ ہو۔“ ۱۲۶

سنت عقیقہ کی ادائیگی

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ اپنے احباب کے ساتھ سلیم پور (انڈیا) تشریف لے گئے۔ نومولود بیٹے کا اسم گرامی ”محمد عابد“ رکھا اور سنت عقیقہ ادا فرمائی۔ اپنے دست انور سے عقیقہ کے گوشت کا لذیذ سالن تیار فرمایا اور اصحاب و احباب کو خود تناول کرایا۔ سبحان اللہ آپ

صحیفہ داودی کے اس حکم اِذَا رَأَيْتَ لِيْ طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا (جب تمہیں کوئی ہمارا طلب گار ملے تو تم اس کے خدمتگار بن جاؤ) کا عملی نمونہ تھے۔^{۱۲۷}

خانقاہ سراجیہ شریف میں آمد اور بستی سراجیہ - خانیوال میں قیام

جب ۱۱۳ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا اور ہندوستان تقسیم ہوا تو حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب اپنی والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ شریف وارد ہوئے۔ لیکن آپ کی بستی سلیم پور (انڈیا) اور برادری کے لوگ جو ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے وہ خانیوال ضلع ملتان کے قریب آباد ہو گئے اور یہاں انہیں زمینیں الاٹ ہوئیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی سلیم پور لدھیانہ کی زمین کے بدلے بستی سراجیہ - خانیوال میں چند ایکڑ زمین الاٹ ہوئی اور اسی پر گزر بسر تھا۔ زمین کی الاٹ منٹ سے قبل جب بستی سراجیہ میں آباد ہونے والے لوگوں کے مکانات بنے اور آبادی ہوئی تو نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک (۱۹۵۶ء) کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا خان محمد صاحب - بطل اللہ ظہم العالی نے بستی سراجیہ - خانیوال میں حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمہ اللہ علیہ کو مکان بنوایا اور آپ اپنی ہمیشہ صاحبہ دام مجدہا اور والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ شریف سے یہاں منتقل ہو گئے۔^{۱۲۸}

والد بزرگوار قدس سرہ کا مبارک ارشاد

نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل فرمایا کہ میں نے سیم و زر محمد عابد کے لیے کوئی نہیں چھوڑا۔ اس میں اگر صلاحیت ہوئی تو دین و دنیا دولت و عزت کی اسے کمی نہیں ہوگی۔^{۱۲۹}

حفظ قرآن مجید

خانقاہ سراجیہ میں اپنی والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ آنے کے بعد جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے تو والد بزرگوار قدس سرہ نے خانقاہ شریف کے مدرس حافظ عبدالرشید کے ہاں تعلیم کے لیے آپ کو بٹھادیا۔ یوں ان سے آپ کے قاعدہ کی بسم اللہ ہوئی۔ ان دنوں مولانا عبدالغفور (ساکن مخدوم پور پہوڑاں) اور مولانا امان اللہ صاحب (ساکن باگڑ سرگانہ) خانقاہ پاک کے مدرسہ سعدیہ میں قرآن حکیم پڑھاتے تھے۔ لہذا آپ نے ان سے قرآن حکیم حفظ کیا۔ نیز کچھ عرصہ بھوئی گاڑ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ابھی حفظ قرآن کر رہے تھے کہ شفیع و کریم و مہربان والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا وصال مبارک ہو گیا اور یوں مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطل اللہ ظلہم العالی کے ظل عاطقت میں آ کر باقی قرآن مجید حفظ کیا۔^{۱۳۰}

سب کو سجدہ میں ڈال دینا

جن دنوں آپ قرآن مجید خانقاہ سراجیہ شریف میں حفظ کر رہے تھے ایک روز والد بزرگوار حضرت اقدس قدس سرہ نے سب کے سامنے طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ عابد بیٹا رکوع سناؤ۔ آپ نے اتفاق سے ایسا رکوع پڑھا جس میں سجدہ تلاوت آ گیا۔ اس پر والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ عابد بیٹا نے رکوع تو سنایا مگر سب کو سجدہ میں ڈال دیا۔^{۱۳۱}

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

ایک بار حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے ملنے کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے۔ دوران ملاقات انہوں نے صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر گود میں بٹھالیا

اور تھکی دیتے ہوئے فرمایا کہ میاں صاحبزادہ صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھی تلاوت کرتے ہیں۔ تلاوت تو سناؤ۔ اس پر حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن کی سادگی سے کہا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھی تقریر کرتے ہیں۔ آپ تقریر سنائیں میں تلاوت سنا دیتا ہوں۔ اس پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہنسے۔^{۱۳۲}

مزید تعلیم

دارالعلوم کبیر والا ملتان کے بانی و صدر مہتمم حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ کیونکہ مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بطل اللہ ظہم العالی اپنے شیخ زادہ حضرت صاحبزادہ محمد عابد کی سرپرستی فرما رہے۔ لہذا آپ نے صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرایا اور آپ نے ابتدائی چند برسوں کی تعلیم وہاں حاصل کی لیکن صحت و حالات کی ناسازگاری نے بقیہ تعلیم کے حصول کا موقع نہ دیا۔^{۱۳۳}

خانقاہ سراجیہ شریف اور حضرت شیخ و مربی۔ مدظلہ العالی سے روابط

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ شریف سے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے دیرینہ تعلق کا ہمیشہ پاس رکھا اور اسے مستحکم سے مستحکم تر کرتے رہے۔ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد مخدوم زماں خواجہ خان محمد صاحب۔ بطل اللہ ظہم کی شفقتوں عنایتوں اور محبتوں سے محظوظ ہوتے رہے۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی نے اپنے حقیقی بیٹوں کی طرح سمجھا اور آپ کی نگاہ التفات اور مکمل ظاہری و باطنی تربیت نے حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب میں نکھار پیدا کر دیا اور آپ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے صاحبزادگان کے گھر، خاندان، خانقاہ، جماعتی اور ذاتی معاملات میں مشیر و معاون بنے رہے اور یوں حضرت صاحبزادہ عزیز احمد سلمہ اللہ الرحمن، حضرت صاحبزادہ غلیل احمد سلمہ الرحمن، حضرت صاحبزادہ

رشید احمد سلمہ الرحمن، حضرت صاحبزادہ سعید احمد سلمہ الرحمن اور حضرت صاحبزادہ نجیب احمد سلمہ الرحمن کے آپ سے بھائیوں جیسے مراسم تھے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی آپ کو ہمیشہ صاحبزادہ محمد عابد صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ لہذا نیاز مندی اور فرمانبرداری میں کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ اپنے شیخ مدظلہ العالی سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی اور آپ کی خدمت کو دود جہان کی کامرانی خیال فرماتے تھے۔ ۱۳۴

حرمین شریف سے محبت اور سفر ہائے حج

آپ کو حرمین شریف جانے کا بے حد شوق تھا مگر سبیل نہ ہنئی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی مشکل عرض کی۔ حضرت بنوری نے فرمایا سورہ حج کی روزانہ تلاوت کیا کریں۔ ”وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ“ پر وقفہ کر کے دعا کیا کریں اور پھر سورہ کو مکمل کیا کریں اور ساتھ ہی حضرت بنوریؒ نے ایک خوبصورت لفافہ دم کر کے آپ کو دیا کہ اس میں حج کے لیے جو رقم میسر آئے ڈالتے جائیں۔ آپ نے اس پر عمل کیا اور جب موسم حج قریب آیا تو دعا کی کہ یا اللہ جو میں کر سکتا تھا کر دیا آگے کا کام میرے بس میں نہیں۔ ۱۳۵

ایسا رستہ کھلا کہ ۱۹۷۴ء-۱۹۹۸ء تک ہر سال حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال حج کے علاوہ دو عمرے کرنے کی بھی توفیق ارزانی ہو رہی:

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ مدظلہ العالی کی شفقت بیکراں

جناب نذیر احمد نقشبندی مجددی لکھتے ہیں:

صاحبزادہ محمد عابد سلمہ جو کہ حضرت قبلہ کے پیرومرشد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند ارجمند ہیں نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ حضرت قبلہ (خان محمد صاحب مدظلہ العالی) حج پر تشریف لے جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو کسی اچھے وقت میں میرے لیے بھی عرض کرنا۔ خانقاہ شریف میں ایک دن حضرت قبلہ عصر کا وضو فرما رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت قبلہ کے چہرہ مبارک پر ہنستا ہے۔ میں نے قریب بیٹھ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ صاحبزادہ محمد عابد کی یہ خواہش ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا: ”تم محمد عابد کو نہ بتانا۔ اس سال ان کو حج پر لے جاؤں گا۔“ اس وقت سے لے کر آج تک کئی سال گزر چکے ہیں۔ حضرت قبلہ نے ہمیشہ کے لیے حج اور عمرے اور دیگر سفروں میں (صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو) ساتھی بنا لیا ہے الحمد للہ کہ حضرت قبلہ کی کثرت معیت اور صحبت کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی نوازا ہے۔ ۱۳۶ھ

عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو رحمت دو عالم کی ذات اقدس سے اتنا عشق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آتے ہی فریفتہ ہو جاتے۔ ذکر مبارک آتے ہی وہ اس میں محو ہو جاتے، گم ہو جاتے، پھر وہی مبارک تذکرہ موضوع سخن بن جاتا۔ اچھے شعرا کی نعتوں کو سننا ان کا معمول تھا۔ کسی اچھی آواز والے ساتھی کا پتہ چلتا تو اس سے فرمائش کر کے نعتیں سنتے اور سردہنتے۔ مولانا فقیر احمد اختر صاحب اور حافظ محمد شریف صاحب کی آواز پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ نعتوں کی کیست ساتھ رکھتے تھے۔ ۱۳۷ھ

ختم نبوت کے کار سے محبت اور حج اسکیم

ختم نبوت کے کار سے محبت بھی عشق کی حد تک تھی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے دل و جان سے فدا تھے اور مجلس کے مدبر رکن تھے۔ مجلس کی مرکزی شوروی کے رکن نامزد ہوئے تو آپ نے تجویز پیش فرمائی کہ ایک حج اسکیم شروع کی جائے تاکہ مبلغین حضرات بھی زیارت

حرمین شریفین سے مشرف ہو سکیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کی اس تجویز کو مان لیا۔^{۱۳۸}

تبرکات کی جمع آوری

آپ کو تبرکات جمع فرمانے کا بڑا شوق تھا۔ غلاف کعبہ کا ٹکڑا ملا تو اسے محفوظ کر لیا اور وصیت کی کہ میرے کفن کے ساتھ دل کے حصہ پر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ جب ۱۹۹۹ء میں وصال فرمایا تو آپ کی یہ وصیت پوری کی گئی:

(۲) مختلف قطعات خوبصورت فریم کروا کر گھر اور دفتر میں لگوا رکھے تھے۔

(۳) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئے مبارک آپ کے پاس محفوظ تھے۔

(۴) حضرت مولانا اللہ وسایا فرماتے ہیں:

”ایک بار قبلہ حضرت اقدس (خان محمد صاحب - مدظلہ العالی) نے اپنا اور کوٹ مجھے عنایت فرمایا۔ صاحبزادہ (محمد عابد) صاحب نے عرصہ کے بعد فرمایا کہ اس اور کوٹ کا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ تبرک کے طور پر محفوظ ہے۔ وفات پر اس کے حصے کفن کے ساتھ شامل کرنے کی وصیت کروں گا۔ (اس پر) صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس کے احرام کی دو چادریں کفن کے لیے مجھ سے لے لو اور وہ مجھے دے دو۔ لہذا میں نے ایسے ہی کیا۔“^{۱۳۹}

حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ والی کشش

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان - بسط اللہ ظہم العالی اپنے احباب کے ہمراہ سرہند شریف (انڈیا) تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ بھی ہمراہ تھے۔ وہاں خانقاہ مجددیہ کے متعلقین میں سے ایک بزرگ جو مالیر کوٹلہ کے تھے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی سے ملنے کے لیے آئے۔ جاتے وقت سب سے جب مصافحہ کر چکے تو صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ تھوڑا ملاتے ہی واپس کھینچ لیا اور حضرت اقدس مدظلہ العالی سے عرض کیا کہ یہ حضرت خلیفہ صاحب (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی نے فرمایا: ”ہاں“ تو انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ہندوستان کے ساتھی حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس کو خلیفہ صاحب ہی کہتے تھے) والی کشتی ان کے ہاتھوں میں ہے اس سے سمجھا کہ یہ ان کے صاحبزادہ ہیں۔ پھر مصافحہ کیا دعائیں دیں اور چل دیے۔^{۱۳۰}

انتظامی و مدبرانہ صلاحیتیں

آپ اعلیٰ درجہ کے منظم معاملہ فہم اور قوت فیصلہ کے مالک تھے اور بہت سارے احباب اپنے خانگی جھگڑوں کے حل میں آپ مشورت کرتے تھے۔^{۱۳۱}

مستجاب الدعوات

حضرت مولانا اللہ وسایا لکھتے ہیں:

محترم صاحبزادہ صاحب میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ان پر رب کریم کا یہ ایک خاص کرم تھا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ موج میں آ کر جو کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ اس پریسنگزوں واقعات ہوں گے۔^{۱۳۲}

خدمت مخلق و غریب پروری

بار بار فرمایا کرتے تھے کہ عبادت سے جنت ملتی ہے۔ خدمت سے خدا تعالیٰ ملتے ہیں۔ اپنے شیخ کی تو وہ مثالی خدمت کرتے تھے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے جوتوں کو سینے سے لگائے ہوئے راقم نے بار بار دیکھا ہے۔ حرمین شریفین میں حاضری کے لیے حضرت کی معیت کو ترجیح دیتے تھے بلکہ حضرت کے بغیر ان کے ہاں حاضری کا تصور نہیں تھا۔

غریب و مسکین، یتیم و لاوارث لوگوں کی برابر خفیہ مدد کرتے رہتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس طرح غریبوں کی خفیہ امداد سے وہ کئی گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔^{۱۳۳}

سفر آخرت

کچھ عرصہ سے شوگر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا، طبیعت بگڑتی رہی، مختلف جگہ علاج معالجہ ہوتا رہا۔ بلا آخر رضائے الہی کے مطابق ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۹۹ء بروز منگل دن دس بج کر چالیس منٹ پر سرگانہ ہاؤس کچہری روڈ ملتان میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔^{۱۳۴} اللہ وانا الیہ راجعون۔ مغرب کے بعد ملتان میں جامعہ باب العلوم کھروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا عبد المجید صاحب کی امامت میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور پھر وہاں سے میت دوسرے روز صبح چار بجے خانقاہ سراجیہ پہنچی۔ یہاں مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل حضرت خان محمد بط اللہ ظہیم العالی نے ۸ بجے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے پورے عمل میں چشم پر غم کے ساتھ موجود رہے اور آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے قدموں میں رحمت حق کے حصار میں آسودہ خاک کیا اور دعا فرمائی: ^{۱۳۵}

وہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھود دیے

ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

حواشی باب دوم

- ۱- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۶، ۳۱
- ۲- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۷۹
- ۳- ایضاً، ص ۲۸۰
- ۴- ایضاً، ص ۲۸۰-۲۸۱
- ۵- ایضاً، ص ۲۸۳
- ۶- ایضاً
- ۷- ایضاً، ص ۲۸۴، ۲۸۵
- ۸- ایضاً، ص ۲۸۳، ۲۸۴
- ۹- مولانا عبدالرشید، حضرت مولانا عبدالعزیز میلیانوی رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ بینات، کراچی: جامعۃ العلوم الاسلامیہ، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ جون ۱۹۸۵ء، ص ۶۱، ۶۳
- ۱۰- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۵
- ۱۱- ایضاً، ص ۲۸۵-۲۸۶
- ۱۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۵-۲۶
- ۱۳- ایضاً، ص ۲۶-۲۷
- ۱۴- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

- شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹
- ۱۵- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۷
- ۱۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹
- ۱۷- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۸
- ۱۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹-۲۹۱
- ۱۹- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲
- ۲۰- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۳-۲۹۴
- ۲۱- ایضاً، ص ۳۰۲
- ۲۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲
- ۲۳- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۹-۳۰۰
- ۲۴- ایضاً، ص ۳۱۷
- ۲۵- ایضاً، ص ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹
- ۲۶- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ، ماہنامہ الصدیق،
ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۹
- ۲۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۸

۲۸- ایضاً، ص ۳۱۹

۲۹- ایضاً، ص ۳۲۰

۳۰- ایضاً، ص ۳۲۰-۳۲۱

۳۱- ایضاً، ص ۳۲۱

۳۲- مکتوب راجہ نور محمد نظامی صاحب بنام مؤلف مورخہ ۷/ اگست ۲۰۰۰ء

۳۳- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۱-۳۲۲

۳۴- اختر رائی، تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۱ء، جلد اول،

ص ۲۷۳-۲۷۴ / ڈاکٹر فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، لاہور: طیب

اکیڈمی، جلد دوم، ص ۱۳۹-۱۴۰

۳۵- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۹ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۲

۳۶- ایضاً، ص ۳۲۲-۳۲۳

۳۷- مولانا محمد عیسیٰ گورمانی، چشمہ حیات، مطبوعہ ۱۳۹۸ھ، ص ۱۲۱-۱۲۲

۳۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۳

۳۹- ایضاً

۴۰- ایضاً، ص ۳۲۳-۳۲۴

۴۱- نسیم احمد سیفی، حکیم عبدالجید سیفی، ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک

عظیم رہنما، ماہنامہ شمس الاسلام (ختم نبوت نمبر)، بھیرہ ضلع سرگودھا:

ص ۴۹-۵۲

۴۲- اعجاز احمد خان سنگھانوی، حکایات الاسلاف روایات الاخلاف (یعنی

بزرگان دین کی سبق آموز حکایات)، کراچی: کتب خانہ انور شاہ
(۱۳۹۶ھ) جلد اول، ص ۱۵۹

۴۳- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ

الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۵-۳۶

۴۴- ایضاً، ص ۳۶

۴۵- ایضاً، ص ۳۷/ مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی:

خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۷-۳۲۸

۴۶- ایضاً، ص ۳۸-۴۲

۴۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۹-۳۳۰

۴۸- ایضاً، ص ۳۳۱-۳۳۲

۴۹- (علامہ) طالوت، موت العالم موت العالم (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ

الصدیق، ملتان: ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء، ص ۱۲-۱۳

۵۰- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۶، پروفیسر محمد انوار الحسن انور

شیرکوٹی، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانی)، کراچی: مکتبہ

اسلامیہ، س-ن

۵۱- ایضاً، ص ۳۱۲

۵۲- ایضاً

۵۳- ایضاً

۵۴- ایضاً، ص ۳۱۳-۳۱۴

۵۵- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ

الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۸

- ۵۶- ایضاً، ص ۲۹
- ۵۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۸
- ۵۸- ایضاً، ص ۳۰۵
- ۵۹- ایضاً، ص ۲۸۳
- ۶۰- ایضاً، ص ۳۰۶-۳۰۷
- ۶۱- ایضاً، ص ۳۱۵-۳۱۶
- ۶۲- ایضاً، ص ۳۱۵
- ۶۳- ایضاً، ص ۳۱۰-۳۱۱
- ۶۴- ایضاً، ص ۱۴۸
- ۶۵- ایضاً، ص ۲۹۲
- ۶۶- ایضاً، ص ۳۱۲
- ۶۷- ایضاً، ص ۳۱۰
- ۶۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۱
- ۶۹- ایضاً، ص ۳۴
- ۷۰- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ سرار ہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۷-۳۰۸
- ۷۱- ایضاً، ص ۳۰۸
- ۷۲- ایضاً
- ۷۳- ایضاً
- ۷۴- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ

- الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۰
- ۷۵- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۳۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۸-۳۰۹
- ۷۶- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۰
- ۷۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۳۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۰
- ۷۸- ایضاً
- ۷۹- ایضاً
- ۸۰- ایضاً، ص ۳۰۱-۳۰۲
- ۸۱- ایضاً، ص ۳۰۳
- ۸۲- ایضاً، ص ۳۰۴
- ۸۳- ایضاً
- ۸۴- ایضاً
- ۸۵- ایضاً، ص ۳۰۵
- ۸۶- ایضاً، ص ۳۰۵-۳۰۶
- ۸۷- ایضاً، ص ۳۰۶
- ۸۸- ایضاً، ص ۳۱۶
- ۸۹- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ
الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲
- ۹۰- ایضاً، ص ۳۵
- ۹۱- ایضاً
- ۹۲- ایضاً، ص ۲۹

- ۹۳- ایضاً، ص ۳۰
- ۹۴- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۳
- ۹۵- ایضاً، ص ۲۹۹
- ۹۶- ایضاً
- ۹۷- ایضاً
- ۹۸- ایضاً، ص ۲۹۷
- ۹۹- ایضاً، ص ۳۰۲
- ۱۰۰- ایضاً، ص ۳۰۱
- ۱۰۱- ایضاً، ص ۳۰۰-۳۰۱
- ۱۰۲- ایضاً، ص ۳۰۱
- ۱۰۳- ایضاً، ص ۳۰۹
- ۱۰۴- سید محمد ازہر قیصر (مدیر) ”ہمارے معاونین“ (ادارتی شذرہ) ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند: رمضان ۱۴۱۸ھ / جون ۱۹۹۷ء، ص ۴
- ۱۰۵- مقدمۃ القرآن (افادات: مولانا محمد عبداللہ درخوشتی)، خانپور مکتبہ مدنیہ مخزن اسلام، ص ۸
- ۱۰۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۳
- ۱۰۷- ایضاً، ص ۳۰۷
- ۱۰۸- ایضاً، ص ۲۹۷
- ۱۰۹- ایضاً، ص ۳۰۸
- ۱۱۰- ایضاً، ص ۳۱۱
- ۱۱۱- (مولانا) اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب، شامیں اداس

اداس صحبتیں، بھٹی بھٹی، ہفت روزہ ختم نبوة، ملتان: ج ۱، ۳۰ ذی قعدہ تا

۳ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳، ص ۹

۱۱۲- ایضاً، ص ۱۱۰

۱۱۳- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۳

۱۱۴- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ لاکپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء، ص

۶۵

۱۱۵- ایضاً،

۱۱۶- ایضاً،

۱۱۷- ایضاً/ مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ

سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۵

۱۱۸- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ لاکپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء،

ص ۶۶

۱۱۹- ایضاً،

۱۲۰- ایضاً،

۱۲۱- ایضاً،

۱۲۲- ایضاً،

۱۲۳- ایضاً، ص ۶۷

۱۲۴- ایضاً،

۱۲۵- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۶۶-۶۷

۱۲۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۱

- ۱۲۷- ایضاً، ص ۳۱۱-۳۱۲
- ۱۲۸- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب، شامیں اداس اداس
صحبتیں بجھی بجھی، ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم
نبوت، جلد ۱، ۳۰ ذی قعدہ تا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵
مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳ ص ۱۰
- ۱۲۹- ایضاً
- ۱۳۰- ایضاً، ص ۹-۱۰
- ۱۳۱- ایضاً، ص ۹
- ۱۳۲- ایضاً، ص ۹-۱۰
- ۱۳۳- ایضاً، ص ۱۰
- ۱۳۴- ایضاً
- ۱۳۵- ایضاً، ص ۱۱
- ۱۳۶- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ
اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر
۱۹۹۷ء، ص ۳۲۶-۳۲۷
- ۱۳۷- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ہفت
روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جلد ۱، ۳۰ ذی قعدہ تا ۱۴
ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳، ص ۱۲-۱۳
- ۱۳۸- ایضاً
- ۱۳۹- ایضاً، ص ۱۶
- ۱۴۰- ایضاً، ص ۱۹
- ۱۴۱- ایضاً، ص ۱۷
- ۱۴۲- ایضاً، ص ۱۵

- ۱۳۳- ایضاً، ص ۱۵-۱۶
- ۱۳۴- آہ! صاحبزادہ حافظ محمد عابد (اداریہ)، ہفت روزہ ختم نبوة، کراچی: جلد ۱، ۳۰ شوال تا ۶ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۹، ص ۲-۲۱، ۵-۲۲
- ۱۳۵- محمد اشرف کھوکھر، ”صاحبزادہ ”لالہ حافظ محمد عابد“ مرحوم ہو گئے اور ہم ان کی پر خلوص رفاقت سے محروم ہو گئے، ہفت روزہ ختم نبوة، کراچی: ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۹، ص ۲۶

باب سوم

احوال و مناقب

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت باسعادت ۱۹۲۰ء / ۳۸ - ۱۳۳۹ھ)

حیف در چشم زدن صحبت یار آ خرشد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آ خرشد

بگزار تا بگریم چون ابر نو بہاراں
کز سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاراں

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
کس ز بلبل نشود نالہائے دل کباب

متاع جاں نثار حضرت خان محمد ہے
امام پاکبازاں، نور عرفاں، ہادی دوراں

سراجیہ مبارک خانقاہ پاکبازانست
بود از حضرت خان محمد تا ابد معمور

لَنَا بُوَ الْخَلِيلِ الشَّيْخُ يُظْهِرُ نُورَهُ
فَطُوبَى لِمَنْ يَأْوِي إِلَيْهِ وَيَهْتَدِي

گلستانِ روحانیتِ طالبین و مریدین، سالکین و سائرین، طاہرین و واصلین، ابدال و اخیار، ابرار و اوتاد اور نقباء و اقطاب کے گلہائے رنگارنگ سے سجاد ہجا ہے۔ اس کے ہر پھول کا رنگ الگ ہے اور خوشبو جدا ہے لیکن اس گلستان کا مالک و خالق ایک ہے۔ لہذا یہ سبھی اس وحدہ لاشریک ہستی کے حضور سر بسجود ہیں اور ان سب کا منشا و مقصود اور منزل و مراد ایک ہی ہے۔ یعنی خود بارگاہِ ذاتِ احدیت و صمدیت کی حضوری و تقرب حاصل کرنا اور دوسروں کو اس سے فیض یاب کرنا۔

خوشا روزے کہ اس گلستانِ پاک میں زبدہ و قدوہ، یگانہ روزگار اور مرشدِ کامل و مکمل، امامِ پاکبازان، نور عرفان، ہادیِ دوراں، مرادِ قیوم زماں و قطبِ دوراں، جانشینِ نائبِ قیوم زماں و صدیقِ دوراں مسند ارشاد و تربیت کے مرتبہ عالی پر فائز المراد ہوئے، جن کے اخلاق حمیدہ و صفات ستودہ اور فیوض و برکات عالیہ کا چہرہ رنگ عالم میں ہر سو شہرہ و چرچا ہے اور طالبانِ حق و ہر وہانِ جادۂ طریقت ہر طرف سے کھچے ہوئے ان کے پاس آتے ہیں اور مراد دل پاتے ہیں۔

آپ اتباعِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر ہیں اور ناموس رسالت کے والد و شیدا۔ طاغوتی طاقتوں کے مقابل آنے پر یوں سینہ سپر ہیں کہ آپ کے عزم و حوصلہ عالی کی محکم چٹان سے ٹکرانے والی باطل متلاطم موجیں خود بخود پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ آپ نورِ باطن سے آراستہ، حلم و بردباری اور اخلاق و تقویٰ سے پیراستہ ہیں۔ علم و فضل اور اخلاص و عمل کے حسین امتزاج سے مزین ہیں اور سادگی، قناعت، جمالِ روحانیت اور کمالِ جاذبیت کی بلند صفات کے مظہر ہیں۔ عالم سکوت میں اہل مجلس کو ہمت و توجہ سے نوازیں تو وہ سر جھکائے بیٹھے بیٹھے، بحرِ معرفت و حقیقت میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں اور پل بھر میں صدق و صفا اور تزکیہ و تصفیہ کے گوہر ہائے گراں بہا سے اپنا دامن مراد بھر لیتے ہیں۔ جب آپ اہل مجلس سے خطاب فرمائیں تو آپ کی نرم گفتاری، شیریں بیانی اور معارفِ نوازی کے اپنے پرانے سبھی شیدا و والد ہو جاتے ہیں۔ آپ مریدِ نوازی، خطا پوشی اور غفودہ درگزر میں درجہ کمال پر فائز ہیں۔ خستگانِ راہ کا تبسم کے

ساتھ استقبال فرمانا آپ کا شیوہ ہے اور آپ کی شان استغنا کا ذکر سن کر قیصر و خاقان شرماتے ہیں۔ آپ اہل ایمان کی زبوں حالی کے چارہ گر ہیں اور آپ کی شفقت و رافت کا دامن ارادت مندوں پر وسیع ہے۔ محبین و مخلصین کو ہی نہیں بلکہ سب کو اپنی عنایات سے نوازتے ہیں:

در حجرہ فقر بادشاہے

در عالم دل جہاں پناہے

شاہنشہ بے سریر و بے تاج

شاہانش بہ خاکِ پائے محتاج

نظم ”خان محمدؑ“

در مدح مخدوم العلماء و الصلی حضرت اقدس خواجہ جگان مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ العالی

بحر حقیقت خان محمد جان بصیرت خان محمد

کشتہ عشق ذات الہی تابع سنت خان محمد

ہادی برحق عارف باللہ شیخ طریقت خان محمد

میر تحفظ ختم نبوت رہبر ملت خان محمد

علم و عمل کے نیر تاباں مہر محبت خان محمد

وارث علم شیخ مجدد حامل نسبت خان محمد

قاسم فیض ذات مقدس باعثِ رحمت خان محمد

صدق و صفا کا ایک مرقع پیکر حکمت خان محمد

اہلِ قلوب و اہلِ نظر میں صاحبِ عظمت خان محمد

ان سے تعلق خیر کا مظہر آیہ رحمت خان محمد

عارف ان سے پیار ہے اپنا

جانِ عقیدت خان محمد

فصل اول

ابتدائی حالات و تعلیم و تربیت آغاز تا تکمیل تحصیل علم

مطلع انوار و ولادت باسعادت

چشم گنبد دوار نے ابھی ایک اور ماہتاب وادی عرفان کی زیارت کا شرف حاصل کرنا تھا جس کی کرنوں سے لاکھوں اور کروڑوں اہل ایمان کے سینوں نے منور و تاباں ہونا تھا اور ان کی شعاعوں سے کلمہ حق نے چہار دانگ عالم میں ہر سو پھیلنا تھا اور جس کے طفیل گم گشتگان کفر و ضلالت کو دولت ایمان و ایقان نے نصیب ہونا تھا۔

چرخ نیلگوں کے چھتر تلے کشت زار روحانیت میں ابھی ایک اور شجر سایہ دار و ثمر بار نے تناور بننا تھا جس کے گھنے سایے تلے حبیبگانِ جادہ حق و وادی سلوک نے آرام و قرار پانا تھا اور جس کے شیریں و لذیذ پھل سے بے شمار انسانوں نے اپنے دھان و زبان کو لذت آشنا کرنا تھا۔

معرفت و حقیقت کی سدا بہار اور حسین وادی کے سرسبز و شاداب کوہستانی سلسلوں میں ایک اور چشمہ آب زلال و روح پرور نے پھوٹنا تھا جس کے ٹھنڈے، میٹھے، صحت افزا اور جان بخش آب سے ایک جہان کے ذی ارواح نے اپنے قالب و اذہان کو سیراب کرنا تھا اور بے شمار ولا تعداد لوگوں نے اپنے میلے کچیلے لباس و بدن کو ظاہری و باطنی صفائی اور پاکیزگی سے آراستہ و پیراستہ کرنا تھا اور کوہ قافِ معرفت و حقیقت کے سرگرداں و پریشاں کوہ پیماؤں کو جرعد آب حیات نصیب ہونا تھا اور تشنگانِ وادی حق نے اس سے اپنی پیاس بجھانی تھی۔

علماء و صلحا، اولیاء و عرفا اور ناسبین و ورثائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح معنی کے دانوں میں ابھی ایک اور در تابدار کا اضافہ ہونا باقی تھا جس کے مبارک ہاتھ کی لمس سے ہزاروں اور

لاکھوں اجسام و مومنین کی زبانوں نے زمزمہء حق گنگنا تا تھا اور اس کے فیض سے لاتعداد انسانوں کو ذکر واذکار اور درود و دوخائف کے اشغال میں مستغرق ہونا تھا۔

ابھی سجادہ و گدڑی اور خانقاہ و آستانہ کی زیب و زینت میں مزید چار چاند لگنے تھے اور فقر و درویشی اور للہیت و مشیخت کے منور و گلگلوں تاجوں میں ایک اور تاج لاثانی کا اضافہ ہونا تھا اور سالہا سال سے شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے سیل رواں میں کتاب و سنت کی پر زور و مست موجوں اور لہروں کی خوبصورت و دل آویز صداؤں سے سالکان طریقت و اہل نظر کے کانوں نے ابھی محفوظ ہونا تھا۔

ابھی گم گشتگان و سرگردان جادہ عرفان و سلوک کو رہنمائی ملنی تھی اور مستانِ نعرہ ”الست“ اور وارفتگان ”انا الحق“ کو طحا و مای ملنا تھا۔ ابھی عاشقانِ صادق اور پاکبازانِ حق کی نیابت و امامت ہونی تھی۔ نیز ابھی راہروان وادی پر خار و پر خطر کو کشاں کشاں منزل مقصود تک لے جانا باقی تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حبیبِ کبریا، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سردارِ الانبیا اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے والی یگانہ روزگار اور ستودہ صفات، ہستی کو آنا تھا لہذا پروردگارِ عالم مالک و خالقِ کل اور رحیم و کریم اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ازلی وابدی جوہر و سخا سے امام پاکبازان، نور عرفان، ہادیِ دوراں، مرشد العلماء و الصلحا مخدوم جہاں سیدنا، مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسم اللہ ظہم العالی کو اس جہانِ رنگ و بو میں جلوہ افروز فرمایا۔

آپ موضع ڈنگ ضلع میانوالی کے مطلع انوار پر ۱۹۲۰ء (۳۸-۱۳۳۹ھ) میں حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی ذٰلِکَ۔

والد بزرگوار اور شجرہ نسب

آپ کے والد بزرگوار حضرت ملک خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۹۳۱/۱۳۶۰ھ) کے چچا زاد بھائی تھے جن

کاشجرہ نسب یہ ہے:

”ملک خواجہ عمر ولد ملک مرزا خان صاحب ولد ملک غلام محمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین قوم تلوکر راجپوت“

حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے جن میں سے دو کا انتقال ہو گیا۔

سب سے بڑے صاحبزادے ملک شیر محمد صاحب مرحوم تھے اور ان سے چھوٹے مخدوم زماں

حضرت خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی ہیں۔ آپ سے چھوٹے ملک فتح محمد صاحب مرحوم

تھے اور ان سے چھوٹے ملک محمد افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱/ اپریل ۲۰۰۱ء)۔^۳

حضرت خواجہ عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب حیثیت زمیندار تھے اور اپنے تقویٰ

خدا ترسی اور خاندانی عزت و وقار کی بدولت اپنے علاقے میں معروف تھے۔ ان کا ذریعہ معاش

کاشتکاری تھا۔ چشمہ بیراج بننے کی وجہ سے موضع ڈنگ کا رقبہ بیراج کے زیر استعمال آ گیا۔

اس لیے بعد ازاں آبادی زیادہ تر خانقاہ سراجیہ شریف کے ارد گرد ہی آباد ہو گئی ہے۔

”نکامرید“ کا اعزاز

حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ خواجہ خواجگان سراج الاولیا حضرت خواجہ محمد سراج الدین

قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) زیب آستانہ خانقاہ احمدیہ سعدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل

خان کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ انہیں اپنے شیخ مکرم قدس سرہ کی خدمت و زیارت کے

اکثر و بیشتر مواقع نصیب ہوا کرتے تھے اور حضرت شیخ قدس سرہ ان پر انتہائی شفیق و مہربان تھے

اور عنایت و محبت خاصہ سے حضرت عمر صاحب کو ”نکامرید“ حکمہ کرایا فرماتے تھے:

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رحمت حق بہانہ می جوید

مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی نے چھٹی تک ابتدائی تعلیم لوزرڈل سکول کھولہ شریف ضلع میانوالی میں حاصل کی۔ اسی اثنا میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کی روحانی فرزندگی اور سرپرستی کا اعزاز نصیب ہو گیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

قیوم زماں قدس سرہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عمر صاحب سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین ایسی چیزیں ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ (اس وقت حضرت خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی کے ہر دور برادران گرامی شیر محمد صاحب اور فتح محمد صاحب حیات تھے اور آپ تینوں میں بچھے تھے اور محترم ملک محمد افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی تولد نہ ہوئے تھے۔ اتفاق کی بات کہ ان دنوں لنگر کی شیردار بھینس خشک ہو چکی تھی اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحب کے پاس تین بھینسیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے خیال کیا کہ حضرت اقدس قدس سرہ العزیز اپنے لنگر کے درویشوں کے لیے ایک بھینس طلب فرما رہے ہیں۔ لہذا فرمایا کہ آپ میری تینوں شیردار بھینسیں لے لیں۔

اس پر قیوم زماں قدس سرہ مسکرائے اور فرمایا: ”خواجہ عمر! ہمیں کسی بھینس کی احتیاج نہیں اپنا ایک بیٹا ہمیں دے دو۔“ حضرت خواجہ محمد عمر صاحب نے جواب دیا کہ آپ جون سالز کا پسند فرمائیں وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی کو سکول کی تعلیم سے ہٹا کر آپ کی خدمت میں خانقاہ شریف بھیج دیا گیا۔ بے شک ”رحمت حق بہانہ می جوید“ اور ”اللہ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّئِیْبُ“

بقول حافظ شیرازی:

ترا از کنگرہ عرش می زند صفر
ندامت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است

ابتدائی تعلیم و تربیت

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظہم العالی نے چھٹی تک لوئر مڈل سکول، کھولہ شریف میں تعلیم حاصل کی اور پھر قیوم زماں قدس سرہ کی مراد بن کر خانقاہ سراجیہ شریف پر آ گئے۔ یہ جوہر شناس اور حقیقت آگاہ شیخ کامل و اکمل کی نگاہ التفات و شفقت کا انتخاب تھا جس کی بدولت اسی ہستی کامل کی آموزش اور پرورش اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہی ایک اعلیٰ روحانی ماحول میں ہونا تھا۔

خانقاہ شریف پر آنے کے بعد حضرت اقدس کی دینی اور روحانی تربیت کا آغاز ہو گیا۔ قیوم زماں قدس سرہ نے آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے اپنے مخلص خادم و ارادت مند حضرت مولانا پیر عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ (احمد پوریال) کے سپرد کیا لہذا آپ نے ابتدائی کتب انہیں سے پڑھیں۔ بعد ازاں فارسی نظم و نثر اور صرف و نحو کی کتابیں اپنے شیخ و مربی حضرت نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) سے پڑھیں۔^۱

بعد ازاں دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ (تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) میں مزید عربی تعلیم کی تحصیل و تکمیل کے لیے داخل ہوئے۔ اس زمانے میں اس دارالعلوم کا شہرہ بگوی خاندان کی دینی خدمات کی بدولت دور دور تک تھا اور یہ دارالعلوم علاقے کی مرکزی دینی درس گاہ سمجھی جاتی تھی اور دور و نزدیک سے طلبہ یہاں پڑھنے آیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بگوی خاندان کے دو ممتاز علما حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۴ء) اور حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مخلص ارادتمندوں میں شامل تھے۔ اس طرح مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی نے تین سال مدرسہ دارالعلوم عزیزیہ میں رہ کر درجہ وسطیٰ تک کتابیں پڑھیں۔ آپ کو دارالعلوم کے تلامذہ میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو مطبخ کا انتظام بھی سونپا گیا۔ منتظمین اور اساتذہ کے نزدیک اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ہمیشہ شفقت کی نظر سے دیکھے جاتے رہے۔ مرشد خانہ اور مرشد زادہ ہونے کے

لحاظ سے یہاں آپ کا بہت زیادہ احترام کیا جاتا تھا۔
 اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، ضلع سورت (ہندوستان) علمی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لے گئے اور یہاں مشکوٰۃ شریف، جلالین، ہدایہ، مقامات حریری اور دوسری کتابیں پڑھیں۔ اس مدرسہ میں جن گرامی قدر اساتذہ سے کسب علم و فیض کا موقع نصیب ہوا ان میں صدر المرسلین حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن امروہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) حضرت مولانا محمد ادریس سکر وڈھوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز کیمپلوری رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔^۹

دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں تحصیل و تکمیل علم

جنوبی ایشیا کی قدیم اور ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) اپنی علمی و روحانی بلندیوں کی بدولت اپنے آغاز سے ہی پوری دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں سے جید علماء و صلحاء تحصیل علم کر کے پوری دنیا میں دین مبین کی ترویج و اشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں اور یوں اس دارالعلوم کی علمی و روحانی عظمتیں اور برکتیں بھی دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں کے اساتذہ اور شاگردوں میں صوفیہ کے چاروں سلاسل کے وابستگان شامل رہے ہیں۔ جو کسب علم کے ساتھ ساتھ اخذ فیض و برکات بھی کرتے رہے ہیں اور ان کے علمی و روحانی کمالات و فیوضات کا شہرہ چار داغ عالم میں ہر سو پھیلا ہوا ہے اور ان سے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کے قلب و اذہان نے جلا پائی ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

مخدوم زمان خوجہ خواجگان حضرت خان محمد وسط اللہ ظہیم العالی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کی غرض سے تشریف لے گئے اور یہاں حدیث و تفسیر کی تعلیم مکمل فرمائی۔ اس زمانے میں شیخ العرب والجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۸ء-۱۹۵۷ء) یہاں صدر مدرس تھے لیکن وہ ان ایام میں جیل میں نظر بند تھے۔ لہذا آپ نے حضرت مولانا اعجاز علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴ رمضان ۱۳۸۷ھ) اور دوسرے جلیل القدر اساتذہ سے دورۂ حدیث و تفسیر کی تکمیل فرمائی۔^۹

فصل دوم

تحصیل و تکمیل سلوک

شیخ و مرشد سے تحصیل علوم روحانی

دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث و تفسیر کی تحصیل و تکمیل فرمانے کے بعد آپ خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لائے۔ بفضل ربی تمام معقول و منقول اور متداولہ علوم پر جامع و کامل عبور نصیب ہو چکا تھا۔ لہذا باطنی علوم و فیوض کے کسب و حصول کا ذوق دامنگیر ہوا۔ اللہ کریم نے اس کی تکمیل کا یوں سبب پیدا فرمایا کہ آپ کو اپنے شیخ و مرشد نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) سے کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری، مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) مکتوبات خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) اور ہدایہ الطالین جیسی فیض پرور کتابیں سبقاً پڑھنے کا موقع نصیب ہوا اور نقشند یہ مجددیہ روحانی معارف سے لبریز ”مکتوبات امام ربانی“ تین بار اپنے شیخ و مرئی مکرم سے سبقاً پڑھے:

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مدرسہ سعدیہ میں تدریسی خدمات

کسب فیض روحانی اور خدمت گزاری زائرین خانقاہ سراجیہ شریف کے ساتھ ساتھ آپ مدرسہ سعدیہ (خانقاہ سراجیہ شریف) میں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے اور طلبہ کو گلستان بوستان، مدیۃ المصلیٰ، قدوری، اصول الشاشی اور دوسری کتابیں پڑھاتے رہے۔ اس تدریسی دور میں جن لوگوں نے آپ سے کسب علم کیا ان میں مولانا عبداللہ خالد صاحب (خطیب مرکزی جامع مسجد۔ مانسہرہ) بھی شامل ہیں۔

ارشاد شیخ کی بجا آوری

جن دنوں آپ مدرسہ سعدیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ایک روز حافظ ظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ جو مظفر گڑھ سے تعلق رکھتے تھے اور اس مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں بعض کتابیں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ ”وہ عدیم الفرصت ہیں ان سے علم حاصل کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ کتاب لے کر ان کے پیچھے لگے رہو جہاں انہیں فراغت ملے، سبق پڑھ لو۔“

ایک روز مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب رضی اللہ عنہما کو گھوڑے پر سوار کر کے کنڈیاں سے واپس خانقاہ شریف تشریف فرما ہوئے۔ گھوڑے کو تھان پر باندھا، نماز مغرب ادا فرمائی۔ جونہی نماز سے فارغ ہوئے سامنے حافظ محمد ظفر صاحب کو ہاتھ میں کتاب لیے بیٹھے دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سبق پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس سرہ نے فرمایا ”سبق پڑھنے کا یہ کون سا وقت ہے؟“ اور پھر کمال شفقت سے حافظ صاحب کو چند اسباق پڑھائے اور وہ خوش ہو گئے۔^{۱۲}

خدمت مربی و محسن

آپ سالہا سال قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کی خدمت میں رہے جنہوں نے آپ کو آپ کے والد بزرگوار سے مانگ کر لیا تھا اور اپنی زیر کفالت رکھ کر ظاہری اور باطنی تربیت فرمانے کا عزم فرمایا تھا۔ اس طرح آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت سب سے بڑھ کر کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس کے تمام خانگی امور کی انجام دہی آپ کے سپرد تھی۔ علاوہ ازیں آپ خانقاہ شریف کی اس زمانے کی تعمیرات (تین کمرے، مہمان خانہ، تسبیح خانہ اور کتب خانہ وغیرہ) میں بھی بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

درویشوں اور زائرین خانقاہ شریف کی خدمت اور خاطر مدارت میں ہمہ تن مصروف رہے اور بندہ پروری اور ذرہ نوازی کا یہ سلسلہ عالی آج تک جاری و ساری ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست^{۱۳}

خدمت شیخ و مرشد

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد آپ نے پندرہ برس تک نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر تحصیل سلوک فرمایا۔ اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دو بلند مرتبہ شیوخ سے آپ کو فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی جس کی بدولت اس سلسلہ پاک کے تمام مقامات سلوک طے کرنے میں آپ کو کمال نصیب ہوا، جہاں تحصیل و تکمیل درجات روحانی میں آپ کی تمام صلاحیتیں اجاگر ہو گئیں وہاں ترویج سلسلہ کی جملہ راہیں کشادہ ہو گئیں تاکہ آپ مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد طالبان حق کے قلوب کی سیرابی کے لیے فیض روحانی کی وافر آب رسانی کا بندوبست فرما سکیں۔

آپ اس عرصہ میں اپنے شیخ اقدس قدس سرہ کی خدمت کرتے رہے۔ حسب سابق درویشوں اور خانقاہ شریف کے زائرین کی خاطر مدارت اور لنگر شریف کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔^{۱۴}

حضرت شیخ کی خصوصی شفقت

آپ کو اپنے شیخ اقدس قدس سرہ کی خصوصی شفقت سے بہرہ مند ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے ایک دفعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

”حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو معارف

قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے ترک کر دیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کر دی ہے تاکہ خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے۔ ۱۵۰

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی) قدس سرہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں۔ بعد ازاں قرآن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد وسط اللہ ظہیم العالی ہیں (قَالَ حَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلٰی ذٰلِكَ) جو آپ کے خلیفہ وجانشین قرار پائے۔

محبت شیخ و مرشد میں وارفتگی

دارالعلوم کبیر والا ملتان کے بانی و صدر مہتمم حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کے بانی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفہء مجاز تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ میں دارالعلوم کبیر والا کے بعض انتظامی مسائل پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تو مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے اس اختلاف کے زمانہ میں فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم سے اس لیے محبت ہے کہ یہ میرے شیخ (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے گاؤں اور برادری کے ہیں۔ ۱۶۱

حضرت اقدس مدظلہ العالی حضرت شیخ قدس سرہ کے نسبت والوں کا ہمیشہ لحاظ فرماتے ہیں اور اپنے شیخ و مرشد کے عزیز و اقارب کا بے حد احترام و اکرام فرماتے ہیں۔ اپنے شیخ و مرشد کے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (۲۴ فروری ۱۹۹۹ء) کو اپنے بیٹوں کی

مانند سمجھا اور ان کی تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی میں کمال شفقت اور مہربانی کا معاملہ فرمایا اور انہیں ہمیشہ ”صاحبزادہ محمد عابد صاحب“ کہہ کر مخاطب فرمایا کھلے۔ ان کے وصال پر انتہائی غمزدہ و افسردہ رہے۔ ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں مزارات مقدسہ خانقاہ میں اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا عبداللہ دہیانوی قدس سرہ کے مبارک قدموں میں رحمت حق کے حصار میں آسودہ خاک فرمایا۔

سلاسل اربعہ و ہفت سلاسل کی خلافت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ نے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ دہیانوی قدس سرہ سے سلاسل اربعہ (۱) نقشبندیہ مجددیہ (۲) قادریہ (۳) چشتیہ (۴) سہروردیہ کی خلافت پائی۔ علاوہ ازیں سلاسل قلندریہ و مداریہ و کبرویہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔^{۱۸}

ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری میں زندانی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خانقاہ سراجیہ شریف نے مثالی کردار ادا کیا جس کا کچھ ذکر قبل ازیں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے حالات میں بیان ہوا ہے اور مزید ذکر اس کتاب کے باب پنجم کی فصل چہارم میں مذکور ہے۔

مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد۔ بسط اللہ ظہم العالی اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ارشاد سے اس تحریک کے دوران میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ چنانچہ ۵ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے اور میانوالی جیل میں قید رہے۔ ۲۵/ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورسل جیل بھیج دیے گئے اور ۱۱ اگست ۱۹۵۳ء کو پھر سنٹرل جیل لاہور منتقل کر دیے گئے۔ اس طرح آپ بھی جاں نثاران حضرت ختمی مرتبت فدایان ناموس رسالت اور عاشقان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ اس تحریک میں شامل رہے:

زندادان دھد بہ صدق شامہم شہادتے^{۱۹}

اے عاشقان ختم نبوت بشارتے

جانشینی نائب قیوم زماں و صدیق دوراں

۲۷ شوال المکرم ۱۳۷۵ھ / ۷ جون ۱۹۵۶ء کو نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے وصال فرمایا۔ آپ کی تدفین کے بعد ایک مجمع عام میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) کے خلفاء میں سے حضرت جن پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خوشابی اور ڈاکٹر محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ اور نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلفاء میں سے حضرت حکیم عبدالجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) اور حضرت مولانا مفتی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے دو طرفہ پگڑی کو پھیلاتے ہوئے مجمع کثیر کی موافقت سے سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کی بیعت کر لی جس پر دیگر متوسلین سلسلہ و احباب خانقاہ سراجیہ شریف نے بھی تجدید بیعت کر لی۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک کو بھی اکابر متوسلین خانقاہ سراجیہ شریف کی تجدید بیعت کا یہ سلسلہ عام جاری رہا اور حضرت میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ فقیر محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ (باگڑ سرگاندہ - ملتان) مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ (دہ خیل) حضرت قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر گرامی مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۱ء) مولانا محمد عمر مولانا عبدالغفار مولانا اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی) مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جامع مسجد چیچہ وطنی) مولانا شمس الدین بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ بنگلوروی حکیم عبدالسلام ہری پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ مشائخ و علماء نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور آپ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفہء مجاز اور جانشین معظم کی حیثیت سے خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن و جلوہ افروز ہو گئے۔ اس طرح نقشبندیہ مجددیہ کے فیض روحانی کا جو

سلسلہ پاک قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے جاری ہوا تھا اور نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا عبداللہ ہیانوی قدس سرہ کی ذات سے خانقاہ سراجیہ شریف جس فیض عام کا مرکز بن گیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے جاری و ساری رکھنے کے لیے امام پاکبازاں نور عرفاں ہادی دوراں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ ظہیم العالی کو منتخب فرمایا جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے گوہر نادرہ روزگار بن کر اس حقیر جیسے تشنہ لب و قلب مریدین کی سیریابی فرما رہے ہیں اور آپ کے فیوض و برکات کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہر سو پھیل چکا ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔**

علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کی مساعی جمیلہ

آپ نے دینی علوم کی ترویج و ترقی کے عظیم مقصد کو اپنا نصیب العین بنایا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۱۷۶ھ) کے افکار و نظریات کو پھیلانے اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہ (م ۱۹۲۰ء) کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم صحیح فرمایا اور وابستگان سلسلہ کو نقشبندیہ مجددیہ فیوض و برکات سے لذت آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین صالحین کے عقاید و افکار سے مستفید فرما رہے ہیں تاکہ وہ پاکیزہ اسلامی اقدار پر عمل پیرا ہو کر اس دور کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ہمیشہ عربی مدارس کی سرپرستی فرماتے ہیں اور جن مدارس کے ارباب نظم و نسق شکستہ خاطر ہوتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ نیز جو تعاون چاہتے ہیں ان کی امداد فرماتے ہیں۔ اس وقت کئی مدارس عربیہ آپ کی زیر نگرانی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- ۱۔ دارالعلوم کبیر والا۔ ضلع خانیوال
- ۲۔ مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی
- ۳۔ مدرسہ فرقانیہ۔ کوہاٹی بازار راولپنڈی
- ۴۔ مدرسہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی

۵- مدرسہ سراجیہ فورٹ عباس

۶- دارالعلوم مجددیہ مانکی شریف

۷- مدرسہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی

علاوہ ازیں آپ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر ہیں اور آپ نے مشہور آئین شریعت کانفرنس لاہور کے اجلاس کی صدارت فرمائی تھی^{۱۲}۔

دارالعلوم عزیزیہ - بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور و مقبول تلمیذ

ماہنامہ ”شمس الاسلام“ بھیرہ کی اشاعت خاص (۱۹۸۷ء) میں ”دارالعلوم عزیزیہ - بھیرہ کے مشہور تلامذہ“ کے تحت جناب عزیز الرحمن خورشید لکھتے ہیں:

آپ (حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی) کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں دارالعلوم کے تلامذہ کے تذکرہ کا آغاز آپ کے اسم گرامی سے تبرکاً کیا جا رہا ہے۔ آپ قطب عالم حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ مجددیہ (کندیاں ضلع میانوالی) کے بھانجے ہیں اور حضرت کے حکم سے ہی آپ نے دارالعلوم عزیزیہ میں داخلہ لیا اور تقریباً تین سال مدرسہ میں رہ کر درجہ وسطیٰ تک کتابیں پڑھیں۔ آپ کو دارالعلوم کے تلامذہ میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو مطبخ کا انتظام بھی سونپا گیا۔ منتظمین اور اساتذہ کے نزدیک اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ہمیشہ شفقت کی نظر سے دیکھے جاتے رہے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ آج کل مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر اور خانقاہ سراجیہ مجددیہ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں ملک کے متعدد دینی ادارے کام کر رہے ہیں۔^{۱۲}

فیض عام

جناب مولانا حافظ خدا بخش اصغر اپنی کتاب ”پیغام بیداری“ میں اظہار تشکر کے عنوان سے لکھتے ہیں:

”گلبائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

میں اپنے پیر و مرشد تمام حضرات اولیائے موسیٰ زئی شریف کا اور جناب الحاج صاحبزادہ حضرت محمد جان صاحب آستانہ سراج الاولیاء دریا خان کا اور جناب قبلہ ام حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کنڈیاں..... کا از حد شکر گزار ہوں، ممنون ہوں، جن کی دعاؤں سے مجھے دین کی سمجھ اللہ نے عطا کی۔“ ۲۳

جامع علوم و عرفان

صاحب ”رود کوثر“ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

”یہ دونوں بزرگ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ۔ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) اور جناب حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ موسیٰ زئی میں آرام فرما ہیں۔ ان بزرگوں کی بدولت مغربی پاکستان میں سلسلہ مجددیہ نے بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ کنڈیاں شریف (ضلع میانوالی) جس کے موجودہ سربراہ جامع علم و عرفان، مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ ہیں۔ اس لیے بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں کتب صوفیہ بالخصوص نوادر سلسلہ کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔“ ۲۴

فصل سوم

ازواج و اولاد امجاد اور خلفائے عظام

ازواج و اولاد امجاد

جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) نے اپنی صاحبزادی دام مجدہا کی شادی آپ سے کر دی۔ گویا فیضانِ باطن کے ساتھ ظاہری انعام و کرام سے بھی نوازا۔ ”وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً“ اس شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عزیز احمد دام اقبالہ حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دام اقبالہ حضرت صاحبزادہ رشید احمد دام اقبالہ اور ایک صاحبزادی دام مجدہا عطا فرمائیں۔ قضائے الہی سے ان اہلیہ محترمہ دام مجدہا نے سفر آخرت اختیار فرمایا جس کے بعد حضرت اقدس بسط اللہ ظہم العالی نے تجرد کا ارادہ فرمایا تھا مگر ارادت مندوں کے اصرار پر نکاح ثانی فرمایا۔ آپ کی دوسری اہلیہ محترمہ دام مجدہا بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو سید احمد خان قدس سرہ کی پوتی تھیں۔ ان سے اللہ کریم نے حضرت اقدس کو دو صاحبزادے حضرت صاحبزادہ سعید احمد دام اقبالہ اور حضرت صاحبزادہ نجیب احمد دام اقبالہ عطا فرمائے۔^{۲۵} اللہ کریم جنتستان روحانیت کے ان پھولوں کو ہمیشہ تروتازہ اور شاداب و آباد فرمائے رکھے۔ آمین

مخدوم زماں کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال

حضرت اقدس مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کی دوسری اہلیہ محترمہ قضائے الہی سے مورخہ ۲۴ جولائی ۲۰۰۰ء بروز پیر راولپنڈی کے مقامی ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔
اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

حضرت اقدس بسط اللہ ظہم العالی کی اہلیہ محترمہ عارضہ قلب کی مریضہ تھیں۔ بیماری کے دوران بھی عبادت اور خدمت کو نہیں چھوڑا۔ خانقاہ سراجیہ کے مہمانوں کی حیثیت و نوعیت کے مطابق شعبہ طعام کا مکمل انتظام و انصرام مرحومہ محترمہ کے ہاتھ مبارک میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تہجد گزاری، تقویٰ، عفت و پاکدامنی جیسے اعلیٰ اوصاف سے نواز رکھا تھا۔ مرحومہ محترمہ نے پوری زندگی اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور خانقاہ شریف سے منسلک عقیدتمندوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظہم العالی کی اندرون و بیرون ملک تبلیغی، جماعتی اور اصلاحی سرگرمیوں کے تسلسل میں پس پردہ مرحومہ مغفورہ محترمہ کا بڑا ہاتھ تھا۔

۲۰ جولائی ۲۰۰۰ء کو سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم برطانیہ کے جماعتی دورے اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ تب مرحومہ محترمہ بالکل تندرست تھیں۔ حضرت اقدس اور صاحبزادگان گرامی کو ڈھیروں اخلاص بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ دوسرے روز اچانک تکلیف ہوئی۔ پہلے میانوالی، پھر راولپنڈی ہسپتال منتقل کیا گیا۔ لیکن وقت مقررہ آن پہنچا۔ آخری وقت تک لیوں کی جنبش ذکر الہی اور کلمہ طیبہ کے ورد کا ثبوت بہم پہنچاتی رہی۔ ۲۴ جولائی ۲۰۰۰ء کی صبح انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کو گلاسکو برطانیہ میں اطلاع دی گئی۔ اگرچہ وطن واپس پہنچنا خاصا مشکل تھا، تاہم اللہ رب العزت نے بطور خاص سبیل پیدا فرمادی۔ اس طرح حضرت اقدس اپنے تینوں صاحبزادگان کے ہمراہ اگلے روز علی الصبح اسلام آباد پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ صبح دس بجے حضرت اقدس خانقاہ شریف پہنچے تو سوگوار عقیدتمندوں، جماعتی کارکنوں، دینی رہنماؤں اور مریدین نے اشکبار چہروں سے استقبال کیا۔ ساڑھے دس بجے شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مرحومہ محترمہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بعد ازاں حضرت اقدس کی رفیقہ حیات کو خانقاہ شریف کے مخصوص قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ دور افتادہ اور پس ماندہ مقام پر جنازہ میں اتنا بڑا اجوم پہلی بار دیکھا گیا۔ ملک

بھر کی اہم دینی، سیاسی، علمی اور روحانی شخصیات نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ آمدہ اطلاعات کے مطابق خانقاہ سراجیہ شریف کی خدمت گزار، نیک طینت خاتون محترمہ کی بلندی درجات اور ایصال ثواب کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے اور مرحومہ محترمہ کے صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ۲۶

حضرت اقدس بسط اللہ ظہیم العالی کے صاحبزادگان کرام دام اقبالہم العالیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ کریم نے پانچ صاحبزادے عطا فرمائے۔ حضرت اقدس کی طرح ان کے مزاج میں بھی اللہ تعالیٰ نے بردباری، حسن سیرت، حسن خلق اور تواضع کمال درجہ کی رکھ دی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، حضرات صاحبزادگان کرام کے مختصر احوال گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت صاحبزادہ عزیز احمد دام اقبالہ

یکم محرم ۱۳۷۶ بمطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ چونکہ علمی و عملی گھرانے کے چشم و چراغ تھے اس لیے ابتدا سے ہی تحصیل علم رین میں مشغول ہو گئے۔ بالآخر عالمیہ یعنی دورہ حدیث شریف کی سند دار العلوم عید گاہ کبیر والا سے امتیازی حیثیت میں حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے ادارہ مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ازدواجی حیثیت

چونکہ زندگی کا اہم موڑ سلسلہ ازدواج سے منسلک ہوتا ہے۔ بلاخر وہ وقت بھی آپہنچا کہ آپ اس سلسلے سے منسلک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ صاحبزادیوں سے نوازا ہے (دعا ہے اللہ تعالیٰ زینہ اولاد سے بھی شاد فرماویں)

مصروفیت

خانقاہ سراجیہ کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے۔ کثیر تعداد میں متوسلین کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اس لیے تدریس کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف کی خدمت بھی سرانجام دیتے رہے جو تاحال جاری ہے۔ رفتہ رفتہ عوامی خدمت کی مشغولیت بھی بڑھتی گئی۔ اسی سلسلے میں آپ نے الیکشن میں بھی حصہ لیا اور بھاری لیڈ کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ اس لیے تدریسی مشغولیت سے الگ ہونا پڑھا۔ ادھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر بھی کام کرتے رہے اس وقت آپ خدمت خانقاہ و سوشل ورکری میں مشغول ہیں۔

کسب فیض

ادھر احسان و سلوک کے مراتب طے کرنے کے لیے آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم کی مبارک صحبت و بیعت سے فیض پارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کی ترقیوں سے نوازے۔

حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دام اقبالہ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ قبلہ حضرت صاحب اپنے اسم گرامی کے ساتھ ابو الخلیل ان کے نام عزیز کی وجہ سے لکھتے ہیں۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم اپنے ادارہ سعدیہ میں حاصل کی پھر موقوف علیہ یعنی مشکوٰۃ شریف کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے باب العلوم کھروڑ پکا چلے گئے اور دورہ حدیث پاک سے سند فراغت جامعہ رشیدیہ سہیوال سے حاصل کی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ اپنے ادارہ میں تدریسی خدمت سر انجام دیتے رہے لیکن کثرت مشاغل نے اس میدان میں نہ چلنے دیا۔ اس لیے تدریسی مصروفیات سے الگ ہو گئے۔

ازدواجی حیثیت

اسی عرصہ میں آپ کی شادی خانہ آبادی ہو گئی۔ بحمد اللہ پاک نے صاحبزادیوں کے ساتھ ایک ہونہار صاحبزادہ سعد احمد خان بھی عنایت فرمایا ہے۔

مصرفیات

خانقاہ شریف کے نظام اور مدرسہ سعدیہ کے اہتمام کی بھاری ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ عرصہ دراز سے ادارہ آپ کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے۔ شعبہ حفظ و تجوید کے ساتھ ساتھ شعبہ کتب بھی وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق چل رہا ہے۔

کسب فیض

آپ کا سلسلہ بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے جو اپنی خصوصی توجہات سے نوازا رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ رشید احمد دام اقبالہ

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت اپنے ادارہ سعدیہ میں قرآن پاک حفظ کیا اور شعبہ کتب کے ابتدائی درجات بھی پڑھے۔ پھر موقوف علیہ تک تعلیم کے لیے دارالعلوم ختم نبوة گوجرانوالہ چلے گئے۔ عربی فاضل اور میٹرک کی تعلیم بھی لاہور سے حاصل کی۔

ازدواجی حیثیت

آپ بھی ازدواجی سلسلے سے منسلک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے اور آپ خانقاہ شریف کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔

سلسلہ بیعت: آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے بیعت کا شرف رکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ سعید احمد دام اقبالہ

۸ محرم ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے مدرسہ سے حاصل کی۔ پھر سکول کی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ ازدواجی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔ سیاسی میدان میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ضلع کونسلری کے الیکشن میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔ سلسلہ بیعت اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔

حضرت صاحبزادہ نجیب احمد دام اقبالہ

۲۶ رجب ۱۳۹۱ھ بمطابق ۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم اپنے ادارہ سے حاصل کی۔ پھر مروجہ تعلیم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ بی اے کی ڈگری زکریہ یونیورسٹی ملتان سے حاصل کی۔ شادی خانہ آبادی سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔ مصروفیت: اکثر قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ سفر میں ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہ بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے ہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است ۷

اللہ کریم گلستان روحانیت کی ان کلیوں اور پھولوں کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور ان کی مہک سے تابندہ خانقاہ سراجیہ شریف کی فضائیں معطر رہیں تاکہ وابستگان سلسلہ کی تولیاں اور سالکان طریقت کے قافلے تا قیامت اپنے قلب واذہان کو اس بقعہ انوار سے منور کر کے کشاں کشاں منزل مقصود کی جانب رواں دواں رہیں اور حضرت اقدس مدظلہ العالی ان کلیوں اور پھولوں کی تروتازگی اور روحانی ترقیوں کو پاکر شاداں و فرحاں رہیں۔

خلفائے عظام^{۲۸}

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی نے آپ کے درج ذیل خلفائے عظام کے نام لکھے ہیں:

- ۱- حضرت مولانا نذر الرحمن صاحب مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ، ضلع لاہور
- ۲- مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳- حضرت مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہ ابن حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فخر المحدثین دارالعلوم دیوبند، یوپی، انڈیا
- ۴- حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا۔
- ۵- حضرت حافظ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، جنجوشریف، ضلع بہکر
- ۶- حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ، بیڈن روڈ، لاہور
- ۷- حضرت مولانا احمد دین صاحب مدظلہ، بمقام دادراکلاں، نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال
- ۸- حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، بجنور، یوپی، انڈیا
- ۹- حضرت مولانا غلام محمد صاحب مدظلہ، ضلع جھنگ
- ۱۰- حضرت مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ، خالق آباد، تحصیل و ضلع خوشاب
- ۱۱- حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ، ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی
- ۱۲- حضرت مولانا محبت اللہ صاحب مدظلہ، لورالائی، بلوچستان

- ۱۳- حضرت مولانا گل حبیب صاحب مدظلہ، لورالائی، بلوچستان
- ۱۴- حضرت حاجی محمد عبدالرشید صاحب - مدظلہ مکان نمبر ۲۲۸ بی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن، رحیم یار خان
- ۱۵- حضرت حافظ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، کوٹ حافظ حبیب اللہ نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال
- ۱۶- حضرت ماسٹر محمد شادی خان رحمۃ اللہ علیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
- چند حضرات گرامی کے احوال درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جنوبی ہندوستان کے شہر منگلور کے رہنے والے تھے۔ (انوار عثمانی: ۲۸۷) قبل پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔ یہاں گوانڈی میں ایک پرائیویٹ ادارہ تعلیم جامعہ اشرفیہ کے نام سے قائم کیا جس میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے امتحانات منشی فاضل، ادیب فاضل کی تیاری کرائی جاتی تھی (تحفہ سعدیہ: ۲۸) حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی ثم بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ (مرید و خلیفہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ) کی وساطت سے نائب قیوم زماں حضرت محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے (ایضاً: ۱۵۵) اور آپ کے وصال مبارک کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلم العالی سے وابستہ ہو گئے اور مجاز طریقت قرار پائے۔

آپ کے بھائی جناب مقبول الہی ایم اے (علیگ) تھے جو مارچ ۱۹۵۶ء میں آپ کی دختر نیک اختر کے نکاح کی تقریب سعید میں لاہور آئے تو یہاں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے تھے (ایضاً: ۳۱۳-۳۱۴)

آپ حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کے والد و گرویدہ تھے اور سفر و حضر میں جذبہ خدمت سے معمور رہا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ جب آخری بار سرہند شریف تشریف لے گئے تو مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ بھی سرہند

شریف حضرت اقدس کے پاس پہنچ گئے اور ان کے ہمراہ واپس آئے۔ (ایضاً: ۳۱۷-۳۱۸)
 آپ بیڈن روڈ لاہور میں قیام فرما ہو گئے تھے۔ حکیم عبدالجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ بھی
 یہاں مقیم تھے۔ جن کے ہاں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا اکثر قیام ہوا کرتا
 تھا۔ آپ بھی دیگر وابستگان طریقہ کے ہمراہ بسلسلہ ختم خواجگان اور مجالس ذکر میں شریک ہوا
 کرتے تھے۔ (ایضاً: ۳۲۴)

تحفہ سعدیہ حضرت مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع و آخر میں اضافی تالیفاتی
 خدمت آپ کی خانقاہ سراجیہ شریف سے محبت و عقیدت کی ایک واضح مثال ہے جو قیامت تک
 آپ کے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر زندہ و جاوید رہے گی، ان شاء اللہ العزیز۔ اس ضمن میں
 آپ تحفہ سعدیہ کے مقدمہ (۱۱-۱۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ادارہ سعدیہ مجددیہ کو رسالہ ”تحفہ سعدیہ“
 شائع کرانے کی توفیق کرامت فرمائی۔ یہ رسالہ حضرت قیوم زمانی محبوب سبحانی مولانا ابوالسعد
 احمد خان صاحب الاسرار النقشبندیہ والمعارف المجددیہ قدس سرہ العزیز کے مختصر پاکیزہ حالات
 زندگی اور معمولات خاصہ پر مشتمل ہے جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات مبارک ہی میں
 مولانا نذیر احمد عرشی دھنولوی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ شریف میں اپنے مختصر قیام کے دوران
 بعض چشم دید واقعات اور برادرانِ طریقت کی ثقہ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے جمع کر کے
 شائع کیا تھا۔ (جو) اب عرصہ سے نایاب تھا..... اشاعت ثانیہ کے سلسلہ میں شیخ طریقت
 زینت مسند ارشاد بقیۃ السلف، قدوة الخلف حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی
 نے ارشاد فرمایا کہ رسالہ کے شروع میں ایک مقدمہ ہونا چاہیے۔ جس میں حضرت حاجی دوست
 محمد قندھاری، خواجہ محمد عثمان دامانی، خواجہ محمد سراج الدین دامانی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) کی
 سیرت اور حضرت اقدس کے جانشین حضرت ثانی، نائب قیوم زماں، صدیق دوراں، صاحب
 اسرار الہیہ مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز کے حالات بھی حیطہ تحریر میں آجائیں۔ حضرت
 ممدوح نے یہ خدمت حضرت قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی خلیفہ مجاز حضرت ثانی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمائی تھی۔ قاضی صاحب موصوف نے علمی و دینی مصروفیات کے باوجود

فرصت نکال کر بہت مختصر مسودات تیار کر کے راقم الحروف کے حوالے کر دیے۔ کتاب کے مطبوعہ حصہ کی کتابت شروع ہو کر دو ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچ چکی تھی۔ اب کام یہ باقی رہ گیا کہ قاضی صاحب موصوف کے مسودات پر نظر ثانی کر کے ان کو صاف کیا جائے اور پیش لفظ لکھ کر کاتب کو دیا جائے۔ دریں اثنا احقر ایک نہایت عجیب و غریب مرض میں مبتلا ہو گیا۔ علالت نے یہاں تک طول پکڑا کہ دو سال گزر گئے اور مسودات جوں کے توں دھرے رہے۔ احباب کا تقاضا برابر جاری تھا مگر راقم الحروف کے پاس طبیعت کی داماندگی اور کم ہمتی کے سوا کوئی عذر نہ تھا۔ صورت حال یہ تھی کہ کسی علمی، ادبی یا تحقیقی کام پر طبیعت آمادہ نہ ہوتی تھی۔ احباب سے خط و کتابت بھی قریباً منقطع تھی اور دنیوی امور سے تنفر اور بیزاری پیدا ہو چکی تھی۔ بے کیفی کا یہ دور خاصا پریشان کن رہا۔ حضرت شیخ مدظلہ العالی کی خدمت میں عریضہ ارسال کرنے کی نیت ہر روز کرتا تھا۔ مہینے گزر جاتے تھے مگر کچھ نہ لکھ پاتا تھا۔

آخر حضرت قبلہ کی توجہ اور عنایت سے مرض میں کچھ افاتہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قلم اس نیت سے اٹھایا ہے کہ جس طرح ممکن ہو مقدمہ و خاتمہ ترتیب دے کر کتاب شائع کر دئی جائے۔ اس صورت میں حضرت شیخ مدظلہ العالی کے ارشاد کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور برادران طریقت کی دیرینہ آرزو بھی پوری ہو سکے گی۔ واللہ الموفق المستعان۔ نیز اشاعت ثانیہ کے سلسلہ میں ایک کام یہ بھی تھا کہ کتاب اور اس کے حواشی پر حضرت مولانا مفتی عطاء محمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت ثانی قدس سرہ العزیز کی رہنمائی میں نظر ثانی کی جائے اور بعض مقامات کے تحت جہاں مضمون و ضاحت طلب ہو حواشی میں اضافے کر دیے جائیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ کام بھی حضرت مفتی صاحب موصوف نے رمضان المبارک کے عشرہ میں خانقاہ شریف قیام فرما کر مکمل کر دیا۔

آپ نے رسالہ تحفہ سعدیہ مصنفہ حضرت مولانا نذیر عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں: مقدمہ (۱۱-۲۷) مولانا (نذیر احمد) عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار (۲۸-۳۵) اکابر موسیٰ زئی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷-۴۷) ذکر احوال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۹-۶۱) احوال و آثار حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (۶۳-۷۵) مجدد و عصر قیوم

زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے احوال و آثار (۷۷-۱۵۹) اور رسالہ تحفہ سعدیہ کے آخر میں: حالات نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۲۷۹-۳۳۲) اور احوال و معارف حضرت مرشدنا و مولانا الحاج خان محمد صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں (۳۳۳-۳۴۴) بطور اضافہ تحریر و تالیف فرمائے اور مفتی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر رسالہ تحفہ سعدیہ (۱۶۱-۲۷۰) مصنفہ مولانا عرشی حواشی بھی تحریر فرمائے۔ فرحمتہ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

تحفہ سعدیہ میں آپ کی حضرات کرام خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے محبت و عقیدت کے بیشمار انمول تحریری نمونے موجود ہیں جن میں سے کئی ”تاریخ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ“ میں بھی منقول ہیں۔ تحفہ سعدیہ کے صفحہ ۲۸۱ پر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا ایک مکتوب گرامی بنام حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ بھی طبع ہے جس کا عکس اس کتاب کے باب دوم میں شامل ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے حالات لکھتے ہوئے ”حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے تجدید بیعت“ کے عنوان کے تحت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال مبارک کے دکھ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

”فقیر بھی حضرت سیدنا و مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد یہ صدمہ (یعنی سر پرست روحانی کی جدائی کا غم) دیکھ چکا ہے اور اس طوفان غم سے گزرا ہے۔ بلا مبالغہ فضائے عالم تاریک نظر آتی تھی اور حسرت و یاس کی المناک پرچھائیاں قلب و نظر کو محیط تھیں۔ ایسے موقع پر اگر مربی حقیقی تعالیٰ شانہ کی رحمت و سنگیری نہ فرمائے تو سالک اتھاہ ظلمتوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھر کر رہ جاتا ہے۔ جہاں اس کی قوت فیصلہ جواب دے دیتی ہے اور پائے استقامت میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے۔“ (تحفہ سعدیہ: ۸۷)

کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی میں درج ذیل مخطوطات آپ کے ہاتھ سے کتابت شدہ ہیں جو آپ نے اپنے شیخ و مرشد کے لیے تحریر کیے تھے:

(۱) اجوبہ اعتراضات دہلوی (فارسی) مکتوبہ ۱۳۵۴ھ

(۲) اذکار معصومیہ (فارسی) مکتوبہ ۱۳۷۸ھ

(۳) اشعة اللمعات: شرح لمعات (فارسی) مکتوبہ ۱۳۷۵ھ

(۴) پاس انفاس (فارسی) مکتوبہ ۱۳۳۸ھ

(۵) حاشیہ اشعة اللمعات (فارسی) مکتوبہ ۱۳۷۵ھ

(۶) رسالہ عرفانی (فارسی) مکتوبہ ۱۳۷۸ھ

ان مخطوطات کی مزید تفصیلات کتاب کے آخری باب میں ”کتاب خانہ سعدیہ“ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے شیخ بدرالدین سرہندی کی مشہور فارسی تصنیف ”حضرات القدس“ (احوال و ضاحت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ) کا تحقیقی متن تیار کیا اور اس کے آغاز میں مقدمہ تحریر فرمایا جو ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں محکمہ اوقاف پنجاب لاہور کی جانب سے طبع ہوا (دیکھئے ترجمہ ہای متون فارسی اختر راہی: ۸۵-۸۶ و: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات ۱۱۸-۱۱۷)

حضرت مولانا حافظ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ جنجو شریف ضلع بھکر میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا گل حسن نقشبندی خلیفہ حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز تھے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت مولانا گل حسن نقشبندی بانی خانقاہ جنجو شریف کے زیر سایہ ہوئی اور ابتدائی کتب کی تعلیم بھی ان سے حاصل کی۔ بعض کتب کی تعلیم نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (خلیفہ و جانشین قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کنڈیاں ضلع میانوالی) سے حاصل کی۔

فراغت کے بعد حضرت پیر خورشید احمد ہمدانی کے ہاں عبدالحکیم ضلع ملتان میں مدرس

رہے۔ بعد ازاں بہت عرصہ مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میں قرآن مجید پڑھاتے رہے۔

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی دیوبندی مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی بن حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری محدث دارالعلوم دیوبند بن حضرت معظم شاہ بن عبدالکبیر شاہ بن عبدالحق شاہ بن محمد اکبر شاہ بن محمد عارف شاہ بن حیدر شاہ بن علی بن شیخ عبداللہ شاہ بن شیخ مسعود سوری الکشمیری۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری، کشمیر سے دیوبند علم حاصل کرنے کے لیے آئے اور پھر وہیں کے ہو گئے، شیخ الحدیث کے مرتبہ پر فائز ہو کر ۱۳۵۲ھ میں واصل الی اللہ ہوئے اور دیوبند میں ہی آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی، بروز لیلة البراءة ۱۳۴۷ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا تعلق سادات گنگوہ (ہند) سے تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ فارسی کتب کی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ عربی کتب کی تعلیم ۱۹۴۴ء سے لے کر ۱۹۴۸ء تک مدرسہ صدیقیہ، پھانک حبش خان دہلی میں، دیگر اساتذہ کے علاوہ حضرت مولانا ادریس میرٹھی، منتظم ادارہ شریعہ عقب جامع مسجد دہلی سے حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے متعدد امتحانات پاس کیے۔ ۱۳۶۸ھ میں دوبارہ دارالعلوم دیوبند (ہند) میں تعلیم کا آغاز کیا۔ حضرت مولانا قاری اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الادب حضرت مولانا اعجاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور یکم ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تدریس کا آغاز فرمایا اور مختلف علوم کی کتابیں پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی ناظم دارالاقامہ، معین ناظم مجلس تعلیمی، ناظم مجلس تعلیمی اور قائم مقام مہتمم دارالعلوم دیوبند رہے۔ ۱۴۰۲ھ سے لے کر آج تک وقف دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وقف دارالعلوم دیوبند میں نظامت تعلیمات

قائم مقام مہتمم اور صدارت تدریس کے عہدے پر فائز رہے۔

مختلف کتب تصنیف کیں۔ اپنے والد گرامی کی سوانح عمری ”نقش دوام“ کے نام سے مرتب فرمائی۔

قیام پاکستان کے بعد دوبار پاکستان تشریف لائے۔ ایک بار ۱۹۶۰ء اور دوسری بار ۱۹۸۳ء میں۔ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں ایک بار نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے ملاقات کی تھی۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلم العالی کے دست مبارک پر بیعت کی اور مجاز طریقت قرار پائے۔^{۲۹}

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق بجنور (یوپی۔ انڈیا) کے ایک سادات خانوادے سے ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۲۵ھ میں مکمل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران مولانا مفتی عزیز الرحمن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق تھا اور ان کی مسجد میں قیام رہتا تھا۔ بعد ازاں تبلیغ کالج، کرناٹ (ہندوستان) میں بھی تین برس پڑھتے رہے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت گجرات (ہندوستان) میں حضرت امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ سے دو سال بخاری شریف کا درس لیا جو کتابی صورت میں ”انوار الباری شرح صحیح بخاری“ کے نام سے ضخیم جلدوں میں مرتب کر کے طبع کرائی۔

صاحب تصانیف بزرگ ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے ملفوظات ”ملفوظات محدث کشمیری“ کے نام سے مرتب فرمائے ہیں۔ آپ حضرت انور شاہ کشمیری کے داماد بھی ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ آپ کے وصال کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلم العالی سے تجدید بیعت کی اور آپ کے خلیفہ مجاز ہیں۔^{۳۰}

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جون ۱۹۰۶ء میں موضع بھہ، ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مڈل پاس کرنے کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور (ہند) میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ۱۹۱۵ء میں دارالعلوم دیوبند (ہند) میں داخل ہوئے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔

علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا محمد رسول خان ہزاروی، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ تحصیل علم کے بعد دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر جمعیت العلمائے ہند کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ تبلیغی دورے کیے اور بہت سے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ ۱۹۳۱ء میں حکومت وقت کی مخالفت کی پاداش میں ایک سال قید رہے۔ بعد ازاں تحریک سول نافرمانی میں بھرپور حصہ لیا اور جیل کاٹی۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں ”حج وفد“ کے رکن بنے۔ پانچ ہار حج کیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے سفت روزہ رسالے ”ترجمان اسلام“ کے عرصہ دراز تک مدیر اعلیٰ رہے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل عرفانی کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ سے بیعت تھے اور ان کی رحلت کے بعد مخدوم زمان حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی سے مجاز طریقت قرار پائے۔ ۳ فروری ۱۹۸۱ء کو کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ (سید قاسم محمود انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا ۶۹۹)۔

حضرت مولانا نذر الرحمن مدظلہ

آپ موضوع بلاول، تھانہ چوہترہ، ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب کی تعلیم موضع بہترال میں حاصل کی۔ بعد ازاں دارالعلوم بھوئی گاڑ ضلع

انک میں حضرت مولانا فرید الدین قریشی اور حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی سے اعلیٰ کتب کی تعلیم حاصل کی۔

دورہ حدیث مدرسہ خادم العلوم نبوت، کھٹیا لہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤ الدین میں حضرت مولانا شیخ الحدیث سلطان محمود فاضل دیوبند، شاگرد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ سے مکمل کیا اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے خانقاہ سراجیہ کے ارادتمندوں میں شامل ہوئے۔

فراغت اور تحصیل علم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم ربانیہ، بھوئی گاڑ، ضلع انک، مدرسہ تبلیغ مرکز 3/F، واہ کینٹ ضلع راولپنڈی اور ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز، راولپنڈی کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ آج کل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز، رائے ونڈ میں مدرس ہیں اور تبلیغی جماعت کے سرکردہ بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں (۱) حضرت مولانا عبد الرحمن (۲) حضرت قاری عبدالحنان (۳) حضرت مولانا محمد عثمان ^{۳۱}

حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی احمد سعید بن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ سراج العلوم سرگودھا فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ آپ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد بسط اللہ ظہم العالی سے بیعت تھے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور ریاضتوں کی بدولت حضرت اقدس سے مجاز طریقت قرار پائے۔ آپ رحلت فرما چکے ہیں۔ ^{۳۳}

ابتدائی کتب سے لے کر اعلیٰ کتب تک کی تعلیم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا میں اپنے والد مکرم کے علاوہ مولانا نور محمد ساکن عیسیٰ خیل وغیرہ علماء سے پڑھیں۔

۱۳۵۷ھ میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کی تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف، مولانا مفتی ریاض الدین سے نسائی شریف، مولانا نافع گل سے موطا امام مالک و موطا امام محمد، مولانا شمس الحق سے طحاوی

شریف و ابن ماجہ، مولانا اعزاز علیؒ سے شامل ترمذی اور مسلم شریف کے بعض اسباق کی تعلیم مولانا ابراہیم اور مولانا ابو داؤد میاں سے حاصل کی۔ آپ کے ہم درس حضرات میں مولانا امیر گل و ابن کلاں، ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی اور مولانا قاری عبدالرحمن بلبل پنجاب تھے۔^{۳۴}

حضرت مولانا عبدالغفور قریشی مدظلہ

حضرت مولانا عبدالغفور بن غلام رسول بن غلام محمد بن عطاء محمد بن شاہ ولی ۱۹۴۵ء میں بھوئی گاڑ علاقہ پہنچ کھٹہ تحصیل حسن ابدال ضلع انک کے ایک قریشی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد شکیاری ضلع مانسہرہ ہزارہ سے بھوئی گاڑ تشریف لائے تھے۔ آپ کے جد محترم حضرت مولانا غلام محمد سلسلہ قادریہ میں موضع برہان ضلع کے انک کے ایک بزرگ کے مرید تھے اور حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ، اکبر حضرت مولانا مفتی محمد حسن، ساکن مل پور نزد بھوئی گاڑ، بانی جامعہ اشرفیہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

آپ نے سکول کی تعلیم بھوئی گاڑ پوڑ میانہ اور عثمان کھٹو میں حاصل کی۔ بچپن میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن سے بھوئی گاڑ میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی کے گھر ملاقات ہوئی تھی۔ ترجمہ قرآن مجید حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی سے بھوئی گاڑ میں پڑھا۔ اسی دوران نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر حضرت مولانا ضیاء الدین قریشی کے توسط سے بیعت ہو گئے تھے۔

ابتدائی دینی کتب کی تعلیم مدرسہ دارالعلوم ربانیہ بھوئی گاڑ اور مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ میں مولانا چھاچھی استاد سرپنہ ضلع ایبٹ آباد سے حاصل کی۔ دوران تعلیم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث کے ساتھ ہر جمعرات کو لاہور جا کر حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث سے ملاقات کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی خواہش پر دورہ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث کی زیر سرپرستی حضرت شیخ الحدیث محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ سے کیا اور ۱۹۶۶ء میں سند فراغت حاصل کی۔

دوران تعلیم ۱۹۶۱ء میں لاہور سے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین قریشی کے ساتھ خانقاہ سراجیہ کندیاں جا کر خدمتِ زماں خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔ جب تک لاہور میں قیام رہا، جب بھی خانقاہ سراجیہ جاتے تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ذریعے اپنا سلام حضرت خواجہ خواجگان۔ حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی کی خدمت میں بھجواتے تھے۔ ۱۹۶۶ء میں بعد از فراغت تعلیم تین برس تک خانقاہ سراجیہ میں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں رہے۔ اس دوران حضرت اقدس سے روحانی فیض حاصل کرنے کے علاوہ مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں طلبہ کو پڑھاتے بھی رہے۔ بعد ازاں مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن، حسن ابدال میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد قریشی کے زیر نگرانی پڑھاتے رہے۔

آج کل مرکزی جامع مسجد نیکسلا کے خطیب اور مدرسہ تعلیم القرآن سراجیہ کے مہتمم ہیں۔ آپ کے دو فرزند ان گرامی ہیں جو علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۳۵

حضرت مولانا گل حبیب مدظلہ

آپ اور الائی شہر، ضلع بلوچستان کے رہنے والے ہیں۔ ۱۹۶۷ء کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد۔ بسط اللہ ظہم العالی بلوچستان کے تبلیغی دورہ کے دوران آپ کے گھر بھی تشریف فرما ہوئے۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ہمراہ مجلس تحفظ ختم نبوت، سندھ کے مبلغ حضرت مولانا جمال اللہ الحسنی مرحوم اور مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان کے نائب امیر مولانا عبدالواحد بھی تھے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء میں جب حضرت اقدس مدظلہ العالی بلوچستان کے تبلیغی دورے پر کوئٹہ ایئرپورٹ پر اترے تو حضرت مولانا گل حبیب بھی دیگر علماء معززین کے ہمراہ استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ نے ۱۹۹۸ء میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔

آپ حضرات اقدس مدظلہ العالی سے مجاز طریقت ہیں۔ ۳۶

فضائل و مناقب

خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک شخصیت کی تیاری

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ثانیؒ (حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ) نے ایک بار قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ سے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو معارف قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے روک دیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کر دی ہے تاکہ خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے۔ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں۔ بعد ازاں قرآن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت خان محمد صاحب دامت برکاتہم تھے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔** ۳۷

مجھ میں اور خان محمد میں کوئی فرق نہیں

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک پر خانقاہ سراجیہ شریف پر موجود متوسلین خانقاہ شریف نے سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی ان میں حضرت حکیم چن پیر صاحب، حضرت مفتی عطا محمد صاحب اور حضرت حکیم عبدالجید سیفی جیسے بزرگان سلسلہ شامل تھے۔ بعد ازاں جملہ مخلصین سلسلہ بھی آپ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت سے مشرف ہو گئے۔ لیکن بعض حضرات ایسے تھے کہ جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کے بارے

میں تامل کیا۔ انہیں خواب میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ان سے فرمایا:

”مجھ میں اور خان محمد میں کوئی فرق نہیں لہذا اب حضرت خان محمد صاحب سے تجدید بیعت کرنے کے بعد ہی فیضانِ مجددیہ کا حصول ممکن ہے۔“ ۳۸

اس طرح تامل کرنے والے حضرات نے بھی آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی۔

تر بیت باطن کے لیے آپ سے رابطہ کرنے کی بشارت

حضرت قاری محمد سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ جو احاطہ قبرستان خانقاہ سراجیہ شریف، کنڈیاں ضلع میانوالی میں محورِ استراحت ہیں، انہوں نے حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ انہیں خواب میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

”اگر تر بیت باطن چاہتے ہو تو خانقاہ شریف جا کر حضرت خان محمد صاحب سے رابطہ قائم کرو۔“ ۳۹

چنانچہ انہوں نے بموجب ارشاد عمل کیا اور فیوضِ عالیہ سے مستفید ہوئے۔

آپ امام وقت ہیں

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظاہم العالی کی سجادہ نشینی کے سلسلہ میں حافظ ریاض احمد اشرفی مرحوم و مغفور (خازن روزنامہ جنگ - راولپنڈی) کا بیان نہایت ایمان افروز ہے۔ انہوں نے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء) کے وصال کے بعد ۱۹۶۵ء میں خواب دیکھا:

”وہ بیت اللہ شریف میں بابِ ملتزم کے سامنے کھڑے ہیں۔ خلقِ خدا کا بے پناہ ہجوم ہے۔ بے شمار علمائے کرام کا اجتماع ہے۔ جن میں بعض آپ کے متوسلین بھی ہیں۔ یہ ندا آ رہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں اور آپ امام وقت کا اعلان فرمائیں گے۔ دریں اثنا بیت اللہ شریف کا دروازہ ایک دم آواز کے ساتھ کھلا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ

قدس سرہ اپنے جانشین حضرت اقدس خان محمد صاحب مدظلہ العالی کا بازو تھامے ہوئے نمودار ہوئے اور تمام حاضرین کرام سے فرمایا کہ تم سب اس امام وقت کے مرید ہو۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کے سر پر رکھ دی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے سب کو کلمہ شہادت اور استغفار پڑھا کر داخل سلسلہ کیا۔ ذکر خفی کی تلقین فرمائی۔ پھر وہیں کھڑے کھڑے حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے اذان دی، تکبیر اقامت کہی اور حضرت اقدس خان محمد صاحب مدظلہ نے تمام حضرات کو نماز پڑھائی۔“

بشارتِ جانشینی

میاں ظہور الدین صاحب (مقیم لاہور) جو کہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے مرید تھے نے حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال شریف سے قبل خواب دیکھا کہ ”وہ خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہیں اور حضرت اقدس قدس سرہ اپنے کمرہ میں چار پائی پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے قریب ہی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلم العالی کھڑے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ چار پائی پر لیٹ جاتے ہیں اور ہاتھ مبارک سے حضرت خان محمد صاحب مدظلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میاں ظہور الدین صاحب سے فرماتے ہیں کہ ادھر دیکھو۔ میاں ظہور الدین حضرت خان محمد صاحب کی طرف دیکھتے ہیں تو آپ ان کو ایک گلاس پانی پینے کے لیے عنایت فرماتے ہیں۔ میاں صاحب بیٹھ کر یہ پانی پی لیتے ہیں۔ پانی بہت لذیذ اور عجیب قسم کی مٹھاس کا حامل ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ میاں صاحب سے فرماتے ہیں کہ اسی طرف (حضرت خان محمد صاحب کی جانب) ہی دیکھا کرنا۔ پھر حضرت اقدس قدس سرہ اپنے جسم مبارک پر سفید چادر سر مبارک تک اوڑھ لیتے ہیں۔

اس کے بعد میاں صاحب بیدار ہو جاتے ہیں اور انہیں حضرت اقدس قدس سرہ کی زیارت پر خوشی بھی ہوتی ہے اور غم بھی اور اس خواب کی تعبیر کے لیے پریشان ہو جاتے ہیں۔ صبح دفتر جانے پر اپنے ساتھی غلام دنگیر صاحب کا فون آتا ہے کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ وصال فرما گئے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی خانقاہ سراجیہ شریف روانہ ہو جاتے ہیں۔ عشاء

کے قریب خانقاہ شریف پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اقدس قدس سرہ کی تدفین ہو گئی ہے۔ دونوں ساتھی سیدنا و مرشدنا حضرت خان محمد صاحب بطل اللہ ظہم کی خدمت میں تعزیت کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت مدظلہ کے آنسو مبارک جاری دیکھ کر یہ صاحبان بھی اشک بار ہو جاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد حضرت اقدس قدس سرہ کے فرمان عالی کہ اسی طرف ہی دیکھا کرنا کی تعمیل میں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کرتے ہیں۔^{۴۱}

مقبول درگاہ ربانی

مولانا غلام محمد جو باگڑ سرگانہ میں امام اور خطیب تھے، حج پر تشریف لے گئے۔ حج کی ادائیگی کے بعد انہوں نے عرفات کے میدان میں یہ واقعہ دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ ”اس سال حج چھ آدمیوں کی وجہ سے مقبول ہوا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ خان صاحب ہیں جو خانقاہ سراجیہ کنڈیاں کے رہنے والے ہیں۔“ مولانا صاحب موصوف یہ سن کر اپنے دل میں کہتے ہیں کہ الحمد للہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میرے شیخ کو یہ عزت بخشی۔^{۴۲}

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

حضرت مولانا عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ دین پور شریف بیمار تھے۔ مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بطل اللہ ظہم العالی ان کی عیادت کے لیے دین پور شریف تشریف لے گئے۔ نماز ظہر کے بعد حضرت دین پوری صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ان کے خادم نے انہیں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی تشریف آوری کا بتلایا تو باہر تشریف لائے اور حضرت اقدس مدظلہ العالی سے مصافحہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”بادشاہ سلامت! جیسے مجھ پر دنیا میں کرم کیا ہے، ایسے ہی آخرت میں بھی کرم فرمانا۔“

اس پر حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا:

”مولانا کوئی فکر نہ کریں۔“^{۴۳}

سالکان طریقت کی بادشاہت

مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی دارالعلوم۔ نورث عباس کے سالانہ جلسہ سے فراغت کے بعد بذریعہ کار واپس تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ جناب اشفاق احمد حاجی گل محمد باگڑ، حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ اور سردار فضل محمود خان خاکوانی بھی تھے۔ جناب اشفاق احمد نے حاجی گل محمد باگڑ سے کہا کہ حضرت اقدس سے عرض کیا جائے کہ پاک پتن شریف سے ہوتے ہوئے واپس جائیں تاکہ حضرت اقدس کی معیت میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں۔ اس پر سردار فضل محمود خان خاکوانی نے سختی سے منع کیا کہ حضرت اقدس سے کوئی عرض نہ کرنا کیونکہ سفر لمبا ہے اور گرمی کا موسم ہے۔ لہذا جناب اشفاق احمد خاموش ہو گئے۔ نورث عباس سے جب محمد اکبر سرگانہ (جو گاڑی چلا رہے تھے) نے گاڑی دیپال پور کی طرف موڑنی چاہی تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں پاک پتن شریف جانا ہے لہذا محمد اکبر سرگانہ نے گاڑی پاک پتن شریف کی طرف موڑ لی۔ مزار انور کے قریب کچھ فاصلہ پر حضرت اقدس نے گاڑی رکوائی اور پیدل مزار انور کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ راستہ میں ایک دراز قد سیاہ لباس میں ملبوس آدمی بھاگتا ہوا آیا اور اس نے حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کے بعد آپ کا دست انور تھام کر عرض کیا ”بادشاہ سلامت میرے لیے بھی کہتے جائیں۔“ حضرت اقدس نے فرمایا ”بہت اچھا“ اور دربار شریف کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ اندر جا کر وضو فرمایا اور پھر سردار فضل محمود خانکوانی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خان صاحب دیکھا اشفاق کا زور اور پھر مسکرائے لگے۔ ۴۳

شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ھ) کی زیارت

بعد ازاں مسجد میں حضرت اقدس نے دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور پھر مزار انور پر حاضری دی۔ حضرت اقدس کے سامنے اشفاق احمد صاحب کھڑے تھے۔ جب حضرت اقدس نے دعا کے لیے ہاتھ مبارک بلند فرمائے تو نگاہ مبارک اشفاق صاحب کی طرف فرمائی۔

اشفاق صاحب نے حضرت اقدس کی طرف دیکھا۔ اشفاق صاحب راوی ہیں کہ اب جب میں نے مزار انور کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ حاضری کے بعد چچہ وطنی کی طرف سفر شروع ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ کسی نے کوئی واقعہ دیکھا ہے۔ اس پر اشفاق صاحب نے سارا واقعہ عرض کیا۔ ۴۵

اقطاب کی تقرری

ملتان سے باگڑ (ضلع ملتان) بذریعہ کار سفر کے دوران حضرت اقدس بطنہ اللہ ظہم العالی گاڑی کی اگلی نشست پر تشریف فرما تھے اور پچھلی سیٹ پر اشفاق اللہ صاحب اور صوفی محمد صادق صاحب بیٹھے تھے۔ دوران سفر صوفی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں عرض کیا:

”بندہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بہت بڑا شیشے کا محل ہے حضور اندر تشریف فرما ہیں، پورا دفتری نظام اندر بنا ہوا ہے۔ شیشے کے دروازے پر دربان کھڑا ہے، دروازے کے باہر تقریباً بیس پچیس آدمی خوش شکل و خوش لباس کھڑے ہیں۔ دربان صاحب سے میں پوچھتا ہوں، میاں صاحب یہاں کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج حضرت صاحب قبلہ قطبوں کا مختلف جگہوں پر تقرر فرما رہے ہیں اور ترقیوں کے کیس بننا رہے ہیں۔ میں ان دربان سے کہتا ہوں کہ یہ تو میرے پیر و مرشد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو جائیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ دربان میرا نام پکارتا ہے۔ ”صوفی محمد صادق نا بھے والا حال مقیم لاہور“ تو فوراً اندر سے حضرت قبلہ گھنٹی بجاتے ہیں۔ دربان اندر چلا جاتا ہے۔ اس کو فرماتے ہیں: ”صوفی محمد صادق کو ابھی باہر ہی کھڑا رہنے دو۔“ دربان باہر آ کر مجھے کہتا ہے: ”صوفی محمد صادق تمہاری فائل حضور نے اپنے پاس رکھ لی ہے۔“

مذکورہ بالا واقعہ سنانے کے بعد صوفی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! اب میں مرنے کے قریب ہوں، چند روز کے لیے میرا تقرر نامہ مجھے دے دیں۔ حضرت اقدس بسم اللہ ظہم العالی مسکرا کر خاموش رہے۔^{۴۶}

ستودہ صفات ہستی

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے احوال و مناقب تحریر فرماتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

اولیاء اللہ کے احوال و معارف تحریر کرتے ہوئے جو کیفیات لکھنے والے کے دل و دماغ پر طاری ہوتی ہیں، قلم انہیں سپرد قراطس نہیں کر سکتا اور پھر فکر میں بھی یہ رفعت کہاں کہ کسی باکمال ہستی کے صحیح مقام تک رسائی حاصل کر پائے:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را بخن پایان

بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہچنان باقی

آخر میں یہی کہنا کافی ہوگا کہ آپ کی ذات گرامی ایک عظیم الشان ہستی ہے جس کی شفقت و رأفت کا دامن ہر ارادتمند پر وسیع ہے۔ اس کی نرم گفتگو اور چہرے کا متبسمانہ انداز سامع کو اس کی توقعات سے بڑھ کر نوازتا ہے۔ جس میں اسے ہر مشکل ترین کام کی آسان ترین صورت جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ سراپا حلم اور بے پناہ بردباری جس طرح سینہء بحر میں کوئی چٹان ہو کہ متلاطم موجیں بڑھ کر اس سے ٹکرائیں اور خود ہی پاش پاش ہو کر رہ جائیں۔ طاغوتی قوتوں کے مقابل ہر آن سینہ سپر۔ اہل ایمان کی زبوں حالی کا چارہ گر۔ اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر۔ نور باطن سے آراستہ، اخلاص و تقویٰ سے پیرا ستہ، آئینہ دار کیف روز الست، قلم اینجا رسید و شکست:

بہ حسن لطف و وفا کس بہ یار ما زسد

ترا دریں سخن انکار کار ما زسد^{۴۷}

شان استغناء و للہیت

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے احوال و مناقب میں مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے مدرسین کی شان استغناء و للہیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دوسرے مدرس حضرت مولانا خان محمد مدظلہ تھے اور وہ تو لینے کی بجائے کچھ دینے والوں میں سے تھے۔ وہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز کے داماد اور بھتیجے اور علاقہ کے کھاتے پیتے زمیندار ہیں۔“ ۴۸

ناموس رسالت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی تحریک ختم نبوت کی خدمات کے ضمن میں فرماتے ہیں

”غلام احمد قادیانی اور ان کا خود ساختہ مذہب ہمیشہ آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کی تنقید کا ہدف رہا، حتیٰ کہ جب حصول آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع کثیر متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ میں شرکت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت کی حکومت کو یہ جرات نہ ہوئی کہ آپ کو گرفتار کرتی یا کسی قسم کا ایذا پہنچاتی البتہ آپ کے خلفاء اور لیفٹیننٹ کو قید و بند کے مصائب سہنے پڑے اور آپ کے خلیفہ اعظم جو اس وقت آپ کے سجادہ نشین ہیں یعنی حضرت خان محمد صاحب مدظلہ بھی گرفتار کر لیے گئے۔“ ۴۹

مزار پرانوار امام ربانی قدس سرہ پر مراقبہ

جناب حافظ لدھیانوی نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے عرس مبارک میں اپنی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”تقسیم ہندو پاک سے قبل متعدد بار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شمولیت کا شرف نصیب ہوا۔ یہ عرس روحانیت اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے دوسرے تمام اعراس سے یکسر مختلف ہوتا تھا۔ شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی، ڈھول ڈھکا، میلے ٹھیلے، باجا گا جا کا تو کیا ذکر مزار شریف پر عورتوں کے داخلے پر پابندی تھی، قوالی تو ویسے ہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مشرب میں خلاف شرع تھی۔ ایسی روحانی اور پاکیزہ فضا قائم ہو جاتی کہ زائرین ان دنوں اس پاکیزہ فضا کا حصہ بن جاتے۔ یہ پاکیزہ فضا کلام پاک کی شب و روز کی تلاوت سے اور بھی نکھر جاتی، زائرین تلاوت کلام پاک میں مصروف رہتے، کلام پاک کی تلاوت کی گونج فضا میں پھیل جاتی۔ اس ایمان افروز اور روح پرور نظارے اور اس پاکیزہ ماحول میں حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کو کتنا سکون ملتا ہوگا۔ دوسو قرآن پاک کے سپارے تھے جو ہر نماز کے بعد پڑھے جاتے۔ اس طرح ہر نماز کے بعد تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا۔ حضرت رحمۃ اللہ کے روحانی تصرف اور خصوصی توجہ سے زائرین دامن طلب بھرتے رہتے اور آخرت کا توشہ اکٹھا کرتے رہتے۔“^{۵۰}

اقطاب و ابدال والیاء کی حاضری

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر افغانستان سے لے کر ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے عقیدت مند شرکت کرتے، خدا جانے کتنے اقطاب، کتنے ابدال، کتنے اولیاء حاضری دیتے ہوں گے۔ علماء و محدثین، مفسرین تو اکتساب روحانی کے لیے مزار مقدس پر گھنٹوں مراقبہ میں گزار دیتے۔ حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی رفاقت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ چند ایام زندگی کے سنہرے ایام تھے۔ حضرت کو شب و روز قریب سے دیکھنے اور ان کی محبت سے مستفیض ہونے کے مواقع میسر آئے۔^{۵۱}

پاکان بارگاہ خداوندی و برگزیدہ ہستیاں

حضرت مولانا خان محمد (دامت برکاتہم) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے نزدیک پہروں سر جھکائے مراقبے میں رہتے، مراقبے کی لذت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی فیوض اور مشاہدے کے اس مقام کو مجھ جیسا بے علم کیسے بیان کر سکا ہے۔ اس کی وضاحت تو کوئی صاحب مقام ہی کر سکتا ہے، ہم نیاز مند حضرت کے پیچھے سر جھکائے رہتے، حضرت تو مشاہدے کی منزل میں ہوتے، ہمارے لیے اتنا ہی باعث برکت تھا کہ ایک بزرگ کی موجودگی میں اتنی بڑی بارگاہ میں حاضری ہو رہی تھی، خدا جانے یہ پاکان بارگاہ خداوندی، یہ برگزیدہ ہستیاں کیا کیا روحانی خزانے سمیٹتی ہوں گی، ان کی خدمت میں رہ کر دلوں کے خلوت کدے روشن کرتی ہوں گی، علمی بصیرت کے لیے، تفہیم دین کے لیے، روحانی درجات کی بلندی کے لیے دامن طلب بچھاتی ہوں گی، ان کی ارواح پر کیسی کیسی برکتوں کا نزول ہوتا ہوگا۔^{۵۲}

مراقبے میں کیا کرنا چاہیے؟

ایک روز میں نے حضرت مولانا خان صاحب (دامت برکاتہم) سے دریافت کیا کہ مراقبے میں کیا کرنا چاہیے فرمایا ”قلب پر نگاہ رکھو“ اسے ذکر اللہ میں مصروف رکھو، میں نے ادب سے عرض کیا کہ ہمیں تو مراقبے میں کسی چیز کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا ”یہ احساس کرو کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ یہی احساس کافی ہے۔“^{۵۳}

جناب صوفی محمد افضل فقیر کی نیاز مندی

انہی دنوں صوفی محمد افضل فقیر بھی میرے غریب خانے پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ ازراہ کرم کئی کئی روز میرے گھر قیام کرتے، اپنے اور ادو وظائف کی تکمیل کرتے۔ ایک دفعہ انہوں نے میرے گھر چلہ کھینچا، چالیس روز قیام کیا۔ صوفی محمد افضل فقیر فارسی زبان کے ایم اے اور گولڈ میڈلسٹ تھے۔ اس کے علاوہ ان کا مطالعہ بے پناہ تھا، قرآن و حدیث پر گہری نظر تھی۔ سرگودھا کے شعرا نے ان سے اکتساب علم کیا، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ ان کی وساطت سے میرا تعارف حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) خانقاہ سراجیہ سے ہوا۔ صوفی صاحب کے ان سے نیاز مندانہ روابط تھے۔ وہ ان کی روحانیت اور ان کے دینی علم سے بے حد متاثر تھے۔ رمضان المبارک میں باقاعدہ خانقاہ سراجیہ حاضری دیتے ان کو خبر ملی کہ حضرت مولانا محمد خان صاحب (دامت برکاتہم) سرگودھا تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں صوفی صاحب کی رفاقت میں حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ۵۴

حضرت اقدس مدظلہ العالی کا فیض توجہ

حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) کے گرد عقیدت مندوں کا حلقہ تھا، محفل میں خاموشی تھی۔ سب بزرگ سر جھکائے مراقبے کی صورت میں تھے مگر اس خاموشی میں اس سکوت میں قلب کی دھڑکنیں مولانا کی موجودگی کا اعلان کر رہی تھیں۔ روحانیت کی دولت بٹ رہی تھی توجہ کا فیض قلب و نظر کو سیراب کر رہا تھا، ہم بھی خاموشی سے اس حلقہ کا حصہ بن گئے۔ ۵۵

تقویٰ کی خوشبو اور روحانیت کا جمال

حضرت نے صوفی صاحب کو دیکھا، صوفی صاحب نے مصافحہ کیا، میرا تعارف کرایا۔ حضرت کے چہرے پر تبسم پھیل گیا۔ یہ خوش آمدید کا حسین طریقہ تھا، میرا دل مسرت سے لبریز

ہو گیا، مختصری گفتگو کی۔ اس گفتگو میں تقویٰ کی خوشبو، روحانیت کا جمال، اتباع سنت کا حسن اور علم و عمل کا حسین امتزاج تھا۔ ۵۶ھ ان کی پرکشش شخصیت کے نقوش ذہن و دل پر مرسم ہو گئے۔ ۵۷

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش

حضرت نے مجھے نعت سنانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے نعت پیش کی۔ ان کے قرب نے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری کی۔ اشکوں نے عقیدت و محبت کا روپ اختیار کر لیا، گریہ ضبط کی حدود کے اندر رہا ادب و احترام کا یہ منظر بہت کم دیکھنے میں آیا تھا۔ کچھ دیر سکوت کے بعد حضرت نے دوسری نعت کی فرمائش کی۔ اس پاکیزہ مجلس میں جی چاہتا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جتنے انداز اشعار میں جلوہ گر ہوئے ہیں وہ سب پیش کر دوں۔ عجب کیفیت کا عالم تھا۔ بھمد اللہ اس مجلس میں ہدیہ نعت پیش کرنے میں حضوری کا مزا آیا۔ دھیان کا رخ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہا۔ روح بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام پیش کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ حضرت کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں، مگر ان کے ضبط نے جذبات کو بکھرنے نہ دیا۔ یہ ظرف کی بات ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

سرمایہ درد تو غارت نتواں کرد
اشکے کہ ز دل خیزد در دیدہ شکستم من ۵۸

اخفائے احوال و سادگی

جناب مشتاق گھمما لوی لکھتے ہیں:

”ظہر کی اذان ہو چکی تھی کہ ایک عام سے بزرگ سر پر رومال باندھے معمولی سی دھوتی پہنے سادہ سی چادر اوڑھے مسجد میں داخل ہوئے نماز کے بعد تمام لوگ ایک دائرے میں بیٹھ گئے اور خفی ذکر کرنے لگے۔ یہی بزرگ حضرت خان محمد صاحب ہیں۔“ ۵۹

متانت و خطابت

”انہوں (حضرت خان محمد مدظلہ العالی) نے مسجد میں ہی ہمارے بارے میں پوچھا۔ پھر ساتھ ہی اپنے کمرے میں لے آئے۔ خیر صلا و تعارف کے بعد بات چیت کا سلسلہ چلا۔ حضرت خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی متانت، ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور نرم نرم خطابت میں بڑی ہی جاذبیت تھی۔“^{۱۰}

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا سینہ بھرا ہوا ہے۔ مجلس میں جب بھی کسی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے پڑھی ایک دم پوری توجہ سننے کے لیے کرتے ہیں۔ ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر آنسوؤں کے موتی آپ کی آنکھوں میں تیرنے لگتے ہیں۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے یقیناً رہتے ہیں۔ آپ ہر سال حج بیعت اللہ کے لیے جاتے ہیں اور کوشش یہی ہوا کرتی ہے کہ مدینہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری پہلے ہو۔ ہمہ وقت حرمین شریفین کی زیارت کے لیے تیار رہتے ہیں۔^{۱۱}

حد درجہ اخفاء

جناب مفتی محمد شفیق عارف مجددی تحریر کرتے ہیں:

”حضرت مخدوم المشائخ (مولانا خان محمد صاحب) کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے یہ بحر زار کے چند قطرے ہیں۔ حضرت شیخ کو اللہ جل شانہ نے جو فضائل و کمالات علم و عرفان، اجابت و انابت، قربت و قبولیت سے نوازا ہے ان کا احاطہ ممکن ہی نہیں کیونکہ حضرت شیخ مدظلہ کے ہاں اخفاء انتہا درجہ کا ہے۔ پھر اس پر خاموشی و سکوت کی دیوار چادر اخفاء میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہے۔“^{۱۲}

حافظ محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حافظ محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا

ہے:

”اس وقت زمانہ میں حضرت خواجہ (خان محمد) صاحب کی کوئی نظیر نہیں

ہے، شراب معرفت سے بھرے ہوئے کامل و مکمل سالک شیخ ہیں۔“

۶۳

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس سے عقیدت و محبت

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

”آپ امام وقت ہیں اور آپ مجددی دربار میں ہمیشہ ہی آگے رہتے ہیں“

ایک بار فرمایا:

”حضرت خواجہ خان محمد صاحب بادشاہ وقت ہیں۔“

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی

حضرت اقدس سے عقیدت و محبت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے بارے میں فرمایا:

”حضرت خواجہ قبلہ خان محمد صاحب اس وقت قطب الاقطاب ہیں۔“

حضرت میاں عبدالرشید المعروف ”نوٹوں والی سرکار“ کا اظہار عقیدت

حضرت میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

”حضرت خواجہ خان محمد صاحب امام زماں ہو گئے۔“ ۶۴

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (ہند) کی خدمات

جناب سید احمد ازہر شاہ قیصر مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

”مولانا خان محمد صاحب - خانقاہ سراجیہ (کندیاں، مغربی پاکستان) سے برابر رسالہ کے لیے خریدار بھیجتے رہتے ہیں۔ مولانا محمود نے رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے بڑا کام کیا ہے اس مہینہ بھی تین خریدار مولانا نے مرحمت فرمائے ہیں۔“ ۱۵

رشد و ہدایت کے سرچشمے

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

”بعض بزرگ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی زندگی کا ہر نقش سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن ستارا ہوتا ہے۔ جن کی نشست و برخاست، جن کے روزانہ کے معمولات، جن کی صورت و سیرت، جن کی وضع قطع، جن کا لباس، جن کا رہن سہن، جن کی گفتگو، غرضیکہ زندگی کے جس گوشے پر نگاہ ڈالیے اس میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک، اتباع سنت کے نقوش، پیروی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ جلوہ گر نظر آئے گا۔ یہ بزرگ چلتے پھرتے دین کے پیکر، زہد و تقویٰ کے نمونے، ایثار و محبت کی تفسیریں اور خلق خدا کے لیے رشد و ہدایت کے سرچشمے ہوا کرتے ہیں، مخلوق خدا کی ہدایت کے لیے طول کلام اور لمبے چوڑے خطبات کی ضرورت نہیں ہوتی، ان کی خاموشی اور تقویٰ کا رنگ دلوں کو مخر کرتا چلا جاتا ہے۔ ان کی وجہ سے دلوں کی کدورت دور ہوتی ہے، ان کی نظر سے روح و جسم کی تمام آلائشیں ختم ہو جاتی ہیں۔ گناہوں کی گرد دامنوں سے جھڑ جاتی ہے۔ یہ فیضان نظر ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ ان کی مجلس کا ایک ایک لمحہ زندگی کا رخ بدلنے، خیالات کا دھارا موڑنے اور رجوع الی اللہ کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ان کی نظر کیمیا اثر روحوں کو اجلا، خیالات کو پاکیزہ اور اعمال کو صالح بناتی ہے۔ یہ خاموش تعلیم، یہ فیضان نظر، یہ توجہ ہر ایک کا مقدر نہیں ہوتی۔ اس کے لیے دل میں جستجو کی چنگاری اور طلب صادق کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول

اور نیک بندوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا..... ایسی ہی بزرگ ہستیوں میں حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی ذاتِ بابرکات ہے۔“ ۱۶

نوید بخت رسا اور نظر فیض بخش

”اصلاح کے کئی طریقے ہیں۔ گفتگو بھی ایک طریقہ ہے، وعظ بھی ایک طریقہ ہے۔ خاموشی بھی ایک طریقہ ہے۔ بزرگوں کے ہر انداز میں بات کے رشتے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ یہ بھی حضرت کے ذکر کی برکت ہے۔ ہم بھی اس حلقے (مجمع مریدین) کا حصہ بن گئے اور اکتساب فیض میں مصروف ہو گئے۔ اس مرد بزرگ کی نظر کبھی کبھی اٹھتی جو بخت رسا کی نوید بن جاتی، ہر شخص کو بقدر استطاعت فیض پہنچ رہا تھا۔ دلوں کی اجڑی ہوئی دنیا آباد ہو رہی تھی۔

کتابی درس انسان بھول جاتا ہے، حروف کی شناخت دلوں میں اتنا گہرا اثر نہیں چھوڑتی، الفاظ کو کلام کا یارا نہیں، حافظہ نسیان کا شکار ہو سکتا ہے۔ کتابی علم اپنی محدود دنیا رکھتا ہے۔ مگر باطن کا علم لامحدود ہے، اس سے زمین و آسمان کے علوم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خبر کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ مشاہدے کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ بزرگوں کی ایک نظر سے قلب کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ زندگی کے راستے سج جاتے ہیں، عمل کی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی نظر مخدومی حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی ہوتی ہے۔“ ۱۷

حضرت اقدس کی مجلس میں

حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری قدس سرہ کی مجلس کے انوار

”حضرت (مولانا خان محمد صاحب - مدظلہ العالی) سے اجازت لے کر واپس آیا۔ مگر اس صحبت کا سرورِ گہرے میں جاری و ساری ہو گیا۔ سرشاری کا عالم تھا، مدت کے بعد پیاسی آنکھیں ایک بزرگ کی زیارت سے سیراب ہوئی تھیں۔ ان چند لمحوں نے حضرت کے قرب کی خواہش اور ان کی صحبت میں شرکت کی تمنا نے بیکل کر دیا۔ جی چاہتا تھا کہ فانی دنیا کی لذتوں

دنوی مصروفیتوں اور دنیوی معاملات سے کنارہ کش ہو کر عمر کے باقی ایام خانقاہ کی پرسکون ایمان پرور اور روحانی فضا میں بسر کروں، حضرت کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہوں۔ حضرت کی مجلس میں مجھے اپنے مربی و مرشد حضرت عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس کے انوار نظر آئے۔ ہر طرف وہی روحانی فضا، وہی تقویٰ و پرہیزگاری کی علامتیں، وہی سادگی، وہی دنیا سے بے رغبتی، وہی متدین اشخاص، وہی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش نظر آئے۔ یہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیض خاص تھا کہ مجھے زندگی میں ایک بار پھر باکمال شخصیت، مقرب بارگاہ الہی کے قدموں میں بیٹھنے کا شریف نصیب ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی منزل ہے، یہ مسلک بعینہ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ یہ خانقاہی سلسلہ وہی ہے جہاں سے حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کو فیض ملا تھا، یہ ایک ہی جادہ، ایک ہی منزل ہے۔“ ۶۸

غبار دل دھلنے کا یقین

”حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) سے ملاقات کی تمنا نے بے کل کر دیا۔ آخر ایک روز رخت سفر باندھا۔ خانقاہ سراجیہ کی حاضری کے لیے گھر سے نکل پڑا۔ یہ تنہا سفر تھا۔ مگر میرے ساتھ تو خیالات کا جھوم تھا۔ میرے دل میں تو محبت کی قدیلیں جگمگا رہی تھیں، راستہ آرزوؤں کے حسین پھولوں سے مہک اٹھا۔ تصورات کی محفل بھی ہوئی تھی۔ ذہن پر پہلی ملاقات کے نقوش تاباں ہو گئے۔ اس تصور نے خلوت جاں میں مسرت و شادمانی کے فانوس روشن کر دیے کہ پھر وہی صحبت ہوگی۔ وہی کرم کی گھڑیاں لوٹ آئیں گی۔ دل کا غبار دھل جائے گا۔ زندگی کو اجالے میں آئیں گے۔ خدا جانے راستے میں محبت و عقیدت، وارفتگی و شیفگی کے کتنے چراغ جلے، کتنے پھول کھلے جنہوں نے مشام جان کو مہکایا۔“ ۶۹

خوشبوئے تقویٰ

”حضرت کی زیارت کے لیے دل بے تاب تھا۔ ایک ایک لمحہ اشتیاق زیارت زیادہ کر

رہا تھا۔ نظر سوئے در لگی تھی کہ وہ رخ انور نظر آئے جس کی زیارت کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔
آخر نماز مغرب کا وقت ہوا۔ حضرت اپنی قیام گاہ سے تشریف لائے۔^{۱۰}
”طویل قامت، کشادہ پیشانی، متبسم لب، خاموش طبیعت، سادگی کا مرقع، لطافت کا پیکر،
محبت و شفقت کا مرکز“ (مثلاً ماہ کامل طلوع ہوا^۲) حضرت مختصر سی پگڑی باندھے ہوئے
تھے، کندھے پر رومال، تہبند اور لباس کرتا لباس تھا۔ لباس کی سادگی میں تقویٰ کی خوشبو شامل تھی۔
دروازے سے باہر زائرین اور خدام انتظار میں تھے۔ حضرت نے متبسم لبوں سے سب کی طرف
دیکھا، دل کی کلی کھل اٹھی۔ سب کو انتظار کا صدمہ مل گیا۔“^۳

خشوع و خضوع اور مقام احسان

”زندگی میں کئی بزرگوں کی اقتدا میں نمازیں ادا کی تھیں۔ بعض اوقات روحانی کیف بھی
حاصل ہوا۔ مگر حضرت (مولانا خان محمد صاحب) کے نماز پڑھانے کے انداز نے ان کی
شخصیت نمایاں کر دی۔ ان تین رکعتوں کی ادائیگی میں ان کے تقویٰ نے ان کی بزرگی کے پہلو
نمایاں کر دیے۔ اس خشوع و خضوع کے ساتھ حضرت کو نماز ادا کرتے دیکھ کر خدائے واحد و
قدوس کی عظمت اور جلال کے نقوش دل پر مرتسم ہو گئے۔ یہ خضوع و خشوع اور حضور قلب
”الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ“ (المومنون: ۲) کی تفسیر نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن
خوش قسمت انسانوں کو اپنی معرفت سے نوازا ہے۔ ان کے قلوب میں کس درجہ خشیت پیدا کر
دی ہے۔ انتہائی سکون کے ساتھ رکوع و سجود ہو رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ مقام احسان پر ہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی شہادت مل رہی تھی۔ جناب خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ نماز ایسے پڑھو جیسے کہ تم خدا تعالیٰ کو
دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مقام میسر نہ آئے تو یوں خیال کرو کہ خالق کائنات تمہیں دیکھ رہا
ہے۔“^۴

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش

”حضرت (مولانا خان محمد صاحب) نماز ادا کر کے اپنے حجرے کے باہر تشریف فرما ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا پتے ہوئے جسموں کو راحت پہنچا رہی تھی۔ کھلی فضا میں گرمی کا احساس تک نہیں تھا۔ حضرت کے ارد گرد دور سے آئے ہوئے مریدین اور معتقدین کا حلقہ تھا۔ وہی خاموشی وہی دلنشین سکوت تھا۔ جس کا اس مضمون کے آغاز میں ذکر کر چکا ہوں۔ اکتساب فیض ہو رہا تھا۔ حضرت نے مجھ سے نعت سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت کی آواز پر حاضرین نے یوں سراٹھایا جیسے کسی مقدس سفر سے لوٹے ہوں۔ حضرت نے نعت سنی۔ میرے دامن میں سعادتوں کے خزانے سمٹ آئے یہ میرے لیے انتہائی اعزاز کی بات تھی کہ اہل دل حضرات کے حلقے میں ایک خدا رسیدہ بزرگ کی موجودگی میں بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنا نذرانہ اپنا بند یہ نعت پیش کروں یہ بابرکت مجلس نماز عشا تک جاری رہی۔ حضرت چند جملے ارشاد فرماتے۔ پھر مراقبہ کی سی کیفیت طاری ہوتی جاتی۔ اس مجلس کا اختتام اذان کی آواز پر ہوا۔“ ۵۷

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعا فرمانا

جناب حافظ لدھیانوی رقم طراز ہیں:

”حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی میرے غریب خانے پر صبح کے ناشتے پر تشریف لائے۔ خدام اور مریدین ساتھ تھے۔ میں نے اپنے تازہ نعتیہ مجموعہ ”نشد حضوری“ کی ایک طویل نعت ”واردات دل“ کے عنوان سے حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ یہ ایک طویل نعت درد مجبوری اور محرومی زیارت دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثرات لیے ہوئے تھی۔ حضرت نے نہایت محویت کے عالم میں نعت سماعت فرمائی۔ مدینہ منورہ کی حاضری کی تڑپ اشکوں کی صورت میں رونما ہوئی۔ حضرت کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مجھ پر رقت کا عالم تھا۔ اشکوں میں بھیگے ہوئے اشعار حضرت کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔ اہل مجلس رو رہے

تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت نے اشکوں کا روپ دھار لیا۔ نعت کے اشعار دلوں کی دھڑکن بن گئے۔ اس طویل نعت کے چند اشعار درج کر رہا ہوں تاکہ قاری بھی اس کیفیت سے لطف اندوز ہو سکے۔ شاید ان اشعار پر اس کا کوئی آنسو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا سبب بن جائے:

میں ایک بدنصیب کہ ہوں دور آج تک
اس عمر کے پچاس برس رائیگاں گئے
یہ بے نوا فقیر بھی ہے آپ کا غلام
تجھ پر ہر ایک دل کی حقیقت ہے آشکار
کس کی بساط تیری ثنا کر سکے رقم
مجھ کو عطا ہوئی ہے جو کیفیت کلام
آنکھوں کو نور دل کو بصیرت عطا ہوئی
مجھ کو عطا ہوئی ہے جو یہ نعمت جنوں
میری زبان گنگ ہے، محدود فکر ہے
کب سے ہوں بے قرار حضوری کے واسطے
بام و در حرم سے نظر سرفراز ہو
ہو جائے اس طرف بھی اگر چشم التفات
سوز غم فراق سے ہوں چور آج تک
میں رہ گیا، ہزار وہاں کارواں گئے
غربت کی تجھ کو لاج ہے اے رحمت تمام
تجھ پر ہے آشکار مرا سارا حال زار
ہر شعر میری نعت کا ہے مظہر کرم
لکھ دیں حضور اذن حضوری بھی میرے نام
مجھ سے بشر کو تیری محبت عطا ہوئی
میں کس زباں سے شکر ترے لطف کا کروں
کیا کم کروں ہے میری زباں خود کر ہے
مجھ کو بھی اپنے لطف سے سرشار کیجیے
آقاؐ مرے نصیب قیام حجاز ہو
ڈھل جائے صبح نور میں میری سیاہ رات

اس نعت کے ستر کے قریب اشعار اسی سوز و درد مندی کے آئینہ دار تھے۔ نعت ختم ہوئی حضرت کچھ دیر خاموش رہے، ایک بار نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا یہ میری نعت کی حسیں تریں داد تھی۔ یہ ایک نظر محبت کے انداز لیے ہوئے تھی۔ سب اہل محفل اس داد میں شامل نظر آئے۔ حضرت نے خلاف معمول طویل دعا کی، مقبولیت کے لمحات تھے۔ خاموش دعا کا ہر لمحہ باب اثر تک پہنچ گیا۔ دربار اقدس میں حاضری کی تڑپ، دردِ مجبوری اور محرومی کی تفسیر بن گیا۔ دعا کے دوران ہی سکوں و اطمینان کی کیفیت پیدا ہو گئے۔ یوں محسوس ہوا جیسے حضوری کا مژدہ سنا رہا ہو، کہہ رہا ہو کہ فراق و مجبوری کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

حضور کا وقت قریب ہے۔ میرا جسم خوشبو کے جھونکے سے معطر ہو گیا۔ یہ کامرانی اور قبولیت دعا کی نشانی تھی۔ حضرت نے دعا کے بعد مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا، یہ مسکراہٹ مبارک باد معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت کی دعا کے طفیل اسی سال حج کی سعادت نصیب ہوئی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ ۷۶

مقرب بارگاہ الہی اور مرجع خلافت شخصیت -

جناب حافظ لدھیانوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی رفاقت میں حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کے عرس مبارک میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت خانقاہ (مجددیہ) کے ایک کمرے میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت کے ہمراہ چند معتقدین تھے۔ حضرت کی خدمت میں دور دراز جگہوں سے آئے ہوئے لوگ حاضر ہوتے۔ بعض اوقات کمرہ زائرین سے بھر جاتا۔ ملاقاتی خاموشی سے حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے، حضرت اپنے ہی عالم میں ہوتے مگر ہر شخص محسوس کرتا کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک مقرب بارگاہ الہی سے اکتساب فیض کر رہا ہے۔ دوران قیام حضرت کی شخصیت مرجع خلافت بنی رہی۔“ ۷۷

”حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر حضرت بہت مسرور نظر آتے، معلوم ہوتا کہ حضرت کو روحانی دینہ ہاتھ لگا ہے۔ ہم نے حضرت کی معیت میں دوسرے مزارات پر بھی حاضری دی۔ حضرت مزار پر کچھ دیر مراقبہ کرتے، معلوم ہوتا روحوں کا اتصال ہو رہا ہے، گفتگو ہو رہی ہے، اکتساب فیض ہو رہا ہے۔ ختم شریف میں حضرت کو جہاں جگہ مل گئی، مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ مگر بہت سی نگاہوں کا مرکز حضرت کی شخصیت رہی۔“ ۷۸

زیارت مزارات مقدسہ

جناب محمد اشفاق اللہ واجد مجددی لکھتے ہیں:

آپ ہر سال امام سلسلہ قیوم زماں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے مزار پر قدم بوسی کے لیے جاتے ہیں۔ صد سالہ تقریبات دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں شرکت کے لیے عازم سفر ہوئے۔ دہلی میں حضرت شیخ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی خانقاہ شریف میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ، حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ، محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ، حضرت امیر خسرو اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزارات پر حاضری دی۔

ایک بار سڑک کے ذریعے عازم حج ہوئے تو بغداد شریف جانے کا خصوصی عزم فرمایا اور محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ چند روز بغداد میں قیام فرمایا اور ہر روز نماز عشاء کے بعد محبوب سبحانی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

اسی سفر میں بغداد شریف سے بارہ کلومیٹر دور حضرت سلمان فارسی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ زیارت کے بعد حضرت سلمان فارسی قدس سرہ کے مزار مبارک پر مراقبہ فرمایا اور بعد ازاں اپنے احباب سے فرمایا: ”کاش خانقاہ شریف کی ذمہ داریاں مجھ پر نہ ہوتیں اور دوستاقتی میرے ساتھ ہوتے۔ تمام زندگی حضرت سلمان فارسی کی خدمت میں مراقبوں میں گزار دیتا۔“ ۹۷

آپ جب بھی خانقاہ سراجیہ شریف سے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو گھر سے تیار ہو کر آتے ہی سیدھے مزارات (حضرات کرام) خانقاہ شریف پر حاضری دیتے ہیں۔ اس کے بعد سفر پر روانگی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے ہیں تو (اول) مزارات (حضرات کرام) خانقاہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں اور پھر اندرون خانہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ۹۸

اعتماد الپسندی

حضرت امام طریقت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم مذہباً حنفی المسلمک ہیں اور

مشرّباً نقشبندی مجددی طریقہ ہیں۔ اعتدال پسند طبیعت رکھتے ہیں، تشدد کے بالکل حامی نہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں ”بعض فروعی مسائل پر خود عمل کرتا ہوں اور ساتھیوں سے نہیں کہتا۔ بعض فروعی مسائل پر ساتھی عمل کر لیتے ہیں، خود نہیں کرتا۔“^{۵۱}

تعلیٰ سے اجتناب

آپ کے حلقہء عقیدت میں تمام مسائل کے لوگ شامل ہیں۔ حضرت خواجہ کی مجلس میں بیٹھیں، تعلیٰ کی بات آپ کی زبان سے نہیں سنی گئیں۔ احوال کے اخفاء کو بہت پسند کرتے ہیں۔ لاکھوں باتیں جوش دلانے کی کرتے جائیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کا سینہ مبارک جوش میں آ کر باطن کی کوئی خبر دے۔^{۵۲}

طرز کلام اور خورد و نوش

مجلس میں کھانا کھائیں یا تہائی میں اکیلے ہی نوش فرمائیں، سلیقہ زندگی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر خاموش ہی رہتے ہیں۔ بہت کم بات کرتے ہیں۔ خدام نے کوئی سوال کیا، مختصر سا جواب دے دیا۔ البتہ اگر کوئی طریقہ مجددیہ کے بارے میں پوچھے تو اس کو تفصیل کے ساتھ بات سمجھاتے ہیں۔ بات پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ خادموں کی تربیت مجددی طریقے کے عین مطابق فرماتے ہیں۔^{۵۳}

معمولات مبارک^{۵۴}

آپ ہمیشہ نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ جب ضعف بدن نہیں بڑھا تھا تو تمام نمازوں کی امامت آپ خود ہی کراتے تھے۔ فجر کی سنتیں گھر پر ادا فرماتے ہیں۔

نماز فجر اور ختم خواجگان

نماز فجر کے بعد ختم خواجگان نقشبندیہ حلقہ کی صورت میں پڑھتے ہیں۔ پھر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

مراقبہ

خدام کے ساتھ مراقبہ کرتے ہیں۔ تمام خدام کو توجہ باطنی سے نوازتے ہیں۔ مراقبہ کا معمول سفر و حضر میں جاری رہتا ہے۔ ادائیگی فرائض کے بعد حضرات مجددیہ کے نزدیک مراقبہ ہی اصل راس المال ہے۔ جن ساتھیوں نے جانا ہوتا ہے ان کو اپنی دعاؤں سے رخصت فرماتے ہیں۔

ناشتہ

اس کے بعد حویلی میں (گھر) تشریف لے جاتے ہیں۔

خطوط کے جواب

۹ بجے کے قریب دوبارہ زیب مسند ہوتے ہیں۔ خادموں کو خطوط کے جواب اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے ہیں۔

دوپہر کا کھانا اور قیلولہ

۱۲ بجے دن کے کھانا تناول فرماتے ہیں پھر دوپہر قیلولہ فرماتے ہیں۔

نماز ظہر

نماز ظہر سے پہلے مساک کے ساتھ وضو بناتے ہیں۔ چار رکعت سنت گھر پر ہی ادا

فرماتے ہیں۔ پہلے آپ سنت ادا کرنے کے بعد تلاوت کلام مجید کیا کرتے تھے۔

ختم مجددی اور ختم معصومی

نماز ظہر مسجد میں ادا کرنے کے بعد ختم مجددی اور ختم معصومی پڑھاتے ہیں۔ حلقہ میں توجہ باطنی بھی جاری رکھتے ہیں۔ اپنے کمرے میں تشریف لاتے ہیں۔ مخلوق خدا سے ملتے ہیں اور ان کے مسائل پوری توجہ سے سنتے ہیں۔

نماز عصر اور ختم خواجگان

نماز عصر کے بعد ختم خواجگان پڑھاتے ہیں۔

نماز مغرب

نماز مغرب کے لیے مسواک کے ساتھ وضو نیا کرتے ہیں۔ بعد نماز مغرب پہلے آپ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرماتے ہوتے تھے۔ اب آپ سیدھا حویلی چلے جاتے ہیں۔

نماز عشاء

نماز عشاء کے بعد کچھ دیر کے لیے ساتھیوں میں بیٹھتے ہیں اور توجہ باطنی ان پر فرماتے ہیں۔

نیند اور نماز تہجد

رات دس بجے کے قریب اندرون خانہ تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ سوتے بہت ہی کم ہیں۔ وقت تہجد جاگتے ہیں۔ مسواک کے ساتھ وضو تازہ بناتے ہیں۔ پھر اپنے رب جلیل و کریم سے محو راز و نیاز ہو جاتے ہیں۔

کھانے کا معمول

آپ کھانا بہت کم تناول فرماتے ہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی یہ نہیں سنا کہ فلاں چیز کو دل چاہتا ہے۔ کھانے میں کوئی چیز ناپسند نہیں۔

کسی کو تکلیف نہ دینا

آپ کو کھانسی کی تکلیف بہت رہتی تھی۔ سفر میں خادموں کے ہاں دعوت ہوتی۔ دسترخوان پر چاول لگا دیے جاتے تو خاموشی سے آپ کھا لیتے ہیں۔ خود تکلیف برداشت کرنے لیکن کبھی بھی صاحب خانہ کی دل شکنی نہیں فرمائی۔

چائے نوشی

ناشتہ پر اچھی چائے ہو تو دو کپ نوش فرماتے ہیں۔ عصرانہ کی چائے پر بھی دو ہی کپ نوش فرماتے ہیں۔

سوتے وقت

رات سوتے وقت گرم دودھ کا گلاس پسند فرماتے ہیں۔ بستر پر لیٹ کر ایک تسبیح استغفار کی ضرور پڑھتے ہیں۔

ہر کام میں اتباع سنت

آپ ہر کام دائیں طرف سے کرتے ہیں۔ قمیض پہننی ہو تو پہلے دایاں بازو ہی ڈالیں گے۔ شلوار دائیں پاؤں سے ہی پہنتے ہیں۔ قمیض اتارتے ہوئے پہلے دایاں بازو نکالتے ہیں۔ پھر بائیں بازو۔ اس طرح شلوار نکالتے ہوئے بائیں پاؤں نکالتے ہیں۔ پھر دایاں پاؤں نکالتے ہیں۔ جوتا ڈالتے ہوئے بھی دایاں پاؤں پہلے ڈالتے ہیں۔ جوتا سے پاؤں باہر نکالتے

ہوئے بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے ہیں۔ پھر دایاں پاؤں باہر نکالتے ہیں۔
استنجا میں ڈھیلہ مٹی کا استعمال فرماتے ہیں۔ سفر و حضر میں مٹی کے ڈھیلے ساتھ رکھتے
ہیں۔ جب سے ٹیٹو پیمپ مارکیٹ میں دستیاب ہے اب اس کا استعمال فرماتے ہیں۔ ۵۵

لباس مبارک

آپ لباس سفید ہی پسند فرماتے ہیں۔ زیادہ تر چادر (تہبند) باندھتے ہیں۔ قمیض سفید
استعمال فرماتے ہیں۔ چادر رنگ دار بھی ہو تو کوئی بات نہیں۔ سردیوں میں ایک رنگ کا گرم
شلوار قمیض بھی استعمال فرمالیتے ہیں۔ موسم گرم ماہو یا سرد آپ سر پر پگڑی ضرور باندھتے ہیں۔
پگڑی کا شملہ ضرور چھوڑتے ہیں۔ کبھی کبھی کپڑے کی ٹوپی بھی سر پر رکھتے ہیں۔ لباس صاف
ستھر پسند فرماتے ہیں۔ ایک عدد درو مال کندھے پر ہمیشہ ہی رہتا ہے۔ چلتے ہوئے دست اقدس
میں چھڑی ضرور رکھتے ہیں۔ ۵۶

باطنی انوار کی بارش اور بندہ نوازی

مجلس میں توجہ باطنی کی بارش سب پر برابر فرماتے ہیں (ارادتمند حاضرین) امیر ہوں یا
غریب سب سے یکساں سلوک سے پیش آتے ہیں۔
درد دل رکھتے ہیں۔ خدام کے ناگفتہ بہ حالات سن کر پریشان ہو جاتے ہیں اپنے
ساتھیوں (احباب و عقیدت مندوں) کی ظاہری و باطنی ترقی پر بہت خوش ہوتے ہیں۔
اپنے مشائخ کے طریقہ کے عین مطابق زندگی بسر فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ”جتنا
کوئی طریقہ پاک سے دور ہوگا برکتیں بھی اتنی ہی کم نصیب ہوں گی۔“ ۵۷

حضرت اقدس بحیثیت عادل باپ

آپ اپنی اولاد میں عدل کے ساتھ برتاؤ فرماتے ہیں۔ آپ سب سے یکساں برتاؤ
فرماتے ہیں۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب بڑے صاحبزادے ہیں جب تک آنحضور دارالعلوم

کبیر والا۔ ملتان میں زیر تعلیم رہے پیل حضرت اقدس وہاں چھوڑنے خود ساتھ تشریف لے جاتے۔ صاحبزادہ محترم نے جب گھر آنا ہوتا تو آپ خود کبیر والا لینے کے لیے تشریف لے جاتے۔ صاحبزادہ خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ رشید احمد صاحب، صاحبزادہ سعید احمد صاحب اور صاحبزادہ نجیب محمد صاحب کے ساتھ بھی یہی عمل روا رکھا۔ حج پر باری باری تمام صاحبزادگان گرامی کو ان کے اہل خانہ کرام کے ہمراہ ساتھ لے گئے ہیں۔ آپ اپنی اولاد بہت زیادہ شفیق و مہربان ہیں ^{۵۸}

حضرت مخدوم زمان کا عزیز واقارب سے حسن سلوک

آپ کا اپنے عزیز واقارب کے ساتھ مثالی قسم کا سلوک ہے تمام عزیزوں کی اولادوں پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ ان کی ضروریات کا خیال ہمیشہ کرتے ہیں۔ عزیز واقارب کے کاموں کی غرض سے خود متعلقہ آدمی کے پاس جاتے ہیں۔ چھوٹے بھائی جناب ملک محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱ اپریل ۱۳۰۰ء) کے ساتھ مثالی برتاؤ رہا ہے۔ خانگی امور میں ان کو ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔ بھائی سے مثالی حسن سلوک فرماتے تھے اور آپ کے برادر محترم بھی آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ^{۵۹}

اولاد شیخ اور اساتذہ کا ادب

آپ نے سولہ برس تک اپنے شیخ و مرشد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی خدمت کی۔ اپنے شیخ مکرم کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب کبھی انہوں نے آپ کو یاد کیا تو (پاس ادب سے) آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔

آپ نے اپنے شیخ مکرم کے وصال مبارک کے بعد ان کی اولاد کا ہمیشہ اکرام و احترام کیا۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد مرحوم و مغفور کا بہت ہی اکرام کیا کرتے۔ سفر و حضر میں ان کو ساتھ رکھتے۔ صاحبزادہ مرحوم و مغفور نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہوئی تھی۔ لہذا وہ بھی ہمیشہ ایک خادم کی حیثیت سے آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس نے اپنے

مرشد زادہ کا احترام اپنے شیخ مکرم کی نسبت سے بھی کیا اور اپنی اولاد کی مانند بھی سلوک روارکھا۔ اسی طرح اپنے شیخ مکرم کی صاحبزادی محترمہ کے ساتھ بھی اپنی بیٹی جیسا سلوک فرماتے ہیں۔ آپ اپنے اساتذہ کی اولاد کا بھی ہمیشہ احترام فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ کے صاحبزادے حضرت محمد بنوری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی خانقاہ سراجیہ تشریف لاتے، حضرت اقدس ان کا بہت احترام فرماتے۔ اسی طرح مولانا سید اسد مدنی مدظلہ (انڈیا) کا بھی بہت احترام فرماتے ہیں۔ امام الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی اولاد کو حضرت اقدس سے بیعت ہے لیکن اپنے استاد مکرم کی اولاد کے ناطے سے ان کا بہت احترام فرماتے ہیں۔^{۹۰}

۱۹۷۴ء کی ختم نبوت تحریک کے دوران جامع مسجد کچہری بازار، فیصل آباد میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا جلسہ تھا۔ حضرت بنوریؒ کراچی سے تشریف لائے، مفتی زین العابدین صاحب کی رہائش گاہ پر قیام پذیر تھے۔ حضرت مخدوم زماں خواجہ جگان خان محمد مدظلہ اپنے استاد مکرم کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ امام الحدیث حضرت بنوریؒ نے آپ سے فرمایا۔ آپ ایسا نہ کریں لیکن حضرت خواجہ مدظلہ دوزانو ہی بیٹھے رہے، گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ حضرت علامہ سید بنوریؒ مجلس سے جانے کے لیے اٹھے۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کا جوتا اٹھایا اور ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کچھ بھی نہ کہا۔ دونوں حضرات ایک دوسرے کو الوداع کہنے کے لیے باہر تشریف لائے۔ بوقت رخصت حضرت بنوریؒ نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔^{۹۱}

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ
 ”مشفق استاد اور محسن و محترم بزرگ“

حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظہم العالی نے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مضمون ان کے وصال کے بعد تحریر فرمایا اور ہفت روزہ ”خدام

الدین“ کے ایڈیٹر صاحب کو بھیجتے وقت گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

”یاد فرمائی کا شکریہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ فقیر اہل قلم میں سے نہیں۔ نہ کبھی اس طرح کی تحریروں کا بالعموم اتفاق ہوتا ہے لیکن حضرت مولانا بنوری فقیر کے مشفق استاد بھی تھے اور محسن و محترم بزرگ بھی اس لیے چند سطور پیش خدمت ہیں۔ پسند آجائیں تو درج رسالہ فرمادیں ورنہ ”کالائے بد بریش خاوند۔“ ۹۲

”حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری بن حضرت سید محمد زکریا بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ فقیر کے مشفق استاد تھے اور شفقت و محبت سے اپنا خادم اور ساتھی بھی تصور فرماتے تھے۔ وہ ہنس مکھ نورانی چہرہ اور میٹھی میٹھی رس بھری باتیں جو کانوں میں شیرینی گھول دیتی تھیں اور دل و دماغ کو تری و تازگی بخشی تھیں۔ تو ان کو ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھنے سے دکھ ہوتا ہے۔ لیکن جب سب نے اسی راستے پر چلنا ہے تو اس شعر میں کوئی جدت اور ندرت باقی نہیں رہ جاتی:

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دھر مئے کُلِّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَن

بہر حال دعا ہے کہ ”رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ“ فقیر کو شوال ۱۳۶۰ھ سے شعبان ۱۳۶۱ھ تک جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) میں حضرت مولانا مرحوم سے سب سے معلقہ مقامات حریری اور ادبی متوسطات پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں حضرت سیدی و مرشدی مولانا محمد عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہ جانشین قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی کے وصال کے بعد خانقاہ سراجیہ کی خدمت کا بوجھ جب فقیر کے کندھوں پر آ پڑا تو اس کے بعد ایک دفعہ حضرت مولانا مرحوم خانقاہ شریف رونق افروز ہوئے۔ سوئے قسمت سے فقیر ہری پور ہزارہ کے سفر پر تھا۔ خانقاہ شریف سے واپسی پر حضرت مولانا بھی اپنے محترم داماد مولانا محمد طاسین صاحب کو ملنے ہری پوری ہزارہ تشریف لائے تو وہاں ہری پور کے موضع درویش میں قاضی محمد شمس الدین صاحب کے مکان پر فقیر کو ملنے تشریف لائے اور بڑی محبت اور دلچسپی سے خانقاہ شریف کے پرسکون ماحول اور عظیم کتب خانے کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا:

جی چاہتا ہے کہ علمی کام کے لیے آدمی خانقاہ شریف میں آجائے کیونکہ ہر طرح کا سکون اور یکسوئی جس طرح وہاں میسر ہے کراچی جیسے معروف شہر میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر جبکہ اتنا عظیم اور جامع کتب خانہ بھی دسترس میں ہو۔

پاکستان کے اہل علم بلکہ عوام تک کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا بنوریؒ پورے عالم اسلام کی چند اہم شخصیتوں میں سے ایک تھے، بڑے بڑے عظیم علمی اور تصنیفی و تدریسی کام انجام دیے۔ عجیبی ہونے کے باوجود عربی پر وہ دسترس تھی کہ دمشق و قاہرہ بلکہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے ادیب علماء مولانا کی رواں عربی تقریروں کو بڑی دلچسپی اور توجہ سے سنتے تھے اور مولانا کے ایک ایک جملے پر بے ساختہ جھوم جھوم کر داد دیتے تھے۔

اور باین عظیم کمالات قابلیت و مقبولیت مولانا کی خاص بات یہ تھی کہ کوئی دنیاوی جائیداد نہیں چھوڑی اور کمال بے نفسی کی حد یہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ اور جامع مسجد نیو ٹاؤن، کراچی کی عظیم عمارات کے بانی نے ان عمارات پر تو لاکھوں روپے خرچ کر ڈالے مگر اپنا ذاتی جھونپڑا تک بنانے کی نہ فرصت ملی نہ وسعت! مدت العمر ایک اینٹ پر دوسری اینٹ تک رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ تقریباً ۶ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ لمبا کمرہ مولانا کا کمرہ طعام بھی، پھر یہی کمرہ ملاقات (ڈائننگ روم) بھی تھا اور پھر یہی کمرہ دارالتصنیف بھی تھا، عظیم علمی تصنیفات اسی مختصر کمرے میں انجام پائیں۔

دین اور خدمت دین حضرت مولانا کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ حتیٰ کہ سفر آخرت بھی ایک دینی سفر کے سلسلے میں پیش آیا کہ اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں شمولیت کے لیے راولپنڈی تشریف لائے تھے اور دین کی راہ میں غریب الوطنی کی وفات حسرت آیات سے دو چار ہوئے۔ ہزاروں اشکبار آنکھوں نے راولپنڈی میں نماز جنازہ ادا کی اور لاکھوں جگر و گار سینوں نے کتاب و سنت کی اس امانت کو سینہ زمین کے اندر مستور کیا:

رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بو الہوس کے واسطے دار و رسن کہاں ۹۳

”میرے مخدوم و مکرم“ ۹۳

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

کے بارے میں حضرت اقدس کا اظہار خیال

مفتی صاحب میرے مخدوم و مکرم تھے۔ ان سے تعلق بھی پرانا تھا اور رشتہ محبت بھی قدیم۔ پہلی ملاقات ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ حضرت والا محترم اس وقت بقید حیات تھے۔ مفتی صاحب کو انہوں نے کنڈیاں شریف بلایا تھا۔ ان کی آمد یہاں ایک فتوے کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ ہمارے یہاں دو خاندانوں کا مسئلہ طلاق پر باہمی جھگڑا تھا۔ ایک عورت کو طلاق ہوئی۔ ایک فریق کہتا تھا طلاق ہو گئی ہے اور دوسرا اس سے مختلف موقف رکھتا تھا۔ علاقے کے علمائے کرام اور مفتیان عظام اس مسئلے پر اپنی رائے پیش کر چکے تھے لیکن جھگڑا ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ غالباً یہ لوگ حضرت کے پاس یہ پوچھنے کے لیے آئے کہ ان کی نظر میں جو مفتی سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو اس کا نام پتہ بتا دیں۔ حضرت نے مفتی محمود کا نام تجویز کیا اور خود ہی ان کو کنڈیاں شریف اپنا مہمان بنا کر بلایا۔

مفتی محمود صاحب نے مقامی علماء سے بات چیت کی، فریقین کا موقف معلوم کیا، پھر فریقین کی براہ راست بات سنی، ان کے موجودہ اور سابق موقف کا موازنہ کیا۔ پھر جب وہ ایک نتیجے پر پہنچ گئے تو اپنا آخری فیصلہ سنا دیا۔ ان کا فیصلہ وہی تھا جو دوسرے علماء پہلے دے چکے تھے لیکن طریق معلومات اور طرز استدلال انوکھا تھا۔ چونکہ وہ اس وقت نوجوان تھے، زیادہ پختہ عمر نہیں تھے، اس لیے مقامی علماء میں ان کی ذات موضوع گفتگو بن گئی۔ اس بحث میں ان کے معاصرین ان کی علمی لیاقت پر اظہار حیرت کر رہے تھے۔ بعض حضرات نے ہمارے حضرت سے سوال کیا کہ آپ کی نظر انتخاب ان پر پڑنے کا کیا سبب ہے؟ حضرت نے اس وقت علماء کو جو مختصر سا جواب دیا تھا، وہ یہ تھا: ”یہ گوہر قابل ہے۔ اس کی حفاظت کرو، اس پر نظر رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بڑا کام لے گا۔“

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ سراجیہ سے بڑی عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ مخدوم زماں حضرت خواجہ خان محمد بسط اللہ ظہم العالی نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد ایک انٹرویو ہفت روزہ ترجمان اسلام (لاہور) کو دیا جو اپریل ۱۹۸۱ء میں طبع ہوا۔ اس میں آپ نے مفتی صاحب کے بارے میں فرمایا:

جامع شخصیت

”حضرت مفتی صاحب کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی۔ علمی، فقہی، مذہبی اور سیاسی۔ غرض یہ کہ وہ ہر فن میں درجہ اولیٰ کی قابلیت رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ نے انہیں فہم و فراست کا وافر انعام عطا فرمایا تھا۔ حضرت مفتی صاحب عالموں میں جید عالم، قرأت میں سب سے عشرہ کے قاری، مقررین میں پانچ زبانوں کے قادر الکلام مقرر، قائدین میں صاحب فکر قائد، مفسرین میں بہترین مفسر عقیدوں میں بالغ النظر فقیہ، سیاست دانوں میں مدبر سیاست دان، غرضیکہ قائد تحریک اسلامی کی شخصیت ایک پہلو دار شخصیت تھی۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ”یک من علم رادہ من عقل باید“ بلکہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا کرتے تھے۔ ”یک من علم راس من عقل باید“ اور حضرت مفتی صاحب واقعی اس کے مصداق اور حامل تھے۔“

مفتی صاحب کی جامعیت کا اثر

”میں مفتی صاحب کی جامعیت سے متاثر ہوا ہوں۔ عموماً یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اچھا خطیب بہترین ادیب نہیں ہوتا، مدرس ہو تو درس و تدریس کے علاوہ کسی اور کام کا نہیں رہتا۔ مذہب میں دلچسپی رکھنے والا سیاست کے امور سے نابلد ہوتا ہے۔ مگر اس کے برعکس حضرت مفتی صاحب نے ہر میدان میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ مدرسین میں ان کے پائے کے مدرس بہت کم ہوں گے اور جب سیاسی حیثیت دیکھی جائے تو مفتی صاحب کی سیاسی بصیرت اور ذہنی فراست سے متاثر ہو کر انہیں اس وقت نو جماعتوں کا سربراہ بنایا گیا جب کہ علماء

کو ویسے ہی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔“

مفتی صاحب کی روحانی حیثیت

”گو بظاہر انہوں نے (مفتی صاحب) نے کسی کو بیعت نہیں کیا، مگر وہ چاروں روحانی سلاسل میں بیعت کے مجاز تھے اور ان کا سلسلہ مرشد السید مولانا عبدالعزیز ابن عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ جاتا ہے۔“

مفتی صاحب کا تقویٰ

”غالباً ۷-۶-۱۹۷۷ء میں ہم اکٹھے حج پر روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں طواف کے دوران انہیں (مفتی صاحب کو) پاؤں کے زخم کا احساس نہ ہوا۔ منیٰ میں پہنچ کر انہیں احساس ہوا کہ انگوٹھے کا ناخن اکھڑا ہوا ہے اور انہیں شک گزرا کہ ممکن ہے میرا طواف نہ ہوا ہو لہذا وہ ناخن کٹوا کر دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف زیارت کا اعادہ فرمایا۔ اس واقعہ سے ان کی پرہیزگاری اور ان کے تقویٰ کا پتہ چلتا ہے۔“

مشفق و مہربان رفیق

”بحیثیت ایک رفیق میں نے انہیں ہمیشہ مشفق و مہربان پایا۔ حضرت مفتی صاحب متعدد بار خانقاہ شریف حاضری کے لیے تشریف لائے۔ ایک مرتبہ موسم گرما میں بغیر پروگرام کے اچانک تشریف آوری ہوئی تو فرمایا کہ ادھر سے گزر رہا تو حاضری کے لیے چلا آیا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں خانقاہ کے پاس سے بغیر حاضری دیے گزر جاؤں۔“

مفتی صاحب کی وفات کا غم

”میں حجاز مقدس میں عشاء کے بعد واپس مکان پر آیا تو مولانا اجمل خان صاحب میری قیام گاہ پر تشریف فرما تھے۔ انہی کی زبانی یہ اندوہناک اور افسوس ناک خبر ملی (کہ مفتی صاحب

رحلت فرما گئے) خبر کے سنتے ہی دماغ چکرا گیا اور سکتہ طاری ہو گیا۔ مفتی صاحب کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اب ہمارے درمیان میں نہیں ہیں۔ خدا انہیں غریقِ رحمت کرے اور ان کے درجات میں ترقی و بلندی فرمائے۔“ ۹۵

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں

حضرت اقدس کا اظہار خیال

ترجمان ختم نبوت

”مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ہمارے اس دور کی وہ عظیم شخصیت تھی جن پر اکابر امت کو ناز تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے فیضِ تربیت نے ان کو عقیدہ ختم نبوت سے وہ وابستگی اور تڑپ عطا کی جس نے آپ کو ترجمان ختم نبوت کے منصب پر فائز کیا۔ ویسے تو حضرت بنوریؒ کے زمانہ میں ان کے جوہر دنیا پر آشکارا ہو گئے تھے علمائے امت ان کی تحریروں سے استفادہ کرتے تھے اور اکابر علماء کرام ان کو ترجمان علمائے حق کی حیثیت دیتے تھے اور ہمارے حضرت بنوریؒ نے ان کو اپنا ہم نام، ہم کام اور مدرسہ کا مدار قرار دے کر ایک ایسے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد آپ نے جس انداز سے ”بینات“ کے ذریعہ قلمی جہاد کیا اس نے حضرت بنوریؒ کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں حضرت بنوریؒ کی طرف سے ان کی تقرری ہماری سمجھ سے بالاتر تھی لیکن مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کے انتقال کے بعد آپؒ نے جس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور میری ترجمانی کا حق ادا کیا وہ ان کی ایسی خصوصیت ہے جس کا تمام تر سہرا حضرت بنوریؒ کی کرامت اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تواضع اور مروت کو جاتا ہے اس وقت ہماری سمجھ میں آیا کہ حضرت بنوریؒ نے ان کو اتنے اصرار سے دفتر میں کیوں بٹھایا تھا۔

۱۹۸۹ء سے لے کر شہادت تک انہوں نے یورپ، افریقہ، سمرقند و بخارا اور پاکستان کے ایک ایک گوشے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو وسیع کیا اور قادیانیت کی کمر توڑ دی اور مرزا طاہر کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر کے مسلمانوں کی عزت و وقار میں اضافہ کیا اور مرزا طاہر سے لے کر عام قادیانی تک کے ایک ایک شبہ کا مدلل جواب دیا، جو ان کے قلم کا ایسا شاہکار ہے جس پر تاریخ اسلامی عرصہ دراز تک ناز کرتی رہے گی۔

تردید قادیانیت کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی ان کی کتب و تصانیف کا ایک اچھا خاصا علمی ذخیرہ ہے، خاص کر ”اختلاف امت اور صراطِ مستقیم“ سے تو امت صدیوں تک استفادہ کرتی رہے گی اور قومیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔ رشد و ہدایت کی مسند سے ہزاروں لوگوں کی اصلاح ان کا ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کا تسلسل قیامت تک جاری رہے گا۔

مسلم سے مضبوط وابستگی اور اصلاح کے سلسلہ میں پختہ شرائط ان کا ایک خاص وصف تھا۔ علمائے دیوبند سے گہری عقیدت ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ واقعی وہ اسلاف کی مکمل تصویر تھے۔ ان کی شہادت کا سب سے بڑا نقصان میری ذات کو پہنچا کیونکہ میں اپنے ترجمان سے محروم ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت کی شہادت امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کی بہتر صورت پیدا فرمائیں۔“ ۹۶

کرامات

حضرت مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس سبط اللہ ظہیم العالی کے احوال و مناقب تحریر فرماتے ہوئے ”کچھ کرامات کے بارے میں“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

”اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ممکن ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا مگر کرامت کے مقابلہ میں جو مقام اہل عرفان کے نزدیک استقامت کو حاصل ہے وہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ بحمد اللہ کہ حضرت قبلہ کا ہر قول و فعل شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عین مطابق ہے اور ان کی عظمت پر یہی دلیل کافی و دافی ہے۔ اہل ارادت نے حضرت قبلہ کی بے شمار کرامات مشاہدہ کی ہیں جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اس امر کا بھی اندیشہ ہے کہ زیر نظر کتاب کا قاری کرامات کے باب کو کہیں عام مدحت سرائی پر محمول نہ کر بیٹھے اور اس طرح چشمہ فیض سے سیراب ہونے کی بجائے تہی داماں نہ رہ جائے۔ ویسے حضرت قبلہ بھی کرامات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اور ان کا تذکرہ بھی پسند نہیں فرماتے۔“ ۹۷

مصیبت و پریشانی سے نجات

جناب حبیب الرحمن خان ساکن احمد پور شرقیہ آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کا عزم کیا۔ روانگی سے قبل خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے سفر حج کے ضمن میں راہنمائی حاصل کریں۔ آپ نے بڑی شفقت و محبت سے مفصل راہنمائی فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ دوران سفر کوئی دشواری پیش آئے تو فقیر کی طرف متوجہ ہو کر بارگاہ ایزدی میں عجز و زاری کے ساتھ دعا کریں۔

چنانچہ خان صاحب ظہران کے ہوائی اڈہ پر اترے اور یہاں سے بذریعہ ٹیکسی مکہ مکرمہ جانا چاہتے تھے لیکن سنا کہ سعودی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ تمام زائرین حرم کو ظہران سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ جانا ہوگا۔ خان صاحب کے پاس کرنسی نوٹ تھے مگر ریال کی صورت میں اپنے علاوہ اہلیہ اور بہن کے کرایہ کے لیے رقم نہ تھی لہذا سخت پریشان ہو گئے۔ اسی عالم مایوسی میں حضرت اقدس کی نصیحت یاد آ گئی لہذا انہوں نے نماز تہجد پڑھنے کے بعد حضرت اقدس کے توسل سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مشکل کو آسان کرنے کا سبب پیدا فرما دیا اور صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک صاحب رسمی تعارف کے بعد انہیں ملک عباس صاحب کے گھر لے گئے جنہوں نے گیارہ سو بیس ریال خان صاحب کو پیش کیے جس سے انہوں نے جملہ اخراجات سفر ادا کیے اور واپسی پر یہ رقم اپنے مذکورہ محسن کو لوٹا دی۔

خان صاحب موصوف کو اس سفر حج میں جہاں کہیں بھی کوئی مشکل پیش آئی اللہ کریم نے حضرت اقدس کے فیض سے انہیں اس سے خلاصی نصیب فرمائی۔^{۹۸}

زیارتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہونا

آپ کے ایک مخلص ارادتمند قاری محمد عارف (مدرسہ دینی - مظفر گڑھ) ایک بار خانقاہ سراجیہ شریف آئے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا:

”میں آپ جیسی عظیم الشان ہستی کا مرید ہوں مگر مجھے واردات قلبی و

کیفیات وغیرہ کا کبھی ادراک نہیں ہوا۔ آپ یہ کرم فرمائیں کہ مجھے

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔“

آپ قاری صاحب کی بات سن کر مسکرائے اور کوئی جواب نہ دیا۔ بفضل ربی اسی رات

قاری صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ہوا اور دیکھا کہ حضرت اقدس بھی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اور آپ قاری صاحب سے فرماتے ہیں کہ قاری

صاحب! اب خوب جی بھر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرلو۔“

قاری صاحب صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اہل مجلس کے سامنے حضرت

اقدس سے پھر التماس کی: ”میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ہنوز مشتاق ہوں اس سعادت کے حصول کے لیے آپ ضرور توجہ فرمائیں۔“

آپ نے فرمایا: ”قاری صاحب روز روز پروگرام نہیں بنا کرتے۔“ اس پر قاری صاحب سمجھ گئے کہ حضرت اقدس رات کے مشاہدے سے کامل طور پر باخبر ہیں اور اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک ایک دفعہ نصیب ہوگئی ہے اور ایسی عنایتیں ہر روز نہیں ہوا کرتیں۔ بعد ازاں قاری صاحب تادیر انتہائے کرم نوازی کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہے۔ ۹۹

مہلک مرض میں فوری شفا

حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے بڑے بھائی کے لڑکے کا بازو ٹوٹ گیا۔ وہ اس کی تیمارداری کے لیے ڈسٹرکٹ ہسپتال فیصل آباد پہنچے تو اپنے بھائی صاحب اور بھابی صلابہ کو روتے ہوئے پایا۔ ان سے گریہ زاری کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ بچے کا بازو کاٹنا پڑے گا ورنہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ حافظ صاحب نے بھائی صاحب سے کہا کہ میں خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کرانے کے لیے جاتا ہوں جب تک میں واپس نہ آؤں بچے کا بازو نہیں کاٹنا۔ یہ کہہ کر حافظ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ”خیر ہے خالی ہاتھ چلا آ رہا ہے“ (کیونکہ حافظ صاحب کے پاس سفری بستر نہیں تھا)۔

نیز حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں نے تو شام کو بہاولپور سفر کرنا ہے۔ حافظ صاحب نے بھتیجے کی بیماری اور اپنی پریشانی کے جملہ حالات عرض کیے۔ حضرت اقدس نے فوراً فرمایا: ”چھوڑ فکر نہ کر اللہ بھلی کرے گا اور تو میرے ساتھ سفر میں چل۔“

اس طرح حافظ صاحب حضرت اقدس کے ہمراہ سفر میں چلے گئے۔ ایک ہفتہ بعد خانقاہ سراجیہ شریف واپس آئے اور پھر فیصل آباد اپنے بھتیجے کو دیکھنے چلے گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ان کے بھائی صاحب تو اسی طرح بیمار لڑکے کو تیسرے روز ہسپتال سے واپس لے گئے تھے۔ لہذا

حافظ صاحب وہاں سے اپنے بھائی صاحب کے گھر گوجرہ چلے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ان کا بھتیجا ماشاء اللہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب آپ خانقاہ سراجیہ شریف کے لیے روانہ ہوئے تو اس کے بعد ڈاکٹروں نے بچے کے بازو کا ایکسرے لیا۔ اسے ملاحظہ کرنے پر اپنی پہلی رائے پر قائم رہتے ہوئے کہا کہ بچے کا بازو کا ٹنار پڑے گا۔ دوسری صبح بازو کا ٹننے کے لیے آپریشن تھیمر جانے سے قبل پھر بازو کا ایکسرے لیا گیا اور سرجن ڈاکٹر ولی مجید کو دکھایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پہلے روز والا ایکسرے بھی ملاحظہ کیا۔ پہلے روز والے ایکسرے میں تکلیف نمایاں تھی جبکہ نئے (دوسرے روز والے) ایکسرے میں قطعاً کوئی تکلیف نہیں تھی۔ اس طرح ڈاکٹر نے حیران ہو کر بے ساختہ کہا کہ ماسٹر جی آپ کے بچے کو کسی کی دعا لگ گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور بچے کو گھر لے جائیں:

اولیا را ہست قدرت ازالہ تیر جتہ بگر داند ز راہ ۱۰۰

گفتہ او گفتہ اللہ بود

حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی صاحب فرماتے ہیں:

صد سالہ تقریبات دیوبند کے لیے حضرت اقدس سبط اللہ ظہیم العالی ہندوستان تشریف لے گئے۔ بندہ خود صاحبزادہ محمد عارف صاحب، صاحبزادہ محمد عابد صاحب، قاری عبید الرحمن صاحب، سردار فضل محمود خان صاحب اور دیگر ساتھی شریک سفر تھے۔ ہمارا ویزا دیوبند کی بجائے سہارنپور کا تھا۔ لہذا سہارنپور کے ایس پی سے رابطہ کیا گیا لیکن اس نے دیوبند کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ پرسوں دیوبند چلیں گے۔ دوسرے روز دیکھا کہ ایس پی سہارنپور نے دیوبند جانے کی اجازت دے دی۔ ۱۰۱

مخدوم زمان

سہارنپور ہندوستان کی مسجد میں نماز فجر کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مراقبہ فرما رہے تھے۔ حافظ نذیر احمد صاحب نے دوران مراقبہ ایک ضعیف بزرگ کو دو آدمیوں کے سہارے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا جو معذرت کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ حضرت! میں بیمار ہوں، ٹانگوں میں تکلیف ہے لہذا جلد حاضر نہ ہو سکا، معذرت خواہ ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ ان بزرگ نے عرض کی: ”حضرت کوئی حکم!“ حضرت اقدس نے فرمایا:

”صد سالہ تقریبات پورے اطمینان سے ہونی چاہئیں اور کوئی بد مزگی پیدا نہ ہو۔“

ان بزرگ نے عرض کی ”حضرت ایسا ہی ہوگا۔“

پھر جو لوگ دیوبند میں مقیم تھے انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں انسانوں کا اجتماع تھا جو تین دن رہا۔ مگر الحمد للہ پورے اطمینان و سکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔^{۱۰۲}

احقر مؤلف کا مبارک خواب و حضرت اقدس کی نسبت بیعت کی برکات

فضل ربی نے یاری فرمائی اور راقم الحروف (محمد نذیر انجھا) نا کارہ روزگار بیچ الثانی ۱۳۸۹ھ اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوا اور اسے مخدوم زمان سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالکھلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہیم العالی کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف نصیب ہو گیا۔

جب واپس گھر آیا تو ایک روز خواب دیکھا کہ خانقاہ سراجیہ شریف پر ارادتمندوں کا ایک جم غفیر ہے اور وہاں سٹیج بنا ہوا ہے جس پر موجود لاؤڈ سپیکر پر یہ خاکسار تقریر کر رہا ہے۔

اسی تسلسل میں دیکھا کہ وہاں ایک صاحب کے ہاتھ میں ایک اخبار ہے جس کے صفحہ اول پر چند صاحبان کی نظریں جمی ہیں گویا کہ وہ اخبار پڑھ رہے ہیں اور ہر آنے جانے والا آدمی اخبار کی طرف جھکا جا رہا ہے۔ احقر بھی قریب جاتا ہے۔ صفحہ اول پر دو متصل تصاویر

ہیں۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تصویر مبارک تو حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ہے۔ مگر آپ کے ساتھ یہ دوسری تصویر کس کی ہے؟ اخبار پڑھنے والے صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ دوسری تصویر حضرت اقدس کے نئے مرید کی ہے:

مولوی ہرگز نشد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نشد

احقر مؤلف کو حضرت اقدس کی ایک آمین سے لاتعداد نعمتوں کا میسر آنا

جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ / اپریل ۱۹۸۱ء میں احقر راقم الحروف نے رشید زسنگ ہسپتال، اصغر مال روڈ، راولپنڈی میں پیٹ کا آپریشن کرایا۔ تقریباً سترہ روز ہسپتال رہنا پڑا لیکن آپریشن کا اندرونی زخم مندمل ہوا اور نہ اس کا درد گیا۔ طبیعت یوں اچاٹ ہوئی کہ کوئی چیز نہ بھاتی تھی۔ چھٹیاں ختم ہوئیں اور مجبوراً دفتر جانا ہوا۔ دفتر جا کر اخبار میں پڑھا: ”حضرت مولانا خان محمد صاحب کنڈیاں ضلع میانوالی آج دفتر ختم نبوت۔ اسلام آباد میں تشریف لارہے ہیں۔“ لہذا احقر نے کچی پنسل سے ایک سادہ کاغذ پر جلدی سے لکھا:

”محترم المقام سیدنا و مرشدنا و مجددنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد

صاحب۔ بسم اللہ ظہیم العالی

آداب مریدانہ کے بعد التماس ہے کہ احقر کئی دنوں سے بیمار ہے۔ علاج معالجہ سے افاقہ نہیں ہو رہا۔ دنیا کی زندگی سے جی بھر گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم شفا عطا کرے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ احقر محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ۔“

یہ تحریر لے کر احقر دفتر ختم نبوت۔ اسلام آباد جا پہنچا۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی عقیدت مندوں کے حلقہ میں یوں جلوہ افروز تھے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں نور افشاں ہو۔ قریب ہو کر دوزانو ہوا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں مذکورہ بالا تحریر حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دستِ انور میں ادب سے پیش کر دی اور خود مؤدب ہو کر ذرا پیچھے ہو گیا اور بیٹھ رہا۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی نے بڑی توجہ اور شفقت کے ساتھ مذکورہ بالا سطور کا مطالعہ فرمایا اور پھر فرمایا: ”آمین“ اور رقعہ بالا احقر کو واپس عنایت کرتے ہوئے فرمایا: ”نذیر کیا حال ہے؟ یہاں کب سے ہو؟“ احقر نے انتہائی ادب سے مختصر سے جوابی کلمات عرض کیے اور پھر خاموش ہو گیا۔ پھر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا: ”ہر نماز کے ساتھ سورۃ فاتحہ بسم اللہ شریف کے ساتھ ملا کر سات بار پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک لیا کریں اور پھر دونوں ہتھیلیاں ناف سے لے کر نیچے تک پیٹ پر پھیرتے ہوئے گھٹنوں تک پھیر لیں اور پھر پیچھے کی جانب پشت سے نیچے بھی یونہی پھیر لیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ شفا ہوگی اور یہ بوا سیر کے لیے بہت موثر ہے۔“

احقر اس مجلس میں کچھ دیر رہا اور بیٹھے بیٹھے دل میں یہ ارادہ کیا کہ اِنْ شَاءَ اللہ آج سے ڈاڑھی نہیں منڈوائے گا اور اگر اللہ کریم نے توفیق ارزانی فرمائی تو جو تھوڑا بہت اس نے علم عطا فرمایا ہے اسے اللہ کے راستے میں استعمال کرے گا۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ”آمین“ کے ساتھ ہی اللہ کریم نے کئی روز کے مسلسل اور اذیت ناک درد سے اسی مجلس میں خلاصی نصیب فرمادی اور اس کے چند روز بعد آپریشن کا زخم بھی مندمل ہو گیا۔ ”فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ“

نیز اس مجلس میں بیٹھے بیٹھے جو ارادہ بالا کیا تھا اس کی تکمیل کے اسباب مسبب الاسباب نے یوں پیدا فرمادیے کہ الحمد للہ اس روز (اپریل ۱۹۸۱ء) سے آج تک ڈاڑھی نہیں منڈوائی۔ احقر کوٹ پینٹ اور ٹائی پہننے کا عادی تھا۔ اس سے یکسر جی بھر گیا اور شلواری قمیض پہننے کی عادت ہو گئی۔ اس روز کے بعد جو پہلا جمعۃ المبارک آیا تو اپنے محلہ (غازی آباد کمال آباد راولپنڈی) کی قدیم جامع مسجد (پنچانوں والی مسجد) میں حسب معمول نماز پڑھنے گیا۔ خطیب صاحب (مولانا حبیب الرحمن صاحب) کی جگہ وہاں کے امام صاحب (مولانا شیر احمد صاحب) خطاب کر رہے تھے۔ احقر نے ایک دوست جناب ملک صالح محمد کے ذریعے ان امام صاحب سے خطاب کی اجازت لی جو انہوں نے بخوشی عنایت فرمادی۔ بس یہ خطاب ایسا بہانہ بنا کہ الحمد للہ آج تک سلسلہ خطابت باقاعدگی سے جاری ہے۔ دوسرا جمعۃ المبارک آیا تو اپنے احباب جناب برکت حسین، جناب محمد الیاس، جناب ملک صالح محمد اور جناب علی اصغر کے

مشورہ سے محلہ دارالسلام کمال آباد راولپنڈی میں مسجد کے لیے مقرر پلاٹ پر نماز جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام ہو گیا اور احقر نے پہلا خطاب اس پلاٹ پر کیا اور پھر توفیق باری تعالیٰ یہاں جامع مسجد انوار مدینہ تعمیر ہو گئی اور احقر ۱۱ مئی ۱۹۸۴ء تک اس مسجد میں امامت و خطابت کرتا رہا۔ بعد ازاں ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کو غازی آباد کی قدیم جامع مسجد (پٹھانوں والی مسجد) میں خطابت شروع کی۔ اس مسجد کا نام اہل محلہ نے اس حقیر کی تحریک سے جامع مسجد سیدنا عثمان رکھا اور یہ ناکارہ روزگار ۲۵ اگست ۱۹۸۸ء تک یہاں خطابت کرتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مدظلہ کی دعاؤں کے صدقے اپنے محلہ میں کلمہ حق کی سر بلندی کے لیے ایک مسجد کی تعمیر کا ذوق دامنگیر ہوا اور پھر اچانک اللہ کریم نے غائب سے جامع مسجد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (محلہ دارالسلام کمال آباد راولپنڈی) کی جگہ تعمیر اور آبادی کے وسائل مہیا فرمادیے اس کار خیر میں مولانا عبدالعزیز مرحوم خطیب جامع مسجد الفاروق کے بہانے چوہدری نذیر احمد صاحب ساکن چاہ سلطان راولپنڈی ان کے والدین مرحومین اور برادران گرامی معاونین اولین بنے اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹ محرم ۱۴۰۹ھ / ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو یہ عالی شان مسجد تعمیر ہو گئی اور ساتھ ہی نماز جمعہ کا آغاز بھی ہو گیا۔ پہلا جمعہ المبارک (مسجد ہذا) میں احقر نے ہی پڑھایا اور بعد ازاں یکم ستمبر ۱۹۸۹ء سے لے کر آج تک بحمد اللہ اسی مسجد میں خطابت / امامت کے فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل ہے۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی ۱۱ شعبان ۱۴۰۹ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو احقر کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے تو عشا کی نماز اس مسجد میں ادا فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ قاضی ضیاء الدین صاحب ہری پور والے اور اسلام آباد و راولپنڈی کے علماء و مریدین کے ساتھ حضرت اقدس نے اس ناکارہ روزگار کے لیے یہاں دعائے خیر فرمائی۔ اس موقع پر متعدد صاحبان حضرت کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے۔ آرزو ہے کہ مولا پاک اپنے فضل عیم کے طفیل آخر دم تک خدمت دین کی توفیق نصیب فرمائے اور اسے اس ناکارہ روزگار اور اس کے اہل و عیال کے خاتمہ بالخیر اور بخشش کا ذریعہ بنائے۔ یہ چیز تجدیدِ نعمت کے طور پر لکھی ہے ورنہ من آثم کہ من دائم۔

مذکورہ بالا مبارک خواب کے دوسرے حصہ یعنی:

”اخبار کے صفحہ اول پر دو متصل تصاویر تھیں، جنہیں دیکھ کر ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تصویر مبارک تو حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ہے، مگر آپ کے ساتھ یہ دوسری تصویر کس کی ہے؟ اخبار پڑھنے والے صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ دوسری تصویر حضرت اقدس کے سنے مرید کی ہے۔“

آج مئی ۲۰۰۳ء ۳۴ برس بعد بفضل ربی اس خواب کے نصف دوم کی تعبیر گویا ”تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشند یہ مجددیہ“ کی صورت میں سامنے آرہی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُوْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ:

چہ شکر گویمت اے کار ساز بندہ نواز

اے خداوند کریم یہ سعادتیں، عنایتیں اور برکتیں دنیا و آخرت میں ہمیشہ اس روسیاء کے ساتھ رکھنا۔ آمین۔

فصل ششم:

مکتوبات شریف

تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض ہے کہ اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اپنے علاقے کے ایک صوفی منش، نیک طینت و سیرت، خانقاہ سراجیہ شریف کے حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ کے شیفتہ ووالہ اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہم العالی کے مخلص و محب محترم و مکرم جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (برادر گرامی محترم و مکرم جناب صوفی احمد یار بھلوانہ ڈیرہ صوفی احمد یار بھلوانہ نزد پرانا بھلوال ضلع سرگودھا) کے شوق دلانے پر اللہ کریم نے اپنے فضلِ عمیم سے اس ناچیز کو خانقاہ شریف کی زیارت اور مخدوم زماں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی بیعت مبارک سے مشرف فرمایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِک۔

محترم و مکرم جناب صوفی شان احمد مرحوم نے خانقاہ شریف جانے سے پہلے احقر کو مشورہ دیا کہ آپ ایک عریضہ لکھ کر حضرت اقدس سے اجازت طلب کریں اور اپنے احوال و کیفیات اس میں لکھ دیں۔ انہوں نے عریضہ لکھنے کے جن آداب سے احقر کو آگاہ فرمایا ان میں یہ بھی شامل تھا کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کو عریضہ لکھتے وقت ہمیشہ با وضو ہونا چاہیے اور حتی الامکان جواب کے لیے واپسی لفافہ عریضے میں ضرور ڈالا کریں۔

الحمد للہ اس روز سے تاحال خط و کتابت اور عریضہ نویسی کی یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہے۔ لیکن ایک افسوس ایسا ہے کہ جس کا درماں کبھی نہ ہو پائے گا اور وہ یہ ہے شرف بیعت سے قبل جو عریضہ حضرت اقدس۔ بسط اللہ ظہم العالی کی خدمت مبارک میں تحریر کیا تھا اس کا جواب مبارک حضرت اقدس مدظلہ العالی نے کمال شفقت سے عنایت فرمایا تھا اور اس میں خانقاہ شریف حاضر ہونے کا ذوق و شوق ایسے محبت بھرے، مشفقانہ اور مشوقانہ الفاظ و انداز میں دلایا تھا کہ آج بھی اس کی یاد آنے پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ وہ اس رویہ کے

پاس محفوظ نہیں کیونکہ ان دنوں حفاظت و نگہداشت کا وہ جذبہ و ساماں میسر نہ تھا جو بیعت کے شرف کے بعد اللہ کریم نے نصیب فرمایا۔

الحمد للہ اس وقت تک ایک محتاط انداز کے مطابق حضرت اقدس مدظلہ العالی کی طرف سے موصول ہونے والے ۱۱۳ مکتوبات شریف خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔ جو اس خطا کار اور رویہ کی روحانی تسکین کا ذریعہ ہیں اور آرزو ہے کہ اللہ کریم اپنے فضل و عنایت خاصہ سے ان مکتوبات شریف کو بندہ کی اخروی نجات و سعادت مندی کا وسیلہ بنائیں اور ان کے طفیل دنیا میں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اولیاء و صلحاء اور عرفاء و اہل اللہ کی محبت تادم آخر نصیب و ارزانی فرمائیں اور اپنی بندگی و فرمانبرداری کا شرف نصیب فرماتے ہوئے خاتمہ بالخیر مقدر مسکین فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مذکورہ بالا ۱۱۳ مکتوبات میں سے ۲۶ مکتوبات گرامی زیر نظر کتاب میں ہدیہء قارئین ہیں:

(۱)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیات والتیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محبت مکرم جناب نذیر راہنجا مطالعہ فرمائیں۔ خیرت نامہ ملا خیریت معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت و مونس نصیب فرمائے آمین۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

از ما سہرہ محلہ لوہار پانڈہ، ضلع ہزارہ

چہار شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ / ۱۰ جولائی ۱۹۶۹ء

نوٹ: یہ مکتوب گرامی ۱۳ جولائی ۱۹۶۹ء چک نمبر ۱۹ شمالی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا کے پتہ پر موصول ہوا۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے بعد احقر کے نام یہ پہلا گرامی نامہ ہے۔

(۲)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیات والتیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے

مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، فقیر دعا

گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل و کرم فرمائے اور آپ کو صحت و عافیت اور سلامتی نصیب فرمائے اور جمیع مکروہات زمانہ سے بچا کر اپنی حفاظت میں عزت و آبرو کے ساتھ رکھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، ظاہراً و باطناً قولاً و فعلاً نصیب فرمائے اور دارین کی رسوائیوں سے محفوظ فرمائے اور ظاہری و باطنی اطمینان نصیب فرمائے۔ آمین۔ شجرہ شریف ارسال ہے۔ اس میں ذکر قلبی کا پورا طریقہ درج ہے۔ نیز خود شجرہ شریف پڑھنے کا طریقہ درج ہے۔ اس کی پابندی کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ واللہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام۔

والسلام

از خانقاہ سراجیہ۔ ۲۹ رجب ۱۳۹۳ھ / اگست ۱۹۷۳ء

(۳)

بعد الحمد والصلوة و ارسال التسلیمات والتیمات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر سفر حج سے ۳۱ جنوری کو واپس بعافیت خانقاہ پاک پہنچا ہے اور یہاں ہر طرح کی عافیت ہے۔ واللہ علی ذالک۔ فقیر آپ سب کی صحت و عافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمائے۔ آمین۔ بزرگوں کے حالات کی کتابیں زیر مطالعہ رکھنی چاہئیں۔ کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کی کتابیں فائدہ مند ہوں گی۔

آپ ان صاحب کو لے کر آ سکتے ہیں۔ یہ پروگرام ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہونا چاہیے۔ بعد میں فقیر کا یہاں ہونا یقینی نہیں ہوگا اور ہر طرح عافیت ہے۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

(۱۱ محرم ۱۳۹۴ھ / فروری ۱۹۷۴ء)

نوٹ: ان صاحب سے مراد جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب ہیں جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد کے کتاب دار تھے اور تاحال ہیں۔

(۴)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد غنی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی مگر آپ نے یہ ارادہ کر ہی لیا ہے کہ اس صحرا کو ضرور دیکھنا ہے تو پھر ۲۳ جون (۱۹۷۴ء) اتوار کی صبح کو تشریف لے آئیں۔ چشم مارو شن دل ماشاد۔

اس کے بعد شاید فقیر کو پھر فرصت نہ مل سکے فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ (۲۸ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ / جون ۱۹۷۴ء)

(۵)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد غنی اللہ عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا رجسٹری خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ شادی خانہ آبادی (۱) کا پڑھ کر مسرت ہوئی۔ مولا پاک سب کے لیے باعث خیر و برکت کرے اور سب کو آپس میں پیار و محبت اور اتفاق کے ساتھ رکھے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں عزت و آبرو اور جمعیت و سکون کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

حضرات (۲) کے ساتھ اس اخلاص و محبت کو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کا وسیلہ بنائے اور آپ کی اس کاوش کو قبول فرمادے۔ آمین۔

صوفی احمد یار صاحب (۳) کے لڑکے کی شادی (کے روز) وہاں پر مولوی (۴) حکیم عبید اللہ صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ ان سے فقیر نے آپ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ کے متعلق عدم واقفیت کا اظہار کیا جس پر فقیر کو تعجب ہوا۔ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فقیر کی طرف سے آغا صاحب (۵) کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ / ۳ مئی ۱۹۷۵ء

نوٹ: (۱) خاکسار کی شادی ۲۸ اپریل ۱۹۷۵ء میں آبادی جاہل ڈیرہ پارسا نہ داخلی چاؤہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہوئی۔

(۲) حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کی محبت و عقیدت روز بیعت حضرت اقدس مدظلہ العالی سے ہی نصیب ہو گئی اور احقر نے ان کے احوال و مناقب پر رسائل و اخبار وغیرہ میں لکھنا شروع کر دیا۔ مطبوعہ رسائل و اخبار وغیرہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت مبارک میں بذریعہ ڈاک بھیجے تو حضرت اقدس مدظلہ العالی نے مذکورہ دعائیہ کلمات شریف تحریر فرمائے۔ ”وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ“

(۳) جناب صوفی احمد یار صاحب بھلوانہ۔ ڈیرہ صوفی احمد یار داخلی چاؤہ نزد پرانا بھلوال ضلع سرگودھا حضرت اقدس مدظلہ العالی کے مخلص محبین اور قدیم متوسلین خانقاہ شریف میں سے ہیں۔ ان کے بلند مرتبت برادر گرامی جناب صوفی شان احمد صاحب بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم انہیں آخرت کی سعادتیں اور کامرانیوں نصیب فرمائے) کے شوق دلانے پر اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں ان کے ہمراہ خانقاہ شریف جا کر حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست انور پر بیعت کرنے کی سعادت سے مشرف ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

(۴) جناب مولانا حکیم عبید اللہ رانجھا صاحب مدظلہ ساکن چاؤہ ضلع سرگودھا حضرت مولانا سراج الدین رانجھا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خانقاہ سراجیہ شریف کے قدیم و مخلص خنبین و متوسلین میں سے ہیں ان کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ قیوم زمانہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ احقر کا تعلق آبادی جاہل (ڈیرہ پارسا نہ) داخلی چاؤہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے ہے اور حکیم صاحب سے قبیلہ و برادری کا تعلق بھی ہے لیکن باہم ملاقات کا موقع نہیں ملا جس کی وجہ یہ ہے کہ احقر ۱۹۶۷ء سے کسب علم کے سلسلہ میں جوں راولپنڈی آیا۔ پھر مکروہات زمانہ اور کسب معاش کی اسیری میں یہیں کا ہو کے رہ گیا اور یوں اپنے علاقے و برادری کے علاوہ دیگر بہت سے دوست احباب سے منقطع موقع میسر نہیں آیا۔ اللہ کریم میری اس کابلی و خطا کو معاف فرمائے۔

(۵) آغا صاحب یعنی ڈاکٹر محمد حسین صاحب کتاب دار کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات ایران و

(۶)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے مضامین کا علم ہو رہا ہے۔ ماہنامہ فیض الاسلام (اور) دیہات بھی ملے۔ الحق میں بھی ایک مضمون آیا ہے۔ آپ کی اس دلچسپی کا بہت بہت شکریہ۔ جَزَاكَ اللهُ تَعَالَى عَنْ خَيْرِ الْجَزَاءِ۔

دفتر (۱) کی طرف سے دو دفعہ کتابوں کے دو پارسل موصول ہوئے ہیں۔ دفتر والوں کا بھی بہت بہت شکریہ۔ آپ کے دفتر میں جعفری صاحب (۲) کی طرف سے عید کا رڈ بھی موصول ہوا ہے۔ ان سب عنایات کا بہت بہت شکریہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ عن خیر الجزاء۔ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ فقیر کی طرف سے آغا تسبیحی صاحب کو سلام مسنون۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ / اکتوبر ۱۹۷۵ء

نوٹ: (۱) دفتر یعنی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ جوان دنوں ۱۸۴ راشد منہاس (میو) روڈ راولپنڈی پر واقع تھا۔ (۲) مکرم جناب ڈاکٹر علی اکبر جعفری صاحب۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پہلے مدیر تھے۔

(۷)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر صاحب رانجھا۔ سلمہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی شرف صدور آیا۔ کوائف مندرجہ سے آگاہی پا کر مسرت ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد خیر اور مساعی جیلہ میں فائز المرام و کامران فرمائے اور ظاہری و باطنی ترقیات و سعادات و عنایات سے سرفراز فرما کر اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین آمین آمین۔

جناب تسبیحی صاحب کی خدمت میں سلام پہنچیں۔

ہمہ بہ عاشقانِ نشیں و مدہ عاشقی گزین
و ہر کہ نیست عاشق با و مشوقِ قرین

فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۲۵ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ / فروری ۱۹۷۶ء

(۷)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتجیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے
محترم و مکرم جناب محمد نذیر صاحب سلمہ اللہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ ملا۔
حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو عفو و عافیت دارین، صحت و سعادت
وسلامتی سے دایما سرفراز فرمائے اور ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔
اپنے اوقات کو اتباع شریعت، ذکر الہی اور کثرت استغفار و درود شریف سے معمور رکھنے کی سعی
فرماتے رہا کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق رفیق فرمائے اور اپنے جملہ مقاصد و مہمات خیر میں
کامیابی بخشے۔ آمین۔ العلم پہنچ گیا ہے اطمینان رکھیں۔

جملہ احباب پرسان حال کو فقیر کے سلام پہنچیں۔ والسلام مع الکرام۔

(۲۹ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ / فروری ۱۹۷۶ء)

(۸)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتجیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے
مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ
کی مسلسل کتابیں بھی مل گئی ہیں۔ اطمینان رکھیں۔ جَوَاکَ اللہُ تَعَالٰی عَنْ خَیْرِ الْجَزَاء۔
لکھنے کا مشغلہ بڑا مبارک ہے اس کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ لوگوں
کے لیے فائدہ مند گردانے اور آپ کو صحت و عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے اور اپنے مقاصد
میں کامیاب فرمائے اور ظاہری و باطنی اطمینان و سکون نصیب فرمائے۔ آمین۔

فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و

دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۹ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ / اپریل ۱۹۷۶ء

(۹)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحتیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم محمد نذیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی ملا۔ فقیر دعا گو ہے۔ مولا کریم جل شانہ آپ کو اپنے مقاصد خیر میں کامیاب فرمائے اور صحت و سعادت و سلامتی سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

آپ ملاقات کے لیے تشریف لا سکتے ہیں۔
محترم تسبیحی صاحب کو سلام پہنچیں۔ والسلام۔

آب حیواں تیرہ گوں شد خضر فرخ کجا است

رجب المرجب ۱۳۹۶ھ جولائی ۱۹۷۶ء

(۱۰)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحتیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محبی و مخلصی جناب محمد نذیر صاحب رانجھا مطالعہ فرمائیں کہ گرامی نامی موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ فقیر جب جب ملتان آیا ہے متواتر علاج جاری ہے۔ کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔ بیس روز کے علاج کے بعد اب کچھ معمولی سافاقہ محسوس ہوتا ہے۔ دعا فرمائیں کہ مولا پاک اپنے رحم و فضل و کرم سے صحت کلی عطا فرمائے۔ آپ نے فقیر کی عیادت کی اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرما کر آپ کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرما کر جملہ پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین
خدا کرے کہ آپ سب بھی بعافیت ہوں۔ احباب کو سلام والسلام۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ / اپریل ۱۹۷۷ء

(۱۱)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحتیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کا پارسل بھی مل گیا ہے۔ جس کا بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ عن خیر الجزاء۔
شعر نہ کہنا تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے منع نہیں۔ قرآن پاک میں صرف حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ“ لیکن دوسروں کے شعر کہے ہوئے کہہ سکتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں بعض کہتے ہیں وہ نبی نہیں ہیں ولی ہیں۔ بہر حال شعر کہہ سکتے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام اس قطب کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری مرض میں حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ آپ ان مسائل میں زیادہ تحقیق میں نہ پڑیں۔ جس طرح لکھا ہے بس ترجمہ کر دیں۔ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲۵ ذی الحج ۱۳۹۷ھ / دسمبر ۱۹۷۷ء

(۱۲)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیات والتیمات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر نوشاہی نقشبندی مجددی سلمہ اللہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ حالات خیریت مطالعہ کر کے مسرت ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو مع متعلقین کرام عفو و عافیت، صحت و سعادت و سلامتی دارین سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے مقاصد خیر میں فائز المرام فرما کر اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق ارزانی فرمائے اور اپنی محبت و معرفت و طاعت و رضا اور اتباع اور رضائے اتم محبوب اکرم خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و ازواج و عترتہ و اتباعہ وسلم سے نوازے۔ آمین آمین آمین۔

آپ نے چھپنے والے اپنے مضامین کے سلسلہ میں اپنے نام کے لیے دریافت فرمایا ہے۔ فقیر اس میں سے آپ کا نمبر پر تجویز کردہ نام تھوڑے سے تصرف کے ساتھ تجویز کرتا ہے۔ اللہ رحیم و کریم عز سلطانہ مبارک کرے۔ آمین آمین آمین۔ اور یہ ”محمد نذیر نوشاہی نقشبندی مجددی“ ہے۔ یہ نام صرف آپ چھپنے والے مضامین اور تحریرات کے لیے استعمال کریں گے۔ باقی ریکارڈ ملازمت وغیرہ میں آپ کا نام بدستور سابق ہی رہے گا۔

اس سے پیشتر آپ نے ”رسالہ قدسیہ“ از حضرت خواجہ محمد پار سار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نسخہ خانقاہ شریف ارسال کیا ہے۔ مزید ایک اور نسخہ رسالہ قدسیہ درکار ہے۔ مہربانی فرما کر اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔

آپ کی ارسال کردہ آخری کتاب بھی مل گئی ہے۔ جزاک اللہ تعالیٰ عن خیر الجزاء۔
مسائل کی دریافت کرتے رہیں۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ / ۶ فروری ۱۹۷۸ء

(۱۳)

بعد الحمد والصلوة و ارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم جناب محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر آپ سب کی صحت عافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمائے اور اعمال صالحہ کا پابند بنائے اور اپنی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔
آداب طریقہ کے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۲۹۲ جو کہ شیخ حمید بنگالی کے نام ہے دیکھ لیں۔ مکتوبات شریف وہاں ادارہ کے کتب خانہ میں ہوگا۔ فقیر کی طرف سے سکوسلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ / فروری ۱۹۷۸ء

(۱۴)

بعد الحمد والصلوة و ارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ رمضان المبارک میں مصروفیت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ اب بھی بہت مصروفیت ہے۔ اپنے بڑے لڑکے کی شادی کا سلسلہ شروع ہے۔ ۱۱۲ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو دعوت ولیمہ ہے۔ اس دعوت پر تشریف لے آئیں۔ دعوت پیش ہے۔

فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے اور ظاہری و باطنی اطمینان و سکون نصیب فرمائے۔ آمین والسلام۔

از خانقاہ سراجیہ

۸ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ / ستمبر ۱۹۷۹ء

(۱۵)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ اللہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ فقیر دعا گو ہے مولا کریم جل شانہ آپ کو شفاً کاملہ نصیب فرما کر آنکھوں کی تکلیف رفع فرمائے اور اپنے فضل خاص سے نوازے اور اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

معلوم فرمائیں کہ آپ کے رقیمہ کریمہ میں مستعملہ اصطلاح ”قبلہ پرستان“ درست نیست؛ زیرا کہ ماوشا بلکہ جملہ اہل اسلام بر پرستش قبلہ مامور نیستند، بلکہ معبود حقیقی ما اللہ رب العالمین است و او ہم رب قبلہ (رب کعبۃ اللہ) است قبلہ و کعبۃ اللہ معبود الیہ است۔ معبودہ و معبود اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ و عزیر ہانہ است۔ نیست ہیچ موجود جز ذات خدا نیست ہیچ مقصود جز ذات خدا نیست ہیچ معبود جز ذات خدا:

غیر خدا ہر چہ پرستند ہیچ نیست

بے دولت است آنکہ بہ ہیچ اختیار کرد

فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ / جنوری ۱۹۸۱ء

(۱۶)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل و کرم فرمائے اور آپ کو صلاح و فلاح سے مزین فرمائے اور اعمال صالحہ سے غفلت کو دور فرمائے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں عزت و آبرو اور جمعیت و سکون کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

بہ تکلف نماز کی پابندی کریں اور استغفار کثرت سے پڑھیں۔ اپنے طریقہء پاک نقشبندیہ کے ذکر اسم ذات کی پابندی ہی سب مرضوں کا بہتر علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا

فرمائے- آمین۔

فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ واللہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۸۔ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ / اپریل ۱۹۸۱ء

(۱۷)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیات والتجیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ خواب کی تفصیل بھی معلوم ہوئی۔ عشا کی نماز کے بعد جو تذکرہ ہوتا رہا وہ اس خواب کی صورت اختیار کر گیا۔ بہر حال دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی نصیب فرمادے۔ آمین

فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ خانقاہ پاک میں بھی ہر طرح عافیت ہے۔ واللہ علی ذالک۔ فقیر آپ کی صحت و عافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمائے۔ آمین۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات والسلام۔

از خانقاہ سراجیہ

۲۶ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ / مارچ ۱۹۸۳ء

(۱۸)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیات والتجیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ کریں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل و کرم فرمائے اور والد بزرگوار کو صحت کاملہ و شفائے عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو مزید برآں صلاح و فلاح سے مزین فرمائے اور جمعیت و سکون نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر انشاء اللہ ۲۹۔۳۰ مئی (۱۹۸۳ء) کو اسلام آباد جانے کا ارادہ کر رہا ہے۔

”اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِيْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِيْ بِطَاعَتِكَ“ ہر نماز کے بعد پڑھ

کراپنے سینہ پر دم کر لیا کریں، حافظہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔
والحمد للہ علیٰ ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام۔

از خانقاہ سراجیہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ / اپریل ۱۹۸۳ء

(۱۹)

باسمہ تعالیٰ

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے
محترم جناب محمد نذیر صاحب رانجھاسلمہ اللہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی ملا۔
کوائف مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو ہر قسم کے شرور
اشرار سے حفظ و امان عطا فرمائے اور ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفو و عافیت، حفظ و امان، صحت و
سعادت و سلامتی دارین سے نوازے اور جملہ مقاصد خیر میں کامیاب فرمائے اور ذکر، شکر اور
حسن عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر توفی الوقت یہی کچھ رقم طراز ہے:

ملول از ہم رہاں بودن شعار کاروانی نیست

بہ کش دشواری منزل بیاد عہد آسانی

کتاب مستطاب ”فصل الخطاب“ اور شرح عربی ”فصوص الحکم“ حاجی محمد یعقوب

صاحب کو دی گئی ہیں۔ کتابوں کی خاص حفاظت ہونی چاہیے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ / ستمبر ۱۹۸۵ء

(۲۰)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحيات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے

محترم المقام ذوالمجد والمناقب جناب محمد نذیر صاحب رانجھاسلمہ اللہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ
آپ کا گرامی نامہ ملا۔ فقیر بحمد اللہ تعالیٰ حج سے بخیر و عافیت خانقاہ شریف پہنچا۔ آپ کی ارسال

کردہ کتب موصول ہو چکی ہیں۔

فقیر دعا گو ہے اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو مع متعلقین ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفو و عافیت، صحت و سعادت و سلامتی دارین سے نوازے جملہ مقاصد خیر علی الخصوص تعمیر و آبادی جامع مسجد میں فائز المرام و کامران فرمائے اور ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق بخشے آمین۔
جناب محترم محمد حسین صاحب تسبیح کی خدمت میں فقیر کے سلام پہنچیں۔ فقط والسلام

(۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء)

نوٹ: اس مکتوب شریف پر تاریخ تحریر درج نہیں۔ قیاس ہے کہ یہ محرم صفر ۱۴۰۶ھ/ستمبر ۱۹۸۵ء کا مرقومہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۱)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحتیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم و مکرم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حاشیہ ”نفحات الانس“ جو ہمیں کتب خانہ میں ملا۔ وہ مولانا عبدالغفور والا ہے۔ یہ دو کتابیں قلمی ہیں۔ ایک ”تکملہ نفحات الانس“ کے نام سے ہے اور ایک حاشیہ نفحات الانس کے نام سے ہے اور یہ دونوں مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ مولانا عبدالغفور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں اور انکی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے مولانا جامی کی ہر کتاب پر حاشیہ لکھا ہے۔ اس لیے بھیجنے میں متردد ہوا۔ بہر حال حاشیہ نفحات الانس دہرا والے کی تلاش شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مل جائے اور ہر طرح عافیت ہے۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۷ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ/فروری ۱۹۸۷ء

(۲۲)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحتیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک آپ کو اپنی یاد سے دل شاد فرمائے اور اتباع حبیب

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کامل مکمل نصیب فرما کر اپنی رضامندی سے سرفراز فرمائے آمین۔
شجرہ طیبہ ارسال ہے۔ اس کے آخر میں ذکر اسم ذات کا پورا طریقہ لکھا ہے۔ اس کے مطابق ہمت اور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یاد کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔
شجرہ شریف ہدایت مرقومہ کے مطابق دونوں وقت پابندی سے پڑھیں۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۱۱ اشوال ۱۴۰۸ھ / مئی ۱۹۸۸ء

(۲۳)

بعد الحمد والصلوة و ارسال التسلیمات والتحیات۔ فقیر خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی شرف صدور لایا اور اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا اور باعث اطمینان ہوا۔ باعث صد شکر و امتنان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ حضرات کو یہ عظیم القدر دینی مہم سر کرنے کی سعادت و توفیق کرامت فرمائی اور جامع مسجد ”ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا“ باحسن وجہ تعمیر کرنے کی سعادت کبریٰ حاصل ہوئی:

ایں آں سعادتیںست کہ حسرت برد برو

جو یائے ملک قیصر و تخت سکندری

فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو ان جملہ مقاصد خیر میں کامیاب و کامران فرمائے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی اشاعت و ترویج کی بیش بیش توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

اور آپ حضرات کی کوششوں کو مشکور و مقبول فرمائے۔ آمین اور آپ سب کو ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفو و عافیت، حفظ و امان، صحت و سعادت و سلامتی دارین نصیب فرمائے اور

ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

فقط والسلام مع الاکرام از خانقاہ سراجیہ

تحریر ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ / اپریل ۱۹۸۹ء

نوٹ: ”جامع مسجد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا“ محلہ دارالسلام۔ کمال آباد۔

راولپنڈی میں ۱۹ محرم ۱۴۰۹ھ / ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو تعمیر ہوئی۔ جس کی زمین کی خریداری اور تعمیر

وسائل و اسباب اللہ کریم نے خود پیدا فرمائے اور حضرت اقدس مدظلہ العالی کی دعاؤں کے

صدقے اس مسجد کی رونق آغاز سے آج تک دن گئی اور رات چلنی ہوتی جا رہی ہے۔ والحمد للہ

علیٰ ذالک۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی جب ۱۱ شعبان ۱۴۰۹ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو احقر کے

غریب خانہ تشریف فرما ہوئے تو اس مسجد میں عشاء کی نماز ادا فرمائی اور تعمیری کاموں کی تکمیل

مسجد کے پرامن ماحول اور اس کی نمازیوں سے آبادی کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ اللہ کریم

ہمیں تاقیامت آپ کی تشریف آوری اور دعا کی برکات کرامت و ارزانی فرمائے۔ آمین

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی تعمیر و ترقی پر اس ناکارہ روزگار کو مبارک دی

اور بیشمار دعاؤں سے نوازا (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ و نور اللہ مرقدہ الی یوم الدین)۔

(۲۴)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحمیات من جانب فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ محترم

جناب محمد نذیر انجھاسلمہ الرحمن مطالعہ فرمائیں۔ آپ کا گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ حالات

مندرجہ مطالعہ میں آئے۔

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فضل و کرم و رضا و رحمت سے نوازے۔ آمین اور آپ کو

اس عہدہ پر باعزت و باوقار طور پر استقلال و تمکن و رسوخ نصیب فرمائے آمین اور ہر قسم کے

تنزل و انحطاط سے محفوظ و مصون و مامون فرمائے اور ہر قسم کے تنزل کے شر و شرار و حسود کے

شر و نظر بد سے حفظ خاص نصیب فرمائے آمین اور اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق عطا

فرمائے آمین اور آپ کی پوری تنخواہ برآمد فرما کر نصیب فرمائے۔ آمین

فقط والسلام مع الاکرام

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ / ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۴ء

(۲۵)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ محترم و مکرم محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ الرحمن مطالعہ فرمائیں کہ مکتوب گرامی شام شرف صدور آ و رده - خوش وقت ساخت - الحمد للہ کہ بفضلہ تعالیٰ از دنیا روگردانیدہ ہمہ تن متوجہ برائے مہیا ساختن توشہ آخرت مصروف کار ہستید و پابندی و طائفہ عبودیت علی الخصوص اقامت صلوٰۃ پنجگانہ وظیفہ خوددارید - عجب نعمت است کہ ظاہر باتباع شریعت آ راستہ شود و باطن ہموارہ با ذکر و شکر منور و مستنیر کردہ شود -

اللہ تعالیٰ برائے حصول مرضیات خود و مرضیات محبوب اکرم خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمت استقامت و عزیمت کرامت فرماید - آمین -

فقط والسلام مع الاکرام

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ / فروری ۱۹۹۵ء

(۲۶)

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ مکرم و محترم محمد نذیر صاحب رانجھا صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا - یاد فرمائی کا شکریہ جزاک اللہ تعالیٰ عن خیر الجزاء - آپ نے کتابوں کی تعداد معلوم کی ہے - یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے - پندرہ بڑی الماریاں ہیں آپ ایک دن کی تکلیف کریں اور یہ کام کر جائیں - امید ہے کہ کوئی وقت نکال کر تشریف لے آئیں گے -

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور اپنی رضا مندی سے سرفراز فرمائے - آمین فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات - والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

خط



نقشہ یہ کہ یہ
مکتوبہ گرامی مخدوم زمان صفحہ مورانا ابوخلیل خان لکھ۔

ذرا الجھڑا لکھنا تب قباب کہ نہ میر باب رانجا
سہ اللہ الرحمن رحمانہ زائیس کہ آپ کا شہنائہ
۱۱۔ فیروز علی اللہ تبارک و تعالیٰ سے عجمانیہ
ناتوا شہینہ و بیجا، آپ کی اور سال کرہ کتب
در محل عجمانیہ سبب فیروز علی لکھ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
آپ کو یہ تسلیتیں عطا کرے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
محبت و مروت اور لائے دارین سے نور از
۱۱۔ جہ قضاہ فی علی انھوں نے تعمیر و آبادی
باب کجہ
سبب فائز اسلام کا لکھنا زائیس وہ ذکر شکر اللہ تبارک و تعالیٰ
کے توفیق بخشے آسین۔ قباب مخدوم حسین علی
کہ نہ تب سبب فیروز علی لکھ۔ و بیجا قضاہ لکھ۔

مکتوبہ گرامی / عجمانیہ
۱۱۔ جہ قضاہ فی علی
۱۱۔ جہ قضاہ فی علی

مکتوب گرامی مخدوم زمان صفحہ مورانا ابوخلیل خان لکھ۔
بسط اللہ علیہم اجمعین بنام مؤلف ناچیز

www.itcafee.com

حواشی باب سوم

- ۱- عارف، نظم ”خان محمد“، نفث روزہ ختم نبوت، کراچی، ۷-۱۲ اگست ۱۹۹۲ء، بشکریہ دوست گرامی راجہ نور محمد نظامی، توسط مکتوب مؤرخہ ۳۱ اگست ۲۰۰۰ء
- ۲- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۳ / Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880.
- ۳- ایضاً، ص ۳۳۳
- ۴- ایضاً
- ۵- ایضاً، ص ۳۳۴-۳۳۵
- ۶- ایضاً، محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دار القرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۲۲-۲۳
- ۷- ایضاً، ص ۳۳۵ و/عزیز الرحمن خورشید، دارالعلوم عزیزیہ۔ بھیرہ کے مشہور تلامذہ، ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ: (خاص اشاعت)، ۱۹۸۷ء، ص ۳۳ و/مکتوب گرامی صاحبزادہ مولانا ابراہیم احمد بگویی مدظلہ بنام مؤلف، مؤرخہ ۲۹ جون ۲۰۰۰ء
- ۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۵

- ۹- ایضاً
- ۱۰- ص ۳۳۶-۳۳۵
- ۱۱- ایضاً، ص ۳۳۶
- ۱۲- ایضاً
- ۱۳- ایضاً، ص ۳۳۶-۳۳۸
- ۱۴- ایضاً، ص ۳۲۷-۳۲۸
- ۱۵- ایضاً، ص ۳۳۰
- ۱۶- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جلد ۱، ۳۰ ذی قعدہ تا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳، ص ۱۰
- ۱۷- ایضاً، ص ۱۱
- ۱۸- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۹-۳۲۰
- ۱۹- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۸
- ۲۰- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ / اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۹ تا ۴۱ / مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۰
- ۲۱- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۱-۳۴۲

- ۲۲- عزیز الرحمن خورشید، دارالعلوم عزیز یہ۔ بھیرہ کے مشہور تلامذہ، ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ: اشاعت خاص، مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۳۳
- ۲۳- حافظ خدا بخش اصغر، پیغام بیداری یعنی یا خدا پاک، لاہور، (مؤلف): جامع مسجد حنفیہ دین پور شریف، ماڈل ٹاؤن، ۱۹۷۳ء، ص ۱۴-۱۵
- ۲۴- شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء، (طبع سیزدہم)، ص ۶۶۳/ مولانا محبوب الہی، دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں خانقاہی نظام ہفت روزہ خدام الدین، لاہور: ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء
- ۲۵- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۶
- ۲۶- (اداریہ) حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال، ماہنامہ لولاک، ملتان: عالی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمادی الاول ۱۴۲۱ھ/ اگست ۲۰۰۰ء، ص ۵-۶/ مکتوب گرامی ابو زبیر قاری محمد زرین، راولپنڈی جامعہ فرقانیہ، بنام مؤلف مورخہ ۴ اگست ۲۰۰۰ء،
- ۲۷- مکتوب گرامی از خانقاہ سراجیہ بنام مؤلف، مورخہ یکم نومبر ۲۰۰۰ء
- Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.)
Biographical Encyclopedia of Pakistan,
Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880.
- ۲۸- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۷۵
- ۲۹- مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری، نقش دوام، ملتان: مکتبہ تالیفات اشرفیہ (س-ن)
- ۳۰- ایضاً/ مولانا سید احمد رضا بجنوری نقشبندی مجددی، انوار الباری شرح

صحیح بخاری، لاہور: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۸۰ھ، جلد اول، ص

۱۸/تحفہ سعدیہ، ص ۳۱۷-۳۱۸

- ۳۱- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۱۲ اگست ۲۰۰۰ء
- ۳۲- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء
- ۳۳- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء
- ۳۴- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء
- ۳۵- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۱۲ اگست و ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء
- ۳۶- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء
- ۳۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۰
- ۳۸- ایضاً
- ۳۹- ایضاً
- ۴۰- ایضاً، ص ۳۴۰-۳۴۱
- ۴۱- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ سرار ہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۱-۳۲۲
- ۴۲- ایضاً، ص ۳۲۵
- ۴۳- ایضاً، ص ۳۲۷
- ۴۴- ایضاً، ص ۳۲۳/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دار القرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۸۵-۸۸
- ۴۵- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ سرار ہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۲/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ:

- ۴۶- ایضاً، ص ۳۲۶/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دارالقرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۸۸
- ۴۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۴
- ۴۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۳
- ۴۹- ایضاً، ص ۳۴
- ۵۰- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۶۶
- ۵۱- ایضاً
- ۵۲- ایضاً، ص ۶۶-۶۷/ حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۳۵
- ۵۳- ایضاً، ص ۶۷/ ایضاً
- ۵۴- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۵
- ۵۵- ایضاً/ حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۰
- ۵۶- ایضاً، ص ۲۵۵-۲۵۶
- ۵۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۰
- ۵۸- ایضاً، ص ۲۳/ حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۶

- ۵۹- مشتاق گھمنا لوی، پمیل۔ ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۹-۱۹۷۸ء،
”خانقاہ سراجیہ لاہوری، ننھی ننھی بستی۔ ازوال خزانہ“، ص ۳۰
- ۶۰- ایضاً
- ۶۱- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ،
مدرسہ دارالقرآن سراجیہ، (۱۳۲۰ھ)، ص ۵۷
- ۶۲- ایضاً، ص ۷
- ۶۳- ایضاً، ص ۱۱۱
- ۶۴- ایضاً، ص ۱۱۰-۱۱۱
- ۶۵- سید احمد ازہر شاہ قیصر (مدیر) ”ہمارے معاونین“ (ادارتی شذرہ) ماہنامہ
دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ/ مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۴
- ۶۶- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص
۱۱۹-۱۲۰
- ۶۷- ایضاً، ص ۱۲۱-۱۲۲
- ۶۸- ایضاً، ص ۱۲۳-۱۲۴
- ۶۹- ایضاً، ص ۱۲۴-۱۲۵
- ۷۰- ایضاً، ص ۱۲۷
- ۷۱- ایضاً، ص ۱۲۱
- ۷۲- قوسین میں اضافہ منجانب مؤلف
- ۷۳- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۷
- ۷۴- ایضاً، ص ۱۲۷-۱۲۸
- ۷۵- ایضاً، ص ۱۲۸-۱۲۹
- ۷۶- ایضاً، ص ۱۳۱-۱۳۳
- ۷۷- ایضاً، ص ۱۳۴-۱۳۵

- ۷۸- ایضاً، ص ۱۳۶
- ۷۹- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ،
مدرسہ دار القرآن سعدیہ سراجیہ، (۱۳۲۰ھ)، ۱۰۶-۱۰۹
- ۸۰- ایضاً، ص ۱۱۰
- ۸۱- ایضاً، ص ۳۰
- ۸۲- ایضاً، ص ۳۱
- ۸۳- ایضاً، ص ۳۱
- ۸۴- ایضاً، ص ۳۲-۳۴
- ۸۵- ایضاً، ص ۳۴
- ۸۶- ایضاً، ص ۳۲-۳۵
- ۸۷- ایضاً، ص ۳۱-۳۲
- ۸۸- ایضاً، ص ۳۵-۳۶
- ۸۹- ایضاً، ص ۳۶
- ۹۰- ایضاً، ص ۴۰-۴۲
- ۹۱- ایضاً، ص ۴۳
- ۹۲- حضرت مولانا خان محمد مدظلہ، مشفق استاد ہفت روزہ خدام الدین
(سید بنوری نمبر) لاہور: س-ن، ص ۸۹
- ۹۳- ایضاً، ص ۸۹-۹۰
- ۹۴- مفتی محمد جمیل خان، مولانا مفتی محمود کا فقہی ذوق و اسلوب معاصرین کی نظر
میں، ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ: ستمبر ۲۰۰۱ء، ج ۱۲، ش ۹، ص ۲۴-۲۵
- ۹۵- قمر ذوالفقار، حضرت مفتی صاحب کی وفات کی خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری
ہو گیا، ہفت روزہ ترجمان اسلام (مفتی محمود نمبر)، لاہور: اپریل
۱۹۸۱ء، ص ۲۴۳-۲۴۴

- ۹۶- ماہنامہ بینات، کراچی: اشاعت خاص بیا و حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، شعبان تا ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ / دسمبر ۲۰۰۰ء تا فروری ۲۰۰۱ء، ص ۱۱-۱۲
- ۹۷- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۲
- ۹۸- ایضاً، ص ۳۲۲-۳۲۳
- ۹۹- ایضاً، ص ۳۲۳
- ۱۰۰- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ / دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۲-۳۲۵
- ۱۰۱- ایضاً، ص ۳۲۲
- ۱۰۲- ایضاً

امتیازاتِ خانقاہ

سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

بہ نزدیکیے دانائے صاحب ہنر
کتا بے بود بہ ز انبار زر

نہ جب تک کٹ مروں خواجہء یشرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

فصل اول

کتاب خانہ سعدیہ

خانقاہ سراجیہ شریف کا ”کتاب خانہ سعدیہ“ ۳۶-۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں قائم ہوا اور بانی خانقاہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ ۱۲۹۷ھ-۱۳۶۱ھ کی حیات طیبہ میں ہی اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کی بدولت برصغیر پاک و ہند کا ایک بے مثال علمی خزانہ بن گیا تھا اور اس کا شہرہ دور و نزدیک کے علمی و دینی حلقوں میں عام تھا۔ مولانا نذیر بیگ عرشی (متبر ۱۹۴۷ء) نے ۱۳۵۱ھ/۳۲-۱۹۳۳ء میں اس کتب خانے کے بارے میں تحریر فرمایا:

”حضرت (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کا آستانہ صرف سلوک و طریقت کی تربیت گاہ ہی نہیں بلکہ اس کے دوش بدوش وہ ایک عظیم الشان علمی دربار کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یہاں ہر علم و فن کی گرانمایہ کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے اور وہ تمام آنے جانے والے علما و فضلا کے مطالعہ کے لیے وقف ہے۔“

علماء کے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ نہ ہو یا ان کے قرب و جوار میں کوئی بڑا کتب خانہ نہ ہو تو ان کی مثال ایک بے پر پرندہ کی سی ہے جس کے وجود میں پرواز کی صلاحیت تو ہے مگر سامان پرواز نہیں۔ یہی حال اکثر بے چارے علماء کا ہے۔ ان کو نئے سے نئے پیش آنے والے مسائل میں علمی تحقیقات کی پیاس بیتاب کرتی رہتی ہے۔ مگر وہ اس پیاس کو بجھانے کا سامان نہیں پاتے اور ان کا ہاتھ اس سامان کو مہیا کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت کے ذی علم خلفاء و متوسلین جب حاضر آستانہ ہوتے ہیں تو شوق زیارت کے ساتھ یہ علمی تشنہ کامی بھی ساتھ لاتے ہیں۔ یہاں خاص خاص علمی مسائل کی خوب چھان بین ہوتی ہے۔ تحقیق و تدقیق کی پوری داد دی جاتی ہے۔ علوم و فنون کا بے پایاں سمندر سامنے موجیں مار رہا ہے اور دریائے علم کے شناور

اپنے تفقہ و نکتہ رسی کے کمال دکھا رہے ہیں۔ بعض اوقات میں نے دیکھا کہ کسی ایک مسئلے کے متعلق گفت و شنید اور غور و فکر میں کئی دن گزر گئے۔ خود حضرت اس بزم تحقیق کے صدر ہوتے ہیں اور آپ پر اس وقت خصوصاً علماء کے حضور میں مسئلہ زیر بحث کا غلبہ و ذوق یہاں تک ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد تلاوت سے فارغ ہوئے تو معاً ارشاد ہوتا ہے کہ لاؤ فلاں تفسیر اس میں بھی یہ مسئلہ دیکھ لیں۔ عصر کے بعد ختم خواجگان سے فراغت ہوئی تو پھر فرمائش کی کہ لاؤ فلاں شرح بخاری، دیکھیں شاید اس میں بھی کچھ لکھا ہو۔ مغرب کے بھی فوراً یہ حکم کہ لاؤ فلاں لغت کی کتاب، دیکھیں اس میں اس لفظ کی کیا تشریح کی ہے۔“^۱

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد میں مالیت کتب

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی محبت بدرجہ کمال نصیب فرمائی تھی۔ لہذا کتابوں کا شوق بھی فرط شغف تک پہنچا ہوا تھا۔ بقول مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ ”پچیس تیس ہزار روپے کا عظیم الشان کتب خانہ خاص اپنی سعی اور اپنے صرف سے فراہم کیا ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔“^۲ اور بقول مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ”یہ تخمینہ اس زمانہ کی ارزانی کے پیش نظر بھی کم معلوم ہوتا ہے۔ حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”فراق نامہ“ منظوم میں فرماتے ہیں:

”لکھ روپیہ حضرت صاحب کتب خانے تے لایا“

اور زمانہ موجودہ کی گرانی کے پیش نظر تو ایسا کتب خانہ کئی لاکھ میں بھی فراہم کرنا مشکل ہے۔“^۳

شہرت کتب خانہ سعدیہ

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) جن دنوں دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے، ان دنوں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور صدر مدرس شیخ العالم حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ کو

اپنے ہاں مدعو فرمایا۔ علامہ طالوت صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ایک بار ہمیں معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب دارالعلوم میں تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں میانوالی کے۔ جب وہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوت چائے بھی دی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ خیال ہوا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں۔“

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ جناب حافظ محمد نصر اللہ خا کوانی کے ہاں

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آئے تو یہاں حضرت اقدس قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

”حافظ صاحب دیوبند میں ہمارے ساتھ تھے اور اس زمانے سے ان کے ساتھ اخلاص چلا آتا تھا۔ ایک دن معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے پیر صاحب آنے والے ہیں۔ حافظ صاحب کی مروت سے ہمیں بھی ان کی زیارت کا موقع ملا۔ شرف زیارت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو وہی دیوبند والے پیر صاحب ہیں۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں صاحب ان کا اسم گرامی ہے۔ بہت بڑے عالم اور بہت بڑے کتب خانہ کے مالک ہیں۔ خود زمیندار ہیں اور عام پیروں کی طرح محض مسخرات پر گزارہ نہیں کرتے۔“

گنجینہ نوادرات

ایک دفعہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) میانوالی میں کسی اسلامی جلسے میں شمولیت کے لیے تشریف فرما ہوئے تو واپسی پر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے اور کتب خانہ سعدیہ کو ملاحظہ فرمایا۔ کتب خانہ کی عظمت دیکھ کر ان کا دل باغ باغ ہو گیا۔ گھنٹوں الماریوں میں پڑی کتابیں دیکھتے رہے۔ اس دوران کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی پر نگاہ پڑی تو فرمایا: ”اس کتاب کے دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی مگر کہیں دستیاب نہ ہوتی تھی۔“ بعد ازاں آپ اس کتاب کو مطالعہ کے لیے دیوبند لے گئے اور وہاں سے گرامی نامہ تحریر فرمایا:

”افسوس کہ میں زیادہ عرصہ وہاں نہ ٹھہر سکا کیونکہ ماہ مبارک صیام سر پر تھا ورنہ چندے اور قیام کرتا۔ تاہم جتنا وقت وہاں گزرا اس کو میں مغنمات زندگی سے شمار کرتا ہوں۔“ ۱

جناب مشتاق گھملاوی صاحب نے خانقاہ شریف کی زیارت کے بعد ”سہیل“ (۷۹-۱۹۷۸ء) میں ”کتب خانہ سعدیہ“ کے بارے میں تحریر فرمایا:

پاکیزہ و خوبصورت لائبریری

”پھر انہوں (مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی) نے خود ہی ہمیں کتب خانہ دکھایا جو دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ایک بڑے سے خوبصورت کمرے میں لوہے اور لکڑی کی دس بڑی بڑی الماریں رکھی ہیں۔ کمرے کے درمیان قالین بچھا ہے۔ اس پر چھوٹے قد کی لمبی سی بیچ رکھی ہے جس کے اوپر والا تختہ اس طرح جوڑا گیا ہے کہ وقت ضرورت اس کے ٹکڑوں کو اٹھا کر رہیلین بنائی جاسکتی ہیں۔ ساتھ والے کمرے میں چار الماریاں لکڑی کی ہیں اور دیواروں میں بنائی گئی الماریوں میں بھی کتابیں ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

گر کتابیں ہو گئیں میلی تو کیا بڑھنے کا لطف

کام کی چیزیں جو ہیں ان کی حفاظت چاہیے

کام کی ان چیزوں کی جتنی حفاظت یہاں دیکھنے میں آئی شاید ہی کہیں اور ہو۔ الماریاں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی رنگ و روغن ہو کے آئی ہیں جبکہ لکڑی کی الماریاں ۱۹۱۵ء ہی میں بنوائی گئی تھیں۔ کتابیں مضبوط اور خوبصورت جلدوں میں محفوظ ہیں اور ہر جلد کے اوپر خوبصورت پلاسٹک کور چڑھا ہے۔ کئی کتابیں ایسی بھی ہیں جن کی قیمت پیسوں میں تھی مگر جلدیں روپوں میں بندھوائی گئی تھیں۔ اس کے لیے کلکتہ امرتسر اور ملتان کے کاریگروں کی خدمات لی گئیں۔ ۷

پورے تھل کی قیمت کے برابر لائبریری

لائبریری کے متعلق کئی روایات سننے میں آئیں۔ مثلاً یہ کہ ۱۹۱۵ء میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان (قدس سرہ) نے پچاس ہزار روپے کی لاگت سے جب لائبریری قائم کی تو لیاقت آباد کے ایک مولانا صاحب نے فرمایا:

”پاگل ہیں اتنا روپیہ کتابوں پر ضائع کر دیا پچاس ہزار سے تو پورا تھل خریدا جاسکتا تھا۔“
ایک دفعہ مولانا موصوف خوالہ کے لیے ایک کتاب دیکھنے خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایتی خاطر و مدارت کے بعد پوچھا:
”مولانا! کیسے تشریف لائے؟“

”ایک مسئلہ کے لیے فلاں کتاب دیکھنے حاضر ہوا ہوں۔“ (مولانا موصوف نے کہا):

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا:

”یہاں آنے کی تکلیف کیوں فرمائی، تھل میں ریت کا کوئی ٹیلہ کھود لیا ہوتا۔“^۸

قواعد و ضوابط خدمات مراجعین

عجیب مگر کامیاب روایت کہ کوئی کتاب کمرے سے باہر نہیں جاسکتی۔ لائبریری میں بیٹھ

کر ہر کوئی کسی وقت بھی مطالعہ کر سکتا ہے۔ ہر کوئی ایک مہینہ تک رہ سکتا ہے جس کے دوران رہائش و خوراک مدرسہ کے ذمہ ہے۔ حضرت خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) نے فرمایا کہ محقق کے لیے ایک مہینہ کی قید نہیں، وہ جب تک چاہے رہ سکتا ہے۔

کتاب مستعار دینے کے بارے میں انہوں نے حضرت ابوالسعد احمد خان (قدس سرہ) سے منسوب ایک عربی شعر سنایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اے کتابیں مانگنے والے معاف رکھ کیونکہ کتابیں مستعار دینا میرے نزدیک خلاف غیرت ہے۔ دیکھو کتاب مجھے دنیا بھر میں محبوب ہے۔ کیا تم نے کہیں دیکھا کہ محبوب مستعار دیا گیا۔“^۹

محققین کی جنت فردوس

خانقاہ سراجیہ کی اس اسلامی لائبریری سے برصغیر پاک و ہند کے متعدد علماء اور محققین نے استفادہ کیا ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب کہ جنہیں علم و ادب سے نہایت گہرا شغف تھا، وہ بھی اس لائبریری سے گاہے بگاہے استفادہ کرتے رہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے اس لائبریری کی نادر و نایاب اور نہایت اہم کتابوں اور یہاں فراہم کی جانے والی سہولتوں کے پیش نظر کہا تھا کہ خانقاہ سراجیہ کی یہ لائبریری محققین کی جنت فردوس سے کم نہیں ہے۔

کتابوں کی ترتیب اور انتظام و انصرام کے لیے اسلام کے ہر شعبے کی کتابوں کو زبانوں کے اعتبار سے الگ الگ شیلیفوں میں رکھا ہوا ہے۔ ان میں اکثریت قدیم اور کلاسیکی عربی اور فارسی کتابوں کی ہے، جن میں اسلامی تعلیمات پر غالباً سب سے زیادہ کتب موجود ہیں۔

اس لائبریری میں لائبریری کے بائی نے محققین کی آسانی کے لیے اپنے آباؤ اجداد کی جائیداد کو بھی وقف کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین کو رہائش کی سہولتیں اور دوسری رہنمائی بھی مفت فراہم کی جاتی ہے، گواس لائبریری کے چاروں اطراف ریت کے ٹیلے ہیں لیکن لائبریری کی کتابوں کو ریت کے ذروں سے بھی بالکل محفوظ رکھا گیا ہے۔“^{۱۰}

کتاب کی معنوی افادیت

سوال یہ ہے کہ اس دور افتادہ جنگل میں اتنا عظیم اور بیش قیمت کتب خانہ کیسے فراہم ہو گیا اور اس کی فراہمی کا مقصد کیا تھا؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ تصوف کے سلاسل اربعہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی روح تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ بقول عارف رومی علیہ الرحمۃ:

علم باطن ہم چو مسکہ علم ظاہر ہم چو شیر

اور اپنے اپنے زمانے میں ان سلاسل کے تربیت یافتہ کامل و مکمل صوفیا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کی طرف لوگوں کی عمدہ رہبری فرمائی۔ مگر آخر زمانہ میں ان سلاسل کے اعمال و اشغال میں کچھ لوگوں نے بڑا غلو کیا اور اپنی اغراض مبتدعہ کے اثبات کے لیے فرضی اور وضعی روایات سے کام لیا۔ بقول شاعر:

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ نے علم تصوف کو اصل شریعت کے مطابق کرنے کے لیے ضروری سمجھا کہ علوم دینیہ کا ایک جامع کتب خانہ فراہم کیا جائے اور نقد و جرح کے بعد جو بات منقح ہو جائے اس پر عمل کیا جائے۔ خانقاہ سراجیہ کی یہ ایک اہم خصوصیت تھی کہ جو شخص بھی کوئی مسئلہ کسی فن کا بیان کرے وہ کتابوں میں سے بھی نکال کر دکھلائے اور چونکہ مذاہب اربعہ اور سلاسل اربعہ کی اور ان کے متعلقات کی ہر قسم کی کتابیں بہت ہی کثیر تعداد میں موجود تھیں اور مسئلہ کے تسلیم ہونے کی شرط یہ تھی کہ کتابوں کے حوالے سے مسئلہ ثابت کیا جائے، اس لیے کوئی شخص کوئی کمزور یا بے دلیل بات کرنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔

دوسری خاص بات جو اس کتب خانہ سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ طریقت کے مرشد اور مربی تھے طریقت میں عالی ظرفی، کو وسعت قلبی اور دوسروں کی رائے کے مناسب احترام اور اختلاف کی صورت میں موزوں و ملائم معارضہ کی تربیت اپنے متشیبن کو ہمیشہ دیتے رہتے تھے۔ یہاں مختلف انجیال علماء کا اجتماع رہتا تھا۔ حضرت کے خدام میں اکثریت اجلہ علماء کی تھی۔ مولانا عبدالحق صاحب مرحوم بانی دارالعلوم کبیر والا ضلع خانیوال، مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم، سرگودھا اور مولانا قاضی صدر الدین

صاحب، بانی خانقاہ نقشبندیہ، ہری پور، ہزارہ جیسے محقق علماء شریک محفل رہتے تھے۔ ایسے حالات میں آراء کا اختلاف لازمی تھا اور اس اختلاف کو اجتماع کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے ایک بڑے کتب خانہ کی ضرورت تھی جو حضرت موصوف نے اپنے ذاتی وسائل سے اکٹھا کیا اور اس طرح اپنے خدام علماء کی تربیت فرماتے تھے۔ بسا اوقات دوران بحث مسئلہ کا کوئی کمزور پہلو خود اختیار فرمالیتے اور دوسرے علمائے علم و فضل اسی مسئلہ کے مضبوط پہلو پر داد تحقیق دیتے، جب کافی بحث ہو چکتی تو قبلہ حضرت صاحب اپنی رائے سے رجوع فرما کر دوسرے علماء کی ثابت کردہ رائے کو اختیار فرمالیتے۔ اس سے مستفیدین کو دو طرح کے فائدے ہوتے۔ ایک تو یہ کہ ہمیشہ مسئلہ کے رائج اور مضبوط پہلو کو اختیار کیا جائے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ جب مسئلہ کا رائج اور مضبوط پہلو سامنے آ جائے تو چاہے اسے کسی چھوٹے آدمی نے ہی ثابت کیا ہو اس کو بے چون و چرا تسلیم کر لینا چاہیے۔^{۱۱}

فراہمی کتب

مولوی عبدالنواب صاحب تاجر کتب، ملتان، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول سواتی، بمبئی، عبدالصمد داد لادہ، سورت اور کلکتہ کے بعض بڑے تاجران کتب کو حضرت کی ہدایت تھی کہ جب بھی کوئی نئی کتاب آئے فوراً خانقاہ سراجیہ، کندیاں کو اطلاع دی جائے۔ اگر یہاں ضرورت نہ ہو تو پھر کسی اور کو فروخت کی جائے۔ اس کے علاوہ مطبع بریل، لیڈن، ہالینڈ اور لندن کے بڑے کتب فروشوں سے بھی مراسلت رہتی تھی اور مطبوعات یورپ ان کے ذریعے فراہم ہوتی تھیں۔ ذوق بے حد نفیس تھا۔ ایک کتاب آئی بعد کو پتہ چلا کہ فلاں مطبع میں یہ کتاب زیادہ صحت سے چھپی ہے، وہ کتاب بھی منگوالی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہی کتاب مصر یا استنبول میں بہت خوبصورت چھپی ہے، وہ بھی منگوالی۔

لغت کی مشہور کتاب ”نہایت ابن اشیر“ (جلد ۴) ایک کباڑی کے یہاں سے چار روپے میں دستیاب ہو گئی۔ کتاب کی عظمت کے پیش نظر جلد بندی کے لیے یہی کتاب کلکتہ بھیجی گئی۔ وہاں سے اس کتاب کی بغیر گتہ مرا کو لیدر کی جلد اڑتالیس روپے میں بن کر آئی اور یہ اڑتالیس روپے آج کے نہیں ۱۹۳۴ء کے تھے۔^{۱۲}

حضرت اقدس قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ کی خدمات کتب خانہ

حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ کی خدمات کتب خانہ مثالی اور ناقابل فراموش ہیں۔ تفسیر روح المعانی کی اطلاع آئی۔ اس کی قیمت کے مطابق رقم اس وقت پاس موجود نہ تھی۔ حضرت بڑے متفکر تھے۔ ایک وقت کھانا نہ کھا سکے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کو جب صورت حال کا علم ہوا تو موصوفہ نے اپنا طلائی ہار لاکر پیش کر دیا کہ فی الوقت ہار فروخت کر کے آپ کتاب منگوائیں۔^{۳۱}

آپ کو اپنی کتابوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا

آپ حتی الامکان کتاب عاریتاً نہیں دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب ایک بار گھر سے نکل جائے تو ٹھیک سے واپس نہیں آتی۔ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

الایا مستعیر الكتب اقصر

فان اعارتی للكتب عار

فمحبوبی من الدنيا کتاب

وہل ابصرت محبوبا بعار

یعنی خبردار اے کتاب عاریت مانگنے والے ایسا نہ کر کیونکہ میں کتاب عاریت دینے میں عار محسوس کرتا ہوں دنیا میں میرا محبوب کتاب ہے اور تم نے دیکھا ہے کہیں محبوب بھی عاریتہ دیا جاتا ہے۔^{۳۲}

آپ کتاب کی بے حرمتی گوارا نہ فرماتے تھے

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب کتب خانہ میں کوئی کتاب دیکھ رہے تھے۔ کتاب پر معمولی سا غبار محسوس ہوا تو غبار جھاڑنے کے لیے زور کے ساتھ کتاب دھپ سے بند کی۔ حضرت اقدس برآمدہ میں بیٹھے تھے بیتاب ہو کر اٹھے اور دوڑ کر اندر تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب سے پوچھا کہ اتنے زور سے آپ نے کتاب بند کی تھی؟ ان مولوی صاحب نے مجوب ہوتے

ہوئے کہا کہ حضرت! کتاب پر گرد و غبار تھا وہ جھاڑنے کے لیے میں نے زور سے کتاب بند کی۔ حضرت نے فرمایا: ”مولوی صاحب! مجھے بیوی یا بیٹی کی گالی سے اتنا صدمہ نہیں ہوتا جتنا اپنی کتاب کی بے حرمتی دیکھ کر ہوتا ہے، غبار ہی صاف کرنا تھا تو رومال سے آہستہ سے صاف کرتے۔ پھر اپنے عربی رومال سے آہستہ آہستہ کتاب کو صاف کر کے بتلایا کہ اس طرح نرمی سے صاف کر لیتے“ آپ کی دھپ تو میرے دل پر لگی۔“ ۱۵۱

عظیم اور جامع کتب خانہ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مخدوم زماں حضرت خواجہ ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی سے خانقاہ سراجیہ شریف کے پرسکون ماحول اور عظیم کتب خانے کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا:

”جی چاہتا ہے کہ علمی کام کے لیے آدمی خانقاہ شریف میں آجائے کیونکہ ہر طرح کا سکون اور یکسوئی جس طرح وہاں میسر ہے، کراچی جیسے مصروف شہر میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، پھر جبکہ اتنا عظیم اور جامع کتب خانہ بھی دسترس میں ہو۔“ ۱۵۲

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

”خانقاہ سراجیہ میں نایاب دینی کتب کا علمی خزانہ موجود ہے۔ یہ کتب خانہ زیادہ تر عربی کتب پر مشتمل ہے۔ جس سے آپ (حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی) کے علمی ذوق اور وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ اہل علم حضرات خانقاہ سراجیہ میں قیام کے دوران اس بے بہا علمی خزانے سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ اہل علم حضرات سے سنا ہے کہ ایسی نادر کتب ہندو پاک کے شاید ہی کسی کتب خانے میں موجود ہوں۔ اس لیے خانقاہ سراجیہ علمی و روحانی فضا کا مرکز بن گئی ہے۔“ ۱۵۳

بانی کتب خانہ کا ذوق کتاب

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی محبت کتب خانہ اور ذوق جمع آوری کتاب کا یہ عالم تھا کہ ایک روز ارشاد فرمایا:

”میں اوائل عمر میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا کہ امید زلیست منقطع ہو گئی۔ ایک بزرگ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں ان کو دیکھ کر رو دیا اور کہا کہ مجھے مرنے کا غم ہے تو صرف اسی بات پر ہے کہ صحاح ستہ کو خرید کر اپنے پاس رکھنے کا موقع نہ پاسکا۔“

ایک مرتبہ فرمایا: ”شرح رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام (امام قیشری) مطبوعہ مصر جو چار جلدوں میں ہے، مجموعی صفحات ۸۰۰ ہیں اور قیمت تقریباً دس بارہ روپے ہوگی۔ مجھے اس کے خریدنے کا شوق ہوا۔ بمبئی کے ایک تاجر کتب سے یہ کتاب ملتی تھی۔ جس کی گرانفروشی ضرب المثل ہے۔ فرمائش بھیجی تو جواب آیا کہ کتاب نایاب ہو گئی، صرف ایک نسخہ باقی ہے جو چالیس روپے سے کم نہیں دیا جاسکتا۔ اتفاق سے میرے پاس صرف پانچ روپے موجود تھے وہی پیشگی بھیج کر لکھا کہ یہ نسخہ ہمارے سوا کسی اور کو نہ دیا جائے اور باقی قیمت بھیجے پر فوراً رسالہ کر دیا جائے۔“

ایک موقع پر فرمایا کہ کتاب مشارق الانوار قاضی عیاضؒ کی مجھے تلاش تھی۔ مولوی عبدالنواب تاجر کتب ملتان کے پاس فرمائش بھیجی تو جواب آیا کہ کتاب کا موجودہ نسخہ آپ کو نہایت گراں پڑے گا۔ اگلے مال کے آنے تک انتظار کریں۔ میں نے لکھا: ”انتظار مشکل ہے۔“ گرانی کی پروا نہیں۔ سود و سوروپے جو بھی قیمت ہو اس کے عوض بھیج دو۔“ ۱۸

مولانا ذریعہ عرش رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) فرماتے ہیں:

مالیر کوئلہ میں میرے سامنے کا واقعہ ہے۔ ایک ولایتی کچھ نادر اشیاء بغرض فروخت دکھانے کے لیے لایا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا رسالہ عربی زبان میں جیسی تقطیع کا بھی موجود تھا۔ جس کا نام لامیۃ الافعال ابن مالک تھا۔ آپ نے اس کی قیمت پوچھی۔ کہا: ”چار روپے۔“ فوراً چار روپے ادا فرما کر لے لیا۔

انہی ایام میں ایک شب آپ فرما رہے تھے کہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فلاں فلاں شرح تو ہمارے پاس ہے۔ صرف مصنفی اور مسوی شرح موطا مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسر ہے جو تلاش کے باوجود نہیں ملی۔ میں نے عرض کیا: ”یہ دونوں شرحیں خادم کے پاس موجود ہیں۔ گھر جاتے ہی ڈاک میں ارسال خدمت کر دوں گا۔“ فرمایا: ”اس قدر انتظار کی تاب کس کو ہے۔ ابھی کسی آدمی کو دھنولہ بھیجا جائے جو کل تک لے آئے۔“ چنانچہ اسی وقت راتوں رات مستری ظہور الدین کو دھنولہ روانہ کر دیا گیا۔^{۱۹}

حسن کتاب کا شوق

کتاب کے اس شوق کے ساتھ ایک اور لطیف پہلو شامل تھا یعنی اس روحانی محبوب کو بہترین لباس میں جلوہ گرد کیونے کا شوق بھی بدرجہء غایت تھا۔ کتابوں کے شوقین بہت ہوتے ہیں مگر سب کو کتابوں کے حسن ظاہر کی پروا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ ارزاں ایڈیشن کی کتاب خریدتے ہیں۔ پارچہ کی سستی جلد بنواتے ہیں یا مدرسہ کے کسی طالب علم سے جیسی کیسی جلد بنوا لیتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس قدس سرہ کی نظر میں ہر کتاب کی خریداری کے وقت نفیس ترین کاغذ اور لطیف ترین چھپائی کا لحاظ مقدم رہتا تھا۔ پھر اس کی جلد بھی اعلیٰ درجہ کی مطا و منقش بنوانے کا التزام ہوتا تھا۔ بخاری شریف بہ تحشیہ سندھی، مطبوعہ استنبول نہایت نفیس طباعت، سیاہ چمڑے کی جلد، نہایت دیدہ زیب طلائی نیل بوٹوں سے نقش موجود ہے۔ جب اسے جلد کے لیے بھجوایا تو فرمائش فرمائی کہ عمدہ سے عمدہ جلد بنے، خواہ دس پندرہ روپے خرچ آجائیں، جلد بن کر آئی تو افسوس ہوا کہ صرف پانچ روپے لاگت کی جلد ہے۔ بقول مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں کتابوں کی جلد بندی پر دوڑھائی ہزار روپے خرچ آچکا ہے۔^{۲۰}

حضرت اقدس قدس سرہ بعض کتابوں کی جلدیں کلکتہ کی کسی فرم سے بندھواتے بلکہ بعض کتابوں کی جلدیں آپ یورپ سے بھی بنواتے رہے ہیں۔^{۲۱}

کانِ طلایا نگار خانہ چین

مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”چنانچہ کتب خانہ کی ہر کتاب کا کاغذ طباعت اور جلد اس قدر آبدار ہے کہ ہاتھ لگاتے دل جھجکتا ہے کہ کہیں داغ نہ لگ جائے۔ کتابوں کی الماری جب جھلمل جھلمل کرتی ہوئی کھلتی ہے تو اس پر کانِ طلایا نگار خانہ چین کا دھوکا ہوتا ہے۔“ ۲۲

کتب خانہ کی فہرست نگاری

تمام کتابوں کو رجسٹر اندراج میں درج کیا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ انتظام تاسیس کتب خانہ سے شروع ہے۔ مختلف صاحبان اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے ہیں جن میں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اور مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ذی علم شامل رہے ہیں۔ مولانا عرشیٰ ان ایامِ فحشت کی یاد میں لکھتے ہیں:

خانقاہ شریف میں میری حاضری ایام بہار میں ہوئی تھی اور اگلے روز ہی مجھے کتب خانہ کی فہرست مرتب کرنے کا حکم ہوا۔ الماریوں کے سامنے میں اور مولوی عبداللہ صاحب اس کام کو انجام دیا کرتے۔ حضرت اکثر اس کام کو دیکھنے کے لیے تسبیح خانہ کی نشست خاص کو چھوڑ کر کتب خانہ میں تشریف لے آتے۔ ایک دن ابرگھرا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور نورسیدہ فصل کو بارش کی از حد ضرورت تھی۔ اتنے میں مینہ برسنے لگا۔ آپ نے یہ کیفیت معلوم کرنے کے لیے دریچہ کھولا۔ عجیب عالم نظر آیا۔ میلوں تک گیہوں اور چنے کے ہرے بھرے کھیت آنکھوں کے سامنے تھے۔ جدھر نظر جاتی تھی قطرات باراں کے آبدار موتی فصل کے زمر دین فرش پر بکھرتے اور لڑھکتے دکھائی دیتے تھے۔ اللہ اللہ یہ منظر زمیندار کی نظر میں ہوتا ہے تو اسے فرط مسرت سے مست کر دیتا ہے مگر آپ کے باطن میں جو کمالات کے باغ لہلہا رہے ہیں اور ظاہر میں علوم و معارف کے دفاتر کا یہ چمنستان پھیلا پڑا ہے۔ اس کے سامنے اس منظر کی کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ ایک سرسری نظر ڈالی اور کھڑکی بھیڑ دی۔ ۲۳

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا اضافہ کتب کا ذوق

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) کو اپنا نائب و جانشین مقرر فرمایا تو آپ نے اپنے وصیت نامہ میں انہیں کتب خانہ سعدیہ کی حفاظت اور اس کی ترقی و توسیع کا کام بھی سونپ دیا تھا۔ آپ نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا:

”خانقاہ کا کتب خانہ بفضلہ تعالیٰ اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کے لحاظ سے پنجاب کا ایک بے مثال معبد علمی بن گیا ہے۔ اس کی شان رفعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس کو اس کی تمام الماریوں اور کمرے سمیت وقف کیا جاتا ہے۔ اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہوں گے۔ اب اس کتب خانہ اور اس کے متعلقہ سامان اور کتابوں میں تو ریٹ اور تسلیک اور تقسیم جاری نہ ہوگی“

چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے اپنے شیخ و مربی کے وصال مبارک ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء سے لے کر اپنے وصال مبارک ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء تک ان جواہر پاروں کی ہمیشہ حفاظت فرمائی اور اس ذخیرہ نادرہ و فاخرہ میں قابل قدر اضافہ فرمایا۔ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ کے کتب خانہ سے نایاب قلمی کتاب ”تحقیقات“ عبدالاحد کی نقل اس زمانے میں ۷۰۰ ریال دے کر حاصل کی۔ حج سے واپسی پر جب کسٹم آفس کراچی میں چیکنگ کے دوران کسٹم آفیسر نے پوچھا کہ آپ کے پاس سونا تو نہیں ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ہمارے لیے سونا یہ کتابیں ہیں اگر ہمارے پاس رقم کی گنجائش ہوتی تو ہم یہ سونا اور خرید کر لے آتے۔“^{۲۳}

علاوہ ازیں تفسیر وحدیث اور دیگر فنون کی متعدد بیش بہا کتب خرید کر آپ کتب خانہ سعدیہ کی زینت میں اضافہ فرماتے رہے۔ حفاظت و نقل کتب اور جلد بندی کے لیے مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم کو مامور فرمایا۔

مخدوم زماں بسط اللہ ظہم العالی کے ہاتھوں توسیع و ترقی کتب خانہ

کتب خانہ کی توسیع و ترقی کا یہ کام بحمد اللہ تاحال جاری و ساری ہے۔ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی اپنے شیخین کرام کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ خوبصورت و دیدہ زیب اور معارف و اسرار سے لبریز جواہر پاروں کی خرید و جستجو اور حصول کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور ملکی و غیر ملکی ناشرین و کتب فروشوں سے کتابیں منگا کر کتاب خانہ سعدیہ کی شان و عظمت دو بالا فرماتے ہیں۔

کتب خانہ کی حفاظت، نگہبانی، اندراج کتب، جلدی بندی اور دیگر امور کی انجام دہی کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے اور زائرین و قارئین کی سہولت کے لیے کتب خانہ مناسب اوقات میں کھولا جاتا ہے اور تمام اہل علم و دانش و مراجعین کے لیے کتب خانے کے دروازے کھلے ہیں۔ ان کی رہائش اور خورد و نوش کا بھی بندوبست کیا جاتا ہے۔

تعداد کتب

مولانا ذریعہ احمد عرشیؒ نے ۱۳۵۱ھ میں ”رسالہ تحفہ سعدیہ“ میں لکھا ہے:
 ”اگر متعدد جلدوں کی کتاب کو بھی ایک کتاب سمجھا جائے تو آپ کے کتب خانہ میں اس طرح ایک ہزار کتابوں کا گراںبار علمی سرمایہ موجود ہے۔“ ۲۵

ناکارہ روزگار (محمد نذیر رانجھا) نے ۱۹۷۵ء میں خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ کے مخطوطات نادرہ کی فہرست سازی کے وقت جو اندازہ لگایا اس کے مطابق اس وقت کتب خانہ میں کئی ہزار کتب (عنوانات کے لحاظ سے) موجود تھیں۔ رسائل اور متعدد جلدوں کی کتب کے جداگانہ شمار کرنے پر تعداد اس سے بھی زیادہ تھی۔ ۷۹-۱۹۷۸ء میں ایک روایت کے مطابق مطبوعہ کتب، رسائل اور قلمی مخطوطات کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ ہو گئی اور اب تک بائیس برسوں میں مزید سینکڑوں کتب اس ایگانہ روزگار کتب خانہ کی زینت بن چکی ہیں۔

علوم و فنون کتب خانہ

تفسیر قرآن مجید: فن تفسیر میں تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر درمنثور، تفسیر خازن، تفسیر معالم، نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر جمل قدیم نادرہ طباعتوں میں موجود ہیں اور تفسیر حسینی کا خوشخط اور دیدہ زیب مخطوطہ زیب کتب خانہ ہے۔

حدیث: کتب احادیث میں مختلف مطابع کی مطبوعہ اور گونا گوں حواشی کے ساتھ عمدہ جلدوں میں تمام متداول و مشہور شروح کتب خانہ میں ذخیرہ ہیں۔ نادر و دیدہ زیب کتب میں بخاری شریف کی مختلف طباعتیں، نیز شرح عینی (۱۱ جلدیں) شرح عسقلانی (۱۳ جلدیں) شرح قسطلانی (۱۲ جلدیں) ابوداؤد کی چار مبسوط شروح، موطا حضرت امام مالک کی چار پانچ شروح اور دیگر صحاح کی گرانقدر شروح و حواشی بھی کتب خانہ سعدیہ کی زینت ہیں۔ دوسری کتب احادیث مثل: متدرک حاکم، سنن کبریٰ بیہقی، مسند دارقطنی، مسند دارمی، مسند طرابلسی، مسند امام احمد حنبل، شرح معانی آثار طحاوی، نیل الاوطار شوکانی کی دیدہ زیب اور گراں قدر طباعتیں موجود ہیں۔ مسند حمیدی کا بہترین مخطوطہ موجود ہے۔ مصنفی اور موسوی شروح موطا مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے قیمتی و دیدہ زیب ایڈیشن بھی محفوظ ہیں اور بخاری شریف بہ تحشیہ سندھی، مطبوعہ استنبول، مطا و منقش قابل دیدہ ہے۔

رجال: کتب اسماء الرجال میں گراں قدر ذخیرہ موجود ہے۔ اہم و نادرہ کتب مثلاً الاصابہ ابن حجر (۸ جلدیں)، طبقات کبیر، ابن سعد (۸ جلدیں) اور تہذیب التہذیب (۱۲ جلدیں) وغیرہ کی قدیم دیدہ زیب اور گراں قدر طباعتیں موجود ہیں۔

فقہ: اسی طرح فقہ حنفی کی تمام متداول کتب کا شاندار ذخیرہ محفوظ ہے۔ شرح وقایہ ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ شامی، البحر الرائق اور فتح القدیر کے خوبصورت ایڈیشن اور شرح سیر کبیر سرخسی (۳ جلدیں)، کتاب المہبوط امام محمد (۳۰ جلدیں)۔

فقہ شافعی میں: کتاب الام (۷ جلدیں) شرح المہذب (۹ جلدیں) فقہ ظاہری کی المحلی اور فقہ حنبلی کی کشاف القناع، مغنی ابن قدامہ کئی کئی جلدوں میں قابل ذکر کتب میں شامل ہیں۔

باقی علوم و فنون میں اصول حدیث و فقہ، عقائد و کلام، سیر و مغازی، تصوف و سلوک، طب و حکمت، لغت و ادب، صرف و نحو اور معانی و بیان وغیرہ کی کتابیں موجود ہیں۔ جن کے نادر ایڈیشن اور طباعتیں محفوظ ہیں۔ ان میں الفیہ ابن مالک کی آٹھ مختلف شروح، قاموس کی شرح تاج العروس (۱۰ جلدیں) اتحاف السادہ المتقین شرح احیاء علوم الدین (۱۰ جلدیں)، نوادر الاصول حکیم ترندی، رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام (امام قشیری)، مطبوعہ مصر (۴ جلدیں)، مشارق الانوار قاضی عیاض قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں دیوان شعر اور تذکرہ و سوانح کی نادر کتابیں بھی کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ ۲۶

مخطوطات و نوادرات

کتب خانہ میں گراں قدر قلمی نوادرات بھی موجود ہیں ”جواہر التفسیر“ جیسے مخطوطات کی موجودگی کی بدولت شاید یہ کتب خانہ دنیا کے ممتاز کتب خانوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دو سو کے قریب مخطوطات اس کتب خانے کی زینت ہیں جن میں سے اہم مخطوطات درج ذیل ہیں: ۲۷

آداب الطالبین (فارسی)

از شیخ محمد چشتی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۴۰ھ)
تسلیق خوش، منظور حسین ۱۳ویں صدی ہجری، ۲۲ ص۔

آداب المریدین (فارسی)

تالیف شیخ ابو النجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۳ھ) کاتب: حکیم عبدالرسول بھکری سہروردی (خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) ۱۳۳۷ھ۔

آداب المریدین (فارسی)

تالیف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

کاتب: عبدالسلام ڈھا کوئی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ)۔

ابیات میراث

بخط محمد عبداللہ ۱۳۳۷ھ۔

اتفاق البرۃ النقی (عربی)

مولانا احمد الدین کیلوی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ) کتابت ۱۹۲۱ء۔

اجوبہ اعتراضات دہلوی (فارسی)

از شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۵۲ھ) نے حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) پر جو اعتراضات کیے تھے ان کا جواب ہے۔
تسلیق خوش، احقر خدام خانقاہ سراجیہ محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفہ سعدیہ) ۱۳۵۴ھ ۵۷ص۔

اذکار معصومیہ (فارسی)

خواجہ محمد معصوم سرہندی مجددی قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ)۔

تسلیق خوش، محمد محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفہ سعدیہ) ۱۰ اشوال ۱۳۷۸ھ ۱۰۲ص۔

ارشاد الطالبین (فارسی)

از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ)۔
بخط نور محمد ابن سید احمد قاضی موسیٰ خلی۔

اسرار الاولیا (فارسی)

ملفوظات شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ یا ۶۶۶ھ) مرتب خواجہ بدر الدین اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
تستعلیق خوش، غلام غوث ولد سائیں میرن بخش قوم جنو ۱۲ وین ۱۳ وین صدی ہجری (ص ۱۳-۲۱۷ مجموعہ)۔

اشعة الممعات شرح لمعات (فارسی)

متن از فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۸ھ) شارح: عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۸ھ) بہ خواہش میر علی شیر نوائی۔
۱۱ وین ۱۲ وین صدی ہجری ”حاشیہ اشعة الممعات“ از مولوی عبدالغفور کے ہمراہ ۲۱۰ ص۔

اشعة الممعات: شرح لمعات (فارسی)

متن از عراقی رحمۃ اللہ علیہ شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ تستعلیق خوش، شمس الدین ۱۳۶۶ھ
۲۶۶ ص۔

اشعۃ اللمعات شرح لمعات

متن از عراقی رحمۃ اللہ علیہ شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ۔
 نستعلیق خوش سید محمد آصف مہاجر ۱۳۷۴ھ و مولانا محبوب الہی (رحمۃ اللہ مولف تحفہ
 سعدیہ) برائے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی (نائب قیوم زماں) قدس سرہ ”حاشیہ اشعۃ
 اللمعات“ از مولوی عبدالغفور کے ہمراہ ۱۳۷۵ھ۔

اعتباط بمعرفۃ من رمی بالاختلاط (عربی)

از بہان الدین المعروف بسط ابن الحلی۔

انسیہ رسالہ (فارسی)

از حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ) نستعلیق خوش منور حسین ولد غفر
 خان ساکن شادی خیل ۱۴۰۱ وین صدی ہجری (ص ۳۱۵-۳۳۸ مجموعہ)۔

انیس الارواح (فارسی)

خواجہ معین الدین حسن سجری چشتی اجیری قدس سرہ (م ۶۳۲ھ) نستعلیق خوش علی رحمت
 ۱۲۹۳ھ ۸۶۶ص۔

انیس الطالین (فارسی)

از صلاح (یا صالح) الدین بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

انیس الواعظین (فارسی)

از ابو بکر رکن الدین مذکر قریشی سندھی رحمۃ اللہ علیہ۔

نستعلیق خوش ۱۲ و ۱۳ ویں صدی ہجری، ۳۰ مجالس ۶۹۶ ص۔

اورادِ فتحیہ (فارسی)

از امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۱ھ) نستعلیق خوش ۱۲ صدی ہجری ۲۲۶ ص۔

بحر المعرفة (فارسی)

از خورشید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۰ھ)۔

نستعلیق خوش ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ ۲۸ نومبر ۱۸۷۷ء ۱۳۸ ص۔

البراهین القاطعہ بکراہتہ جماعۃ الثانیہ (عربی)

از مولانا احمد الدین (کیلوئی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)

بیان الاسرار شرح قصیدہ خمیریہ غوثیہ (فارسی)

متن از محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (م ۵۶۱ھ) شارح: ابوالفرج

محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) نستعلیق خوش پختہ ۱۲۱۰ھ ۸۴ ص۔

پاسِ انفس رسالہ (فارسی)

از مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔

نستعلیق ناپختہ احمد الدین میانہ ولد حکیم شیخ محمود میانہ، سکنہ گنجال ضلع شاہپور خوشاب ۳۰

ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ص (۸۳-۸۷ مجموعہ)۔

پاسِ انفس (فارسی)

منسوب بہ خواجہ عبید اللہ اصراقدس سرہ (م ۸۹۵ھ)۔

نستعلیق خوش، محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفۃ سعیدیہ) لاہور ۳۲۸ھ ۱۴ص۔

تحفۃ الاحرار (فارسی)

از مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔

نستعلیق ۱۳۱۴ھ از روئے طبع نو لکھنؤ برائے مولانا حبیب اللہ مدرس مدرسہ طاؤن والی

۱۵۶ص۔

تحفۃ الاخیار فی مواقیت الصلوٰۃ والافطار (فارسی)

از محمد قمر الدین چکڑالی خنی مجدی احمدی رحمۃ اللہ علیہ سال تصنیف: ۱۳۱۰ھ۔

نستعلیق خوش، خان محمد ولد ملا فیض محمد ۱۸ رجب ۱۳۴۰ھ (ص ۶۹-۸۰ مطبوعہ)۔

تحقیقات (فارسی)

منسوب بہ شیخ عبدالاحد مجدی رحمۃ اللہ علیہ متخلص بہ وحدت (م ۱۱۲۶ھ) بن محمد سعید

مجدی رحمۃ اللہ علیہ۔

نستعلیق خوش، ظہور احمد ولد محمد اسماعیل، در مدینہ منورہ ۱۴ صفر ۱۳۶۸ھ ۱۳۴ص۔

تحقیقات (فارسی)

از شیخ عبدالاحد مجدی رحمۃ اللہ (م ۱۱۲۶ھ)۔

نستعلیق خوش، ابراہیم محمدی، صفر ۱۳۶۸ھ از روئے نسخہ کتاب خانہ عارف حکمت مدینہ

منورہ، مکتوبہ ۱۲۴۵ھ ۱۳۴ص۔

التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی)

تالیف شیخ ابوبکر ابن ابی اسحاق محمد بن ابراہیم البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۰ھ) بخط سیا

۵۰۹ ————— تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ

عبد السلام (احمد) شاہ ڈھا کوئی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہء مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) ۱۳۸۰ھ۔

تفسیر انافتحا (فارسی)

از شیخ الہد اور رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر قرآن شریف (عربی-فارسی)

منقش و مذہب و مطا۔

تکملہ نفحات الانس جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط مولانا سید عبداللہ شاہ۔ (خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)۔

تنبیہ الخلاق (فارسی)

از شیخ محمود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

نسخت علیق خوش ۱۱۸۰ھ، ۱۸ص۔

توفیقیہ رسالہ (فارسی)

از خواجہ ملا خدا بخش ملتانی ثم خیر پوری (م ۱۲۵۳ھ) ابن قاضی جان محمد مرید حافظ محمد

جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۶ھ) نسخت علیق خوش، گل محمد سندھی بہار پوری ۲۶ رمضان

۱۳۲۳ھ (ص ۵۲-۱۷۵-مجموعہ)۔

جواہر التفسیر لتحقہ الامیر (فارسی)

از کمال الدین حسین بن علی سبزواری واعظ کاشفی بیہقی (م ۹۱۰ھ)۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

از مولوی عبدالغفور۔

تاریخ کتابت ۱۲۳۲ھ۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

از مولوی عبدالغفور۔

نسبتعلیق خوش، سید محمد آصف مہاجر ۱۳۷۴ھ و محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ مولف تحفہ سعدیہ)
۱۳۷۵ھ برائے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ
۳۰۲ ص۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

از مولوی عبدالغفور۔

نسبتعلیق خوش، ۱۱ویں ۱۲ویں صدی ہجری، ۲۱۰ ص۔

حاشیہ نفحات الانس (فارسی)

از محمد بن محمود دہدار (م ۱۰۱۶ھ)

نسخ خوش، عبدالمومن بن عبدالصمد عثمانی، دو شنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۴۴ھ (ورق ۵۱-۳۵۰
مجموعہ)۔

حصن حصین من کلام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)

از شمس الدین محمد بن محمد الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۹۷ھ)۔

منقش و مذہب نسخ خوش، ۲۲۵ ص۔

حضرات القدس (فارسی)

از بدرالدین ابن شیخ ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سال تصنیف: ۱۰۵۲ھ۔
تستعلیق شکستہ پنجنہ تاریخ کتابت ۱۱۹۵ھ ۲۶۸ص (دفتر دوم)۔

الحکم (عربی)

از ابو الفضل احمد بن محمد بن عبد الکرم ابن عطاء اللہ شاہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ کتابت
۱۳۳۶ھ۔

خسر و شیرین (فارسی)

امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۵ھ)۔
تستعلیق خوش رحیم داد ولد نصرت اللہ بلوچ، جمعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ ۱۳۶ص۔

درۃ الفاخرۃ (عربی و فارسی)

از مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔

دار المعارف (فارسی)

ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ) جامع حضرت شاہ رؤف احمد
رافت مجددی نقشبندی بن شاہ شعور احمد (م ۱۲۵۳ھ)۔
تستعلیق خوش ۱۳۰۳ھ ۲۴۲ص۔

ذخیرۃ المملوک (فارسی)

از میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۱ھ)۔

۵۱۲ ————— تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ

نسبتعلق خوش، خواجہ غالب اہراری (احراری) ۷ رجب ۱۱۱۲ھ/ ۴۴ جلوس، دربر ہانپور
۲۳۶ ص۔

ذخیرۃ الملوک (فارسی)

از میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔
نسبتعلق خوش، شہداد بن قابل خان عرف لکھہ، ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۲۹ھ، ۳۰۲ ص۔

دیوان بیدل (فارسی)

الوالمعانی عبدالقادر بیدل (م ۱۱۳۳ھ)۔
نسبتعلق خوش، ۱۳ ویں صدی ہجری، ۳۸۴ ص۔

دیوان مظہر جانجاناں (فارسی)

از شمس الدین حبیب اللہ بن میرزا جان، معروف بہ میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ متخلص
بہ ”مظہر“ (شہید ۱۱۹۵ھ)۔
نسبتعلق شکستہ آمیز، ۱۳ ویں صدی ہجری، ۲۱۴ ص۔

رسالہ ایمان و ایقان (عربی)

رسالہ تصوف (عربی)

از تاج الدین خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (م ۱۰۱۴ھ) بخط ملا خان محمد (زندہ در ۱۳۵۰ھ)

رسالہ در تنباکو (فارسی)

از حافظ مولوی محمود شیرازی خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (م ۱۳۱۴ھ)

موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، نستعلیق خوش، خان محمد ولد فیض محمد، ساکن درابن ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، شنبہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ، ۲۶ ص (ش ۳ مجموعہ)۔

رسالہ درتنباکو (فارسی)

از فتح محمد مدرس نداف، متوطن چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔
نستعلیق خوش، ۱۴۰۱ ویں صدی ہجری، ۸ ص (ش ۲ مجموعہ)۔

رسالہ عرفانی: توحید و وحدت الوجود (فارسی)

از حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)۔
نستعلیق خوش، ۷۱ رمضان ۱۲۷۰ھ، ۱۴ ص۔

رسالہ عرفانی (فارسی)

از حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ - مؤلف تحفہ سعدیہ) ۸۷۱ھ، از روئے نسخہ خط
امیر علی ولد حاجی عبداللہ بالائی سندھی، ۵ شعبان ۱۲۷۹ھ، حیدر آباد بندہ ۳۶ ص۔

رسائل حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)

بخط ملا خان محمد، ۱۳۵۰ھ۔

رشحات عین الحیات (فارسی)

از صفی الدین علی بن حسین بن علی کاشفی بیہقی (م ۹۳۹ھ)۔
نستعلیق شکستہ آمیز، ۱۳۰۱ ویں صدی ہجری، ۳۸۶ ص۔

روائح الانوار شرح لوائح الاسرار ملا جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)

بخط ابوالفتح، درشہر دہلی، ۱۰۳۸ھ۔

زبدۃ المقامات (فارسی)

از محمد ہاشم کشمی بدخشان فی رحمۃ اللہ علیہ (م بعد از ۱۰۵۶ھ)۔

نستعلیق خوش، عبدالہادی داؤد زئی پٹھان، لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء (۱۳۱۹ھ) ۸۶ ص۔

زاد اللیب فی سفر الحبیب (فارسی)

از مولانا عبداللہ ملقب بہ نبیب (م ۱۰۹۳ھ) بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی (م

۱۰۸۰ھ) جامع: محمد شاہ (محمد شاہد) بن محمد صالح بن تاج الدین بن شمس الدین سیالکوٹی۔

نسخ خوش، مولانا غلام محمد خطیب چیچہ وطنی، لاہل پور، ۲۰ ویں صدی ہجری ۳۱۲ ص۔

سواء السبیل (عربی)

از شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ) بخط مولانا عطاء محمد (رحمۃ اللہ علیہ)۔

سیرۃ الامین المامون (عربی)

شرح آداب المریدین (فارسی)

متن از ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۲۳ھ) شارح نور الدین

بن سلطان محمد سہروردی المعروف ملا علی قاری حنفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) نستعلیق خوش،

عبدالواحد بن عبدالشکور، ۵ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ، ۵۷ ص۔

شرح التعرف لمذهب اہل التصوف (عربی)

شارح ابوالمعانی علی بن اسماعیل القونوی۔

شرح التعرف لمذهب اہل التصوف (عربی)

ابوالمعانی علی، کتابت ۱۳۵۵ھ۔

شرح دیوان حافظ (فارسی)

از سید محمد صادق علی رضوی لکھنوی حنفی بہ خواہش منشی نولکشور تاریخ کتابت ۱۲۱۲ھ یہ تحریر ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں مطبع نولکشور سے طبع ہوئی۔
تستعلیق خوش ۱۳ ویں صدی ہجری ۳۱۸ ص۔

شرح رباعیات باقی باللہ (فارسی)

از خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ (۱۰۱۲م)۔
تستعلیق خوش ۱۲ ویں ۱۳ ویں ہجری ۱۰ از روی نسخہ حضرت عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ ۳۶ ص۔

شرح رباعیات باقی باللہ (فارسی)

از خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ۔
تستعلیق خوش، مسجد کوٹ بھوانی داس، ۳ شوال ۱۲۳۱ھ/۱۸۸۳ م بکری ۳۱ ص۔

شرح فصوص الحکم (فارسی)

شارح عماد الدین محمد عارف عرف عبدالنبی عثمانی شطاری۔
بخط محمد الدین عرف محمد حیات در شہر شاہ جہان آباد (دہلی)۔

شرح لمعات (فارسی)

از شیخ نظام الدین ابن عبدالشکور العمری الطاہری۔

بخط محمد صادق چشتی ۱۱۱۸ھ۔

شواہد التجدید (فارسی)

از عبدالاحد سرہندی مجددی متخلص بہ وحدت (م ۱۱۲۶ھ)۔

تعلیق خوش در مسجد جان محمد ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ حضرات القدس کے آخر میں ۴۶ ص۔

طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح المسمی بہ الکاشف عن الحائق السنن (عربی)

از شرف الدین حسین محمد بن عبداللہ الطیبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۲ھ)۔

عجالة الوقت (فارسی)

از ناشناس از پیروان حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) وحدت الوجود وغیرہ

کے بارے میں۔

تعلیق خوش ۱۲۱۳ھ صدی ہجری ۶۱ ص۔

عقائد صوفیہ (عربی)

از فقیر فیروز صوفی الشطاری اکبر آبادی ابن جہانگیر۔

عوارف المعارف (عربی)

از شیخ شہاب الدین شہروردی قدس سرہ۔

فتاویٰ فیروزی

از مولانا حافظ فیروز محمد بن ابراہیم ابن معین الدین۔

تاریخ کتابت ۱۲۲۶ھ۔

فتوحات غیبیہ (عربی)

از فقیر الدین عبدالرحمن بن شمس الدین شکار پوری۔

بخط سید عبدالسلام احمد شاہ (ڈھاکوی رحمۃ اللہ خلیفہء مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا

ابوالسعد احمد خان قدس سرہ۔

فرائض الاسلام

از مولانا محمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی ٹھٹھوی، تاریخ کتابت ۱۱۷۱ھ۔

فصل الخطاب لوصول الاحباب (فارسی)

از خواجہ محمد پارسا قدس سرہ (م ۸۲۲ھ)۔

نسبتعلق خوش ۱۱۱۳ھ، ۶۲۸ص۔

فقرات (فارسی)

از خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی قدس سرہ (م ۸۹۵ھ)۔

نسبتعلق خوش احمد حسن ۳ جمادی الاول ۱۲۹۵ھ، ۱۲۷ص۔

فواتح سبعہ (فارسی)

از قاضی کمال الدین میر حسین میدی (م ۹۱۱ھ) شرح دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا

مقدمہ ہے۔

نسبتاً خلیق خوش ۱۱ ویں ۱۲ ویں صدی ہجری ۱۹۸ ص۔

فوائد القواد (فارسی)

ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ (م ۲۵ھ) مرتب: امیر حسن بن علاء سجزی
چشتی متخلص بہ حسن و معروف بہ خواجہ حسن العلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸ھ)۔
نسبت علیق خوش ۱۲ و ۱۳ صدی ہجری ۲۱۰ ص۔

قرآن شریف (ترجمہ فارسی)

مذهب و مطلقا۔

کتاب التحقیق الایمان (مجموعہ رسائل) (عربی و فارسی)

کنز الہدایات فی کشف الہدایات والنہایات (فارسی)

از محمد باقر بن شرف الدین لاهوری عباسی نقشبندی مجددی۔

از ۲۱ شوال ۱۰۸۰ هـ تا ۹ ذی قعدہ ۱۰۸۰ هـ نگاشته۔

نسبتعلق ناچنے، احمد الدین میانہ ولد حکیم شیخ محمود ساکن گنجیال شاہپور خوشاب، ۱۳۳۷ھ
(ص ۱-۹ مجموعہ)۔

کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات (فارسی)

از محمد باقر نقشبندی مجددی۔

نسبتعلیق شکستہ آمیز: احمد الدین (زندہ در ۱۳۳۵ھ) ولد حکیم شیخ محمود معروف میانہ، ساکن گنجپال شاہپور خوشاب، ۱۳ ربیع الاول (برای بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زمان حضرت مولانا ابو

السعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۳۳ھ)۔

کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از مولانا عبدالعزیز مظفر گڑھی۔

تاریخ کتابت ۱۳۲۲ھ۔

گلستان (فارسی)

از سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ)۔

نستعلیق خوش رنگ محمد ولد خوشی محمد ترکھان، ۱۳۰۰ھ در داؤد خیل، ۳۰۰ ص۔

گلشن راز (فارسی)

از شیخ سعد الدین محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۰ھ)۔

نستعلیق خوش ۱۳۳۵ھ، ۱۵۷ ص۔

گلشن راز (فارسی)

از محمود شبستری (م ۷۲۰ھ)۔

نستعلیق خوش، حسب الحکم نواب امین الدین۔

بخط نادعلی، ۱۲۷۰ھ، ۶۲ ص۔

لمعات (فارسی)

از فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۸ھ) نستعلیق خوش (مفتی) عطاء محمد (رحمۃ اللہ

علیہ) خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ فی بلدۃ چودھوان (ضلع ڈیرہ

اسماعیل خان) ۲۳ رمضان ۱۳۶۲ھ، ۶۸ ص۔

لوائح (فارسی)

از مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔
تستعلیق خوش احمد حسن ۳ رجب ۱۲۹۶ھ ۵۶۔

مبدأ و معاد (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴)۔
تستعلیق خوش ۹ جمادی الثانی ۱۲۳۱ھ ۸۲ص۔

مجموعہ خانی فی عین المعانی (فارسی)

از کمال (بن) کریم ناگوری کمال الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۶۵ھ سے قبل)
تستعلیق خوش ابوالفتح رکن الدین عثمانی ناگوری۔
۱۴ اذی قعدہ ۱۰۴۷ھ پنجشنبہ بوقت چاشت ۳۵۳ص۔

مجموعہ رسائل فقہیہ

بخط مولانا سراج الدین مروت بستی نبی ضلع بنوں ۱۳۳۵ھ۔

محاسن الاصلاح

کاتب مولانا نقیب احمد پشاوری۔

مزید الغفلۃ عن سمت القبلة (عربی)

بخط سید محمد عظیم الاحسان مجددی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)

مسند حمیدی (عربی)

از ابوبکر عبداللہ بن ابراہیم بن التبریر ابن عیسیٰ الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ کتاب ۱۳۳۲ھ -

المسہلۃ مسئلۃ القیام عند الجمیلة (عربی)

تاریخ کتابت ۱۳۵۵ھ -

مصباح العاشقین: تفسیر سورۃ والنضحی (فارسی)

از بہاء الدین محمود بن ابراہیم بیزہ بنگی مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ
(م ۶۰۵ھ) کتابت اوّلین صدی ہجری -

مصباح العاشقین: تفسیر سورۃ والنضحی

از بہاء الدین محمود بن ابراہیم، نستعلیق خوش ۱۳۳۱ھ اوّلین صدی ہجری ۸۴ص -

مکاشفات غیبیہ: مکاشفات عینیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) -
نستعلیق خوش ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۳۱ھ ۸۶ص (ش ۶ مجموعہ) -

معارف لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) نستعلیق خوش و شکستہ آمیز در
مسجد جان محمد ۲۷ ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ ۹۰ص -

معارف لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔
نسختعلیق خوش ۲۱ ویں صدی ہجری ۸۲ ص۔

معارف لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔
نسختعلیق خوش ۱۲ شعبان ۱۲۳۱ھ ۸۴ ص۔

مقامات (قرب) نقشبندیہ (فارسی)

از شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)۔

مقدمہ فتوحات غیبیہ (عربی)

از مولانا فقیر الدین عبدالرحمن۔
کاتب: غلام محمد جھنگوی شکار پوری۔

مکتوبات احمد سعید مجددیؒ (فارسی)

از شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ (م ۱۲۷۷ھ)۔
نسختعلیق خوش ۱۳ ویں صدی ہجری ۱۳۱ ص (۱۲۱ مکتوبات)۔

مکتوبات احمد سعید مجددیؒ (فارسی)

از شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ۔
نسختعلیق خوش خان محمد بن فیض محمد، ۸ رجب ۱۳۵۲ھ در موضع درابن کلاں (ذیرہ اسماعیل خان) ۱۴۷ ص۔

مکتوبات خواجہ باقی باللہ (فارسی)

از حضرت خولجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ)۔

نسئعلق خوش ۱۲۸۱ھ (ص ۸۳-۱۶۵ مجموعہ ۸۲ مکتوبات)۔

مکتوبات دیدار (فارسی)

از محمد بن محمود دهدار (م ۱۰۱۶ھ)۔

نسبتعلیق خوش، عبدالمومن بن عبدالصمد عثمانی ۱۰۳۲ھ (ص ۳۵۱-۲۲۰- مجموعہ) (۲۱)

مکتوبات)۔

مکتوبات عبدالحکیم جیو: رسالہ عبدالحکیم (فارسی)

از عبدالحکیم جیو کا کوری قندھاری نقشبندی مجددیؒ (بارہویں صدی ہجری) مرید اللہ یار

لاہوری، نستعلیق خوش ۱۲ویں ۱۳ویں صدی ہجری، ۳۷ ص۔

مکتوبات مجدد الف ثانی^۲ (فارسی)

از امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)۔

نسبت علیٰ خوش ۱۱ او ۱۲ او ۱۳ صدی ہجری آغاز اور مکتوب پنجم افتادہ مکتوب ششم بہ خواجہ محمد

حنیف در نصائح نافعہ ۲۰۲ ص۔

مکتوبات مجدد الف ثانی (دفتر دوم حصہ اول) (فارسی)

از امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ نستعلیق ۱۳ وین صدی

ہجری مکتوب اول بہ شیخ عبدالعزیز جونپوری در بیان تحریر مذہب ابن عربی، ۲۵۴ ص۔

مہر و ماہ (فارسی)

از جمالی دہلوی کنبوہ (۹۴۲ھ)۔
نسبتعلق خوش ۱۲ویں صدی ہجری کا آغاز ناقص الاول، ۲۷۸ ص۔

نفحات الانس (فارسی)

از مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ (۸۹۸ھ)۔
نسبتعلق خوش، عبداللہ الموازی، ۲۵ شعبان ۱۲۹۰ھ، ۴۱۸ ص۔

تل و دمن (فارسی)

از ابوالفیض بن مبارک دکنی متخلص بہ فیضی (۱۰۰۴ھ)۔
نسبتعلق خوش، امام الدین ساکن رحیم پور، ۱۲ویں صدی ہجری، ۱۴۴ ص۔

نمازِ صوری (فارسی)

از خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ (۱۰۱۴ھ)۔
نسبتعلق خوش، ۱۳ویں صدی ہجری۔

ہدایت الطالبین (فارسی)

از شاہ ابوسعید مجددی قدس سرہ (۱۲۵۰ھ)۔
نسبتعلق خوش، ۱۳ویں صدی ہجری، ۵۸ ص۔

یوسف وزلیخا (فارسی)

از مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ (۸۹۸ھ)۔
نسبتعلق خوش، محمد قاسم بن طفیل محمد، پیش امام جامع مسجد خوشاب، ۱۱ مگھر ۱۹۴۱ بکری
(۱۳۰۱ھ) ص ۲-۶۷۵-۶۷۶ (مجموعہ)۔

فصل دوم

مدرسہ تعلیم القرآن سعدیہ

بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷-۱۳۶۰ھ) نے طریقت کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ طفلانِ مکتب کی آموزش و پرورش کے لیے قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ”مدرسہ تعلیم القرآن“ کی بنیاد ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں خود رکھی^{۲۸} اور اپنے ”وصیت نامہ میں“ تحریر فرمایا:

”مدرسہ تعلیم القرآن جو خانقاہ شریف میں قائم ہے اور اس کے مصارف بعض مخیر اصحاب کی ہمت سے چل رہے ہیں اس کے متولی اور مہتمم بھی مولوی محمد عبداللہ ہوں گے۔ حتیٰ الوسع اس مدرسہ کے قیام و بقا بلکہ توسیع و ترقی کی کوشش کی جائے۔“^{۲۹}

مدرسہ سعدیہ کی ابتدائی تعمیر قیوم زماں قدس سرہ کے زمانے میں ہوئی اور بعد ازاں اس میں وقفہ فتنہ وسیع و ترقی کا کام جاری رہا۔

اس مدرسہ میں نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظہیم العالی بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ دوسرے نامور اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم کبیر والا، ضلع خانیوال حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ سراج العلوم سرگودھا۔ حضرت مولانا مفتی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا حبیب الرحمن، فاضل قاسم العلوم ملتان اور مولوی قاری حافظ عبدالرحیم مستند خیر المدارس ملتان شامل ہیں۔ علاوہ ازیں صاحبزادہ مولانا حافظ محمد زاہد صاحب بھی اس مدرسہ کے مہتمم رہے ہیں۔

مدرسہ میں درس نظامی رائج ہے، وفاق المدارس العربیہ سے اس کا باضابطہ الحاق ہے۔ مدرسہ کے کتب خانہ میں درسی کتابیں موجود ہیں۔ اساتذہ و طلباء کے استفادہ کے لیے نصف درجن رسائل جاری ہیں۔

مدرسہ کے طلباء کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس طرح مصارف کا تخمینہ بھی بدلتا رہتا ہے۔ حافظ نذر احمد صاحب نے ۱۹۷۲ء میں مدرسہ کے طلباء کی تعداد ۳۰ بتائی تھی جن میں ابتدائی عربی اور وسطانی کتابوں کے دس دس طالب علم، پانچ فارسی خواں اور ۱۵ شعبہ تجوید و قرأت کے تھے۔ مذکورہ تمام طلباء دارالاقامہ میں مقیم اور ان کا سالانہ خرچہ چھ ہزار روپے جبکہ مدرسہ کا سالانہ آمد و خرچ تقریباً آٹھ ہزار روپے تھا۔^{۳۱}

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”مدرسہ عربیہ (سعدیہ) میں دن رات قرآن و حدیث کی تعلیم جاری تھی اور عام مدارس کے بچ کے برخلاف اس میں نہ مدرسین معین تنخواہ کی ضرورت سمجھتے تھے اور نہ طلبہ کے طعام و قیام کے انتظام کے لیے کسی قسم کا کوئی چندہ لیا جاتا تھا۔ میں جب وہاں گیا ہوں تو مدرس حضرت مولانا مفتی عطاء محمد صاحب مدظلہ تھے۔ جو ایک عالم تبحر ہونے کے علاوہ بہت بڑے فقیہ بھی ہیں اور تدریس کے ساتھ ساتھ خانقاہ کے افتاء کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ چونکہ خلوص و للہیت تھی اس لیے تنخواہ کچھ بھی نہیں جو کہ حضرت نے مناسب سمجھا عنایت فرمادیا اور جو کچھ مل گیا وہ گویا ضرورت کے لیے کافی تھا اور غنیمت بھی۔ دوسرے مدرس حضرت خان محمد صاحب مدظلہ تھے وہ تو لینے کی بجائے کچھ دینے والوں میں سے تھے۔“^{۳۲}

جناب مشتاق گھمما لوی نے خانقاہ شریف کی زیارت کے بعد ”سہیل“ (۷۹-۷۸-۱۹۷۸ء)

میں مدرسہ سعدیہ کے بارے میں تحریر فرمایا:

”مدرسہ میں طالب علموں کے لیے رہائش و خوراک اور کتابوں کے

علاوہ پانچ روپے ماہانہ صابن تیل وغیرہ کے لیے ملتے ہیں۔ غریب

طلباء کو کپڑے بھی دیے جاتے ہیں۔ طالب علموں کی باقاعدہ یونین

ہے جس کے عہدیداروں کا انتخاب سال میں ایک بار ہوتا ہے۔ بچوں کو

فن تقریر سکھانے کے لیے ہر جمعرات کو تقاریر ہوتی ہیں۔ شام کو والی بال اور فٹ بال کھیلا جاتا ہے۔“ ۳۲

اس وقت مدرسہ سعدیہ میں کل ایک سو ساٹھ طلبا ہیں جن کے لیے پانچ اساتذہ کرام ہیں۔ دو اساتذہ قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں اور تین اساتذہ کتب پڑھانے کے لیے مقرر ہیں۔ مدرسہ میں قرآن مجید کے علاوہ مشکوٰۃ شریف تک کتب کی تدریس کا بھی اہتمام ہے۔ مدرسہ کے موجودہ مہتمم حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ ہیں اور صدر مدرس جناب قاری مفتاح الاسلام ہیں۔“ ۳۳

فصل سوم

مسجد خانقاہ سراجیہ شریف

خانقاہ شریف میں ایک انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد ہے جس کی تعمیر کا آغاز قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ۳۶-۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء میں فرمایا۔ آپ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص لطافت، پاکیزگی اور نفاست و دیعت فرمائی تھی۔ لہذا خانقاہ سراجیہ شریف کی تعمیر کے وقت کنویں کی تعمیر کے بعد فوراً ایک چھوٹی سی مگر بے حد خوبصورت اور حسین مسجد تعمیر کرائی۔ حویلی کے مکانات اور کمرے وغیرہ کچے بنائے گئے لیکن مسجد کی تعمیر پختہ اینٹوں سے کی گئی۔ کنوئیں کے شمال میں مسجد اور مسجد کے شمال میں حویلی بنائی گئی تھی۔ کنویں اور مسجد کی تعمیر مستری جلال الدین ساکن بکھر بار تحصیل شاپور ضلع سرگودھا نے مکمل کی۔ تقریباً پون کنال رقبے میں مسجد تعمیر ہوئی، اندرونی حصہ اور برآمدہ میں دو دروازے اور ہر صف میں تقریباً چودہ پندرہ نمازی آ سکتے تھے۔ مسجد کے صحن میں پانچ چھ صفوں کی گنجائش تھی۔“ ۳۳

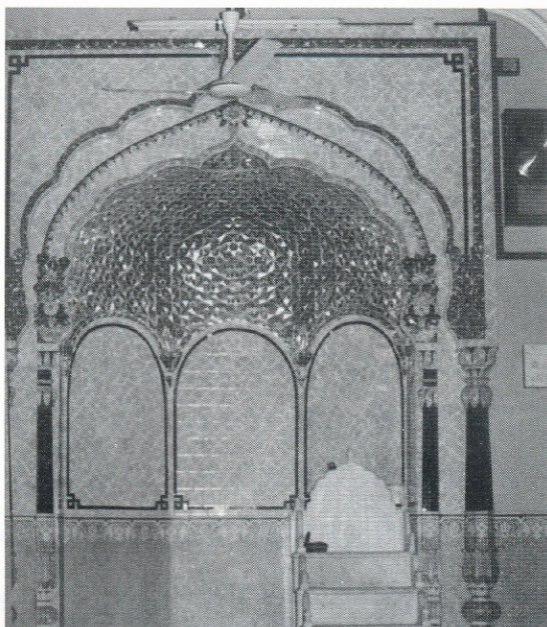
مسجد کی ابتدائی صورت یہ تھی کہ اس کے سامنے ۳۵'۳۰ فٹ لمبا بڑا دالان تھا۔ دالان کے عین شمال میں دو خام کمرے تھے۔ ایک تقریباً ۱۶'۱۷ فٹ اور دوسرا ۲۵'۳۰ فٹ لمبا تھا اور اس بڑے کمرے کے متصل شرقی جانب خراس تھا۔ چھوٹے کمرے کے ساتھ غربی جانب میں اندر آنے جانے کا دروازہ تھا۔ دروازے اور مسجد کے درمیان خالی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد دو کمرے مسجد کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک کتب خانہ اور دوسرا تسبیح خانہ کے نام سے تعمیر ہوئے۔ ان کے درمیان ۴'۵ فٹ کی گلی کو چھت دیا گیا تھا جسے بعض حضرات عقیدت و محبت کے غلبے سے ”بہشتی گلی“ کہتے تھے۔ ان کے سامنے چھوٹا سا برآمدہ اور اس کے آگے مسجد کے سامنے کا صحن واقع تھا۔ گرمی کے موسم میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ

اکثر یہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ مسجد کے جنوب میں ایک برآمدہ تھا جس میں وضو خانہ اور دو غسل خانے بنائے گئے تھے۔ اس برآمدے کے سامنے بھی ان دو کمروں کے برابر صحن رکھا گیا تھا۔ اندرونی اور بیرونی دیواروں پر پلاستر کر کے اوپر سفید چونے کی رگڑائی اس طرح کی گئی تھی کہ دیواریں آئینہ کی مانند چمکدار تھیں اور آنے جانے والوں کا عکس اس میں نظر آتا تھا۔ کڑیوں کی چھت پر لوہے کی چادر کا چھت پوش بنایا گیا جس پر مستری ظہور الدین صاحب اور ان کے ہم کاروں نے خوبصورت اور دلکش نقش و نگار اور خوبصورت رنگ و روغن کی صنعت کاری کے جوہر دکھائے تھے۔ اتنی خوبصورت کاریگری تھی کہ دور دور سے لوگ اس مسجد کو دیکھنے آتے تھے۔ یہ مسجد نقش و نگار کے لحاظ سے ترک اور مغلیہ طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ پیش کرتی ہے۔ ۳۵

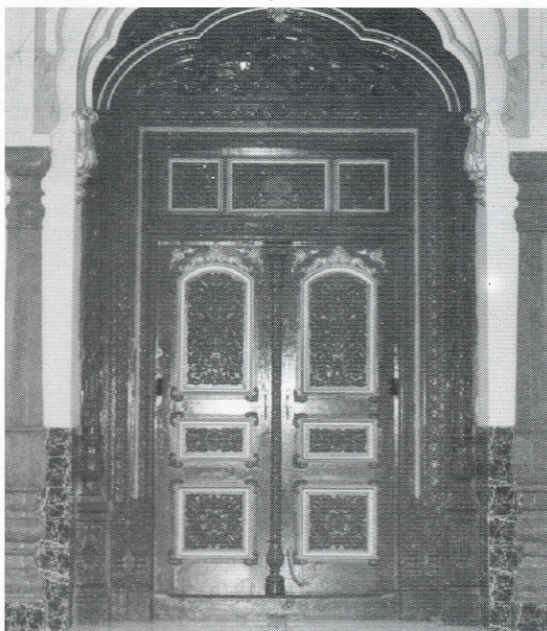
اس وقت خانقاہ شریف پر جو عظیم الشان، وسیع و عریض اور پر شکوہ مسجد موجود ہے یہ اسی ابتدائی مسجد کی جگہ ہے۔ جس میں وقتاً فوقتاً تعمیر و ترقی ہوتی رہی ہے۔ اس مسجد کے در و دیوار و دالان و صحن کی خوبصورتی کے علاوہ سامنے کے دروازوں، چھت، گنبدوں اور میناروں کے مرصع و مرقع اور دیدہ زیب کام کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد کا اندرونی چھت گراں قدر فائوسوں سے سجایا ہے۔

مقبولیت مسجد کی پیش گوئی

قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ایک مخلص ارادتمند جناب میاں نامدار خان نے بیان کیا کہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر کے وقت موجودہ مسجد تعمیر کے آخری مراحل سے گزر رہی تھی۔ ہم سب بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زمان قدس سرہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اہل مسجد میں سے کسی نے کہا کہ اگر یہ مسجد کسی شہر میں ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے جواب دیا کہ مسجد کسی شہر میں ہو یا جنگل میں اس کی اصل زیب و زینت نمازیوں کے دم قدم سے ہے۔ ان شاء اللہ ہماری مسجد قیامت تک آباد رہے گی اور دور دراز علاقوں سے لوگ اسے دیکھنے کے لیے آیا کریں گے۔ ایک نشست میں حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ جملہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں نماز جمعہ بھی پڑھی جایا کرے گی۔ ۳۶



مسجد خانقاہ سراجیہ کا محراب



مسجد کے اندرونی ہال کا بڑا دروازہ

بقعہ نور

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

”مسجد کی تعمیر خدا جانے کس بے پایاں خلوص سے کی گئی ہے کہ مسجد بقعہ نور بن گئی ہے۔ نقش و نگار کا حسن، رنگ و رماش کا اعتدال، تعمیر کا کمال، ذوق جمال کی تعمیر، خانہ خدا سے محبت کی تصویر سامنے تھی۔ اللہ تعالیٰ کا گھر پاکیزگی کا مظہر ہوتا ہے۔ اگر اس پاکیزگی میں ظاہری نفاست و جمال بھی شامل ہو جائے تو عبادت میں لذت دو چند ہو جاتی ہے۔ وہ مسجد جو اہل اللہ کی سجدہ گاہ رہی ہو، جو خشوع و خضوع کے مقام پر تھے۔ اس مسجد کا جاذب نظر ہونا قدرتی امر ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی ایک پاکیزہ ماحول، ایک مقدس فضا اور ایک روحانی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ دنیوی زندگی کا ہر نیک عمل آخرت کا زاد راہ بنتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو نبی نے اللہ تعالیٰ کن غیر ختم انعامات سے نوازے گا۔ یوں تو عالی شان مساجد تعمیر ہوتی ہیں۔ لاکھوں روپے کے خرچ سے خانہ خدا کی تعمیر ہوتی ہے۔ سنگ مرمر کی سلوں، خوبصورت کتبوں، منقش در و دیوار سے مسجد کو آراستہ کیا جاتا ہے مگر بعض مساجد کو دیکھنے سے اس میں سجدہ ریز ہونے والوں، تعمیر کرانے اور کرنے والوں کے خلوص کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک ایک اینٹ، ایک ایک پتھر ان کی خانہ خدا سے محبت کا نشان بن جاتا ہے۔ مجھے ایسا ہی احساس خانقاہ سراجیہ کی اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر ہوا۔“

فصل چہارم

خدمات تحفظ ختم نبوت

تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت اور والہانہ لگاؤ خانقاہ سراجیہ شریف کے حضرات کرام دامت برکاتہم العالی کا خاصہ ہے۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ) نے اپنے زمانہ مبارک میں فتنہ مرزائیت کے مسئلے پر علمائے اسلام کو بروقت متوجہ کرنے کی کوشش فرمائی۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمات

جن دنوں میں مسجد شہید گنج کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد دلولہ و جوش کا مرقع تھا بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے مجلس احرار کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جا رہی ہے تو اس کا غم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی۔ ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو جو اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام نہ رکھنے نہ پائے۔ اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی اور اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔ لہذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش و ہمت کو مبذول کرنا چاہئے۔

اعترافِ عظمتِ رائے

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ۳۹

نائبِ قیومِ زماں صدیقِ دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمات

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کو عقیدہ ختم نبوت کی اساس سمجھتے تھے چنانچہ آپ اس عقیدہ کو ایمان کا موقوفِ علیہ تصور فرماتے ہوئے اس کے تحفظ کے سلسلہ کو حرزِ جان کی طرح اولین اہمیت دیتے تھے۔ ختم نبوت کے منکروں اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلات کرنے والوں اور جعلی نبوت کے قائلین کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن گردانتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت ابھری تو آپ نے اس کی پوری طرح پشت پناہی فرمائی۔ عقیدہ حق کا اعلان کرنے والوں کی گرفتاریاں شروع ہوئیں اور ان پر گولیاں برسنے لگیں۔ جہاں جہاں آپ کے متوسلین تھے انہوں نے اس تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ خود آپ نے مرکز میں رہ کر اس تحریک کی قیادت فرمائی اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ ظہم العالی کو بر ملا اعلانِ حق کرنے اور میانوالی اجلاس منعقد کرنے کے لیے بھیجا۔ لہذا حضرت اقدس بطن اللہ ظہم العالی نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔

خواجہ ناظم الدین (۱۹۶۴ء) نے تحریک کے سب سے بڑے عملی مرکز لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۸۱ء) کے بارے میں حکومت نے حکم دے دیا کہ جہاں ملیں انہیں گولی مار دی جائے۔ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت

مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے مریدوں میں شامل تھے۔ لہذا حضرت اقدس قدس سرہ نے ان کی حفاظت کے لیے انہیں خانقاہ شریف پر بلا لیا اور خاص حکمت عملی کے تحت انہیں خانقاہ شریف لایا گیا اور پھر حالات درست ہونے تک مخفی و محفوظ مقام پر رکھا۔^{۴۰}

راقم الحروف کے مہربان خاص جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم بتایا کرتے تھے کہ ان دنوں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ کو حضرت اقدس قدس سرہ نے ہمارے ڈیرہ (واقع پرانا بھلوال- ضلع سرگودھا) پر بھیج دیا تھا اور حضرت مولانا اصلاح احوال تک یہیں مقیم رہے اور یہاں سے ضروری ہدایات کے خطوط و رقعات لکھ کر ہمیں دیا کرتے تھے جو خفیہ طور پر مختلف اکابرین تحریک کو پہنچائے جاتے تھے۔ ان دنوں کا ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ یہ بھی سناتے تھے:

”جب مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ڈیرہ پر مقیم تھے تو ہمارا ایک نوکر ان کی خدمت پر مامور تھا۔ وہی حضرت مولانا کو کھانا اور دوسری ضروری اشیاء فراہم کرتا تھا۔ ایک روز وہ ہمیں کہنے لگا کہ یہ مولانا صاحب زندہ کس طرح رہیں گے؟ ہم نے ازراہ تعجب پوچھا کہ کیوں؟ (حضرت مولانا کے احوال نام و کیفیات کو ہم لوگوں نے صیغہء راز میں رکھا ہوا تھا تا کہ کسی کو علم نہ ہو جائے کہ آپ یہاں ہیں)۔ کہنے لگا: ”میں شیشے کا چھوٹا سا گلاس جس میں دو گھونٹ پانی ہوتا ہے جب حضرت مولانا کو دیتا ہوں تو وہ ان سے پیا نہیں جاتا، وہ چند وقفوں سے اسے ختم کرتے ہیں۔ جو بندہ ایک گلاس پانی ایک سانس میں نہیں پی سکتا وہ کیونکر جی سکتا ہے۔“

اصل میں اس نوکر کو علم نہیں تھا کہ حضرت مولانا سنت کے مطابق تین سانس میں پانی نوش فرماتے ہیں۔ جب ہم نے اسے اصل بات سمجھائی تو وہ اپنی نادانی پر خوب ہنسنا۔

پھر جب لاہور میں تحریک ختم نبوت کے ضمن میں حکومت وقت نے تحقیقاتی کمیشن بٹھایا تو علمائے اسلام کا ایک بورڈ حضرت حکیم عبدالجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) کے مکان واقع

بیڈن روڈ لاہور پر منکرین ختم نبوت کو خارج از اسلام ہونے اور عقیدہ ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ ثابت کرنے کے لیے تحقیقی کام میں مصروف ہوا تو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے مادی، اخلاقی، روحانی اور ہر طرح سے اس تحریک کے متوالوں کی مدد فرمائی اے

علامہ طاووت رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”تر بیت کے علاوہ تعلیم جہاد مولانا (محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے خصوص مشاغل میں داخل تھی۔

حصول آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ میں شرکت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت کی حکومت کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو گرفتار کرتی یا کسی قسم کا ایذا پہنچاتی۔ البتہ آپ کے خلفاء اور لیفٹیوں کو قید و بند کے مصائب سہنے پڑے اور آپ کے خلیفہ اعظم جو اس وقت آپ کے سجادہ نشین ہیں یعنی حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی گرفتار کر لیے گئے اور اسے بھی آپ ہی کا فیض سمجھنا چاہیے کہ جب تحریک کی عدالتی تحقیقات شروع ہوئیں تو ڈیفنس میں سب سے پیش پیش آپ کے خدام ہی تھے۔ بھرے لاہور میں مولانا محمد علی، قاضی احسان احمد اور دوسرے حضرات کو کوئی جگہ بھی نہیں مل رہی تھی جہاں وہ بیٹھ کر ڈیفنس کا مصالحہ جمع کرتے، حضرت کے پیر بھائی اور مرید سید الحکماء والا طباء مولانا حکیم عبدالجید صاحب سیفی مدظلہ نے اپنے پڑوس میں ایک مکان مہیا فرمایا اور کارکنوں کے لیے قیام و طعام کا انتظام کیا اور علمی طور پر ہر طرح کی معاونت فرمائی بلکہ خود حضرت مولانا (قدس سرہ) بھی ان دنوں اکثر لاہور مقیم رہے تاکہ ڈیفنس کے کام کو بوجہ احسن اختتام تک پہنچایا جائے۔ یہ وہ وقت تھا جب بڑے بڑے مخالفین مرزاہیت بلوں میں دبکے ہوئے تھے اور ڈیفنس میں اشتراک تو علیحدہ رہا، اس میں خفیہ علمی معاونت سے بھی پرہیز کر رہے تھے، ایسے وقت میں حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے طرز عمل نے اہل علم میں ایک قسم کی

جان پیدا کر دی اور وہ سب لوگ آپ کی توجہ سے اس کام میں شب و روز مصروف و متوجہ ہو گئے۔

اس ایک واقعہ سے آپ حضرات کو حضرت اقدس کے مجاہدانہ کارناموں کا اندازہ ہو گیا ہوگا لیکن چونکہ ریا و سمعت اور تشہیر و تکلف سے دور تھے اس لیے کبھی پس منظر سے نکل کر پیش منظر میں آنے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ حتی الامکان اپنے متعلقین کے متعلق بھی یہ اہتمام فرماتے کہ وہ تشہیر و ریا سے دور رہیں تاکہ ثواب حیطہ نہ ہو۔“ ۲

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ
ظہم العالی کی خدمات

مولانا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جان نثاران حضرت ختمی مرتبت فدا یان ناموس رسالت عاشقان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم علمبرداران پیغام آخریں دریائے خون سے گزر کر تاریخ امت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جان سپاری سے روایات عشق و محبت کو دوام بخش رہے تھے:

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بیثرب کی حرمت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اس سلسلے میں علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں حضرت اقدس خان محمد صاحب

(بسط اللہ ظہم العالی) جیسا کہ اجمالاً مذکور ہو چکا حضرت (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز) کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا:

اے عاشقان ختم نبوت بشارتے

زندان دہد بہ صدق شہادتے

چنانچہ آپ ۵ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیٹھی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل

بھیج دیے گئے۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورٹل جیل جانا پڑا۔ جہاں سے پھر ارباب بست و کشاد نے ۱۱ اگست ۱۹۵۳ء کو سنٹرل جیل منتقل کر دیا اور سنٹرل جیل کی کال کوٹھڑیوں میں آپ اسیری کے ایام بسر کرتے رہے۔^{۴۳}

۵ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب بسط اللہ ظہیم العالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول مقرر ہوئے اور ۳ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہفتم مقرر ہوئے۔ مجلس کو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا خان محمد صاحب و ظہیم العالی کے دور میں عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ۴-۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں پاکستان کی منتخب اسمبلی نے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کر کے قادیانیوں کے عقائد کی بنا پر انہیں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا۔ جس کے بعد عالم اسلام نے حکومت پاکستان کو مبارک باد کے تار دیے اور اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد دیگرے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ اسی سال جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج ہوا۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق لاہوری اور قادیانی کے لیے علیحدہ علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے اور مسلمانوں کے ووٹ فارم پر ترمیم ۴-۱۹۷۴ء کے الفاظ کا حلف نامہ دیا گیا۔^{۴۵}

بعد ازاں مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہیم العالی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مجلس کو مزید بیشمار کامرانیاں نصیب فرمائیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے 'اذان دینے' اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی۔

۱۹۸۴ء میں مجلس کے تین وفد یکے بعد دیگرے لندن گئے جن میں مجلس کے امیر کی حیثیت سے مخدوم زماں بسط اللہ ظہیم العالی نے بھی شمولیت فرمائی۔^{۴۶} ۱۹۸۵ء-۱۹۸۶ء میں مختلف ممالک کے تبلیغی دوروں میں بھی امیر مرکزیہ کی حیثیت سے آپ شامل تھے اور محمد اللہ آج تک آپ اس منصب جلیلہ پر فائز المرام ہیں۔

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں۔

”تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں آپ نے قائد کی حیثیت سے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کئی عملی اقدام اٹھائے۔ حضرت کی سعی جمیلہ سے اس گروہ کے بھیا تک چہرے سے نقاب اٹھ چکا ہے۔ حکومت نے انہیں غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں کا ایک بڑا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ حضرت آج بھی ختم نبوت کے سلسلہ میں تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا زیادہ وقت سفر میں گزرتا ہے۔ مدارس دینیہ کے سالانہ اجتماعات اور ختم نبوت کے اجلاس میں حضرت شرکت کرتے رہتے ہیں اور اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لیے آپ برطانیہ، امریکہ، کویت، دبئی، ہندوستان اور بنگلہ دیش کا سفر کر چکے ہیں۔“

حواشی باب چہارم

- ۱- مولانا محبوب الہی: تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۱۰-۲۱۱
- ۲- ایضاً، ص ۱۷۳
- ۳- ایضاً حاشیہ
- ۴- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۸
- ۵- ایضاً، ص ۲۸
- ۶- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۴-۱۷۵
- ۷- مشتاق گھمغلوی، سہیل - ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۹-۱۹۷۸ء، ”خانقاہ سراجیہ لائبریری - ننھی منھی بستی - لازوال خزانہ“، ص ۳۰
- ۸- ایضاً، ص ۳۱
- ۹- ایضاً
- ۱۰- اہل علم کی جنت - خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب لاہور: ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۳۰
- ۱۱- قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم دینی کتب خانہ، چند ضروری

- توضیحات، فکر و نظر، جلد ۹، شمارہ ۶، ۱۹۷۱ء، ص ۴۶۷-۴۶۸/ پروفیسر
محمد رفیع اللہ خان، ایک عظیم دینی کتب خانہ، فکر و نظر، اپریل ۱۹۷۰ء
- ۱۲- ایضاً، ص ۴۶۸
- ۱۳- ایضاً، ص ۴۶۹
- ۱۴- ایضاً
- ۱۵- ایضاً
- ۱۶- حضرت مولانا خان محمد (مدظلہ)، مشفق استاد ہفت روزہ خدام الدین
(سید بنوری نمبر) لاہور: س-ن-ص ۸۹-۹۰
- ۱۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن-ص ۱۳۸
- ۱۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۵
- ۱۹- ایضاً
- ۲۰- ایضاً، ص ۱۷۶-۱۷۷
- ۲۱- اہل علم کی جنت، خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب، لاہور:
ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۲۹
- ۲۲- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۶
- ۲۳- ایضاً
- ۲۴- ایضاً، ص ۲۹۷
- ۲۵- ایضاً، ص ۱۷۳
- ۲۶- ایضاً، ص ۱۷۳-۱۷۴
- ۲۷- محمد نذیر رانجھا، کتاب خاندہ سعدیہ، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی:
انجمن فیض الاسلام، جلد ۲۷، شمارہ ۹، شعبان و رمضان ۱۳۹۵ھ/ ستمبر

۱۹۷۵ء، ص ۳۷-۳۹/ محمد حسین تسبیحی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، اسلام آباد، مرکز، تحقیقات و فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، جلد اول، ص ۵۱۲/ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد اول، سوم، چہارم، ہفتم، ہشتم، یازدہم، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۹۰ء، احمد منزوی/ (دکتر سید) عارف نوشاہی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، (جلد ۱۲)، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء

۲۸- حافظ نذر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، ص ۳۵۱

۲۹- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۷

۳۰- حافظ نذر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، ص ۳۵۱-۳۵۲

۳۱- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲-۳۳

۳۲- مشتاق گھمناوی، خانقاہ سراجیہ لاہوری، سہیل ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۹-۸۰، ۱۹۷۸ء، ص ۳۰

۳۳- مکتوب جناب قاضی احسان احمد، بنام مؤلف مورخہ ۲۲ نومبر ۲۰۰۰ء

۳۴- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۹۹

۳۵- ایضاً، ص ۹۹-۱۰۰/ Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of

Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880

- ۳۶- ایضاً، ص ۱۲۰
- ۳۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۹
- ۳۸- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۸
- ۳۹- ایضاً
- ۴۰- ایضاً، ص ۳۱۶-۳۱۷
- ۴۱- ایضاً، ص ۳۱۶
- ۴۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲-۳۵
- ۴۳- مولانا محبوب الہی، تحفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۸
- ۴۴- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۰، Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880
- ۴۵- ایضاً، ص ۳۴۱
- ۴۶- ایضاً، ص ۳۴۱-۳۴۲
- ۴۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۳۸-۱۳۹

سراجیه نامه

به مناسبت تالیف و چاپ و نشر کتاب مستطاب تاریخ و تذکره خانقاه سراجیه نقشبندیه مجددیه - کندها، بخش میانوالی، به کوشش و اهتمام جناب آقا دکتر محمد نذیر رانجھا ادیب و سخنور دانشمند و عارف و کتابدار و کتاب شناس کتاب خانه اداره شوری فکر اسلامی پاکستان، اسلام آباد جلوه عشق و ادب در خانقاه علم و دین هر کجا باشد نوای مہد عرفان خدا بلبل باغ وفا چچہ زنان عاشقان خانقاه پاک حق دارد نشاط گفت و گو لاله زاران گشته است آن خانقاه سبزگون حاصل تعلیم دین و معرفت آمد سعید خان قیوم زمان شد مہبط اثبات حق نقشبندیہ شدہ روشنگر راہ ادب سر بہ سر شد کنہیان روشن ز نور خانقاه صورت زبای دانش نقش روی دلبران می رسد نغمہ بہ گوش سالکان راہ حق ہر طرف گسترده گشتہ بوی خوش از کنہیان اولیای حق ہمہ پیوستہ در قول و غزل این بود اصل محبت در صداقت ہر زمان آینہ آمد ہمارہ جلوہ عکس جمال نقش پای مصطفیٰ (ص) رفتہ ابو سعد وفا نایب او شد محمد عبداللہ گل فشان

شد سراجیہ کمال معرفت راہ راستین تا کہ قیوم زمان آمد بہ پاکستان زمین شد ز قیوم زمان تاسیس این درگاہ دین صدق افکار محبت آمدہ در زمین تا کہ آن صدیق دوراں رہنما شد جانشین ہم سعید و ہم سعادت مظہر علم الیقین گلشن خوشبو شدہ باغ سراجیہ بین مسجد و محراب عشاق طریقت را جبین روضہ رضوان حق گردیدہ نور العارفین دیت علم الیقین آمد بقای سالکین نغمہ خوانان مولس دریای عشق عاشقین چون کہ باشد در سراجیہ گل خوشبو یقین یعنی آن قول و غزل کا مد قول مرسلین تار سد بر جان انسان صدق پاک بہترین قول "اللہ جمیل" آمد کند متن متین آن کہ احمد خان شدہ مہد امانت را امین چون کہ در فکر و عمل شیخ الکمال متقین

زنده و پاینده بادا این سراجیه بدان
آن که باشد بوخلیل عشق حق در خانقاه
مرکز علم آمده روحانیت را، راز دان
در کتب خانه بود تفسیر قرآن و حدیث
خانه تسبیح آن در گاه پاک بوخلیل
گنبد خضرا بود روشنگر این خانقاه
جلوه درویش خانه آمده پیک صفا
مشعل راه ولایت از سراجیه بود
صف شکن گردیده تعلیمات عرفان خدا
در مزارت مقدس نور حق رخشان بود
خان محمد بوخلیل آن مرشد عشق ابد
صدر مجلس آمده خورشید جان بوخلیل
میر محفل هر کجا آورده پیمان وفا
گوهر دریای عرفان باشد این مرد خدا
هر که باشد عاشق راه محمد مصطفی (ص)
زینت علم و عمل گردیده اخلاق عظیم
کوشش او صدق او را شامل است
طالب علم است و جویای محبت هر کجا
این "ربا" همواره در راه ادب خدمت گزاری

روح ریحان آمده در بارگاه صادقین
خان محمد گشته از لطف اله العالمین
خانقاه روح حق گردیده چون حصن حصین
مخزن اسلامیان شد خانقاه شهادین
سبحة الابرار دل گردیده روض الواعظین
از مدینه می رسد بر در گهش عین الیقین
کل درویشان در آنجا همدلند و همنشین
خان محمد بوخلیل آن مشعل حق الیقین
سیرت پاک نبوت اصل سیر شایقین
هم دعا و هم قرائت شد نوای قارئین
گویا انگشتی درد محبت در نگین
می درخشد همچو خور در خانقاه ساجدین
رحمت حق گستر یده بایمان نازنین
حج بیت الله نموده بادل و جان و یقین
می رود هر دم به دل در دست او جل المبین
این محمد این نذیر را نخوا که باشد مرد دین
همت او گوهر درج صداقت را رهین
عاشق پاک رسول است و کرام الکاتبین
صوفیان و عارفان و عاشقان را هم نشین
نتیجه فکر: دانشمند شهیر

وارجمند جناب آقای استاد

محمد حسین تسبیحی "ربا"

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان - اسلام آباد

مآخذ و منابع

- ۱- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، علماء و مشائخ گویہ، بھیرہ ضلع سرگودھا: مجلس مرکزیہ، حزل الانصار، سن
- ۲- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، (مقالہ) نصیر الدین احمد گوی، ماہنامہ شمس الاسلام (امیر محترم نمبر)، بھیرہ ضلع سرگودھا: جلد ۵ شمارہ ۴۰، اپریل ۱۹۷۶ء / ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ
- ۳- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھیرہ: مؤرخہ ۲۶ جون ۲۰۰۰ء
- ۴- احسان احمد، قاضی مکتوب گرامی بنام مؤلف، ٹوبہ ٹیک سنگھ: مؤرخہ ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء
- ۵- احمد رضا بجنوری، مولانا سید، انوار الباری شرح صحیح بخاری (جلد اول) لاہور: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۸۰ھ
- ۶- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد اول)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء
- ۷- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد سوم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء
- ۸- احمد منزوی، فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد چہار)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۵ء
- ۹- احمد منزوی، فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد ہفتم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۶ء
- ۱۰- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد ہشتم)،

- اسلام آباد: مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، ۱۹۸۷ء
- ۱۱- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد یازدہم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان، ۱۹۹۷ء
- ۱۲- احمد منزوی/اضافات، تجدید نظر و اہتمام: (دکتر سید) عارف نوشاہی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد چہارم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۹۷ء
- ۱۳- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) تذکرہ علمائے پنجاب (جلد اول) لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء
- ۱۴- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) تذکرہ علمائے پنجاب (جلد دوم)، لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء
- ۱۵- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) مکتوب گرامی بنام مؤلف، لوہسر شرفو، واہ کینٹ ضلع راولپنڈی: مؤرخہ ۲۳ مئی ۲۰۰۰ء
- ۱۶- اعجاز احمد خان سنگھانوی، حکایات الاسلاف عن روایات الاخلاف (یعنی بزرگان دین کی سبق آموز حکایات) (جلد اول) کراچی: کتب خانہ انورشاد، (۱۳۹۶ھ)
- ۱۷- اقبال احمد فاروقی، صاحبزادہ، تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۷ء
- ۱۸- اللہ وسایا، مولانا (مقالہ): آہ حافظ محمد عابد، شامیں اداس اداس صحبتیں بکھی بکھی ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جلد ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ ۱۴۲۳ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ/۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۳
- ۱۹- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء
- ۲۰- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب س-ن
- ۲۱- خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی: مکتوب گرامی بنام مؤلف، مؤرخہ یکم

نومبر ۲۰۰۰ء

- ۲۲- خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، کنڈیاں ضلع میانوالی: مطبوعہ لاہور، س-ن
- ۲۳- خان محمد (صاحب مدظلہ العالی)، حضرت مولانا، (مقالہ): مشفق استاد ہفت روزہ خدام الدین (سید بنوری نمبر) لاہور
- ۲۴- خدا بخش اصغر، حافظ، پیغام بیداری یعنی یاد خدائے پاک، لاہور، ماڈل ٹاؤن، مؤلف، ۱۹۷۳ء
- ۲۵- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ معہ ارشادات عالیہ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا رشید گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد عبداللہ سجادہ نشین کنڈیاں)، لائلپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء
- ۲۶- طارق محمود، صاحبزادہ، (مقالہ): میں بھی حاضر تھا وہاں ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد، جلد ۲۳، شمارہ ۳۵، دسمبر ۱۹۸۵ء
- ۲۷- طارق محمود، صاحبزادہ (اداریہ): حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال، ماہنامہ لولاک، ملتان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة، جمادی الاول ۱۴۲۱ھ/ اگست ۲۰۰۰ء
- ۲۸- طاہر (علامہ)، (مقالہ): موت العالم موت العالم، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ماہ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء
- ۲۹- طاہر (علامہ)، (مقالہ): حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء
- ۳۰- عبدالحی لکھنوی، مولانا، نزہۃ الخواطر (عربی)، (جلد ۸) کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۹۶ھ
- ۳۱- عبدالدائم، قاضی، حیات صدیقیہ، بری پور ہزارہ: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ،

۱۹۹۹ء

۳۲- عبدالرشید، مولانا، (مقالہ): حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب

میلیانوی، ماہنامہ بینات، کراچی: رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ جون ۱۹۸۵ء

۳۳- عبدالکریم کلاچوی، مولانا (مقالہ)، مہ کامل نہفتہ در تہہ خاک، ماہنامہ

الرشید، ساہیوال: جلد ۱۳، ستمبر ۱۹۸۵ء/ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

۳۴- عزیز الرحمن خورشید (مقالہ): دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے مشہور تلامذہ،

ماہنامہ شمس الاسلام (اشاعت خاص) بھیرہ ضلع سرگودھا: مارچ

۱۹۸۷ء

۳۵- فیوض الرحمن، ڈاکٹر، مشاہیر علماء (جلد دوم)، لاہور: طیب اکیڈمی،

س-ن

۳۶- قاسم محمود سید، انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن

۱۹۹۸ء

۳۷- قمر ذوالفقار (انٹرویو حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ) حضرت مفتی

صاحب کی وفات کی خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا ہفت روزہ ترجمان

اسلام (مفتی محمود نمبر)، لاہور: اپریل ۱۹۸۱ء

۳۸- لیاقت علی خان نیازی، ڈاکٹر، تاریخ چکوال، چکوال: انجمن توقیر

(ادب) ۱۹۹۲ء

۳۹- ماہنامہ الرشید، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ساہیوال: ۱۹۸۰ء

۴۰- ماہنامہ کتاب (مقالہ): اہل علم کی جنت، خانقاہ سراجیہ اسلامی

الانٹرنیری، لاہور: ستمبر ۱۹۷۵ء

۴۱- محبوب الہی، مولانا، تھہ سجدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء

۴۲- محبوب الہی، مولانا، (مقالہ): دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں خانقاہی

- نظام کا حصہ، ہفت روزہ خادم الدین، لاہور: ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء
- ۴۳- محمد ازہر شاہ قیصر، سید (مدیر)، ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جنوری ۱۹۵۲ء
- ۴۴- محمد ازہر شاہ قیصر، سید (مدیر)، ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): مارچ ۱۹۵۲ء
- ۴۵- محمد ازہر شاہ قیصر، سید (مدیر) ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جون ۱۹۵۲ء/ رمضان ۱۳۷۱ھ
- ۴۶- محمد اسرار نیل، مولانا، صدر الکلام، پشاور، ۱۳۹۵ھ
- ۴۷- محمد اشرف کھوکھر، ”صاحبزادہ ”لالہ“ حافظ محمد عابد مرحوم ہو گئے اور ہم ان کی پر خلوص رفاقت سے محروم ہو گئے، ہفت روزہ ختم نبوة، کراچی: ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۹
- ۴۸- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دارالعلوم القرآن سراجیہ (۱۴۲۰ھ)
- ۴۹- محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء (طبع سیزدہم)
- ۵۰- محمد انظر شاہ، مولانا سید، نقش دوام، ملتان: مکتبہ تالیفات اشرفیہ، س-ن
- ۵۱- محمد انوار الحسن انور شیر کوٹی، پروفیسر، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانی) کراچی، مکتبہ اسلامیہ، س-ن
- ۵۲- محمد حسین تبسبی (ڈاکٹر) کتابخانہ ہائے پاکستان (جلد اول) اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء
- ۵۳- محمد خواص خان، تذکرہ علمائے ہزارہ، ۱۹۸۹ء
- ۵۴- محمد رفیع اللہ خان، پروفیسر (مقالہ): ایک عظیم دینی کتب خانہ (مجلہ) فکر و نظر، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، اپریل ۱۹۷۰ء
- ۵۵- محمد رمضان علوی، مولانا ابوسعید، تعلیم و تربیت مولانا الحاج افتخار احمد گبوی،

- ماہنامہ شمس الاسلام (امیر محترم نمبر) بھیرہ ضلع سرگودھا: اپریل ۱۹۷۲ء
- ۵۶- محمد شفیع صابر، شخصیات سرحد، پشاور، ۱۹۷۸ء
- ۵۷- محمد زرین نقشبندی، ابو زبیر قاری، راولپنڈی: جامعہ فرقانیہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف مورخہ ۱۴ اگست ۲۰۰۰ء
- ۵۸- محمد شمس الدین، قاضی (مقالہ): خانقاہ سراجیہ کا عظیم کتب خانہ چند ضروری توضیحات، (مجلہ) فکر و نظر، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، جلد ۹ شماره ۶، ۱۹۷۱ء
- ۵۹- محمد طارق مسعود، ڈاکٹر (مقالہ): صدر الاولیاء حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی: مورخہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء
- ۶۰- محمد طارق مسعود، ڈاکٹر (مقالہ): صدر الاولیاء حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، روزنامہ جنگ، راولپنڈی: مورخہ ۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء
- ۶۱- محمد طیب، مولانا قاری، تاریخ دارالعلوم دیوبند، کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۷۳ء
- ۶۲- محمد عبداللہ درخوasti، مولانا، مقدمہ القرآن (افادات مولانا محمد عبداللہ درخوasti)، خانپور: مکتبہ مدنیہ مخزن اسلام، س-ن
- ۶۳- محمد عظیم الاحسان المجددی البرکتی، مفتی سید، قواعد الفقہیہ، کراچی: الصدق پبلشرز، ۱۹۸۶ء
- ۶۴- محمد عیسیٰ گورمانی، مولانا، چشمہ حیات، ۱۳۹۸ھ
- ۶۵- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): کتاب خانہ سعدیہ، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی: جلد ۲۷، شماره ۹۰، شعبان رمضان ۱۳۹۵ھ/ ستمبر ۱۹۷۵ء
- ۶۶- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں ضلع

میانوالی، (مجلد) العلم، کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس،
اکتوبر-دسمبر ۱۹۷۵ء

۶۷- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): قیوم زماں مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ،
روزنامہ تعمیر، راولپنڈی: ۲۵/ اپریل ۱۹۷۵ء

۶۸- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): ایک علمی سفر، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی:
انجمن فیض الاسلام، جلد ۲۷، شمارہ ۷، جمادی الثانی ورجب ۱۳۹۵ھ/
جولائی ۱۹۷۵ء (ص ۲۹-۳۱)

۶۹- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): بزرگان خانقاہ سراجیہ، ماہنامہ فیض الاسلام،
راولپنڈی: جلد ۳۱، شمارہ ۲ فروری ۱۹۷۹ء/ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (ص
۲۵-۲۶)

۷۰- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ- ایک علمی اور روحانی مرکز،
ماہنامہ الحق، اکھڑہ ٹنک ضلع پشاور: اگست ستمبر ۱۹۷۵ء (۳۹-۵۵ و
۲۵)

۷۱- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، ہفت روزہ
دیہات، راولپنڈی: ۲۱-۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء (ص ۲۱-۲۷)

۷۲- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ،
ہفت روزہ شیرازہ، پشاور: ۱-۷ دسمبر ۱۹۷۵ء

۷۳- مشتاق گھمنا لوی، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ لائبریری- ننھی منھی بستی-
لازوال خزانہ، سہیل، ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۸-۱۹۷۹ء

۷۴- میاں محمد، مولانا تخریک شیخ الہند، لاہور: مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۷۵ء

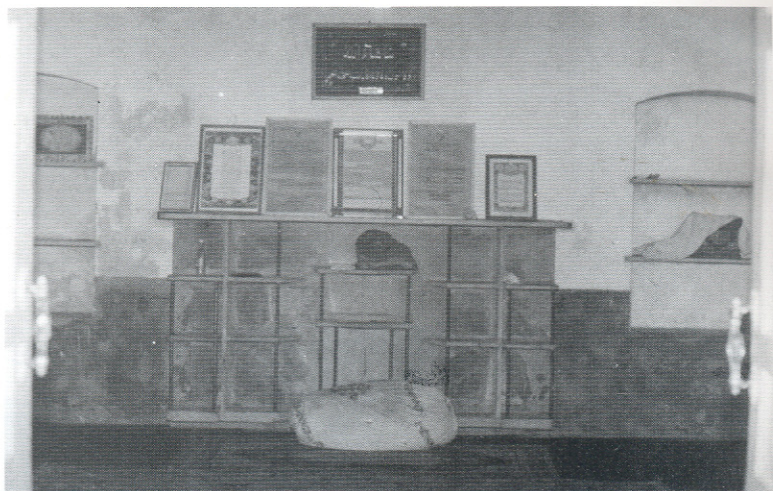
۷۵- نثار احمد الحسنی، حافظ، (مقالہ): ایک یادگار تاریخ روحانی سفر (خانقاہ
سراجیہ، کنڈیاں شریف) (مجلد) الارشاد، انک: جامعہ مدنیہ، شوال

۱۴۱۸ھ فروری ۱۹۹۸ء

- ۷۶- نذر احمد، حافظ، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲) لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء
- ۷۷- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کنڈیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء
- ۷۸- نسیب احمد سیفی، حکیم عبدالجید سیفی-۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک عظیم رہنما، ماہنامہ شمس الاسلام (ختم نبوت نمبر) بھیرہ ضلع سرگودھا
- ۷۹- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ء
- ۸۰- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۲ اگست ۲۰۰۰ء
- ۸۱- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۷ اگست ۲۰۰۰ء
- ۸۲- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء
- ۸۳- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۳۱ اگست ۲۰۰۰ء
- ۸۴- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء
- ۸۵- نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک: مورخہ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء

[illegible]

یہاں ہرگز کسی سے مشرف نہ ہوگا تو شاہ محمد نے اس کی کتاب الہی بخش میلے جو لغوی ہے
 سے نہ گزردوس روئے ہیں کہ وہ بڑا آدمہ بننے لڑا کہ وہ غلطیاں لکھو اگر آپ کو یقین دیا جائے گا کہ وہ
 جو تبتہ کے ساتھ کوئی کتاب غلط نہ کرنا پڑے گا وہ دوسرا خود افسر مکمل عسکر ایچ بی جیالہ علیہ
 حسن ابدال اب دیکھ کر کسی سامع خاں کسی لکھنؤ کے منہ پر لکھی جو قیدہ در نسل قوت مولیٰ قیدہ قندلوا
 جاتا کہ وہ اس مدظلہ العالی ستریم بارون سے دیکھیں خاں شاہ محمد نے پہلے تو لکھتے تھے کہ شاہ محمد دوسری بار
 جاقو مشرفین فرشتہ برتیا سے قیدہ قندلوا صاحب علی العاص ابن جانت سے نماز پڑھ کر دوسرے صاحب دارالکمال
 صاحب دس دیکھ کر ہرگز کوئی نہیں پتا تو کہیں ہوگا کہ کمال کا بیوا خود فرست پڑنے اور سے اس بار کو
 کا ذکر تو خود لکھو کہ جو فرست اجاڑت لڑا تو خود لکھ کر صاحب دارالکمال سے حالات جو دوسری میں مولیہ
 کے مطابق جس طرح شاہ محمدین اعانت سے باقی رہ جیت سے فرست لکھ کر وہ اور قلعے مشو سے آئے
 وہ غایت ہی دعاؤں کی درخواست سے والدہم اور دوسری آواز نہ ہوگا کہ وہ صاحب دارالکمال



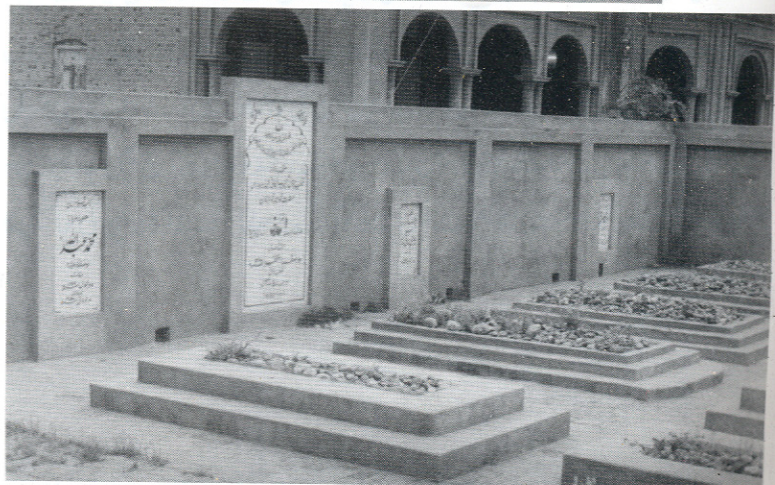
تشیخ خانے کا اندرونی منظر



تشیخ خانے کا بیرونی منظر



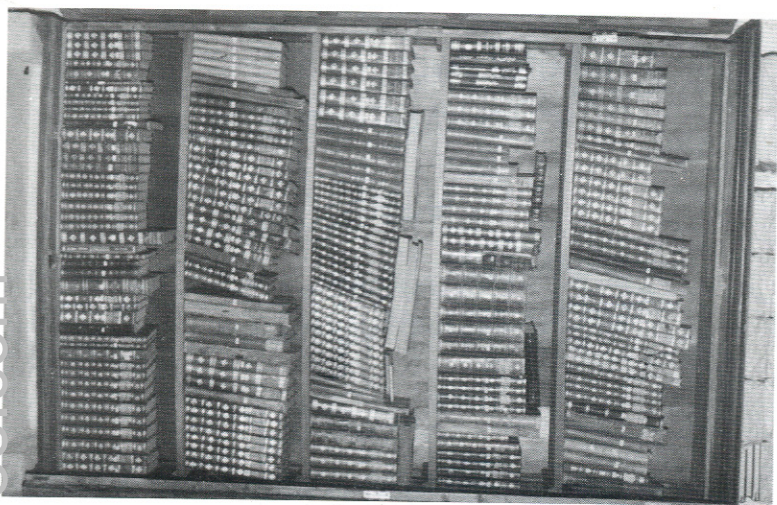
خانقاہ سراجیہ کا عمومی منظر



مزارات مقدسه



حضرت اقدس خواجہ خان محمد مظللہ کی خصوصی نشت گاہ



کتب خانے کا اندرونی منظر



کتب خانے کا اندرونی منظر